قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین

الحمد للہ کہ این گلدستہ نور صحیفۂ ہدایت نشور مولفۂ جناب
مولانا مولوی محمد عبد السمیع صاحب ساکن رامپور ضلع سہارنپور مسمی بہ

انوار ساطعہ

در بیان

مولود و وفات

بہ تعمیل ارشاد فیض بنیاد جناب حکمت مآب جناب حکیم محمد مقرب حسین خان
صاحب میونسپل کمشنر مالک مطبع اخبار عالم و مترجم بوستان خیال

در مطبع دار العلوم میرٹھ باہتمام محمد عبد الحکیم منصرم مطبع طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

قصیدہ مولف کتاب

ہے دل معبود مطلق مین جو ہنگام رقم میرا
تو سجدہ کرکے ہر ہر کلمہ لکھتا ہے قلم میرا

الٰہی مرتے دم جانے بدل عشرت سے غم میرا
ترا جلوہ ہوا نکھون مین جب آنکھون مین ہو دم میرا

رکیگا مدح سے کب خامہ ندرت رقم میرا
جفا سے کوئی ظالم سر بھی کردے گر قلم میرا

مرے شعر و سخن مین نام اللہ اور نبی کا ہی
یہ سکہ کیون نہ رائج ہو عرب سے تا عجم میرا

موحد ہون محب مصطفے ہون اہل سنت ہون
میرا ہادی محمد ہے وہ شاہ ذی حشم میرا

نہین اہل حسد کی ردّ و کد سے کچھ ضرر مجھکو
عقیدہ کرچکے تصدیق جب اہل حرم میرا

پھریرہ میرے نیزہ پر رہے نصر من اللہ کا
صف اعدا مین او نچا کہیاے مولا علم میرا

رہے چلتا الٰہی مرتے دم تک تیری طاعت مین
قدم میرا قلم میرا درم میرا دھ دم میرا

قدم سست اور کٹھن منزل ہے مولا دستگیری کر
رہا جاتا ہے تن گر گر کے جون نقش قدم میرا

خدا کی راہ مین مٹنے سے ہوتی ہے بقا حاصل
ہوا آخر بقا باللہ مٹ کر عدم میرا

بچا مین کاش محشر مین یہ کہکر مصطفے مجھکو
یہ بیدل ہے غلام خاص بیدام و درم میرا

فہرست مضامین مندرجہ کتاب مستطاب انوار ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ

سبب تالیف کتاب	۳	اشغال مشائخ و تاکید بعض ما ورد بعد قرأن الصلوٰت بنبی جائز	۴۸
فریق ثانی کی زبان درازیان بابت مولد شریف و فاتحہ	۶	اجماع سے خراشت کا بھی جایز ہے	۴۹
وجہ نظر ثانی انوار ساطعہ	۸	دوسری حدیث من سن فی الاسلام سے بدعت حسنہ کا ثبوت	۵۰
براہین قاطعہ کے مضامین جس سے اہل سنت کو نفرت ہے	۱۳	اقوال فقہا و محدثین در ثبوت بدعت حسنہ	۵۱
مولف براہین قاطعہ نے اصول مطالب انوار ساطعہ کا ان لئے	۱۴	نیت منھ سے کہنا بدعت حسنہ ہے	۵۳
صفہ و اصحاب صفہ کا حال	۱۸	آٹھوین صدی مین محفل مولد شریف بہیت کذائی حادث ہوئی	۵۵
منکرین کے پیشواؤن کا شجرہ اور سلسلہ	۲۰	آٹھوین صدی مین تسلیم بعد اذان حادث ہوا	۵۶
اقوال ارابعہ در بدعت حسنہ و تردید آن	۲۱	احداث جدید کرنا مولوی اسمٰعیل صاحب کے پیر و مرشد سے	۵۶
ایجاد بعد قرون ثلثہ بدعت سیئہ کہنے والونکا استدلال حدیث خیر القرون سے		جواز فاتحہ بر طعام و شیرینی	۵۷
غلط ہے ہم بارہا اسکو تہا ردے چکے ہین	۲۲	حضرت کا دعا کرنا طعام موجودہ پر غزوہ تبوک و غیرہ مین	۶۱
زمانہ قرون ثلثہ کا کب تک رہا	۲۴	شاہ ولی اللہ سے طعام پر فاتحہ کا ثبوت	۶۵
جن چیزون پر انکار صحابہ سے واقع ہوا اور پھر جایز بالاتفاق ہین	۲۶	شاہ عبد العزیز سے ثبوت فاتحہ بر طعام	۶۶
جو کہتے ہین کہ بدعت حسنہ کچھ چیز نہین انکا رد و اول مقبول و مقبول کا	۳۴	عرس کی اصلیت	۶۷
زمانہ قرون ثلثہ مین کتنی باتین ایسی ہوئین کہ خیر نہین	۳۷	فاتحہ پر براہین قاطعہ کے اعتراضات پر اونکا جواب	۷۰
حدیث من احدث فی امرنا۔ و جمیع احادیث بدعت کی اصل تحقیق	۳۸	خاص مذہب منہود سے یہ تحقیق کہ فاتحہ مین منہود کا تشبہ نہین ہے	۷۴
جو چیز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہین مگر وہ بدعت نہین	۴۰	جمعرات کی فاتحہ اور روحون کا آنا دینا مین	۷۷
فجر کو نفل مکروہ ہونی کی وجہ	۴۱	براہین قاطعہ کا اعتراض روحون کی بد عا پر پھر اوس کا جواب	۸۱
عبد اللہ ابن مسعود کا نکالدینا ذکر اللہ کرنیوالونکو پھر اوسکا جواب	۴۲	براہین قاطعہ کا اعتراض روحون کے آنے پر پھر اوسکا جواب	۸۷
حضرت علی کا انکار نفل قبل عید پھر اوسکا جواب	۴۴	اہل قبور کو صدقہ پہنچنے سے خوش و کہنا جمعرات کو نہ پہنچے سے مغموم	۸۸
ابن عمر کا چاشت پر انکار پھر اوسکا جواب	۴۵	عیدین و شب برات و محرم مین فاتحہ	۹۰
ابن عمر کا قنوت پر انکار اور اوسکا جواب	۴۶	حدیث ضعیف پر عمل جائز ہے اس کی تحقیق	۹۳
پہلے عید گاہ مین منبر نہ تھا	″	فاتحہ سوم کا بیان اور کلمہ طیبہ کے فضائل	۹۷
پہلے جمعہ کی اذان اول نہوتی تہی	۴۷	سوم مین لقمین دانہ مخود کی وجہ	۹۸
پہلے طواف کعبہ مین اونٹنے پالو نہین پھرتے تہے	″	سوم مین قبران پڑہنا اور مانعین کے جوابات	۹۹

ہزار ہزار شکر بیرا ائے منعم حقیقی کہ تونے ایسا حبیب مقبول عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھیجا جسکا وجود باجود مومنین کے لیئے موجب نور ایمان اور باعث آرام جان ہے - لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم - پھر لاکھون کروڑون درود اوس امام رسل ہادیٔ سُبل کی روح پُر فتوح پر جسکے فیض تعلیم وہدایت سے ہر زندہ دل اپنے مُردگانِ غمناک کی ارواح کو فاتحہ درود سے راحت رسان ہے - ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولاتجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا ربنا انک رؤف رحیم - **اما بعد** عرض کرتا ہے اُمیدوار فضل باری حقیر العباد **عبد السمیع** انصاری کہ اہل اسلام کو اپنی اس حالت نازک پر رونا چاہیئے کہ اسلام ایک گلِ پژمردہ کی طرح سموم اختلافات بیجا سے آناً فاناً کُملایا جاتا ہے اور عناد و فساد ایک تند باد شدید ظلمانی کی طرح ہر طرف سے اُٹھا چلا آتا ہے نہ زبانین سچی نہ سینے صاف سیکڑون مفسدے ہزارون اختلاف - کوئی یہہ کر رہا ہے کہ جناب باری عز اسمہ جسکی شانِ عالی یہہ ہے - ومن اصدق من اللہ حدیثا - اوس کو امکانِ کذب کا دھبہ لگاتا ہے - اور حضرت فخر موجودات سرور کائنات جسنے خود اپنی زبان مبارک سے فرمایا ہے کہ انکم مثلی - یعنی کون ہے تم مین میری مانند یست کا کم ایک تم مین میری طرح نہین - اور وہ تو وہی ہین اُن کی بیبیون کی وہ شان عالی ہے کہ خود اللہ تعالے

نے فرمایا ہے - یا نساء النبی لستن کاحد من النساء - پھر اس زمانہ مین ایک ادنے سا آدمی ہے کہ وہ کہہ رہا ہے " رسول اللہ میرے بھائی ہین " - واضح ہو کہ بھائی جسقدر ہوتے ہین سب اپنے باپ کے کل ترکہ مین برابر کے شریک ہوتے ہین - اس لفظ مین معاذ اللہ ایہام دعوی برابری حضرت فخر الانبیاء کے ساتھ ہے - اب کس کس اختلاف کو بیان کیجیے - ایک کہتا ہے کہ وتر ایک رکعت پڑھو تین رکعت ضرور نہین اور تراویح بیس پڑھنی بدعت اور آٹھ سنت ہین - اس مُلک مین جو قدیم الایام سے تین رکعت وتر اور بیس رکعت تراویح پر اجماع و اتفاق تھا اوس مین پھوٹ ڈالتے ہین - اور ایک یہ کیا بہت باتون مین طرح طرح کی شاخین نکالتے ہین - وہ محفل میلاد جسکو عالم عامل محدث کامل فقیہہ فاضل حافظ ابو الخیر سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جمیع اطراف و جوانب ارض مین اہل اسلام پڑھتے ہین مولد نبی کریم اور پاتے ہین اس کے سبب برکات عظیم - اب اس دورہ مین کوئی آدمی اوسکو کفر و شرک کہتا ہے کوئی بدعت کہتا ہے - نعوذ باللہ منہا علی ہذا القیاس وہ اموات جو محزون و دردناک ایک غمار تنگ و تاریک مین پڑے ہوئے آس کر رہے ہین کاش میرا بیٹا یا بیٹی کچھ مجکو دین یا بھائی بہن فاتحہ درود بھیجین - اب اس وقت مین بعض صاحب ہین - کہ بے دھڑک فتوی دے رہے ہین کہ یہہ سب امور بدعت اور حرام ہین - عوام جو تعیین تواریخ کی تقلید مین کچھ کر گذرتے تھے وہ بالکل شتر بے مُہار ہو گئے - بدعت سُنکر مصارفِ خیر سے سُبکدوش اور دست بردار ہو گئے - امداد اموات بند ہو گئی - تیرہوین صدی مین لوگون کا حال کیا غضب تھا اب چودہوین شروع ہوئی دیکھیے کیا قیامت ہو - دُنیا مین کیا خرابی اور دین مین کیا مصیبت ہو - سنہ ۱۳۰۲ھ تیرہ سو دو ہجری مین دہلی کی تین علمار غیر مقلد اور علمار دیوبند و گنگوہ و سہارنپور کی حُسنِ توجہ سے اور مطبع ہاشمی میرٹھہ کی سعی سے ایک فتوی چار ورق پر چھپکر اکثر اطراف مین تشہیر کیا گیا - اوس کی لوح سرنوشت یہہ تھی (فتوے مولود و عُرس وغیرہ) اس فتوے کا جہان ذکر اس کتاب مین آویگا - فتوی اول انکاری لکھا جاویگا - خلاصہ مضمون اوس کا یہہ ہے کہ محفل مولد شریف علے صاحبہا الصلوٰۃ والسلام بدعت ضلالت اور بیطرح امور لغو کی

فاتحہ و درود جو ہندوستان مین رایج ہی یہ سب حرام اور رسم بد اور معصیت ہی کچھ دن اسپر نہ گذری تہی کہ فتوی دوسرا جو بیس صفحہ کا اوسی مطبع ہاشمی مین چھپکر مشتہر ہوا اوسکا نام لوح پر یہ لکھا (فتوی میلاد شریف یعنی مولود معہ دیگر فتاوی) اس فتوی کا جس جگہ اس کتاب مین ذکر آویگا فتوی ثانی انکاری لکھا جاویگا اس فتوی مین زیادہ تر مذمت میلاد شریف کی ہی اور وہ چورقہ جو پہلی چھپا تہا پھر دوبارہ سہین چھپا مجھسے بعض اخوان طریقت نی بتاکید تمام یہ فرمایش کی کہ اس فتوی کی سبب کچھ لکی آدمی تشکیکات مین پڑی جاتی ہین اور معاندین اس فتوی کو جا بجا دکہاتی ہین اور اس فتوی کو پڑہ پڑہ کر اپنی مسلمان بہائیون کو بیدرد یسی چڑاتی ہین اور فتنہ کی آگ جو اس قسم کی تحریکات نفسانی سی بھڑکتی ہی بھڑکاتی ہین اب تمکو چاہیئی کہ تم خبر لو اور ایک قول حق افراط و تفریط سی خالی اس باب مین لکھدو ورنہ عوام جگر خام گرداب ضلالت مین ڈوب جاینگے اور پھر کہی ساحل ہدایت کی طرف خروج نہ پاینگے تب حضرت ملہم الصدق والصواب نی جسکی قبضہ قدرت مین بنی آدم کا دل ہی میری دلمین یہ ہی ڈالدیا کہ بالفرض اس مقدمہ مین ایک حکم فیصل لکھنا چاہیئی اور عوام کو تشکیکات رد و جدال مین نہ رکہنا چاہیئی تب مینی یہ رسالہ لکہا اور نام اسکا **انوار ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ** رکہا اسمین چار انوار ہین **نور اول** مین پانچ لمعی ہین **لمعہ اولی** مین نقل ہین کچہ عبارتین مفتیان فتاوی انکاری کی **لمعہ ثانیہ** مین وجہ نظر ثانی انوار ساطعہ کا بیان ہی **لمعہ ثالثہ** مین حال ہی کتاب براہین قاطعہ کا **لمعہ رابعہ** مین ذکر ہے علمائی مشایخ مسلم الثبوت مفتیان فتوی انکاری کا **لمعہ خامسہ** تحقیق بدعت حسنہ و بیان اقوال و شرح حدیث خیر القرون و بیان امور یکہ بران باہم انکار واقع شدہ مثل اذان جمعہ و اعراب قران وغیرہ و ثبوت بدعت حسنہ بدلیل عقلی و نقلی و شرح حدیث من احدث فی امرنا و دیگر احادیث بدعت و شرح اثر عبداللہ ابن مسعود و دیگر صحابہ در احداث و بیان امور یکہ در زمان نبوت بنوذند مثل منبر عیدگاہ و اذان اولی جمعہ و رجم القہقری طواف رخصت و عجب ست کسیکہ عامل باعمال مشایخ و تقلید باشد چہ طور منع کند فاتحہ و مولد شریف را و تحقیق من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ قوال

فقہا و محدثین در اثبات بدعت حسنہ **نور دوم** مین چہ لمعی ہین **لمعہ اولی** مین جواز فاتحہ و جواب دلائل مانعین **لمعہ ثانیہ** مین جمعرات کی فاتحہ **لمعہ ثالثہ** عید مین و شب براءت و عشرہ محرم مین فاتحہ **لمعہ رابعہ** جواز طریقہ فاتحہ سوم **لمعہ خامسہ** ذکر ہیلم و بستم و دہم کا اور پہنچا گہڑونکا مساجد مین بنیت امداد مصلیان مساجد **لمعہ سادسہ** نصایح در باب اموات **نور سوم** مین نو لمعے ہین **لمعہ اولی** اثبات محفل میلاد و برکت بمذہب جمہور امت **لمعہ ثانیہ** مین یہہ بیان کہ خاندان عزیزیہ کے مشایخ کرام شامل محفل مولد شریف ہوئی اور جناب مرشدی و مولای حضرت حاجی شاہ امداد اللہ صاحب عم فیوضہ بہی شریک محفل مولد شریف ہوتی ہین **لمعہ ثالثہ** یہہ اعتراض کہ محفل مولد شریف کو کنہیا کی جنم اور نصاری کی بڑی دن سے مشابہت ہی پہر اسکا جواب **لمعہ رابعہ** یہہ اعتراض کہ یہ محفل بدعت سیئہ ہے پہر اسکا جواب اور اصول مقررہ مولوی اسمعیل صاحب سے ثابت کرنا کہ یہہ محفل سنت ہی بدعت ہرگز نہین کیونکہ اسکی اصل بہی ثابت ہی اور نظیر و مثل بہی **لمعہ خامسہ** یہہ اعتراض کہ محفل خاص بارہوین ربیع الاولی کو کیون کرتی ہین اور ہر سال دوام کیون ہی پہر اسکا جواب اور ثبوت تخصیص یوم و عمل دائمی چند دلایل سے **لمعہ سادسہ** یہہ اعتراض کہ قیام شرک ہی اور روح کا وہان حاضر جاننا شرک ہے پہر ان سب کا جواب اور چلنا پہرنا روحون کا دلائل قویہ سے ثابت کرنا اور یہہ بہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہونچتی ہے محفل مولد شریف کی اور قیام کی شبہات کا جواب اور یہہ تحقیق کہ تعیین قیام واسطی نہین کہ روح مبارک تشریف لاتی ہی بلکہ قیام چند وجوہ سی شرع مین پایا گیا ہی **لمعہ سابعہ** یہہ اعتراض کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم غائب ہین الفاظ حاضر مخاطب کے واسطی بولنی کفر ہین پہر اسکا جواب دلایل قاطعہ سے اور ثبوت اوسکا عہد صحابہ سے ابتک **لمعہ ثامنہ** اعتراضات متفرقہ پہر اسکا جواب **لمعہ تاسعہ** اسمای مبارک حضرات عالی درجات فقہا و محدثین مجوزین عمل برکات تعیین مولد ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اولیاء امتہ اجمعین **نور چہارم** مین تقریظات رشیق و تنمیقات انیق جو اس عصر کی علماء و فضلاء ذوی تحقیق

وتدقیق ونیز لبعض عنایت فرمایان شفیق نے رقم فرمائی ہین **مؤلف رسالہ ہذا** بصد التجا اہل اسلام کی خدمت مین عرض کرتا ہے کہ مین ایک مرد مریض وفقیہہ وکم طاقت حوائج علایق سے عدیم الفرصت ہون تردات سے دم بھر خالی نہین - جنگ وجدال اور تضیع اوقات سے بچتا ہون کیونکہ مین کوئی فارسۃ مزاج لاابالی نہین - اپنے کاروبار کو اصلاح دین کے لیئے چھوڑکر یہ رسالہ لکھتا ہون - اے اہل اسلام للہ نظر انصاف سے اسکو دیکھو نفسانیت کو ہرگز دخل نہ دیجیو اگر حق سمجھ مین آجاوے قبول کیجیو اور قول سابق سے رجوع کرنے کو کسر شان مت سمجھیو - اور اگر مدتون کی جمی ہوئی دل سے نہ نکالو تو اتنا ضرور کیجیو کہ طرف ثانی کی تشنیع سے زبان سنبھالیو - ع مرا بخیر تو امید نیست بد مرسان - جو لوگ باقتدای سلف صالح ان امور حسنہ کے قایل ہین اُن کے پاس اپنی تقویت مین بہت دلایل ہین اور ادلہ شرعیہ سے مدلل اُن کے مسایل ہین - **نور اوّل** مین پانچ لمعے ہین **لمعۂ اولیٰ** مین نقل ہین کچھ عبارتین مفتیان فتاوی انکاری کی **قال** - انعقاد محفل میلاد اور قیام وقت ذکر پیدایش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرون ثلثہ سے ثابت نہین ہوا پس یہ بدعت ہے اور علی ہذا القیاس ہر روز عیدین وغیر عیدین وپنجشنبہ وغیرہ مین فاتحہ مروجہ پڑھ اوٹھا کر کھانا نہین گیا البتہ نیابۃً عن المیت بغیر تخصیص ان امور مرقومہ سوال کے للہ مساکین یا فقرا کو دیکر ثواب پہونچانا اور دعاے استغفار کرنے مین اُمید منفعت ہے اور ایسا ہی حال سویم دہم چہلم وغیرہ اور پنج آیت اور چونن اور شیرینی وغیرہ کا عدم ثبوت حدیث اور کتب دینیہ سے خلاصہ یہ کہ بدعات مخترعات ناپسند شرعیہ ہین (مولوی حفیظ اللہ صاحب (مولوی شریف حسین صاحب) (مولوی الٰہی بخش صاحب) (مولوی محمد یعقوب صاحب صدر مدرس اول مدرسۂ دیوبند (مولوی محمد محمود صاحب مدرس مدرسۂ دیوبند) یہ عبارت فتوی اوّل انکاری صفحہ ۳ اور فتوی ثانی انکاری صفحہ ۱۶ مین ہے **قال** جوابات سب صحیح ہین قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار (کتبہ فقیر محمد عبد الخالق دیوبندی عفی عنہ) فتوی اوّل انکاری صفحہ ۳ فتوی ثانی انکاری صفحہ ۷ **اقال** ایسی مجلس ناجایز ہے اور اس مین شریک ہونا گناہ ہے اور خطاب جناب فخر عالم علیہ السلام کو کرنا اگر حاضر ناظر جانکر کرے کفر ہے ایسی محفل مین جانا اور شریک ہونا ناجایز ہے اور فاتحہ بھی خلاف سنت ہے اور رسوم بھی کہ یہ سب ہنود کی رسوم ہے - البتہ ثواب پہنچانا اموات کو بلا قید روا ہے اگر کام مضائقہ نہین فقط -

واللہ تعالیٰ اعلم (رشید احمد عفی عنہ گنگوہی) یہ عبارت فتوی اوّل انکاری صفحہ ۳ وفتوی ثانی انکاری کی صفحہ ۱۶ مین ہے **قال** التزام مجلس میلاد بلا قیام وروشنی وتقاسیم شیرینی وقیود دیگر لایعنی کو ضلالت سے خالی نہین ہے وعلیٰ ہذا القیاس سوم وفاتحہ برطعام کہ قرون ثلثہ مین نہین پائی گئی - فتوی اوّل انکاری صفحہ ۳ فتوی ثانی انکاری صفحہ ۱۷ **قال** مجلس مولود جیسا کہ اس زمانہ مین اس ہیئت کذایہ مشہورہ کے ساتھ مروج ہے یعنی مجتمع ہونا اور خلط ملط ہونا چھوٹون بڑون کا بلکہ عورتون اور امرد لڑکون کا اور پڑھنا اشعار کا راگنی مین اور پڑھنا روایتون موضوعہ کا جو بالکل بے اصل ہین اور ہیئت اور طالب الدنیا لوگون نے روپیہ کمانیکے واسطے اونکو گھڑکر عوام الناس کی تسخیر کے لیئے اپنی باتونکو چکنی چپڑی کرنا چاہا اور ہر ایک کسب وناکس کو اوس مین بلانا خواہ وہ لوگ لباس اور پہراوے برے خلاف شرع کے پہنے ہوئے ہون اور خواہ ڈاڑھی منڈائے ہوئے ہون - یہ عبارت صفحہ ۸ فتوی ثانی انکاری مین مرقوم ہے **قال** بایں وجہ کہ روح پاک علیہ السلام کی جو عالم ارواح سے عالم شہادۃ مین تشریف لائی اوسکی تعظیم کو قیام ہے تو یہ بھی محض حماقت ہے کیونکہ اس وجہ مین قیام کرنا وقت وقوع ولادت شریف کے ہونا چاہیئے اب ہر روز کونسی ولادت مکرر ہوتی ہے - پس یہ ہر روز اعادہ ولادت تو مثل ہنود کے کہ سانگ کنہیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہین یا مثل روافض کے نقل شہادت اہل بیت ہر سال بناتے ہین معاذ اللہ سانگ آپ کی ولادت کا ٹھیرا اور یہ خود حرکت قبیحہ قابل لوم وحرام وفسق ہے بلکہ یہ لوگ اوس قوم سے بدتر ہوے وہ تو تاریخ معینہ پر کرتے ہین ان کے یہان کوئی قید نہین جب چاہین یہ خرافات فرضی بناتے ہین یہ عبارت فتوی ثانی انکاری صفحہ ۱۸ مین مرقوم ہے **قال** ہمین جاننا ہین اس مجلس مولود کی کچھ اصل کتاب وسنت مین اور نہین نقل کیا گیا کرتا اوس کا کسی ہی علماء امت مین ہی جو کہ پیشوای دین اور چیگل مار نیوالے ہین ساتھ آثار لوگون کے بلکہ یہ بدعت ہے ایجاد کیا اوسکو بیہودہ لوگون نے اور خواہش نفسانی ہے کہ ارادہ کیا اوس کا ٹکڑ گدھون پیٹ کی کتون بہت کھانیوالون نے بچانا اللہ منہم واعادنا اللہ من شرورہم - آمین بچاوے اللہ ہمکو اون لوگون سے اور پناہ مین رکھے ہمکو اونکی شرارتون سے آمین - فتوی ثانی انکاری صفحہ ۸ مین یہ عبارت درج ہے - اور مولوی محمد حسین صاحب فقیر اگرچہ اس فتاوی مین شریک نہین مگر بہت کچھ مذمت مولد شریف کی کرتے ہین وہ اپنے حرمہ فقیر مین جو کہ اس فتوی سے بہت پہلے طبع ہو چکا ہے لکھتے ہین

ع ہزارون فاسق وفاجر ہین جمع محفل مین ۔ عجیب نفس کی لذت ہے محفل میلاد ۔ جو چشم دل بھی ہو مینا تو دیکھ شیطانکو کہ اوسکے زیر حکومت ہے محفل میلاد ۔ حرام فعل ہو یا ہو حلال ان کے لیئے ۔ قضای حملہ حاجت ہے محفل میلاد

چڑھی ہے داڑھی تو موچھی بڑھی ہین اکثر کی ۔ بھری انہین سے بکثرت ہے محفل میلاد ۔ بہت ندای سول خدا ہین شامل ہین
یہ مشرکونکی علامت ہے محفل میلاد ۔ اگرچہ یہ عبارتین اس قابل نہین کہ درج کتاب کیجاتین لیکن اس معذرت کے لیے لکھی گئین
کہ مینے ایسی مقالات پر پریشان سے تنگ ہوکر قلم اوٹھایا اصحاب عدل و انصاف مجھکو معذور فرمائین لمعہ ثانیہ مین وجہ نظر ثانی
انوار ساطعہ کا بیان ہے واضح ہو کہ جب حضرات ماتمین کے دراز نفسے حد سے بڑھی مولد شریف کے سنوالون کو تکڑہ گدہ اور پیسے کی
اور ہندو سبھی برابر ٹھیرایا اور مولد شریف کو خرافات اور رسانگ بنایا چنانچہ یہ کلمات فتنا دی مطبوعہ اغنی سے بقید ہندسہ صفحہ
اولی مین نقل ہوچکی علاوہ اوسکے بعض سوال منکرین اور بھی لکھی گئی اوسمین یہی الفاظ نامناسب مندرج تھی اسوجہ سے
تحیف فی بھی کتاب انوار ساطعہ مین جو سنہ ۱۳۰۲ تیرہ سو دو مین چھپی تھی کہین کہین بطور ظرافت اور کہین صراحتہ بطور
ملامت کچھ کلمات لکھی لیکن اون لوگونکی برابر بلکہ کمتر سودہ بھی اس سبب سے کہ ہم شرعاً انتقام کی مجاز نہین سوروغیرہ
مین ہے وجزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا یعنی برائی کا بدلا برائی ہی مثل اوسکی انہی خلاف اون صاحبونکی کہ سلیقہ زبان فارسی
اول ہی سے طرف بلاسابقہ ظاہر فرماچکے اور ہرگز اپنی پاس کوئی دلیل شرعی اس سختی کی نہین کہتی اور نہ لکھا تھا
بہت کم تھا لیکن وہی میری نظر کی خلاف تھا کیونکہ طعن و تشنیع سی مبرا ہون ہر ایک سے سلام آردی کہتا ہون
یہ ہی وجہ تھی جو مینی اپنا نام انوار ساطعہ مطبوعہ سنہ ۱۳۰۲ تیرہ سو دو مین ظاہر نہین کیا تھا آخرکار لوگونمین خبر وبخود
چرچا ہوگیا تمام شہر و نمین یہانتک کہ ملک عرب مین بھی میرا ہی نام ظاہر ہوا مکہ معظمہ سے زادہا اللہ شرفا و تعظیما
جناب مرشدی و مستندی و سیدی و ملتجای ملاذی و ملوذی و ملاذی یغیم روحی فداہ سیدی مرشد العلماء و الفضلاء
شیخ احمد فاروق المکملا شریعت آگاہ طریقت پناہ معرفت دستگاہ حقیقت اکتناہ المولی الحافظ الحاج
المہاجر فی سبیل اللہ شیخنا المدعو بحاجی شاہ امداد اللہ مدظلہ العالی مدی الایام واللیالی کا یہہ ارشاد
سنہ ۱۳۰۳ تیرہ سو چار ہجری مین ہوپنچا کہ انوار ساطعہ کے مسائل و دلائل مجھکو پسند آئی لیکن مرضی کی خلاف
یہہ بات ہی کہ اور علماء ہم عصر و ہم قافلہ کی نسبت بعض الفاظ غیض لکھی یہہ ارباب تحقیق سے بعید ہے مینے
اوسکا عذر پیش کیا کہ ابتدا اوسی سے ہوئی لیکن پذیرا نہوا اور کسطرح ہوتا آپ تو اوسید رجہ کی
نصیحت فرمائینگے کہ آپ جس مقام پر ہین یعنی خودی کو مٹائی ہوی اپنی نفس پر جابر اور قاہر لوگونکی
ایذاؤنپر صابر اور شاکر تعیل الکاظمین الغیظ و العافین عن الناس آپکا شیوہ اور دستور زبان ہے

یہہ آیت جاری و لمن صبر و غفر ان ذلک لمن عزم الامور الحاصل مینی حضرت کا فرمان مان لیا
اور مولوی خلیل الرحمن صاحب جو اون ایام مین وہان موجود تھی حضرت سی مثنوی شریف پڑہتی تھی
مینی اونکو ایک خط اون ایام مین لکھا تھا اوسمین یہہ مضمون لکھدیا کہ حضرت سی عرض کردیجو کہ جو الفاظ
تیز و تند کسیکی نسبت لکھی گئی ہین اونکو نکالدونگا اور فریق ثانی جو کچھ دراندازی کرچکی ہین اور کررہی ہین
اوسپر صبر کرکی انتقام نہ لونگا پھر اوسکی جواب مین حضرت مرشدی کا جو کرامت نامہ تقدس شمامہ صادر
ہوا نقل کرتا ہون وہ یہہ ہے ۔ عزیزی و مجبی مولوی عبد السمیع صاحب تمام محبتکم ۔ السلام علیکم و
رحمتہ اللہ و برکاتہ بعد دعای از دیاد علم و اخلاص مکشوف باد کہ باطلاع مضمون خط شما کہ بہ خلیل الرحمن نوشتہ
بودید نہایت محظوظ شدم چونکہ آخرکار معاملہ بخدای علیم بذات الصدور افتادنیست لازم آنکہ از کتاب انوار ساطعہ
خود کلامیکہ از ان تیز قلمی و غیظ نفسانی شعلہ باشد کہ این از طرز تحریر اصحاب تحقیق و ارباب تہذیب بعید است
و اسمای برادران طریقت خود و عبارت و اسمای دیگر کہ از روی نفسانی صادر شدہ باشد اخراج نمایند و
مضمون نیکی فی مابینکم و بین اللہ تعالی باخلاص برای اظہار امر حق باشد باقی وارند انشاء اللہ تعالی مقبول
خواہد شد و اگر کسی تبرید آن چیزی نویسد شما دلیل تحریر جواب بجواب نشوند چرا کہ قصد شما اظہار حق بود
ظاہر شد و بس و فی الحقیقت نفس مطلب کتاب موافق مذہب و مشرب فقیر و بزرگان فقیر است خوب نوشتید
جزاکم اللہ خیر الجزاء اللہ تعالی ما و شما را و جمیع مومنان را در ذوق و شوق و محبت خود داشتہ حسن خاتمہ
نصیب کند آمین الراقم الاثم فقیر امداد اللہ عفی عنہ محررہ ۲۲ شوال سنہ ۱۳۰۳ از مکہ معظمہ محلہ حارۃ الباب انتہی
اور ایک خط مولوی خلیل الرحمن صاحب کا مکہ معظمہ سی آیا اوسمین لکھا تھا کہ حضرت مرشدی ارشاد فرماتی ہین
کہ جب دوبارہ کتاب انوار ساطعہ مطبوع ہووی پانچ چھہ نسخہ ہماری پاس ضرور روانہ کرین انتہی الحاصل
بعد ورود صحیفہ شریفہ حضرت مرشدی مستندی کی مجکو فرصت نظر ثانی کی نہ ملی بنا علیہ یہہ بات ملتوی
رہی جب خط ہر طرف سی طلب انوار ساطعہ مین آنی لگی مجبور ہوکر یہہ ٹھہرا کہ اب دوبارہ مطبوع ہونا چاہیے
سنہ ۱۳۰۶ مین نظر ثانی شروع کی حضرت مرشدی و مولائی کا ارشاد زبانی بعض آیندگان مکہ معظمہ جاری
پانچ مقام کی لی تھا مینی یہہ کیا کہ ہر مقام سی جس لفظ کو موجب ملال سامع سمجھا نکالدیا مینی کہ نفس

طعن آمیز عبارتین معہ جواب کل خارج کردی گئین کہ وہ اوکی الفاظ بعینہ انوار ساطعہ مین نقل کی جائین نہ
اوکی جواب مین اوسیطرح کی الفاظ جواب ترکی بہ ترکی آمنگی بلکہ اسپر اختصار کیا گیا کہ فریق ثانی کی
بعض عبارتون کو بلا ذکر جواب مدلول مین بطور نمونہ لکھدیا مجھکو رضا جوئی حضرت مرشدی مولائی کی
بہان و دل منظور ہی تعمیل ارشاد مرشد مین قصور کرنا سراسر قصور ہی تعجب کرتا ہون ان لوگون کی
حال پر جنہون نی شہر میرٹھ کی مطبع صدیقیۃ العلوم مین اشتہار چھاپ کر شائع کیا کہ فلان فلان علمائے
بجاہی صاحب یعنی حضرت مرشدی و مستندی سی بیعت تصوف مین کی ہی نہ شریعت مین الی آخر
اگر وہ لوگ اس گفتگو کو اپنی تک ہی رکھتی مین ہی سکوت کرتا لیکن جب یہ بات مطبوع ہوکر مشتہر
ہوئی اور کسی صاحب نی اسکی تلافی نہ کی تو مجھکو اسکا دفعیہ کرنا ضرور ہوا واضح ہو کہ تصوف
کی چار منزلین ہین شریعت طریقت معرفت حقیقت جب تصوف کی بیعت مان لی تو چار ونمین
بیعت مان لی پہر ایک منزل سی خارج ہونا عجب فسانہ ہی ان ہذا لشی عجاب اور حضرت کی
بیعت شریعت سی کیون انکار کرتی ہین حضرت کو اتباع فروع شریف مین بڑا اہتمام ہی اور مسائل
فروع و اصول عقاید اہل سنت مین تحقیق تام ہی پس آپ عارف ہی ہین عالم ہی اور عالم شریعت
ہونیکی لئی علم فلسفہ وغیرہ کی حاجت نہین بنا بر اعلیہا اگر حضرت کو منطق و معقولات مین مہارت نہین تو
کیا حرج ہی منطق ایک آلہ ہی جس ہی خطا فی الفکر سی آدمی محفوظ رہتا ہی میر سید شریف رحمۃ اللہ علیہ
خود تصریح کی ہی جو لوگ من عند اللہ مورد فیوض تقدسیہ و علوم حقایق ربانی ہوتے ہین محتاج فکر و نظر کی نہین ہوتے
یعنی اونکو منطق سی کچھ کام نہین اونکی ذہن مین حق سبحانہ ایسا ملکہ پیدا کردیتا ہی کہ بہت جلد ہی
مقاصد کو پہنچ جاتی ہین بلا فکر و نظر جس مخلص کو یہ بات آزمانی منظور ہو وی تو جسوقت حضرت مثنوی
شریف کا درس دیتی ہین اوسوقت دیکھی اور معلوم کری کہ جن مطالب مین بڑی بڑی معقولی متبحر
آپ ایک اشارہ مین حل فرادیتی ہین حق یہ ہی کہ حق تعالی نی آپ کی ذات کو جامع علم شریعت و
طریقت بنایا ہی اور یہ تصنیف شریفہ اور طریقہ ہر طرح حضرت ہی اعتماد رکھتا ہی اسلئی تکمیل ارشاد
خلق کی بجا آوری واجب سمجھی اور اس کتاب مین نظر ثانی کرکی جو جو عبارت طعن و تضنیع آمیز تھی

نکالدی لیکن جب مسلم ترمیم پاس مرجع خاص ہی ارشاد ہوا تو ہر پہلو ہی عمل مین آیا کہ بعض بیان جو کہ ہماری
مطالب اصلیہ کی موقوف علیہا نہ تھی مثل کیفیت تعمیر مسجد دیوبند و مسئلہ سماع دقہ وغیرہ گھٹا دی گئی
اور جو فوائد مرویہ مطالب تھی وہ اور بڑہائی گئی اور بعض مضامین جنکو ماننین ایک عبارت سی نہ
سمجھتی تھی دوسری عبارت سی سمجھائی گئی واللہ ولی التوفیق و بیدہ ازمۃ التحقیق **لمعہ ثالثہ**
نین حال ہی براہین قاطعہ کا واضح ہو کہ جب تشحیذ الاذہان مین انوار ساطعہ مطبوع ہوکر مطلع خلایق
ہوا اکثر شائقین حق طلب نے دور دور سی کمینی قریبہ کمینی ہدیۃ منگا کر مطالعہ کیا اقاصی بلاد و اداٰن
بعادی بہت شکریہ کا مضمون لکھا آیا الحمد للہ کہ اس کتاب کی سبب بہت مغالطات اوہام و
تشکیکات سی امان ملی پایا پہر دو برس بعد یعنی سنہ ۱۳۱۴ھ مین ایک کتاب براہین قاطعہ بجواب انوار ساطعہ
مطبع ہاشمی میرٹھ مین چھپی اس پتہ سی کہ یہ کتاب بسلام مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی مطبوع ہوئی دیباچہ
مقام اظہار نام مولف مین اونکی مرید مولوی خلیل احمد صاحب انبہٹوی کا نام ہی اور ختم کتاب پر مولوی
رشید احمد صاحب موصوف کی تقریظ واسطی تصدیق جواب و تائید و تحسین کتاب کی زیب قام ہی مجھکو میری بعض
احباب و نیز بعض علماء دہلی و پنجاب نے خطوط لکھی کہ تم براہین قاطعہ کا جواب کیون نہین لکھتی مینی اس کتاب
مین تحقیق حق بلکہ غیظ قلبی کو ظاہر کیا ہی نہ کوئی دلیل معقول نہ موزون جواب صرف کلمات غیر مہذب
اور ناصواب ہے کتاب کو بہر دیا مغالطات مین کوئی لفظ باقی نہین کہا جواب دین نہین لکھا اگر سارا کتاب
کا انتخاب ہو تو غالبا مضمون سب و شتم و غیظ و غضب مین نصف کتاب ہوا سکتا ہی جواب لکھنا بہت
ضرور ہی مینی کہا نہین مجھکو اب چند وجوہ ہی سکوت منظور ہے **وجہ اول** یہ ہی کہ حضرت
مرشدی جناب حاجی صاحب ادام اللہ برکاتہ شاذہ تحریر جواب لجواب ہے خواہ اسی کتاب پہر یا کسی رسالہ انوار ساطعہ
کو ہمارا اقتضای رفع نزاع مانع ہین چنانچہ رقعہ ہدایت مرقعہ حضرت کا لمعہ ثانیہ مین منقول ہو چکا مرقوم
ہوا ان یہ کہ علامہ دیوبند المشتہر بالاسلام والا فوا استاذنا الحاج المہاجر مولانا رحمۃ اللہ الہندی
المکی ثم المکی خصہ اللہ بالعنایۃ الجلی والخفی نی بہی ایک نامہ رحمت ختامہ اسی مضمون مین مرحمت فرمایا
جہانچہ بعینہ منقول ہوتا ہی **رقعہ** مولویا شفیق عالم مولوی عبدالسمیع صاحب سلامت مسلامہم السنون

بعد مرام یہ ہی کہ آپ سے جو قدیم سی محبت و ربنی تکلفی ہی اسلئی لکھتا ہون کہ جو آپکے اور مولوی رشید احمد صاحب
کی مخالفت حد کو پہنچ گئی اور تحریر یہی اب بڑی سختی سی ہوتی ہی اسلئی حافظ عبد الہادی صاحب جو مدرس دوم
مدرسہ فقیر کی ہین اونکو دہلی سی چھٹاری و اسلئی لیتی زر مقررہ دو برس کی جو سرکار چھٹاری سی وصول
نہین ہوا ہیچنا ضرور تھا سو اونکو تاکید کی گئی کہ جاتی یا آتی آپ سی بھی ملتے ہین سو وہ ملاقات
کر کی زبانی بھی آپ سی کہینگے کہ یہہ مقدمہ جتنا وقت لگی دبائیو اور ہرگز نہ بڑھائیو فقط والسلام راقم اثم
محمد رحمۃ اللہ از کہ مظلمہ انتہی یہلا جبلا استاد اور پیر دونو نکا ایک ہی ارشاد ملک واجب الادب یعنی عرب
آئی تو بندہ کسطرح اس باب مین قلم اوٹھائی **وجہ ثانی** یہہ کہ شروع مین جب بانیین نے مولد شریف
کرنیوالونکو احمق اور ضال اور کنہیا کی جنم کرنیوالون سی بھی بڑہکر لکھا اور یہہ کلمہ دور دور یعنی روم و شام
و مصر و یمن و حرمین شریفین و بیت المقدس وغیرہ کی علماء عظام اور مشایخ کرام اگلی پچھلی اجیار و ابرار
غرضکہ جمیع ذوات بابرکات تک پہنچتا تہا تب اونکی برارت اور مذہب حق کی نصرت کی لئی یعنی
رسالہ انوار ساطعہ لکھا تہا اور اسی اخلاص نیت و انتصار حق کی باعث یہہ رسالہ طالبان حق مین مقبول
اور مشہور ہوا اور شہرہ اسکا دور دور ہوا اب جو یہ کتاب براہین قاطعہ چھپی ہی تمام لعن و طعن و غیرہ سی
بھری ہی نہ کوئی مضمون سنجیدہ نہ موزون تقریر جہانتک نظر کیجئی میری ذات خاص کی توہین و تحقیر
بناء علیہ میرا اپنی ذات خاص کا انتقام نہین لیتا اونکی الفاظ لغیہ کا جواب نہین دیتا حدیث خیر الانام علیہ
اکمل الصلوۃ والسلام سی ہم معلوم کر چکی ہین کہ جبتک انسان اپنی برائیون کو سنکر چپ رہتا ہی آدمی کی طرف
فرشتہ جواب دیتا ہی اور جب یہہ خود جواب دینی لگتا ہی تب وہ فرشتہ جو انتقام کو آتا ہی چپ ہو کر اپنی
راہ لیتا ہی اسلئی مجھکو منظور نہین کہ مین بذات خود اپنی نفس کا انتقام لون اب یہی اچھا ہے کہ علماء کو جواب
سے تمام لون **وجہ ثالث** یہہ ہی کہ جب براہین قاطعہ چھپکر بیرار و دہر شایع ہوا اور اوسکی
مقلدین نی انوار ساطعہ کو برا کہنا شروع کیا تب مینی اپنا رسالہ انوار ساطعہ علماء عصر کی خدمت مین بھیجدیا
تاکہ اسکا ملاحظہ من اولہ الی آخرہ حرفا حرفا فرمائین اگر مضمون درست و رجحت چسپت پائین تو اپنی تصدیق
اور تریم تقریظ سی اسکو مزین فرمائین چنانچہ بڑی بڑی شہرون کی نامی اکابر فضلا اور دور دور کے

مشاہیر علمائی اس کتابکے بالاتفاق پسند کیا اور ترقیم تقریظات سے اس تحیف کو سربلند کیا اون تقاریظ
سے یہہ ہویدا ہی کہ انوار ساطعہ کا دعوی اور دلیل سب درست و بجا ہی چنانچہ وہ تقاریظ نور چہارم
مین انشاء اللہ تعالی ہم مرقوم کرینگی اور ناظرین اونکی مضامین بلاغت آئین معلوم کرینگی پس ہمکو جواب
دینی براہین قاطعہ کی کیا حاجت ہی ہماری مضامین پر کثرت سی اجماع ہوا سلف و خلف کا اور نیز
اتفاق اسوقت کی علمای ذی شرف کا کافی حجت ہے **وجہ رابعہ** یہہ ہی کہ مولف براہین قاطعہ نی
بہت مضامین ایسی لکھدیے جس سی اکثر اہل اسلام متوحش و نفور ہوگئی مثلاً یہہ کہ صہ ۳ براہین قاطعہ
مین ہی کہ جو کوئی یون کہی کہ خدا تعالی کا جھوٹ بولنا ممکن ہے اوسپر طعن کرنا جہالت ہے صہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم جملہ بنی آدم کی بھائی ہین الی آخرہ - قید ایمان کی ہی شرط نہ رکھی جو آیۃ کریمہ انما المومنون اخوۃ
سی بعض آدمی ثابت کرتی ہین صہ وتر کی ایک رکعت کو قوت ہی صہ جو کوئی آٹھہ رکعت تراویح کو
سنت جانی نہ جنیگا کہ وہ قابل اعتراض نہین صہ دیوبند کی عالمون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کلام
ہندی بولنا آگیا صہ حرمین شریفین کے علما کو رشوت دیکر جو چاہا ہو فتوی لکھوالیا الی آخرہ - پس گویا
آیہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون کی مصداق ہین صہ عوام کا مذہب معین نہین ہوتا
الی آخرہ - یعنی سب لامذہب ہوتی ہین اور یہ ظاہر ہی کہ دنیا مین زیادہ تر عوام ہین اور جو خواص ہین تم
کہتی ہین کہ ہمکو خود بصیرت حاصل ہی چنانچہ فرقہ غیر مقلدین کی زبان پر جاری ہی پس خواص بباعث
علمیت اور عوام بباعث نا واقفیت تقلید سی نکل گئی تو تقلید ائمہ جسپر اجماع مدت سے چلا آتا ہی کہ ہر گئے
ایسا مسئلہ ایسی وقت پر شور و شر مین لکھنا خلقت مین آگ لگانی ہی صہ ۳۲ مسئلہ اختلافی بلا ضرورت
ہی جایز ہی الخ یعنی تقلید امام واحد کی واجب نہین جسکا جی چاہا بلا ضرورت مسئلہ کسی امام کا لیلیا
صہ ۲۷ جسکو ایک نماز فوت ہونیکا اندیشہ ہوا وسکی ذمہ سی جمعہ ساقط ہو جاتا ہی - مکار حیلہ طلب
آدمیونکی لئی ایسی ایسی تاویز لکھدی وہ کہدیا کرینگی کہ ہمسی جہاز اور اونٹونکی سفر مین بیشک نماز اوا نہوگی
بناء علیہ ہمکو جانا حج کی لئی ضرور نہین ہمین کیا حکمت ہے کہ ایک فرض ادا کرینکو جایئن دوسرا قضا ہو جائے
صہ ۲۷ [illegible]

الی آخرہ - تو صدقہ اونکا رسمی اور ریائی اور اونکو مشرک ٹہرایا صلہ ۱۰۹ اور ہندوستان کے آدمی
تعیین تاریخ مین تشبہ بالہنود کرتی ہین اور تشبہ کو دو جگہ مقام صلہ ۱۱۳ پر لکہا کفر ہی - گویا سوم و چہلم کرنیوالے
کافر ٹہرائے یہ کیسی بے انصافی اور زبان زوری ہی کہ بسکی نسبت حکم ریا و رسم و تشبہ بالہنود کا دیدیا
صلہ ۱۱۴ محفل مولد شریف کرنی والی کہنیا کا جنم کرنے والونسے بہی بڑہکر ہین وہ تو سال بہر مین ایکبار
کرتی ہین یہہ جب چاہتی ہین خرافات فرضی اور سانگ لادت کا کر لیتی ہین اسکا حاصل بہت مقامات
پر ایسی ایسی تقریرین دل آزار رقم کی ہین جس سے اہل اسلام علما و غیر علما سب کبیدہ خاطر ہو گئی کوئی
قلم سی کوئی زبان سی ہر شخص حسب استعداد اونکی مسائل کی تردید کر رہا ہی جب اس کتاب کی یہہ حالت ہی
تو مجکو جواب لکہنی کی کیا حاجت ہی ہان جو کوئی شبہ صاحب براہین قاطعہ کا واجب الدفع سمجہا جائیگا اب
نظر ثانی کر رہا ہون خاص اپنی انوار ساطعہ مین اس شبہ کو لکہکر حل کر دیا جائیگا **وجہ خامس**
یہہ ہی کہ مولف براہین قاطعہ کو اگرچہ بظاہر میری مسائل و دلائل پر شدت سی انکار ہی لیکن
اوسی انکار مین خاصی طرح اقرار ہی چنانچہ صلہ ۲۳ سطر ۱۶ مین آپ لکہتی ہین ع ایات مندرجہ انوار ساطعہ کی بابت
(انکی سب ایات منقولہ مسلم ہین) دیگر صلہ ۶ سطر ۱۵ مین لکہا جمع مین العبادتین کا کوئی منکر نہین الی آخرہ
- ہم کہتی ہین فاتحہ و اطعام طعام مین جمع مین العبادتین ہی تو ہی دیگر صلہ ۸ سطر ۵ ہر روز ثواب پہنچانا
اور عیدین کو اور شب برات کو یہی درست ہی الی آخرہ - پہر فاتحہ و طعام ان ایام مین ایصال ثواب
ہی کی لئی تو ہوتا ہی دیگر صلہ ۱۱ سطر ۱ مین لکہا کہ جو فقرا کیواسطے ہو بطور صدقہ تو نفس طعام مباح ہی فقرا
کو اگرچہ تعیین یوم کی بدعت ہی الخ صلہ ۱۲ سطر ۱۲ اگرچہ طعام صدقہ ہی اور ثواب پہنچیگا مگر اس فعل تعیین
کی وجہ سی مکروہ ہوگا الی آخرہ صلہ ۱۲ سطر ۱۲ مین اس عمل کی بدعت ہونیکی قایل ہین کہ ایسی صورت
مین منکر وصول ثواب کی - دیکہئے ایصال ثواب تعینات مروجہ ہند مین بہی ہو جانا تسلیم کیا اور
تعیین کو بدعت کہا سو ہم بدعت حسنہ کہتی ہین اور دلائل انوار ساطعہ مین مذکور ہین دیگر صلہ ۱۳ سطر ۱۳
طرز اشغال گو متقدمین سی لیکر آجتک بدلتی چلی آتی ہی اور نسبت کا رنگ بہی بدلتا رہتا ہی مگر اصل مطلق
واصل ہی الی آخرہ - یہی جواب ہمارا فاتحہ امہات و محفل میلاد شریف مین ہی کہ اصل مطلق واصل ہی

گو رنگ اور طریق بدلگیا دیگر صلہ ۱۷ سطر ۱۳ مانعین بحرمت لادت کو برا کہین اور نہ ذکر لادت کو منع
کرین بلکہ ایسے امر مستحسن مین الی آخرہ دیگر صلہ ۱۸ سطر ۹ سچ ہی کہ فرحت لادت فخر عالم مین جسقدر کیا
جاوی بوجہ مشروع وہ تہوڑا ہی الی آخرہ دیگر صلہ ۱۹۶ سطر بدعت حسنہ سنت ہی ہوتی ہی اوسکو
بدعت باعتبار ظہور اور شیوع کی کہا جاتا ہے الی آخرہ - پس ہم کہتی ہین فاتحہ طعام اور مولد شریف
دونون سنت ہین کیونکہ انکی اصلین قرون ثلثہ سی ثابت ہین گو ظہور اور شیوع اس امور کا بہیئت کذائیہ
بعد مین ہوا بس اس ظہور خارجی اور شیوع کی سبب انکو بدعت حسنہ کہنا چاہئی نہ بدعت ضلالت دیگر
صلہ ۱۹ سطر ۱۵ کہانی اور شیرینی کی بحث تو چند دفعہ ہو چکی کہ اصل اوسکی مباح اور تخصیص اور تاکد مروج سی
کراہت پیدا ہوئی - یہ ذکر ہی کہانی اور شیرینی محفل مولد شریف کا دیگر صلہ ۲ سطر ۲ قیام مباح تو تہا
مطلقا اور تعظیم شان ذکر فخر عالم علیہ السلام کی واسطی مستحب بہی تہا مگر جہلا کی تقید اور تخصیص اور عوام کی سنت
اور وجوب سی بدعت ہوا تہا صلہ ۲ سطر ۲ اور مولد کبیر وغیرہ مین جو مستحسن کہا ہی (یعنی قیام مولد شریف
کو) تو اصل مطلق کی فرد کی وجہ سی کہا ہی بظن غالب اور ان عروض اس قید اور تاکد کا نہوا تہا بخلاف ہمارے
زمانیکی الخ دیگر صلہ ۲۲ سطر ۱۳ تاویل جلی کی یہہ ہی کہ وہ ذکر مطلق کی فرد کی وجہ سی قیام کرتی ہتی اور
تقید مطلق کا وجہ اس قیام مین نہین تہا اور نہ عوام کا اندیشہ تہا لہذا جائز جانتی ہتی اب وہ امر نہین
رہا مکروہ ہوگیا - دیکہئی قیام کو ہی مان لیا باقی یہہ بات کہ اب مکروہ ہوگیا سو یہ ان حضرات کی اجتہاد
سی مکروہ ہوا اسکو ہم تسلیم نہین کرتی دیگر ندای یا رسول اللہ جو بعض اشعار و قصاید مین ہوتی ہی اوسکی
بابت براہین قاطعہ صلہ ۲۲ سطر ۱۳ مین لکہا ہی اگر ذات فخر عالم کو حاضر ناظر بالذات کوئی عقیدہ کری تو
مشرک ہوتا ہی اور اگر یہہ عقیدہ نہین بلکہ محض محبت مین کہتا ہی یا بوجہ اسکی کہ اگر ضمن صلوۃ و سلام مین
تو ملائکہ آپ تک پہنچا دینگی اور جو بدون اوسکی ہی وقت عرض اعمال کی پیش ہو جاویگا تو جایز ہی الخ
دیکہئی یہہ مطالب لکہی ہوئی انوار ساطعہ کی سب تسلیم کر لئی ہین اور وہ جو ہر ایک بات مین تسلیم کی ساتہ
کچہ کچہ شاخ انکار کی بہی درج کی ہی سو حقیقت اوسکی انوار ساطعہ مین ناظران حق طلب ملاحظہ کرین کہ ہر جملہ
کی کیفیت اپنی اپنی مقام پر کہولدی گئی ہی علاوہ بران عاقلان سخن فہم بخوبی سمجہتے ہین کہ یہہ شاخ نکالنا

اسلئی ہی کہ جب تمام تردید انوار ساطعہ کا لیا کچھ تو شاخ نکالدینی چاہیئی ورنہ سب لوگ کہینگی کہ یہ کیا
رد لکھا ہی کہ ہر بات کو مان لیا ہی اور بڑا **فائدہ** براہین قاطعہ سی یہہ حاصل ہوا کہ بیشتر اکثر ناواقف
آدمی ہم سی اوجھا کرتی ہی کہ میلاد سرور کائنات علیہ افضل التسلیمات و نیز فاتحہ اموات بدعت ہے
اور بدعت حسنہ کوئی چیز نہین جو بدعت ہی وہ ضلالت ہی اور جو ضلالت ہی وہ فی النار ہی ہر چند
ہم ثبوت دیتی کہ بدعت دو قسم ہی ایک سیئہ مذمومہ دوسری حسنہ محمودہ لیکن وہ ہرگز نہ مانتی جب میری انوار ساطعہ
مین تقسیم بدعت کا قاعدہ مدلل بدلائل شرعیہ ترقیم کیا مولف براہین قاطعہ نی صفحہ ۱۳۳ مین اوسکو تسلیم کیا عبارت
اونکی یہ ہی (جو امر بعد فخر عالم علیہ السلام کی حادث ہوا مطلقاً خواہ محمود ہو خواہ مذموم یعنی اوسکی جواز کی
دلیل شرع مین موجود ہو یا نہو سو اوسکی دو قسم کرتی ہین قسم اول محمود کہ جسکی دلیل جواز کی شرع مین ہی
اور دوسری مذموم کہ دلیل اوسکی جواز کی نہین پس قسم اول کو بدعت حسنہ نام رکھتی ہین اور ملحق بالسنہ
جانتی ہین اور دوسری قسم بدعت ضلالہ ہی الخ) واضح ہو اگرچہ مولف براہین قاطعہ یعنی مولوی
خلیل احمد صاحب انبہٹوی کا اس قاعدہ کو تسلیم کرنا فی نفسہ بنظر اعلی فائدہ و صفائہ کسی بشر کی نزدیک
مخالفین ہمارے موافقین مین قابل اعتماد و استناد نہ تھا لیکن چونکہ اونکا یہ سب مسودہ درحقیقت اونکی پیر و مرشد
مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی انعکاس تنویر افادات و افاضات سی منور ہی اور پھر بہ نظر ظاہر تقریظ
بھی اونکی آخر کتاب مین بہ جلوہ تصدیق جمیع مسائل و دلائل جلوہ گر ہی بنا علیہ اوس کتاب کا ہر مضمون
بقاعدہ مشہورہ نور القمر مستفاد من نور الشمس مع مولوی رشید احمد صاحب ہی کا مضمون متیقن ہو کر ہمارے ہی صفائے
وضوح مین جمیع مخالفین کی نزدیک مستند و معتبر ہے الحمد للہ کہ مخالفین کو اپنی ایسی مسلم الثبوت کی زبانی
ہماری قاعدہ کی تصدیق کامل ہوئی اور ہمکو اونکی سمع خراشی لایعنی سی نجات کلی حاصل ہوئی **دوسرا**
فائدہ براہین قاطعہ سی یہہ ہوا کہ بعض اصحاب علم و نظر اگر تقسیم بدعت کی قائل بھی ہوتی تھی تو یون
کہتی تھی کہ بدعت حسنہ اگر ہی تو بس قرون ثلثہ تک کا ایجاد درست لا کلام ہی اور بعد قرون کل ایجاد
بالکل ضلالت و حرام ہی یعنی اسکا رد انوار ساطعہ مین کامل کیا اور بدلائل شرعیہ ثابت دیا کہ ایجاد کرنا
اوس امر کا جو کہ خیر اور سعدی جایز ہی گو قرون ثلثہ کی کتنا ہی بعد ہی چنانچہ اسکو بھی مولف براہین

قاطعہ نی صفحہ ۲۹ سطر ۱۰ مین تسلیم کیا عبارت یہہ ہی جسکی جواز کی دلیل قرون ثلثہ مین ہو خواہ وہ جزیئہ بوجود خارجی
اون قرون مین ہوا یا نہوا اور خواہ اوسکی جنس کا وجود خارج مین ہوا ہو یا نہوا ہو وہ بدعت سیئہ ہی الی آخرہ پھر ہی
صفحہ ۲۹ مین گیارہ سطر کی بعد لکھتی ہین دیکھو کہ تقلید شخصی کی دلیل قرون ثلثہ مین مع وجود ہی گو وجود خارجی اوسکا
کبھی ہوا اس ہی ہم کو بحث نہین الی آخرہ پھر چار سطر کی بعد لکھا لہذا بالتعیین وجوب و وجوب بغیرہ تقلید شخصی کا
بعد زمانہ قرون ثلثہ کی ہوا اگرچہ وجود شرعی اسکا قرون ثلثہ مین ثابت تھا الی آخرہ دیکھی مولف براہین نے
اس مقام مین اقرار کر لیا کہ یہہ ضرور نہین جس امر کا وجود خارجی قرون ثلثہ مین نہوا ہو وہ منع ہو وی بلکہ صرف
دلیل جواز کا وجود قرون ثلثہ مین پایا جانا کافی ہی جس امر کی دلیل کا وجود اون قرون مین پایا گیا پھر وہ
امر بوجود خارجی خواہ کبھی کسی زمانہ قریب یا بعید مین موجود ہو وہ سب سنت ہے اور صفحہ ۱۹۶ مین لکھا بدعت
حسنہ سنت ہی ہوتی ہی اوسکو بدعت باعتبار شیوع اور ظہور کی کہا جاتا ہی چنانچہ اوپر بھی یہہ عبارت نقل
ہو چکی پس وہ جو بعضی ناواقف منکرین جھگڑا کرتی ہی کہ محفل مولد شریف نہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم فی منعقد
فرمائی نہ کسی صحابی نی نہ کسی تابعی نی نہ تابعین کی اتباع نی بنا علیہ یہہ محفل بدعت سیئہ ہی ہوئی اور
دلیل اور سب قال و قیل اونکی تقریر براہین قاطعہ سی بالکل رد ہو گئی اسلئی کہ اس محفل کا موجود بوجود خارجی ہونا
اون قرون مین کچھ ضرور نہین دلیل جواز کا پایا جانا اون قرون مین کافی ہی باقی رہی یہہ بات کہ کوئی تھوڑی
سمجھ کا آدمی دلیل کی معنی یہہ نہ سمجھی اگر اوس فعل خاص کا تمام صراحتہ اور اوسکی کل کیفیات کا بیان بعینہ تعظیما
قرون ثلثہ مین ہو گا تب وہ فعل بعد قرون جایز ہو گا ورنہ ناجایز ہو گا خوب یاد رکھو کہ یہہ ہرگز مراد نہین اسکا تعیفہ
بھی مولف براہین قاطعہ نی کر دیا ہی اسلئی کہ انوار ساطعہ مین یہہ مضمون لکھا گیا ہی کہ تعمیر مدرسہ کو بھی تم بدعت
حسنہ یعنی ملحق بالسنتہ اور سنت حکیمہ مانتی ہو پھر ایسی ہی محفل مولد شریف اور فاتحہ اموات بھی ہی اگر یہہ امور
اوسوقت مین بہیئت کذائیہ ثابت نہین تو تعمیر مدرسہ بھی بہیئت صفت کذائیہ مروجہ حال قرون ثلثہ سی
ثابت نہین اسکا جواب براہین قاطعہ صفحہ ۱۸۵ سطر ۳ مین یہہ دیا ہی مثال تعمیر مدرسہ کی محض کم فہمی ہی صفحہ کی
جبکہ اصحاب صفہ طالب علم دین و فقرا مہاجرین رہتی تھی مدرسہ ہی تو تھا نام کا فرق ہی لہذا اصل سنت کی
ان تبدل ہیئت مکان کی ہو گئی الی آخرہ اب ہم براہین قاطعہ کا حال کہتی ہین واضح ہو کہ

صفہ ایک سایہ دار مکان تھا مسجد نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ۱۲ صل اوسکی یہ تھی کہ تحویل قبلہ سے پہلی مسجد شریف
کی جانب شمالی قبلہ تھا جب تحویل قبلہ کا حکم ہوا تو قبلہ اولی کی دیوار قایم رکھی تاکہ یہان فقیر مسکین یعنی جنکا
گھر بار کچھ نہیں ہوتا کہ رین دکرہ فی جذب القلوب عن اللہ ہیلی اور منتخب اللغات مین ہی ہے جمعی از غریبان اہل
اسلام کہ خانہ ندہ شتند در موضعی از مسجد کہ بالایش پوشیدہ بود ندی گذاشتند مداومت صحیح بخاری مین ہی ہے جب
صدقات کہین سے آتی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب صفہ کو بھیجدیتے اور مشکوۃ کی باب فضل الفقر مین ابوہریرہ
رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہی کہ مینی سترہ اصحاب صفہ دیکھی کسیکی پاس چادر نہی اور برادر نہی کہ تہبند باندہ لیتے کسیکی
اوپر اٹھا کسیکی پاس ٹخنے تک نیچی تہبند نہی کہ بند تھا اندکسیکی پاس پلو نہی کہ کملی نہی جسکو گلی مین باندہ لیتے تھی کسیکی
آدہی پنڈلی تک وہ کملی یا تہبند پہنچتا تہا اور کسیکی ٹخنون تک تاکہ لوگ اپنی کپڑونکو سجدہ وغیرہ کی حالت مین
سمیٹا کرتی تہی کہ مبادا مقام ستر عورت کھلجائی اور دوسری کو تفرآتی انتہی اور کام اونکا یہ تھا جو قران
شریف مین ہی یدعون ربہم بالغدوۃ والعشی یریدون وجہہ یہہ آیتہ کریمہ دو جگہ ہی سورہ انعام مین اور سورہ
کہف مین کہا فتادہ مفسر نے یہ آیت اصحاب صفہ مین نازل ہوئی وہ ایک نماز پڑہ کی مینی رہتی کہ اب
دوسری نماز پڑہنیکی انتظار مین رہتے مین یدعون ربہم کی معنی یہ ہوی کہ نماز پڑہتی ہین اور یہ معنی حضرت ابن عباس
اور مجاہد سی بہی روایت ہین اور بعضی مفسرین نے یہ کہا کہ یدعون ربہم سی یہ مراد ہی کہ دعا کرتی ہین خدا سے
اور یاد کرتی ہین اوسکو یا ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سی روایت ہی کذا فی التفسیر الکبیر والمعالم اور شاہ
ولی اللہ صاحب نے بہی یہ معنی اختیار کی ہین سورہ انعام مین ترجمہ آیتہ کریمہ مرقومۃ الصدر فرماتی ہین -
مناجات می کنند پروردگار خویش را بامداد و مسامی طلبندہ روی او را انتہی اور شاہ عبد القادر صاحب
پکارتی ہین اپنی رب کو صبح شام چاہتی ہین اوسکا مونہہ انتہی اور صبح شام سی مراد دوام ہے یعنی وہ لوگ ہمیشہ
مناجات الہی مین رہتی ہین اس تفسیر کو پکارتی ہین آب مدرسہ کا مسئلہ معلوم کرنا چاہی کہ سب علماء فی زماننا
تعمیر مدرسہ کو جایز فرماتی ہین کسیکی اپنی اصطلاح کی موافق سنت حکمیہ اور ملحق بالسنۃ کہا اور کسیکی بدعت حسنہ
قرار دیا عظم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اوسکی نظیر اور دلیل ٹہیراتی ہین اہل انصاف عدل
خیال فرماوینگے کہ اصحاب صفہ کی حقیقت اور اشغال اور طلبار مدرسہ کی کیفیت اور صدور افعال مین کیا کیا

کچھ تباین ہی اور اسطرح بنار صفہ اور تعمیر مدرسہ مین حقیقۃً ہو صفۃً و وضعاً کسقدر تخالف ہی کسی چیز مین اشتراک
تحسین نام نہ تعمیر مکان مین نہ کیفیت اشغال اصحاب مکان مین بجز ایک بات کی کہ صفہ بہی ایک مکان تہا جسمین
مسلمان طالب دین رہتی تہی مدرسہ بہی ایک مکان ہی ہے جسمین مسلمان طالب دین رہتی ہین یہ ایک مطلب جملہ یہ شترک
دونو مین نہ کہکہ تمام علما موافق و مخالف مدرسہ کو جایز رکھتی ہین چنانچہ اسی مبنی اوپر ملت پر مولف براہین قاطعہ
اوکی مرشد اور مقرظ فی تعمیر مدرسہ کا جواز مسلم رکھا پس ثابت ہو گیا کہ امر طیر نوایجاد کی جواز و استحسان کی
لئی ائنی دلیل کافی ہی جیسی اجکل کی ہیئت کیفیت مدارس کی جواز کی لئی وجوہ صفہ دلیل کافی سمجھی گئی تہی یہ بہی
ہیئت بدرجہ کمال ہی جب یہ قاعدہ اس تقریر و توضیح سی خود جناب مولف براہین قاطعہ فی تسلیم کر لیا ہی اب ہمکو اوکی
کتاب کی رد و جواب کی حاجت کیا ہی ہمارا مدعا اس رسالہ مین مقصود اصلی و مطلب اہم و مہم مین مختصل اسقدر
علیہ افضل الصلوۃ و فاتحہ امور ثلاثہ یہ دونون مسئلہ تقریر مولف براہین سی ثابت ہو گئی ہم کہتی ہین فاتحہ امور ثلاثہ
دہم چہلم و غیرہ ایصال ثواب ہی تو ہی اور محفل مولد شریف روایت معجزات ہی تو ہی گو ہیئت بدل گئی ہو
نام بدلگیا جیسے مدرسہ باوجود مولف براہین قاطعہ کے موضوعی تو ہے گو ہیئت بدلگئی اور نام بدل گیا ہو ان
لوگ ہیئت کذائیہ ہی مین سمع خراشی فضول کیا کرتی ہی مولف براہین نے تبدل ہیئت نام صفہ اصحاب مدرسہ
تسلیم کر کی ہمکو فواح ہذا کی مجادلہ سی نجات بخشی کہ تبدل ہیئت سابقہ اور لحوق ہیئت کذائیہ لاحقہ قابل
نزاع نہین ہمنا علیہ ہم کہتی ہین کہ فی الحقیقت براہین قاطعہ بنظر غور دیکھہ ہماری مخالف نہین بلکہ عین موافق مدعا
اور ہمنی ہی اصول و دلائل و قناعر کو اثبات دعاوی انوار ساطعہ مین جابجا قایم کیا ہی اہل نظر بتامل بالانصاف
فرماوینگے کہ ہر دلیل ہماری دلیل صفہ ہی کہین بتبدل اعلی ہی معلوم رہی کہ جس مقام پر نام اس براہین
قاطعہ کا کتاب ہذا مین آیگا نیز اوپر فصل کی لئی الفرقہ براہین قاطعہ گنگوہی بباعث چھپوانی اور شائع کرانی
جناب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی لکھی جائیگا اسلئی کہ ایک سالار ہی سمجھی ہے براہین قاطعہ ہی جسکا
جواب لاثل ساطعہ قاطعہ براہین قاطعہ ہی لمعہ نور لمعہ مین ذکر ہی علما و مشائخ مسلم الثبوت مفتیان شرع کا یکہ
واضح ہو کہ ان فتاوی ہی کہ حقیقہ رفتی ہین ان مستفتین مین اکثر علمائون کی یعنی مولوی اسمعیل صاحب دہلوی اور
مولوی اسحق صاحب دہلوی کے بعض مضمون کو ان اصل مضمون کی تمامتر مین اسطرح درج سطور ساطعہ البرہان گردی

حاصل ہی اور بعضون کو مریدی و طالبی اور بعضون کو محض تقلید اور پیروی پس مولوی اسمعیل صاحب کا خاندان
طریقت یہہ ہی کہ وہ مُرید ہین سید احمد صاحب کی اور وہ شاہ عبد العزیز صاحب کی اور وہ شاہ ولی اللہ صاحب اور
مولوی اسحق صاحب علم حدیث مین شاگرد ہین شاہ عبد العزیز صاحب کی اور وہ شاہ ولی اللہ صاحب کی اور شاہ ولی اللہ
صاحب کا سلسلہ اوپر کو اسطرح چلتا ہی خاندان مجددیہ مین کہ وہ مرید ہین اپنی باپ شاہ عبد الرحیم صاحب کی اور وہ سید
عبد اللہ سی اور وہ سید آدم بنوری سی اور وہ امام ربانی مجدد الف ثانی سی الخ اور دوسرا سلسلہ اپنا
شاہ ولی اللہ صاحب کتاب انتباہ مین یہہ لکھا ہی کہ اس فقیر نی علم حدیث لیا اور خرقہ تصوف پہنا اور خلافت
پائی شیخ ابو طاہر سی اور اونہون نی شیخ احمد قشاشی سی اور اونہون نی شیخ احمد شناوی سی اور اونہون نے
اپنی باپ علی ابن عبد القدوس سی اور اونہون نے شیخ عبد اللہ شعراوی سی اور اونہون نے شیخ جلال الدین
سیوطی سی اور اونہون نے شیخ کمال الدین امام کاملیہ سلمی راوی بخاری شیخ الاسلام ابو الخیر ابن الجزری شیخ القراء
والمحدثین سی الی آخرہ الحاصل یہ بزرگوار ان مندرجہ سلاسل مذکور مقتدا اور پیشوا ہین مفتیان فتوی انکاری
کی اور نقل کیا ہمنی ان سبکو اونکی مسلم الثبوت کتب مشایخ مثل انتباہ و قول جمیل وغیرہ سی اور یہ اسلئی کہ ہم جو قول
یا دلیل پیدا کرینگی تو وہ یا خود ان بزرگوار ونکی تصانیف مین ہوگی یا ان بزرگوارون کی مسلم الثبوت شاگردون مین

منکہ خلاصہ مین اثبات ہی بدعت حسنہ کا واضح ہو کہ یہ مسئلا یک اصل عظیم ہی اصول دین متین سے
جب یہہ ثابت ہوگیا تو جان لو کہ اکثر مسائل متنازعہ فیہا طی ہوگئی بنا علیہ ہم اولا اسی مین گفتگو کرتی ہین
بحول اللہ و قوتہ القویہ ای طالبان حق بیدار دل ہو کر سنو کہ بدعت حسنہ مین چند اقوال ہین **قول**
اول یہہ ہی کہ جو امر قرون ثلثہ یعنی صحابہ یا تابعین یا تبع تابعین کی زمانہ مین ایجاد ہوا وہ سنت ہی
اور جو بعد انکی ہو وہ بدعت ہی اور ہر بدعت ضلالت ہی یہ مولوی اسمعیل صاحب کی مقلدونکا قول ہی جو بارہا
معارضات مین پیش کرتی ہین اور قید نظیر کی جو رسالہ تذکیر الاخوان مین مولوی اسمعیل صاحب کی لکھی ہی اوسمین
یہہ کہتی ہین کہ اسی رسالہ مین دوسری مقام پر لکھا ہی کہ نظیر کا سمجھنا کام مجتہد کا ہی پس ہم کام ازروی نظیر
مثل ایجاد ہوگا وہ بھی مجتہدین مطلق کی وقت مین اگر ایجاد ہوگا تو جایز ہوگا ورنہ ناجایز ہوگا چنانچہ
اسی بنا پر مفتیان فتوی انکاری مولود و فاتحہ کو بدعت ٹہیرا چکی عبارتین اونکی ملحوظی مین نقل ہو چکین انعقاد محفل

میلاد و قیام قرون ثلثہ سی ثابت نہین ہوا پس یہہ بدعت ہے فتوی انکاری ثانی صفحہ علی ہذا القیاس سوم و
فاتحہ برطعام کہ قرون ثلثہ مین پائی نہین گئی فتوی ثانی انکاری صفحہ اور مولوی اسحق صاحب کی مایہ مسائل
سوال ہا پنزدہم مین ہی معہذا در مولودہم اختلاف است زیرا کہ در قرون ثلثہ کہ مشہود لہم بالخیر است این امر
معمول نبود بعد قرون ثلثہ این امر حادث شدہ بنا برین علمای در جواز و عدم جواز آن مختلف شدہ اند
انتہی اس عبارت سی یہی ظاہر ہی کہ جو علما مولد شریف کو منع کرتی ہین وہ بباعث نہونی عین اس امر کی اون
قرون مین منع کرتی ہین نہ بباعث نہ پائی جانی نظیر کی اور تحقیق الحق صفحہ مین تفہیم المسائل و قرۃ العین
سی نقل کیا ہی جو چیز بعد ان تینون قرن کی ایجاد ہوئی وہ بدعت سیئہ سراسر ظلمت اور موجب ضلالت ہے
نصاب الفقہ مین ہی ہر انچہ بدعت حسنہ مجتہدان قرار دادہ اند ہمان صحیح است اگر درین زمان چیزی
را بدعت حسنہ قرار دہند خلاف ست زیرا کہ در مصفی گوید کل بدعۃ ضلالۃ انتہی یہہ مضمون مانعین کی چند
رسائل مین موجود ہی الحاصل یہہ لوگ تذکیر الاخوان کا مطلب اسیطرف راجع کرتی ہین کہ مجتہدین ارابعہ تک جو کچھ ہوگیا
سو ہوگیا آگی سب بدعت ضلالت ہی اور راقم الحروف کی نزدیک معنی عبارت تذکیر الاخوان کی وہ ہین جو مباحث
مولد شریف کی ملحوظہ رابعہ مین لکھی جائینگی لیکن اس مقام پر اسمین گفتگو کیجاتی ہی جو اونکی مقلدین کا قرار دادہ ہے فی زمانہ
اور بعض صاحبا اس فریق کی یہہ بات بھی زبا پر لاتی ہین کہ بدعت حسنہ کوئی چیز نہین جو چیز بدعت ہوئی اوسمین حسن
کہان یہہ بات رسالہ فتوحیہ وغیرہ مین مندرج ہی **دوسرا قول** یہہ ہی کہ جو چیز بعد صحابہ اور تابعین کے
نکالی جاوے وہ بدعت ہے اور نامشروع یہہ مایہ مسائل کی سوال چہل و ہشتم مین لکھا ہی امر یکہ منقول نباشد از
انحضرت و صحابہ و تابعین غیر مشروع است الی آخرہ اور تمامی مسئلہ ہذا مین لکھا ہی عدم نقل از حضرت و صحابہ و
تابعین دلالت بر بدعت و کراہت فعل دارد الی آخرہ قول اول مین تبع تابعین تک کی بات سنت معلوم ہوتی ہی
اس قول مین فقط تابعین تک کا قول مستند ہی **تیسرا قول** یہہ ہی کہ صحابہ کا فعل تو سنت مین داخل ہی
لیکن صحابہ کی بعد جو قول فعل حادث ہو وہ بدعت ہی اور ضلالت ہی چنانچہ جلد اول مکتوبات مجددیہ کی
مکتوب یکصد چہیاسی مین صفحہ ہی ہر چہ در دین محدث و مبتدع گشتہ کہ در زمان خیر البشر و خلفاء راشدین او نبود
علیہ و علیہم الصلوات و التسلیمات اگرچہ آن چیز در روشنی مثل فلق صبح بود این ضعیف باجمعی کہ ما ہا ہستند

گرفتار عمل آن محدث گردانا دا و اسی مکتوب کے اخیر مین لکھا ہی فعلیکم بالاقتصار علی متابعۃ سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم والاکتفاء علی اقتدار اصحابہ الکرام اب دیکھو اس کلام سی اگر استدلال کیا جائیگا تو قول وفعل تابعی کا بھی قابل مستند اور
واجب العمل ہونا بیجا ہیگا **قول چوتھا** یہ ہی کہ تابعین تو تابعین ہین خود صحابہ کا کہا اعتبار نہین ہے اونکی
باتون کو بھی بدعت کہتی ہین ان علما کی نزدیک بدعت کی یہ معنی ہین البدعۃ ما لم یکن فی عہد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم پھر حضرت کی بعد اگر صحابہ بھی ایجاد کرین ان علما کی نزدیک وہ بدعت ضلالت ہے غیر مقلدون کا بھی یہی
عمل ہی کہ وہ خلفاء راشدین کے فعل کو بھی بدعت اور ناجایز کہتی ہین اور جب اون سے کہا جاتا ہی کہ حضرت کی
روایت ہی کہ آپ نی فرمایا ہی لازم پکڑو سنت میری اور سنت خلفاء راشدین کی تو اسکا جواب یہ دیتی
ہین مسک الختام شرح بلوغ المرام مین یہ ہی کہ نہین مراد سنت خلفاء راشدین سی مگر ایسا طریقہ اونکا کہ موافق
طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو اور معلوم ہی قواعد شریعت سی کہ کسی خلیفہ راشد کو نہین پہنچتا کہ کوئی
طریقہ سوای اوس طریقہ کی کہ اوسپر حضرت نی مشروع کری انتہی ملخصا اور کتاب مفاتیح الاسرار التراویح
مین ہی کہ مراد سنت الخلفا سی وہی سنت اونکی ہی جسمین وہ موافق اور متبع سنت نبوی ہین نہ وہ کہ جسکی وہ خود موجد
ہین الی آخرہ پس ان چند گروہ کے نزدیک تو صحابہ کرام بھی کہ بعض امور اونہون نی زائد کی ہین بدعتی ٹھہرتی ہین
نعوذ باللہ پھر چنانچہ مصابیح التراویح ص ۱۴ مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم لکھتی ہین کہ منکرین گیارہ رکعت کو سنت
جانتی ہین اور پیش کو بدعت چلا لیا انتہی غرض یہ ہین چار قول جو بیان کی گئی یہ سب اقوال شاذہ مختلف
بعض علما کی ہین جو بھی قول اگر ہم تسلیم کرین اور دوسرا اور تیسرا کو دوسرا قول العدل جو ہماری معاصرین پیش کیا
کرتی ہین تو بھی وہ سب کا سب مستند ٹھہرتی ہین اور سب ہی جعل ہی یہ عاجز بیان کرتا ہی واضح ہو کہ متقدمین متاخرین
یہ کبھی سنت کی یہ تعریف نہین لکھی کہ سنت وہ شی ہی جو قرون ثلثہ مین بالی جاوی یا یہ کہ جو کچھ قرون ثلثہ مین
حادث ہووے سب منجملہ بدعات ہی اور نہ کسینی حدیث سی یا قول صحابہ یا تابعین و تبع تابعین سے یہ بات صراحۃ
ثابت کی بلکہ ہمارے مخالفون کو مہلت دی کہ مہینہ دو مہینہ بلکہ برس برس مین کسی کتاب خود یا اپنے وغیرہ
تلاش کر کر کے ایسی حدیث معتبر ہم کو دیدین جسمین خاص یہ الفاظ ہون کہ قرون ثلثہ کی بعد جو بات نکلی گی وہ بدعت ہوگی اور
جو عین قرون ثلثہ مین ایجاد ہوگی وہ سنت ہوگی اور اگر حدیث نہ ملی تو خاص یہی الفاظ جو اصحاب یا تبع تابعین کی

زبانی ارشاد فرمائی ہوئی ہکو دیدین یا کوئی معتبر اسنادی سی متصل عالم سی کہ جب تمہاری نزدیک اجتہاد و استنباط
قرون ثلثہ ہی پر حصر ہو گیا چنانچہ براہین قاطعہ گنگوہی مین اسکی تصریح ہی عبارت یہ ہے ص ۱۴۱ سطر ۲ یہ ضرور اور واجب ہے
کہ بعد قواعد جواز و عدم جواز کی محدود و بزمان ہی بعد قرون ثلثہ کی جو کوئی قاعدہ تجویز نمودہ ہر حال مردود ہوگا
انتہی کلامہ اسیواسطے تو ہم اس قاعدہ کا بھی خاص قرون ثلثہ ہی سی ثبوت مانگتی ہین کہ کس طبقہ مین طبقات مذکورہ
سی یہ قاعدہ جاری کیا گیا اور اگر بعد مین یہ قاعدہ ایجاد ہوا یا اوسی دورہ مین ہوا لیکن اوسپر نکیر ہی عمل نہ ہوئی
تو یہ قاعدہ بموجب قرار داد تمہاری بدعت سیئہ ہوا جاتا ہی اور تم مصداق ہی ما حدث فی امرنا ما لیس منہ فہو رد
کی ٹھہرتی ہو الغرض بارہا مطالبہ دلیل کیا گیا لیکن کچھ نہ لاسکا یہانتک کہ مولف ہدایہ مین قاطبہ بھی اسمقام پر جوش
خروش ظاہری کہا کر حرف مدعا مین خموش ہو گئی اور کہین اپنی نئی پورانی کتاب سے سند پیش نہ لاسکے
اور لاوین کہان سی سب کے پاس فقط ایک حدیث پیش کرتی ہین خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم
اور حال اس استدلال کا یہ ہی **اولا** خود حضرت عمران بن حصین صحابی رضی اللہ عنہ اس حدیث کی راوی ہین
بیان فرماتی ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی اپنی قرن کی بعد دو قرون بیان فرمائی ہین یا تین صحیح مسلم
مین ہی قال عمران فلا ادری قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد قرنہ قرنین او ثلثا اسیطرح بخاری مین بھی ہی اور
مسلم مین عبد اللہ بن مسعود سی بھی یہ حدیث روایت کی ہی اوسمین بھی شک ہی قال ثم الذین یلونہم ثم الذین
یلونہم فلا ادری فی الثالثۃ او فی الرابعۃ قال ثم یخلف بعدہم الخ حدیث اور ابو ہریرہ سی بھی یہ روایت ہی
اوسمین بھی شک ہی قال ابو ہریرۃ فلا ادری قرنین او ثلثا اور بخاری اور مسلم کی دیگر حدیث مین بھی شک
بیان کر رہی ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی اپنی قرن کی بعد دو قرون بیان فرمائی یا تین جب بنی بعد
قرن قرن بیان فرمانی کا شک ہے تو چار قرن کا احتمال بہ صحیح بعد اتیان پیدا ہو گیا چاہیے چار قرن کا
باعتبار اس فریق کی نزدیک سنت ہو پھر بعد قرون اربعہ جو بھی پیدا ہوئی تو وہ بدعت ضلالہ سیئہ ہو پس قرون
ثلثہ کا قاعدہ بنوایا صحیح نہ ہوا **دوسرا** یہ ہی کہ اس حدیث مین لفظ قرن واقع ہوا ہی اور یہ لفظ
قرن مشترک ہی قرن سید القوم کو بھی کہتی ہین کذا فی القاموس و صحیح کے کہا قرن زمانہ ہی مطلق اور
بعضون نی کہا مقید بعمر اونکی ہی مختلف ہے دس برس یا تیس یا اسی یا سو یا اکسو قسطلانی شرح مسلم مین ہے

قال الحسن وغیرہ القرن عشرین وقتادہ سبعون او ثمانون او تسعون او زیادۃ بن ابی اوفی مائۃ وعشرون وعبد الملک بن
عمیر مائۃ وقال ابن الاعرابی ھو الوقت انتہی اور بعضوں نے کہا کہ زمانہ نہیں بلکہ اہل زمانہ مراد ہین قرن ایک طبقہ
کی آدمیون کو کہتی ہین القرن کل امۃ ہلکت فلم یبق منہا احد اس تقریر پر بعضوں نے کہا کہ حدیث مین قرنی سی
مراد اصحاب ہین الذین یلونہم سی اونکی اولاد دوسری الذین یلونہم سی اولاد کی اولاد اور کہا بعضوں نے کہ اول
وہ جنہون نے آپکا جمال وکمال دیکھا پھر جنہنے اونکو دیکھا پھر جنہنے اونکو دیکھا اور کہا بعضوں نے اس لفظ سے کہ اول
صحابہ ہین دوسری تابعی ہین تیسری تبع تابعی ہین یہ سب اقوال شرح مسلم مین موجود ہین پس لفظ قرن مشترک
ٹھہرا معانی کثیرہ مین اور لفظ مشترک یقین فایدہ دیتا قطع اور یقین کو اور حکم اوسکا توقف ہی کما تقرر فی علم الاصول
ثالثا یہ کہ لفظ مشترک مین تامل وتفکر کرکی جو معانی متعددہ سے کسی ایک معنی کو بقرائن ودلائل ترجیح دیکر
واسطے عمل کی لیلیا کرتی ہین سو اوسکا بھی حال مختلف ہی کوئی کسیکو ترجیح دیتا ہی کوئی کسیکو مولوی
عبد الجبار اور امداد علیصاحب اپنی رسائل مین عینی شرح بخاری سی نقل کرتی ہین ہذا انما کان فی زمن
النبی صلی اللہ علیہ وسلم والخلفاء الراشدین الی انقضاء القرون الثلثۃ وہی السبعون سنۃ واما بعد فقد تغیرت
الاحوال وکثرت البدع الی آخرہ اس سی معلوم ہوا کہ جب سن نوّد ہجری پر نوبت پہونچی قرون ثلثہ
تمام ہوچکی اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا مطبوعہ بریلی کی صہ ۵ مین لکھتے ہین واما استدلال
بہ علی خلافہم من حدیث القرون الثلثۃ فقد اخرج احمد عن ابراہیم عن عبیدہ عن عبد اللہ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر الناس قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم یاتی بعد ذلک قوم تسبق
شہادۃ احدہم یمینہ ویمینہ شہادتہ وبنای این استدلال بر توجیہ صحیحی ست کہ اکثر احادیث شاہد
آن ست قرن اول از زمان ہجرت آنحضرت ست صلی اللہ علیہ وسلم تا زمان وفات وی صلی اللہ علیہ
وسلم وقرن ثانی از ابتدای خلافت حضرت صدیق تا وفات حضرت فاروق رضی اللہ عنہما وقرن
ثالث قرن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وہر قرنی قریب بہ دوازدہ سال بودہ است انتہی اور مجمع
البحار صہ ۵۲۴ جلد سوم مین وفات عثمان رضی اللہ عنہ کو لکھا ہی وقتل ثمانی عشر من ذی الحجۃ السنۃ خمس و
ثلثین پس موافق تقریر شاہ ولی اللہ صاحب کی سنہ پینتیس ۳۵ ہجری تک انقضاء قرون ثلثہ ہوگیا اور

جناب مولینا احمد علی صاحب محدث مرحوم سہارنپوری فرماتی تہی کہ یعنی خیر القرون کی نہایت موزون
اور حسبان ہین اسلام کی شوکت یہی تک خوب رہی پھر خانہ جنگی شروع ہوگئی اور خیریت قرون ثلثہ کی
جو تہی گم ہوگئی اور تکملہ مجمع البحار صہ ۱۴۲ مین ہی وقد ظہر ان مدۃ ما بین البعثۃ الی آخر من مات من
الصحابۃ مائۃ وعشرون سنۃ بالتقریب فان اعتبرت وفاتہ کان مائۃ واما قرن التابعین فان اعتبر من
سنۃ مائۃ کان نحو سبعین واما من بعدہم فان اعتبر من سنۃ مائۃ کان نحو خمسین فظہران مدت القرن یختلف
باعتبار اعمار اہل کل زمان والفق ان آخر اتباع التابعین من عاش الی عشرین ومائتین الی آخرہ
اس روایت سی معلوم ہوا کہ قرون ثلثہ کی مدت سنہ دوسو بیس ۲۲۰ کی بعد تمام ہوئی اب دیکہنے قول اول
کی موافق تو یہ چاہیئی کہ جن چیزون کو مجتہدین بدعت حسنہ قرار دیکر بقیاس واجتہاد جایز فرما چکی ہین وہ
یہی سب بدعت ضلالت اور سیئہ ٹہرین کیونکہ مجتہدین اربعہ کا افتاء واجتہاد بعد نوے سال کی شمار
ہوا ہی یہ پہلی اور قول ثانی کی موافق خود صحابہ رضوان اللہ علیہم کی ایجاد بعد عہد عثمان رضی اللہ عنہ کی
بدعت ٹہرتی ہین اور موافق قول ثالث کی اکثر مذاہب مبتدعین کی مثل روافض وخوارج ومرجیہ و
قدریہ ومعتزلہ سب سنت مین داخل ہوئی جاتی ہین کیونکہ یہ مذاہب سال دوسو بیس ۲۲۰ سی پہلی پہلی سبب ایجاد
ہوچکی اور ان لوگون کی نزدیک جو چیز قرون ثلثہ کی اندر ایجاد ہو وہ سنت ہی تو یہ سب مبتدعین مذکورہ
کی بدعتین سنت ہوئین اور یہ جو بعض آدمی ان اعتراضات سی بچنے کی لئی قید لگاتی ہین کہ جو چیز قرون
ثلثہ مین بلا نکیر رایج ہوئی ہو وہ سنت ہی اور جسپر انکار ہوا ہو وہ بدعت ہی سو جواب اسکا یہ ہے کہ
اس فقرہ کی سند ہی ہم قرون ثلثہ سی طلب کرتی ہین حدیث صحیح یا اجماع صحابہ یا تابعین یا تبع تابعین
سی دلیل گذار دکہنی یہ فقرہ روایت کیا ہی پس ولا مشاحۃ یہ فقرہ ہی ایک فقرہ ہی بالکل غیر مستند
وغیر مسلم ہی ثانیا اگر تم اسکو مان لوگی تو تمہاری بہت چیزین جنکو تمہاری پیشوا اور مقتدا اور اعیان
مدرسین محدثین استعمال کر رہی ہین بدعت ضلالت سیئہ منظلہ ہوجائیگی اب لیجئے دو چار باتین لکہی
جاتی ہین شرح بخاری مین ہی کہ جو چیزین جدید اور محدث ہین اونمین سی ایک جمع کرنا احادیث کا
ہی کتاب مین پھر تفسیر کرنا قرآن کا پھر جمع کرنا مسائل فقہ کا پھر جمع کرنا ان چیزون کا جو اعمال قلوب سے

متعلق ہین پس انکار کیا اول بات پر عمر اور ابو موسی اور ایک جماعت نے رضی الہ تعالی عنہم اور اکثر
نی اجازت دی اوسکی اور اوس دوسری بات پر انکار کیا ایک جماعت تابعین شعبی وغیرہ نی اور اول
تیسری بات پر انکار کیا امام احمد نی اور ایک جماعت نی الی آخرہ اب قرآن شریف کی کتابت مین
اختلاف دیکھیے احیاء العلوم وغیرہ مین ہی حضرت حسن بصری اور ابن سیرین انکار کرتی ہتی کہ قرآن شریف
مین خمس وعشر نہ لکہی جائین اور شعبی اور ابراہیم مکروہ جانتی ہتی زیر وزبر لکہنے کو اور ہدایہ وغیرہ مین ہے
کہ ہمارہی ائمہ متقدمین سب مکروہ جانتی ہتی زیر وزبر لکہنی کو اور شرح بخاری مین بلند صحیح ثابت کیا ہے
کہ انکار فرماتی ہتی حضرت عبد الہ ابن مسعود کہ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس قرآن مین
نہ لکہی جائین اور یہہ بہی روایت ہی کہ وہ جہان لکہی دیکہتے ہتی چہیل دیتی ہتی ان دونو سورتون کو اور
کتب فقہ حنفیہ مین ہی کجا نیز نہین فرماتی ہتی حضرت امام اعظم اور ابو یوسف اور محمد رحمۃ الہیہم اجمعین
قران اور حدیث اور فقہ کی پڑہائی کو اور اجرت امامت اور وعظ اور اذان کو اور جسوقت
مدرسہ معین ہوا انکار کیا اوسپر علمانی کشف الظنون مین ہی کہ جب علماء ماوراء النہر کو خبر پہنچی
کہ بغداد مین مدرسی قایم ہوئی بہت غمگین ہوی کہ اب تک ہر ار طالب آخرت خالصا للہ پڑہتے
پڑہاتی ہتی بنا علیہ اینمین بعض افراد کاملین نکل آتی ہتی اب اُجرت قرار پائی تو علماء طالب الدنیا ہونگی
اور مواہب وغیرہ مین ہی کہ ابن ابی شیبہ نی ابن عمر رضی الہ عنہ سی روایت کی کہ فرمایا اونہون نے
الاذان الاول یوم الجمعۃ بدعۃ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیوقت مین وہی اذان ہتی جو خطیب
کی آگی کہی جاتی ہی اب جو قبل اوسکی یہی اذان ہوتی ہی اسکو ابن عمر رضی الہ عنہ نی بدعت فرمایا اور
تفسیر عزیزی پارہ الم مین ہی کہ قرآن شریف کا بیچ کرنا برا جانتی ہتی اور انکار کرتی ہتی اسپر ابراہیم
نخعی اور اعمش وابی موسی اشعری وحسن بصری وسعید بن مسیب وعبد الہ ابن عمر اور امیر المومنین
عمر اور ابن مسعود رضی الہ عنہم اجمعین الحاصل کہان تک شمار کرون صحابہ وتابعین کے اختلافات ونکیر کو اگر یہ
قاعدہ گہڑا ہوا یارون کا صحیح ہووی تو تمام روی زمین پر کوئی آدمی سنی نہ نکلے ایک نے ایک بدعت
مین ضرور گرفتار ہوگا کیونکہ وہ باتین بہت کم ہین کہ جسپر کسیکا انکار نہوا ہو اور چند باتین جو ہمنی اوپر لکہی ہین

ایک تتمہ ہین دینی ہی اور بہت باتین ہین لباس وطعام ونکاح وبنای مسجد وفروش ومعاملات مین کہ
جن پر انکار ہوا ہی اور انکو اب منکرین بلا انکار استعمال کر رہی ہین اور یہہ قاعدہ یاد رکہو کہ منکرین
اسبات کو مان چکی ہین کہ ایک آدمی کا انکار ہی معتبر ہی اجماع کو توڑ دیتا ہی پہر منکرین ہیلا دو کہا دین اپنی
عبادات ومعاملات مین سوای فرایض متفق علیہا کی کہ کون کون بات انکی اجماعی ہی کہ جسمین ایک کا بہی
انکار نہوا ہو قرون ثلثہ مین پس واضح ہو کہ اس فقرہ اور اس قاعدہ کی بانی مین تمام اہل اسلام کی عقاید و
اعمال درہم برہم ہوی جاتی ہین رابعاً اگر صحابہ رضی الہیہم اجمعین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث
سی یہ قاعدہ سمجہہ جاتی تو ہرگز تین قرون تک کسیکی احداث پر انکار نفرماتی حالانکہ صحابہ نی اپنی زمانہ مین
بہت احداثات پر انکار فرمایا ہی اس حدیث خیر القرون کی راوی حضرت عبد الہ ابن مسعود ہی ہین کما فی
الصحیحین دیکہو اونہون نے جہر سی ایک جماعت ذکر الہہ کرنیوالونکو دہمکایا اور اونکی فعل کو بدعت قرار دیا کتب
فقہ وحدیث مین یہ روایت مذکور ہی حالانکہ وہ لوگ اونکی ہم عصر ہتی یا صحابہ ہتی یا تابعین اگر فعل
اونکا اس حدیث کی موافق سنت ہوتا تو اس حدیث کی راوی عبد الہ صحابی کیون اونکو منع فرماتی
خامساً صحابہ اور تابعین اس حدیث کی یہہ معنی کسطرح سمجہتی وہ کلام کا مغز سمجہنے والی ہتی کونسی
قاعدہ استدلال کا اس حدیث شریف سی نہین بن پڑتا اسلئی کہ مراد شارع سمجہنی کی لئی قواعد یہہ ٹہہری
ہین کہ مدعا یا عبارت النص سے ثابت ہوگا یا اشارت یا دلالت یا اقتضا سی اور عبارت النص مین
ضرور ہی یہ بات کہ مدعا کی الفاظ ظاہر ہون اور کلام اوسی مدعا کی لئی واقع ہوا ہو منار مین ہے
واما الاستدلال بعبارۃ النص فہو العمل بظاہر ما سیق الکلام لہ اور یہان ظاہر ہی کہ دونون باتین
منار وحدیث مسلم مین ہی اسمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای الناس خیر قال قرنی الحدیث یعنی حضرت
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سی پوچہا گیا تہا کہ آدمیونمین کونسی آدمی اچہی ہین آپ نی فرمایا میرا قرن اسی
معلوم ہوا کہ لوگون نی یہ نہین پوچہا تہا کہ کس کا ایجاد بدعت ہوگا اور کسکا سنت اور نہ حضرت نے اپنی
طرف سی اس قاعدہ کو یہان بیان فرمایا کم سی کم پڑہا آدمی بہی جان سکتا ہی کہ احکام ومعانی
الفاظ سی پیدا ہوا کرتی ہین پہر اس حدیث مین بدعت اور سنت اور احداث کی الفاظ کہان ہین

لہذا یہہ استدلال عبارت النص ٹھہرا اور اقتضاء النص بھی نہین اسلئی کہ اقتضاء کی تعریف یہہ ہے توضیح
صہ ۱۳۰ دلالۃ اللفظ علی معنی خارج یتوقف علیہ صدقہ او صحتہ الی آخرہ کذا فی التلویح پس قرون ثلثہ کی
خیریت کی صدق و صحت کیواسطے کب لازم ہے یہہ بات کہ اگر اونکا ایجاد سنت ہو جائے تب تو اونکی
خیریت ثابت ہووی اور نہین تو نہین پس اقتضاء النص بھی نہوا اب رہی دلالت اور اشارت اگر لفظ
خیر سی جو خیر القرون مین ہی یہہ بات ثابت کرنا چاہین تو یہہ قاعدہ شرعی پیش کرین کہ اچھا آدمی جو کچھہ
ایجاد و احداث کر دیا کرے اصول شرع کی موافق یا غیر موافق وہ سب خیر ہوتا ہی حالانکہ یہہ بالاتفاق
غیر مسلم ہی چنانچہ چند وقائع قرون ثلثہ کی عنقریب قول منجم بدعت مین ہم بیان کرینگے کہ وہ کسی کی
نزدیک معمول بہ نہین پس واضح ہو گیا کہ وجوہ معرفت مراد شارع کی چارون طرق یہان نہین چلتی اور
جہان استدلال ان طرق سی غیر طرح پر ہو اوسکو نور الانوار مین لکھا ہی فہو من الاستدلالات الفاسدۃ
قطع نظر اسکی ہم کہتی ہین کہ اگر لفظ خیر سے استدلال ہی کہ جب لوگ خیر ہین تو ایجاد بھی اونکا خیر ہوگا اس
صورت مین ہم کہتی ہین کہ بہت احادیث مین لفظ خیر واقع ہوا ہی مثلاً روایت ہے کہ ابو عبیدۃ بن الجراح
جو عشرہ مبشرہ مین صحابی جلیل القدر ہین اونہون نی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی پوچھا یا رسول اللہ ہم
خیر منا اسلما و جاہدنا معک یعنی یا رسول اللہ کوئی ہم سی بھی اچھا ہوگا ہم اسلام لائی اور آپکی ساتھہ ہو کر
اتنی جہاد کئی آپنے جواب دیا نعم قوم یکونون من بعدکم یومنون بی ولم یرونی یعنی آپ نی فرمایا کہ ہان
تم سی اچھی تمہاری بعد وہ لوگ ہونگی جو مجھہ پر ایمان لاوینگی بغیر دیکھے یہہ حدیث مشکوۃ مین ہی روایت
کیا اسکو احمد اور دارمی نی دیکھو اس مین لفظ خیر موجود ہی جسطرح خیر القرون مین پس چاہیئی کہ بعد کی آیتین
فصل نکالا ہوا بھی سنت ہو بدعت مین داخل نہو اور ابی امامہ کی روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نی طوبی لمن رانی وطوبی سبع مرات لمن لم یرنی وآمن بی یعنی خوشحالی اوجیوا اوسکو جسنی مجھکو
دیکھا اور سات مرتبہ خوشحالی ہو جیوا اوسکو جسنی مجھکو نہین دیکھا اور ایمان لایا - یہہ بھی مشکوۃ مین ہی
اور حدیث مین ہی کہ دہی مثل امتی مثل المطر لا یدری اولہ خیر ام آخرہ یعنی حال میری امت کا ایسا ہی
جیسا مینہ معلوم نہین اول اوسکا خیر ہی یا آخر محدثین لکھتی ہین کہ مراد حدیث سی یہہ ہے کہ سب امت

میری خیر ہی جیسے مینہ اول سی آخر تک اچھا ہوتا ہی پس ان احادیث کی سبب چاہیئی آخر امت کا
ایجاد بھی سنت ہو جسطرح خیر القرون کا ایجاد سنت کہتی ہو اور اگر افضلیت سے خیریت کلی مراد کہوگی نہ
جزئی تو خیریت کلی صحابہ کو سب تابعین اور تبع تابعین پر ہے چاہئے کہ بس دو قرن مابعد کا جو کہ مفضول
ہین ایجاد جایز ہوا اور اگر عام مراد لیتی ہو کہ خیریت خواہ کلی ہو خواہ جزئی تو خیریت جزئی مین وہ سب
افراد شامل ہین جنکی نسبت احادیث مین لفظ خیر واقع ہوا ہی چاہیئی کہ اونکا ایجاد بھی درست ہو
واضح ہو یہانتک کلام تہا اونکی جملہ اولی مین کہ جو امر قرون ثلثہ مین ہوگا وہ سنت ہے اب ہم شروع
کرتی ہین دوسری جملہ مین کہ جو چیز بعد قرون ثلثہ پیدا ہوگی وہ سب بدعت اور ضلالت ہوگی ہم کہتے
ہین یہہ بات بھی بالکل بی اصل ہی اولاً اسلئی کہ یہہ حدیث بخاری رحمۃ اللہ علیہ ابواب شہادت
مین روایت کرتی ہین عمران ابن حصین سے خیرکم قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ان بعدکم قوم
یخونون ولا یؤتمنون ویشہدون ولا یستشہدون وینذرون ولا یفون ویظہر فیہم السمن
دوسری روایت عبد الہدا ابن معود سی ہی اوسمین ثم الذین یلونہم کی بعد یہہ ہی ثم یجی اقوام تسبق
شہادۃ احدہم یمینہ ویمینہ شہادتہ یہہ دونون روایتین بخاری کی باب فضایل اصحاب مین ہی
ہین اور صحیح مسلم مین بعد ثم الذین یلونہم کے ہی ثم یجی قوم تسبق شہادۃ احدہم یمینہ ویمینہ شہادتہ
اور دوسری روایت مسلم کی یہہ ہی ثم یخلف بعدہم خلف تسبق شہادۃ احدہم یمینہ ویمینہ شہادتہ اور
تیسری روایت مین ہی ثم یخلف قوم یخونون ولا یؤتمنون ویشہدون قبل ان یستشہدوا اور چوتھی مین ہے
ثم یکون بعدہم قوم یشہدون ولا یستشہدون یخونون ولا یؤتمنون وینذرون ولا یفون ویظہر
فیہم السمن اور نسائی کی باب لوفاء بالنذر مین ہی اسیطرح ہی اور ابو داود کی باب فضائل مین ہے
ثم یظہر قوم الی آخرہ ویفشو فیہم السمن ہی اور ترمذی کی فضایل مین یہہ الفاظ ہین ثم یاتی قوم بعد ذلک
تسبق ایمانہم شہادتہم او شہادتہم ایمانہم اور ابن ماجہ کی ابواب شہادات مین ہی ثم یجی قوم تبدر
شہادۃ احدہم یمینہ ویمینہ شہادتہ اور دوسری روایت اوسکی یہہ ہی ثم یفشو الکذب حتی یشہد الرجل
ولا یستشہد ویحلف ولا یستحلف یہہ چھہ چھہ ون کتابون مشہورہ بصحاح ستہ کی روایتین ہین خلاصہ

مضمون ان سب روایات کا یہ ہی کہ اون قرون خیر کی بعد ایسے لوگ پیدا ہوجائینگے کہ گواہی دینے پر
بڑی حریص ہونگی بچھے پر دے نکرینگی کبھی قسم سی پہلی گواہی کبھی گواہی سی پہلی قسم کہائینگے اور اپنا
بدن موٹا تیار کرنا پسند کرینگی اور خیانت کرینگی اور کوئی اونکو امانت دار بنائیگا عہد کرینگے
اور پورا نہ کرینگی اور ظاہر ہوگا جھوٹ یہان تک کہ آدمی گواہی دیگا اور کوئی اوس سے گواہی
طلب کریگا اور قسم کہائیگا اور کوئی قسم کہائیگا نہ کہیگا دیکھیے ان روایتون مین کسی جگہہ
بدعت اور احداث کا ذکر نہین یہہ کسطرح سمجھہ مین آئی کہ ان لوگون کا قاعدہ تو ایسا بڑا کلیہ
جامع ومانع کہ جسکی سبب اہل اسلام مین پھوٹ اور خانہ جنگی اور تفسیق اور تضلیل وسب وشتم
وغیبت وکینہ وفساد باہم ڈال رکھا ہی پھر نہ کسی لے وی نی لفظ بدعت واحداث اس حدیث مین
روایت کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نی جو کہ دانای لغت اور مبین حکم شریعت تہی اور جا بجا تخذیر
بدعات کی لی لفظ کل بدعۃ وکل محدثۃ ومن احدث فی امرنا ومن ابتدع بدعۃ ضلالۃ وغیرہ الفاظ
ظاہرہ منصوصہ فرماتی تہی اس حدیث مین لفظ صریح منصوص نفرمایا اگر یہ ایسا زبردست قاعدہ
مابہ الامتیاز فاصل بین السنۃ والبدعۃ اور ماہیت سنت اور بدعت کا معرف شارح ہوتا تو ملفوظ
آپ یا رواۃ اصحاب کوئی تو صراحۃ نام احداث وبدعت کا بیان فرمادیتا تعجب ہے کہ یہان تو
اسکا نام بھی نہیں اور ان حضرات نی دھوم مچادی ثانیاً اگر لفظ کذب سے استدلال کرین اگرچہ وہ
ایک روایت مین واقع ہوا ہی اور بہت کثرت سی روایتین ایسی ہین صحیحین وغیرہ کی کہ اونمین
لفظ کذب واقع نہین ہوا جیسا کہ نقل روایات اوپر ہوچکین تو جواب یہ دسکا ہی کہ ہر محاورہ دان
جانتا ہی کہ کذب کی معنی جھوٹ ہین اور بدعت کی معنی نئے بات
پھر کہا جھوٹ بولنا اور کہا نئی بات العجب مولوی عبدالجبار صاحب فرماتی ہین کہ بدعت کو
بدتر موجب ثواب جانتی ہین پس یہ کذب ہوا الخ دیکھیے یہ کیسی بڑی جرات ہی کہ صحابہ رضوان اللہ
علیہم سے لیکر شاہ عبدالعزیز صاحب ومولوی اسحق صاحب تک فقہا ومحدثین لوگ بدعت حسنہ کو مسلم کہتی
آئے چنانچہ عنقریب نقل کیا جائیگا پھر یہ سب عالم بلیس قول کی موافق کذب کی فاعل ہوگئے

نزدیک کذاب ٹھہرے جو بدعت کو حسن اور حسنون نی قرار دیا کہ کیسنی فرمایا نعمت البدعۃ
کیسنی فرمایا بدعۃ حسنۃ اور کیسنی فرمایا من البدع ما یکون مستحبا ومنہا ما یکون حسنا اور ہر ایک
کا طعنہ گنگوہی کی عبارت اس مقام مین یہ ہی صفحہ ۳۵ (بدعت بھی جھوٹ مین داخل ہی کذب عام ہی اور
بدعت خاص ایک فرد کذب کی ہی) مین کہتا ہون کہ اس قول پر بھی وہ اعتراض سابق بحال رہا کہ
صحابہ ہی لیکر آجتک کے علمای مجوزین بدعت حسنہ کذب مین داخل ہی اور ایک تیشہ دوسرا اپنی پانو مین
یہ خبری سی مار لیا یعنی آپ نی عام خاص کا لفظ جا کر یہہ چاہا کہ حدیث مین یتشوا الکذب ویظہر الکذب کے
معنی یہہ ہوجاوین کہ یظہر البدعۃ حالانکہ اسمین بالکل اپنی ہاتھہ قلم کرچکی یعنی جب کذب کو عام مان لیا
تو وجود عام مستلزم وجود خاص کو نہین ہوتا یہ کلیہ ہر عاقل کی نزدیک مسلم الثبوت ہی پس ظہور کذب کے
یہہ لازم نہوا کہ خاص بدعت ہی مین ظاہر ہووی جایزہی کہ کسی افراد خیانت و دروغ حلقی وغیرہ مین
ظاہر ہوجای اور مولف براہین بھی اس قاعدہ کو جانتا ہی عبارت اوسکی صفحہ ۵۵ سطر ۱۲ مین یہ ہے
(وجود عام کا بدون وجود خاص کی ہوسکتا ہی مثلاً حیوان بدون انسان کی اسکو ہر عاقل جانتا ہی الخ)
اب دیکھیے حضرت جی کی زبانی خود ثابت ہوگیا یعنی آپ صفحہ ۳ مین فرماتی ہین (کذب عام ہی اور
بدعت خاص) اور یہان یعنی صفحہ ۵۵ مین فرماتی ہین (وجود عام کا بدون وجود خاص کے ہوسکتا ہی)
پس یہ مطلب نکل آیا کہ وجود کذب کا بدون وجود بدعت کی ہوسکتا ہی یعنی ممکن ہے کہ بعد قرون ثلثہ کذب
شائع ہوا اور بدعت نہوا نہی کی زبانی انکا مدعا غلط ہوگیا یہ لوگ اوسوقت اپنی مطلب مین کامیاب
ہوسکتی تہی کہ کذب کا بدعت مین نسبت مساوات ترادف ثابت کرتی تو ثبوت کذب مستلزم بدعت
ہوجاتا وذلیس فلیس ثالثاً یہہ کہ محدثون مین یہہ ٹھہرا ہوا ہی کہ بعض حدیثین شرح ہوتی ہین بعض حدیث
کی بیان روایت مین لفظ کذب واقع ہوا ہی کہ پہر ظاہر ہوگا جھوٹ ترادفی وہ ہی شرح ہی جو صحیحین وغیرہ
کی حدیث مین گذری کہ وہ لوگ خیانت کرینگی بدعہدی کرینگی قسم کہائیگا تیار ہونگی بغیر قسم کہلای اور
گواہی دینی کو تیار ہونگی بغیر گواہی لای اوسمین یہ نہوتا کہ وہ نئی باتین مین نکالا کرینگی پس لازم نہوا
کہ جھوٹ جسی بھی باتین مراد کہین نئی بدعت رابعاً یہہ کہ لوگ اپنی اس دعوی پر کہ جو چیز بعد قرون ثلثہ

پیدا ہوگی وہ بدعت ضلالت ہوگی حدیث ہذا کو سندلاتی ہین تو اس صورت مین حسب عمومی لفین اس حدیث مین
لفظ یظہر کی معنی ظہور وجودی کی ہونگی یعنی پہر تین قرن کے بعد جھوٹ پیدا ہوگا تو منشا اسکا یہی کہ پہلی
اس سی نہوگا حال آنکہ بدعتونکا وجود ہین نہین قرون مین ہوا ہی یعنی معتزلی اور قدریہ اور مرجیہ جو بدعتی
فرقی ہین قبل گذرنی قرون ثلثہ کی پیدا ہوگئی تھی پہر اگر کذب سی بدعت مراد رکہین اور یظہر اور یفشو سے
یوجد تو بڑا اعتراض یہہ پڑیگا کہ حدیث موافق واقع کی نہین ہوسکتی **خامساً** یہ کہ بعض علمانی لکہا ہے
کہ بعد قرون ثلثہ کی علم فلسفیہ یونانیونکا اہل اسلام مین رائج ہوا اوسکی پڑہنی سی اور اوسمین فکر کرنے سے
مسلمانون کی عقاید عقلی طور پر بدل گئی عقائد فلسفی لوگونمین برخلاف اعتقاد سلف کی ٹہہرگئی اور معتزلی وغیرہ
بدعتون کو علم فلسفی سی طاقت پیدا ہوئی اور مبتدعین اہل سنت مین عقایدی مباحثے پہیل گئی پہلا
اگر کوئی لفظ حدیث سی کہ ثم یظہر الکذب ہی یہ مراد رکہی تو یہی صحیح ہوسکتا ہی کیونکہ مسائل فلسفی جہوٹے
ہین لیکن کہان فلسفی دلائل اور یونانیون کی مجادلات اور کجا محفل مولد شریف اور موتی کی فاتحہ درود
کرنا پہلا فلسفیون کی مسائل کو ان اعمال سی کیا علاقہ اور وجود بدعات کا حصر اگرچہ عقاید فلسفی مین
نہین لیکن صدق حدیث کی لئی ان افراد مین وجود کذب پایا جانا بس کرتا ہی یہہ کہان سے لازم آیا کہ حدیث
شریف کی تصدیق پوری نہی ہوگی کہ ہر ہر فرد حادث بعد قرون کا بدعت اور ضلالت ہوجائے
سادساً جو مطلب یہہ لوگ ثابت کرتی ہین یہ مطلب اوسوقت ثابت ہوتا کہ حدیث کی لفظ یہ ہوتے
ثم لا یظہر الا الکذب یعنی بعد قرون ثلثہ نہین ظاہر ہوگا سوای جہوٹ کی یا یہہ ہوتی کہ ثم کل شی
یظہر فیکون کذبا یعنی ہر جو کچہہ ظاہر ہوگا وہ سب جہوٹ ہی جہوٹ ہوگا لیکن یہ الفاظ تو حدیث مین
نہین کوئی کلمہ حصر ہی نہ مفید کلیت ہی تو معنی حدیث کی یہہ ہوگی ثم یظہر الکذب یعنی پہر ظہور کذب
ہوگا پس ظہور کذب کی صدق کو بعض افراد محدثات مین کذب کا ہونا ہی کافی ہی یہ کیا ضرور ہے
کہ ہر ہر چیز ظاہر ہووے وہ سب کذب ہی ہووی پس **اصل مطلب حدیث** یہہ ہوا کہ سب
آخر سون مین اچہی تیسری قرن کی آدمی ہین پہر اونکی بعد والی پہر اونکی بعد والی اور بعد اونکے
ناقص ظہور کذب ظاہر ہوگا یعنی اسطرح قرون ثلثہ مین غلبہ خیر غالب رہی اسطرح بعد کو کذب غالب ہوگا

لیکن غلبہ خیر کی معنی کوئی یہ نسمجہی کہ قرون ثالی مین جو کچہہ ہوگا سب خیر ہوگا اسلئی کہ وہ تمام بدعتین قدر دار جاوخیر
درفض وغیرہ سب قرون ثلثہ ہی مین ہوئین اور اوقات خیر القرون مین ہونیکی سبب انکو کوئی اہل سنت والجماعت
خیر نہین کہتا پہر اسیطرح ما بعد قرون ثلثہ کی کذب کا حال اوسکی مقابل مین سمجہنا چاہیئی کہ ظہور کذب ما بعد کی
معنی یہ نہین کہ جو کچہہ ظاہر ہوگا سب کذب ہوگا جسطرح یہ نہوا کہ جو چیز خیر القرون مین ایجاد ہووہ سب خیر ہوا اس
تقریر سی صاف ظاہر ہوگیا کہ بعضی چیزین بعد قرون ثلثہ کی جنکو عباد صالحین نکالینگے وہ درست اور
احسن ہونگی اور بعض باتین جو خلاف شرع ایجاد ہونگی وہ گمراہی کا سبب اور قبیح ہونگی جسطرح خود مین قرون ثلثہ کی
بعضی بدعتین نکلی ہوئین سب خراب اور ضلالت ہین قول جمہور اہل مذہب منصور یہی ہی اور شیوع و
ظہور کذب مین یہہ بھی ضرور نہین کہ شیوع بدعت ہی سے اوسکا تحقق ہو بلکہ اسطرح پر بھی ہوسکتا ہے کہ پہلے
اگر خیانت کا ایک تہا اب لاکہون ہین دروغ حلف قرون اولی مین اگر دو چار ہونگی تو اب کروڑون
ہین اسیطرح اور گناہون کو قیاس کرلو کہ ہر ہر گناہ اب زیادتی پر ہے اور بدعتی لوگ جو قرون ثلثہ مین
حادث ہوگئی تھی اب وہ بہت زیادہ اضعافاً مضاعفہ ہوکر پہیل گئی احادیث صحاح مذکورۃ الصدر کے
صدق کو یہ فشو و ظہور کافی ہی یہ کیا ضرور ہی کہ جب سب مستحسنات صلحای ما بعد کو کذب مین داخل کرو
تب مضمون حدیث صحیح ہو حاشا و کلا انصاف شرط ہی والہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم آمین
برہین قاطعہ گنگوہی صفحہ ۳۲ و ۳۳ مین جو یہہ بات لکہی ہی کہ یہہ چار دلی قوال گذشتہ یہان بدعتیہ
مع قول پنجم جو عنقریب آئیگا الاہی پانچون قول ایک ہین لی آخر یہہ ایک عجیب فسانہ ہی مرد دانا
خیال کرکی دیکہی تیسری قول کو جو لوگون نی حضرت مجدد کی قول سی استدلال کیا ہی کہ جو چیز خلفای
راشدین کی وقت مین نہ تہی خدا کرے اوس بدعت مین گرفتار نہوی یہ طرح جمع ہوسکتا ہی دوسری اقوال
کی ساتہہ حال آنکہ خود حضرت مجدد کی عبارت مکتوبات جلد ثانی مطبوعہ دہلی صفحہ ۳۰۴ مکتوب بست و سوم
مین اقوال بالا کی خلاف ہی وہ یہہ ہی گذشتگان در بدعت حسنہ سیئہ واشتہ کہ بعض افراد اوس را حسن
دانستہ اند این فقیر در ین مسئلہ ایشان را موافقت ندارد بدعت را حسنہ نمیداند بلکہ ہمہ را
ہمچو ہمہ سیئہ می فرماید ہین کہ ہر بدعت حسنہ کو مستحسن کہتے ہین ہین مخالف اوکی ساتہہ نہین ہون بلکہ ہر بدعت کو

قول کسطرح باہم موافق ہونگی پھر مکتوب مذکورین بعد آٹھ سطر کی لکھتے ہین اب یہ جو فتوی متقدمین و متاخرین
حسنی بنا بید ساخت چہ ہر وقت را احکام علحدہ است الی آخرہ دیکھئے یہان خود اپنی زبان ہی تمام متقدمین
و متاخرین کا فتوی جواز بدعت حسنہ پر تسلیم فرما کر فرماتی ہین کہ اب وہ فتوی نہین چل سکتا ہر زمانہ کا حکم
جدا ہی بہلا اگر جمیع مفتیان دین متقدمین و متاخرین کا قول حضرت مجدد کی موافق ہوتا تو یہ عذر اختلاف زمانہ
کا کیون پیش فرماتی نہین نہین بی انصافی کا کچھ علاج نہین حق یہی ہی کہ پانچون قول جدا ہین ہر ایک علماء
نے اپنی نزدیک کچھ مصلحت زمانی سمجھکر ایک قول اختیار کیا لیکن فتوی عام طور پر نہوگا سوای قول
جمہور علماء امت کی جو عنقریب آتا ہی اور بعض صاحبون نے یہ فرمایا کہ **بدعت حسنہ کچھ چیز نہین** یہ امور
عقلیہ و نقلیہ کی بالکل مخالف ہی عقل کی مخالف اسلئے ہی کہ دو مفہوم کلی یا دونو متساوی ہونگی جیسے انسان
اور ناطق یعنی جسکو ناطق کہینگے وہی انسان ہوگا جسکو انسان کہینگے وہی ناطق ہوگا یا وہ دونو مفہوم متباین
ہونگی جیسے انسان اور حجر جو چیز حجر ہوگی اوسکو انسان نہ کہینگے جو انسان ہوگا اوسکو حجر نہ کہینگے دونون
مین بالکل جدائی ہی یہ کچھ اور ہی اور وہ کچھ اور یا وہ دونون اعم خاص مطلق ہونگی جیسے حیوان
و انسان حیوان ہر جاندار کو کہہ سکینگے خواہ وہ انسان ہو یا گھوڑا یا ہاتھی یا اونٹ وغیرہ اور انسان
سوای آدمی کی کسیکو نہین کہہ سکتی تو انسان خاص مطلق ہوا اور حیوان عام مطلق یا وہ دونون مفہوم
عام خاص من وجہ ہونگی جیسی کبوتر اور سفید رنگ سمین تین ہادی ہوتے ہین دو افتراق کی ایک اجتماع کا اخیر
سطر چرکہ مثلاً قلعی مین سفید رنگ موجود ہی لیکن کبوتر نہین اور سرمی کبوتر مین کبوتر موجود ہی لیکن رنگ سفید ندارد
اور سفید رنگ کی کبوتر مین دونو موجود کبوتر ہی اور سفید رنگ بھی جب یہ معلوم ہوا تو حدیث رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم پر منہی چاہیئے آپنی ارشاد فرمایا ہی من ابتدع بدعۃ ضلالۃ لا یرضاہا اللہ و رسولہ کان
علیہ من الاثام مثل آثام من عمل بھا لا ینقص ذلک من اوزارہم شیئا واضح ہو کہ لفظ بدعۃ ضلالۃ مین ہمکو
اپنی اساتذہ سی روایت حدیث بصیغہ اضافت پہنچی ہی اسیطرح مولانا احمد علیصاحب محدث مرحوم سہارنپوری
نے اپنی مطبع کی کتابون یعنی مشکوۃ شریف مطبوعہ ۱۲۷۱ھ اور ترمذی شریف مطبوعہ ۱۲۸۲ھ مین ضبط
کیا ہی اور اسیطرح صاحب مجمع البحار نے تکملہ صفحہ ۱۶ مین لکھا ہی عبارت یہ ہی یروی بالاضافۃ و

یجوز نصبہا علی التمیز دیکھئے اگرچہ نصب کو بھی جایز رکھا لیکن اہل حدیث کی روایت کو بالاضافۃ ہے
لکھا جیسے اضافت ان مع نون لفظون یعنی بدعت اور ضلالت مین نسبت ہوگی تو اب قاعدہ اضافت طے
کرنا چاہئی اگر یہ اضافت بدعۃ ضلالۃ مین بیانی ہی جسطرح فریق ثانی اکثر بیان کر رہی ہین تو عین مدعا ہمارا
ثابت ہی اسلئے کہ اضافت بیانی مین عموم خصوص من وجہ ہوتا ہی قال المولی الجامی فی بیان الاضافۃ
و اما بمعنی من البیانیۃ فی جنس المضاف الصادق علیہ و علی غیرہ بشرط ان یکون المضاف ایضا صادقا
علی غیر المضاف الیہ فیکون بینہما عموم و خصوص من وجہ اور اوپر بیان ہو چکا کہ عموم خصوص من وجہ مین دو مادہ
افتراق کی ہوتی ہین ایک اجتماع کا پس مطلب یہ ہوا کہ کوئی شی ایسی ہوگی جو بدعت بھی ہو اور ضلالت
بھی جیسی مذہب جبریہ و قدریہ و غیرہما مبتدعین کی اور کوئی چیز ایسی ہوگی کہ ضلالت ہوگی بدعت نہوگی
جیسے کفر و ارتداد العیاذ باللہ اور کوئی چیز ایسی ہوگی کہ بدعت ہوگی اور ضلالت نہوگی جیسے مدرسہ
اور محفل میلاد شریف اور اوضاع اذکار مشایخ کرام جو واسطے جلای قلب کی ایجاد کی گئی ایسی ہی چیزونکا
نام بدعۃ حسنہ ہی **تقریر دیگر** بدعت اور ضلالت دو مفہوم کلی ہین اور ظاہری کہ یہ دونون باہم متباین
نہین کیونکہ ضلالت محمول ہوتی ہی بدعت پر اور متساوی بھی نہین کیونکہ شرک و کفر پر بھی اطلاق
ضلال بایجاز قرآن مجید مین موجود ہی لیشرک باللہ فقد ضل ضلالا بعیدا و من یکفر باللہ و ملیکتہ و کتبہ
و رسلہ و الیوم الاخر فقد ضل ضلالا بعیدا یہان شرک و کفر پر لفظ ضلال اطلاق فرمایا حالانکہ یہان بدعت
نہین کیونکہ حقیقت بدعت کی اور ہی اور کفر کی اور ہی اور بدعت مقابل سنت ہی اور کفر مقابل ایمان اور
بدعت عام مطلق بھی نہین ورنہ کلیہ کل بدعت ضلالۃ صحیح نہوگا جسطرح کل حیوان انسان صحیح نہین اور خاص
مطلق بھی نہین اسلئے کہ خاص مطلق کی اضافت عام مطلق کی طرف ممتنع ہی شرح جامی و مسالک بہیہ
و غیرہ کتب نحو مین یہ مسئلہ منصوص ہی یعنی جایز نہین کہ کہا جاوے سبت الیوم و فقہ العلم بلکہ کہا جائیگا
یوم السبت و علم الفقہ پس اس سے تبدیع بدعۃ ضلالۃ کی اضافت صحیح نہین ٹہرتی اب باقی رہگئی نسبت عام خاص من وجہ مین دو
مادہ ہونگے افتراق کی ایک مادہ اجتماع کا جیسا کہ تقریر اول مین ثابت کر چکے ہین پس ایک بدعت وہ نکلیگی جو ضلالت نہین ہو
ایسی بدعت اگر ضابطہ اباحت مین داخل ہوگی وہ مباح ہوگی اور اگر کلیہ استحباب مین شامل ہوگی مستحب ہوگی

اور اگر قاعدہ ایجاب کی تحت مندرج ہوگی وہ واجب کی انہی تین قسم کی بحیثیت کہ بدعت حسنہ کہی ہین
کیونکہ واجب و مستحب اور مباح بھی ہوسکتی ہین جنمین رنگ حسن موجود ہی اسی حسن کی سبب ایسی بدعتون
کو صفت حسنہ نصیب ہوئی اور وہ جو صاحب مجمع البحار نی لکہا کہ یجوز نصبہا علی النعت اس صورت مین
معنی حدیث کی یہ ہونگی کہ جسنی نکالی ایسی بدعت کہ ضلالت ہی الی آخرہ ہم کہتی ہین اسمین بھی بدعت حسنہ
کا ثبوت ہی اسلئی کہ نکرہ کو نکرہ کی ساتھہ صفت کہنی اس اصل قاعدہ پر کہ وہ فادہ دیتا ہی تخصیص کا پس صفت ضلالت
نی اپنی موصوف بدعت کو جو عام شامل ضلالت ہدی کو تہا خاص کردیا اور تمیز دیدی بعض افراد کو
یعنی بدعت ضلالت کو بعض سے یعنی بدعت ہدی وحسنہ سی جیسی رجل عالم مین صفت عالم نی تمیز دیدی
رجل کو غیر عالم سے اور صورت نعت صفت مین یہ معنی کرنی دو وجہ سی ضروری ہوئی ایک تو یہ ہی کہ
اصل توصیف نکرہ مین فادہ تخصیص ہونا نحو کا قاعدہ مطردہ ہی دوسری یہ کہ صفت کی ساتھہ ہر شی
مطابق ہوجائے ساتھہ روایت اضافت کی جو اہل حدیث مین شائع ہی پس جس طرح روایت اضافت
مین لفظ بدعت عام من وجہ رہا تہا اسیطرح صفت نعت مین بھی عام من وجہ رہی یہ تقریر اثبات
بدعت حسنہ مین اس عاجز کو اپنی بعض اساتذہ سی پہنچی ہی تقدیم اللہ مغفرانہ اب شروع کرین ہم دوسری
تقریر یعنی بدعت سیئہ کو لغوی محض کرنا اور اوسکی وجود کا انکار کرنا مخالف نقل کی ہی وجہ اوسکی یہ کہ
جب حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کی عہد کی بعد مہد مین کچہہ لحوق کیفیت نماز تراویح کو
بہ نسبت سابق زیادہ ہوا اوسکو اچہے پسند کیا اور فرمایا نعمت البدعۃ لفظ نعمت زبان عرب مین
افعال مدح سی ہی اس سی تعریف کیا کرتی ہین کسی شی کی پس آپنی اوس کیفیت زائدہ علی تعدد
السابق کی تعریف فرمائی کیا ہی یہ نئی بات دیکہو حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ جنکی اقتدا کا
حکم کیا ہی حدیث ہی اونہون نے بدعت کو اچہا فرمایا معلوم ہوگیا کہ بدعت عموما بری ہوتی ہی اور
ایسی ہی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ صلوۃ علی جمیع اموات نئے لوگون کو پرستی دیکہا اور لوگون
نے اوسکا سیکہہ لیا آپنے یہ فرمایا انہا محدثۃ وانہا من احسن ما احدث اہل ہر محدث اور بدعت کو حسنہ کہنا
نص قول صحابی سی ثابت ہوا اوس وقت سی ابتک باتفاق صحابہ کرام جمیع مجتہدین اعلام و ائمہ

اسلام جمیع محدثات حسنہ کو جایز رکہتی اور بدعت سیئہ فرماتی چلی آتی ہی چنانچہ نقول اقوال فقہاء حنفیہ
آئیندہ مین پس ثابت ہوگیا عقلا و نقلا ہر طرح کہ بدعت حسنہ کا وجود ثابت اور اطلاق بدعت حسنہ
درست اور صحیح ہی پانچوان قول مذہب جمہور واضح ہو کہ کافہ علماء اہل تحقیق کی نزدیک
سیئہ اور حسنہ ہونگی بنیاد زمانہ پر یعنی یہ بات نہین کہ جو کچہہ خیر و شر زمانہ قرون ثلثہ مین ہوگیا
وہ سب سنت اور مقبول ہی اور بعد زمانہ قرون کی جو کچہہ بہلا یا برا ہوا وہ سب برا ہی اور مردود ہے
کما قد منا ایک ایک مثال پر اکتفا کرتا ہون قصہ اول حضرت امیر المومنین عمر اور حضرت عبد اللہ
رضی اللہ عنہما تیمم سے منع فرماتی تہی نہانی کی حاجت والی کو یہ حدیث صحیح مسلم مطبوعی صفحہ ١٦١
مین ہی اب دیکہئے یہ حکم صحابی کا ہی اور صحابی بہی کیسے خلفای راشدین مین لیکن اس قول پر کسی نے
ائمہ مذاہب مین عمل نہین کیا دوسرا قصہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی تہی اونکا بیٹا یزید
تہا تابعی تہا طبقہ وسطی تابعین مین یعنی جس طبقہ مین حسن بصری اور ابن سیرین ہین یہ اوسی طبقہ
مین تہا کذا فی التقریب اس تابعی نی جو خیر القرون مین تہا دیکہو کیا کام سعادتمندی کا کیا کہ خدا
کیسکو نصیب نکری کہ مظلوم امام حسین رضی اللہ عنہ کا اوسکی گردن پر ہے تیسرا قصہ یہ کہ حضرت حسن بصری
رحمۃ اللہ علیہ تابعی تہی اونکا شاگرد واصل ابن عطا تبع تابعین سے تہا وہ مذہب معتزلی کا موجد اور امام
ہوا اوسنی یہہ مذہب نکالا کہ جو مسلمان گناہ کبیرہ کرتا ہی نہ اوسکو مومن کہنا چاہئے نہ کافر بلکہ یہ
ایک درجہ ہی درمیان دونون کی یہ بالکل مخالف اہل سنت و الجماعت کی اوسنی اعتقاد کیا
الہہ تعالی اپنی بندون کو دو قسم فرماتا ہی فمنکم کافر و منکم مومن قسم تیسری نہین فرمائی پس
جب واصل ابن عطا نی اپنا وہ عقیدہ بیان کیا تب اوسکی استاد حضرت امام حسن بصری نی ارشاد فرمایا
قد اعتزل عنا یعنی یہہ الگ ہوگیا ہمسے پس اوسیروز سی اوس فرقہ کا نام معتزلی ہوا وہ نعت بدعتی
ہین اور وہ اپنا نام کہتی ہین اصحاب العدل والتوحید کذا فی الشرح العقائد وغیرہ یہ تین قصہ قرون
ثلثہ کی بیان کی گئی اور ایسی بہت قصص ہین غرضکہ ان امثال سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ خواہ کوئی فعل ہو
یا قول یا اعتقاد اوسکا حسنہ اور سیئہ ہونا موقوف زمانہ پر نہین بلکہ اوسکا مدار مخالفت اور عدم مخالفت

شرع پر ہی اسی دعوی پر دو دلیل یعنی دو حدیث صحیح لکھی دیتا ہون حدیث اول

قال نبینا الآمر الناہی علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام من احدث فی امرنا ہذا مالیس منہ فہو رد

یہ صحیحین کی حدیث ہی یعنی جسنی نکالی ہماری اس دین مین وہ بات جو دین کی قسم سی نہین

یعنی کتاب اور سنت کی مخالف ہی وہ بات اوسکی رد ہی شارحین حدیث فی لفظ مالیس منہ

کی شرح مین لکھا ہے فیہ اشارۃ الی ان احداث مالا ینازع الکتاب والسنۃ لیس بمذموم اور

محدث دہلوی نی لکھا ہے لفظ مالیس منہ کی شرح مین کہ مراد چیزی ست کہ مخالف و مغیر دین

باشد اور نواب قطب الدین خان صاحب نے ترجمہ مشکوۃ شریف مین لکھا ہی کہ لفظ مالیس منہ مین اشارہ ہے

اسکی طرف کہ نکالنا اوس چیز کا کہ مخالف کتاب اور سنت کی نہو برا نہین انتہی یہ شروح عربی و فارسی

وارد و کی ایک ایک نظر بس کرتی ہی اور ان شارحین حدیث کو اسطرح معنی کرنی کی وجہ یہ پڑی

ابوداؤد مین ہی من صنع امرا علی غیر امرنا فہو یعنے جسنے کیا کوئی کام ہماری کام سی غیر طریقہ پر

وہ رد ہی حضرت کا کام کتاب اور سنت ہی کتاب و سنت کی غیر وہی طریقہ ہوگا جو بالکل اسکی

مخالف اور اوسکا مغیر یعنی بدلدینی والا ہوگا الحاصل اس حدیث سی دو باتین ثابت ہوئین ایک

تو یہ کہ حضرت نی لفظ من ارشاد فرمایا یہ لفظ عربی مین عام ہے اسمین قید کسی قرن کی نہین

یعنی آپنی یون نہین فرمایا کہ جو کوئی نکالی نئی بات اول قرن مین دوسری مین تیسری مین یا

بالکل آخری زمانہ مین بلکہ عام فرمایا کہ جب کبھی کوئی نکالی وہ رد ہی دوسری بات یہ کہ

اوس نئی بات نکالی ہوی کا مردود ہونا موقوف ہی اس بات پر کہ مخالف ہو کتاب اور سنت کی

بس یہی ہمنی دعوی کیا تھا کہ حسنہ اور سیئہ ہونا امور محدثہ کا موقوف مخالفت اور عدم مخالفت

کتاب و سنت پر ہی نہ زمانہ پر اور یہ مسئلہ اصول مین ٹھہر چکا ہی کہ جب کوئی حکم کسی امر مقید پر

ہوتا ہی تو وہ حکم قید کی طرف راجع ہوتا ہی اس حدیث مین فہو رد حکم ہی یہ اصل احداث پر راجع

نہوگا بلکہ اوسکی قید جو مالیس منہ ہے اوسکیطرف راجع ہوگا یعنی جو نئی بات مخالف اور تغیر دینی والی

دین کی ہو وہ رد ہی نہ یہ کہ جو کوئی بات عمدہ اور صالح اور نیک اصول دین کی موافق نکالیجائے

وہ بھی رد ہی دیکھو اب قاعدہ اصول کی موافق معنی کرنی سی اسی حدیث سی ثابت ہو گیا کہ بدعت

حسنہ یعنی اچھی بات کا ایجاد کرنا برا نہین ورنہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم احداث کو مقید لفظ مالیس

منہ کی ساتھ نفرماتی بلکہ یون فرمادیتی من احدث فی امرنا فہو رد کیا حاجت تھی لفظ مالیس منہ

بڑہانیکی اور شرح جوہرۃ التوحید مین ہی ومن الجہلۃ من یجعل کل امر لم یکن فی زمن الصحابۃ

بدعۃ مذمومۃ وان لم یقم دلیل علی قبحہ متمسکا بقولہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاکم ومحدثات الامور ولا یعلم

المراد بذلک ان یجعل فی الدین ما لیس منہ انتہی اس تقریر سی جواب حاصل ہو گیا اون لوگون کا جو

حدیثین بغیر سمجھے بوجھے پڑہا کرتی ہین کہ شر الامور محدثاتہا اور پڑہا کرتی ہین وایاکم ومحدثات

الامور وکل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ وجہ حصول جواب یہ ہی کہ حدیثین سبب ارشاد رسول

مقبول مین صلی اللہ علیہ وسلم وہ باہم مخالف نہین ہوسکتین جب مقام مذمت مین آپ احداث کو

مالیس منہ کی ساتھ مقید فرما چکی یعنی وہ محدث بات مردود ہی جو کسی غیر طریقہ اسلام پر ہو اور

مخالف ہو پس جسقدر حدیثین منع اور بدعت مین ہونگی وہ احداث اور بدعت مخالف اسلام

کی طرف راجع ہونگی نہ احداث خیر اور بدعت حسنہ کی طرف اور اس تقریر سے اوس حدیث کی

معنی بہی بلا تکلف صحیح ہو گئی ما احدث قوم بدعۃ الا رفع مثلہا من السنۃ اسلیے کہ جو بدعت مخالف

سنت ایجاد ہوگی ظاہر ہی کہ وہ سنت کو مٹادیگی چنانچہ مولوی قطب الدین خان صاحب نے

بہی مظاہر الحق مین اس حدیث کی ترجمہ مین لکھا ہی نہین نکالی کسی قوم نی بدعت یعنی جو بدعت

کہ مزاحم سنت کی ہو دیکھئے اس حدیث مین بہی ان لوگون کی علما مستندین ہی خاص اوسی

بدعت کی برائی ثابت ہوئی جو مخالف سنت ہو باقی رہی حدیث تفترق امتی علی ثلث وسبعین

ملۃ کلہم فی النار الا واحدۃ قالو من ہی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی یعنی میری امت مین تہتر ۷۳

فرقی ہونگی سب آگ مین جائینگی مگر ایک لوگون نی پوچہا وہ کونسا فرقہ ہی فرمایا جس ملت پر میں ہون

اور میری اصحاب سو مراد اس سی یہ نہین کہ کوئی عمل جزیئہ بخصوصہ اگر آپ نی یا اصحاب نی نہین کیا

تو اوسکا کرنیوالا فی النار ہوگا اسلیے کہ بالاتفاق ثابت ہی کہ مدرسہ نہ آپنی کیا نہ اصحاب نے تو چاہیے

مدرسہ ہیئت کذائیہ کرنیوالا مستحق نار ہو معاذ اللہ بلکہ مراد یہ ہی کہ جو آپکی اور آپکی اصحاب کے اصول مین
اوسکی مخالف جو ہوگا وہ فی النار ہوگا اور احداث بدعت حسنہ مخالف اصول نہین بلکہ جناب سیارت مآب
فی خود من سن سنۃ حسنۃ فرماکر ترغیب ایجاد اعمال حسنہ کی دی جیسا کہ آگی آویگا انشاء اللہ تعالی
اور اسیطرح اصحاب رضی اللہ عنہم اجمعین نے بہت امور خیر ایسی کہ زمان نبوت مین نہ تہی ایجاد فرمائی
اور اطلاق احداث حسن اور نعمت البدعۃ وغیرہ کا کیا پس جو لوگ مولد شریف یا فاتحہ ہیئت کذائیہ
کرتی ہین وہ اس احداث حسن مین خاصی طرح مصداق ما انا علیہ واصحابی کی ہین کہ آپ اور آپکی
اصحاب نے احداث حسن کی اجازت دی اور ہم بھی انہی کی طریقہ پر قدم بقدم احداثات حسن کو
جایز رکہتی ہین فیاخی خذ ما آتیتک وکن من الشاکرین **بعض مانعین کہتی ہین** کہ مخالف
احداث کرنی سی مراد یہ ہی کہ جس کام کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی نہین کیا وہی کام مخالف سنت
اور بدعت اور مکروہ ہی اوسکو احداث نکرنا چاہی اور صحابہ نی جن امور پر انکار کیا ہی وہ سب
امور خیر تہی اونمین کوئی بات سوا اسکی نہ تہی کہ ہیئت اونکی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی نہین پائی
گئی مثلاً عبداللہ ابن مسعود نی ایک جماعت ذکر کرنی والون کو مسجد سی نکالدیا یہ ہیئت خاصہ
جہدیدہ پر انکار تہا ورنہ اصل ذکر الہی خود مامور بہ ہی اور حضرت علی نی قبل نماز عید نفل پڑہنی سے
منع فرمایا حالانکہ خود نماز منہی عنہ نہین حضرت عبداللہ ابن عمر نی نماز جماعت جو اونکی شروط کی
موافق اونکو ثابت نہوئی بدعت فرمایا اور اسیطرح قنوت جو اونکی زمانہ مین پڑہتی تہی اوسکو
بدعت فرمایا انتہی **تو ہم مین کہتا ہون** اگرچہ یہ تقریر موافق مشرب قائلین قول چہارم
کی ہی لیکن بعض آدمی اوپر ہی بیخبری سی یہ بات کہنی لگتی ہین جواب اسکا یہ ہی کہ جو امر حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نی نہین کیا اوسکو مخالف سنت ومکروہ وبدعت کہنا صحیح نہین اسلئی کہ جس سے
نص شارع ساکت ہو اوسکو مخالف نہی نہین کہتی دار قطنی نی ابی ثعلبہ سے روایت کی کہ فرمایا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی کہ اللہ تعالی نی فرض فرمائین بعض چیزین اونکو ضائع مت کرو اور حرام
ٹہہرائین بعض چیزین اونکی حرمت مت توڑو اور باندہی ہین حدین اون حدون سی آگی مت بڑہو

اور سکوت فرمایا بعض چیزون سی رحمۃ لکم نسیانا فلا تبحثوا عنہا پس اونمین بحث مت کرو یہ حدیث مشکوۃ کی باب الاعتصام
مین ہی اور حضرت ابن عباس نی ارشاد فرمایا کہ جو الہ تعالی نی حلال کردیا وہ حلال ہی اور جو حرام
کردیا وہ حرام ہی اور جسمین سکوت فرمایا اور کچہ بیان نہین کیا وہ معافی مین ہی یعنی اوسپر اللہ تعالی کی
طرف سی مواخذہ نہوگا یہ مشکوۃ کی ماکیل الکلبین ہی الی حادیث سی علمانی ایک اصل عظیم پیدا کی ہی کہ
اصل اشیا مین اباحت ہی پس معلوم ہوا کہ جس چیز مین الہ و رسول کی طرف سی سکوت ہوا اوسکو مباح
جاننا چاہئی نہ بدعت ومکروہ وحرام اور شاہ ولی الہ صاحب کتاب مصفی شرح موطا تلوع قبل
عید مین لکہتی ہین مبلوغہ صد ۱۷۸ کہ ماخذ دیگر ان استصحاب مشروعیت اصل صلوۃ است نیافتن دلیلی کہ
دلالت کند بر منع زیرا کہ نکردن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در بعض حالات دلالت بر کراہت نمی نماید
ترک فعل خیر نزدیک حضور دوامی آن دلیل کراہت نمیتواند شد انتہی اسمین خلاصہ شاہ ولی الہ صاحب
کہولکر فرمادیا کہ باوجود موجود ہونی دوامی کی بہی اگر کسی فعل خیر کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ کرین
یہہ دلیل کراہت کی نہین ہوسکتی انتہی اور وہ جو علماء حنیفہ بعد طلوع فجر نوافل مین کراہت ثابت
کرتی ہین اوسمین علت اور ہی وہ یہ کہ آنحضرت صلی الہ علیہ وسلم نماز پر بہت حریص تہی جعلت
قرۃ عینی فی الصلوۃ اور اوقات مین یہ بات دیکہی کہ نماز بعض اوقات مین جائز اور بعض
مین نہین بنا علیہ علمانی باوجود اس حرص کی پہر ابدا اگہی نہ پڑہنا نوافل کا اسوقت مین وجہ کراہت
اسوقت کی ٹہہرائی الحاصل یہ بات علی العموم صحیح نہین کہ جو فعل خیر آپنے نکیا وہ بدعت اور مخالف
سنت ہوتا ہی حق الامر یہہ ہی کہ مخالف سنت وبدعت وہی امر ہوگا جو امر و نہی شارع کی خلاف
ہوگا اسطرح کا امر جو کوئی احداث کریگا وہ داخل ارشاد من احدث فی امرنا ما لیس منہ فہو رد ہوگا
اور وہ فعل مکروہ وبدعت وضلالت کہلائیگا امام حجۃ الاسلام غزالی آداب سماع احیاء العلوم جلد دوم
صفحہ ۲۷۲ مین فرماتی ہین وقول القائل ان فی کل بدعۃ لم یکن فی الصحابۃ فلیس کل ما یحکم بانہ سنۃ
منقولا عن الصحابۃ رضی اللہ عنہم نما المحذور بدعۃ تزاحم سنۃ امورا بہا ولم یقل النہی عن شی یمکن ہذا
واضح ہو کہ اس مقام مین حجۃ الاسلام نی بیان فرمایا ہی کہ جب فی حالت وجد صادق مین کہڑا ہوجانا

قولا بدی کہ جماعت اوسکی موافقت مین کہڑی ہوجاہی اور اسیطرح اگر یہ عادت جاری ہوجاہی کہ جسجا
وجدکا عمامہ دیکہا دیجاہی تو سب عمامہ اپنا الگ کردین یہ اسکا کپڑا بدن سی الگ ہوجاہی تو لوگ یہی وہ کہینگے
اپنی بدعت سے ذالدیل ہونیکی موافقت مین سو یہ امر البتہ حقوق صحبت اصحاب سے من جملہ حقوق صحبت
کوئی یہ کہی کہ یہ تو بدعت صحابہ سی منقول نہین ہم کہینگے بہتیری مباح باتین صحابہ سی منقول نہین
اندیشہ اوسی بدعت کا ہی جو شادی کسی سنت ماموربہا کو اور نقل نہین کی گئی کسی چیز کی ایسی
ان بیشمار مذکورہ سی نہی واسطی ممانعت کی انتہی آپ دوسرا مقام اسی بلد احیا العلوم صفحہ ۱۹۱
مین ملاحظہ فرمایئے اما الجرد السواد فلیس بمکروہ ولکنہ لیس بمحبوب اذ احب الثیاب الی اللہ تعالی
البیض ومن قال انہ مکروہ وبدعۃ اراد بہ انہ لم یکن معہودا فی العصر الاول فلکن اذا لم یرد فیہ نہی
فلا ینبغی ان یسمی بدعۃ ومکروہا ولکنہ ترک الاحب **فرمایا** امام غزالی حجۃ الاسلام نی کہ فقط سیاہ
لباس پہننا مکروہ نہین لیکن محبوب نہین اسلئی کہ محبوب اللہ تعالی کی نزدیک سفید لباس ہے
اور جسنی یہ کہا کہ مکروہ اور بدعت ہی مراد اوسکی یہ ہی کہ عصر اول مین اوسکا دستور نہ تہا لیکن جبکہ
اسمین نہی شارع سی وارد نہین تو اسکو بدعت مکروہ نکہنا چاہئی پس ترک احب یعنی اوسی واسطی کہ
احب الی اللہ تعالی سفید لباس تہا ہی دونون مقام کی تقریرین حضرت حجۃ الاسلام کی صاف
بیان کررہی ہین کہ صدر اول مین دستور نہونا یا منقول نہونا سبب بدعت و کراہت کا نہین ہوسکتا
جبتک صریح نہی شارع ناطق نہو پس جمیع اہل اسلام کو جاننا چاہئی کہ حدیث من احدث فی امرنا کی
ذیل مین جو شارحین حدیث لکہہ رہی ہین کہ نکالنا اوس چیز کا جو مخالف کتاب و سنت کی ہو
برا نہین اوسکی صاف یہی معنی ہین کہ جس چیز کی نہی کتاب اللہ اور حدیث رسول اگہہ مین موجود ہین
اوسکا نکالنا برا نہین اور جسکی نہی موجود ہی وہ ایجاد اور احداث مردود ہی اور وہ نظیرین
صحابہ کی جنکو معاضدین پیش کرتی ہین اوسمین یہ ہی بات ہی کہ صحابہ نی اپنی نزدیک اونکو مقابل
نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سمجہا تہا مثلاً حضرت عبد اللہ ابن مسعود کا انکار فرمانا اوسکی
روایتین دو طرح پر ہین ایک اسطرح اخرج الطبرانی بسندہ عن خمیس بن حازم قال ذکر لابن مسعود

قوما فی مجلس یا تیل ویقول الناس قولوا کذا الحدیث الخ یعنی خمیس ہی کہتا ہی کہ
قصہ گو رات کی وقت قصہ کہنی بیٹہتا تہا اور درمیان قصہ گوئی کی یہ کہتا جاتا تہا کہ ایسا
کہو ایسا کہو پہر عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی آپ دوان تشریف لیگئی اور انکو یہ کہکر
کہ تمنی یہ بدعت نکالی ہی واضح ہو کہ یہ انکار کرنا عروض جہالت جدید کی سبب تہا کیونکہ وہ اوسکو
مجمع کرنا قصہ گوئی کی واسطی یہ خلاف شرع تہا گو ذکر اللہ ہی کیون نہی درمیان مین ہوتا ہو صحابہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قصہ گویون کو جو بی اصل قصہ بیان کرتی تہی سمجہتی تہی کہ یہ
چنانچہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ ادب مذکر قول اجہل مین بیان فرماتی ہین واللہ اعلم القصص الخ
کان الصحابۃ انکروا علی ذالک قصدا الانکار واخرجوا اولئک من المساجد وضربوہم اور نصا الی القصص الخ
مین ہی والقصص عندہم بدعۃ ومکروہ اور یخرجون القصاص من المساجد اور حضرت پیران پیر غنیۃ الطالبین
مین فرماتی ہین وکان ابن عمر وغیرہ من الصحابۃ رضی اللہ عنہم یخرجون القصاص من المسجد الخ اس عبارت
صحیح طور پر معلوم ہوتا ہی کہ وہ قاص ایسا ہی تہا جو قصہ گوتہا اور اگر وہ مروجہ عرف شرع کی
لوگون سی درمیان مین ذکر الہی کرا جاتا وہ ہرگز منع نہ تہا پہر حضرات صحابہ اوسکو کیون
فی المجلس صلوا علی النبی علیہ الصلوۃ والسلام کا ارشاد فرماتی اور اوسکو اوسکی
اور دوسری روایت اسطرح پر ہی کہ وہ لوگ ذکر الہی چہوڑ کر قصہ گوئی ہی اوسکو نکالنا
اسکی وجہ یہی ہی کہ عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ذکر ہر کو مخالف شرع سمجہتے تہی جیسا کہ اوپر
سی روایت آتی ہی اور مانعین ہر قرآن کی آیت سند گذاری مین اور حدیث کتاب الجہاد بخاری کی جو ابو موسی اشعری سی روایت ہی پیش کرتی ہین کہ درمین
صحابہ بلند آواز سی لا الہ الا اللہ اللہ اکبر کہتی ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی ارشاد فرمایا ارجعی الخ
لا تدعون اصم ولا غائبا انہ معکم انہ سمیع قریب یعنی نرمی کرو اپنی جانون پر تم کسی بہری اور غائب کو
نہین پکارتی وہ تمہاری ساتہ ہی وہ شنتا ہی پاس ہی اوس ہی بعض صحابہ یہ سمجہکر کہ ذکر کرنا سر سے
اسی بنا پر حضرت عبد اللہ ابن مسعود نی اون لوگون کو منع فرمایا پہر عمری مین کی شامی

القاضی الجہر بالذکر حرام وقد صح عن ابن مسعود انہم سمع قوما اجتمعوا فی مسجد یہللون ویصلون علیہ الصلوٰۃ
والسلام جہرا فراح الیہم وقال ما عہدنا ذلک علی عہدہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وما ارکم الا مبتدعین
فما زال یذکر ذلک حتی اخرجہم من المسجد ان روایات سے معلوم ہوا کہ حضرت عبد اللہا بن مسعود نی
اون لوگون کو فقط احداث ہیئت جدید کی نی نہین بلکہ یہہ سمجھکر نکالا تہا کہ یہ ذکر جہر کرنا انکا نہی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالف ہی اور یہ ہی ہم کہتی ہین کہ جو احداث مخالف امر و شارع کی ہو
وہ منع ہی اور جو مخالف نہین وہ منع نہین چنانچہ یہ ہی ذکر جہر جن لوگون کی نزدیک مخالف نہین وہ
سب جایز کہتی ہین عمدۃ الفقہا رد المحدثین جناب مولینا شیخ محمد صاحب تہانوی جن سی مولوی رشید احمد
صاحب گنگوہی نی بہی حدیث پڑہی ہی اپنی رسالہ دلائل الاذکار مطبوعہ دہلی صفحہ ۷۹ مین فرماتی ہین
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یجہر مع الصحابۃ رضوان اللہ علیہم اجمعین بالاذکار والتہلیل والتسبیح بعد الصلوٰۃ
انتہی اور حاشیہ شامی درمختار مین ہے اجمع العلماء سلفا وخلفا علی استحباب ذکر الجماعۃ فی المساجد وغیرہا الا ان
یشوش جہرہم علی نائم او مصل او قاری انتہی اس سے معلوم ہوا کہ استحباب ذکر جہر پر بجماعت ذاکرین اجماع
علماہی یہ علما حدیث بخاری کی بہی کو فرماتی ہین کہ دہ مع قہما دہتہا دہان کفار سے اپنا حال اخفا کرنا
منظور تہا اسلی جہر کو آپنی منع فرمایا تہا نہ اسلی کہ جہر منع ہی اور اسیطرح آیت مین بہی ایک نکتہ بیان
فرماتی ہین **دوسرا انکار** حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ہے کہ آپ نی قبل نماز عید نماز پڑہنی سے
ایک شخص کو منع فرمایا واضح ہو کہ یہ منع فرمانا فقط اسی باعث سی نہ تہا کہ نماز اسوقت مین آپ سی
منقول نہین ہی اور جب منقول نہین تو بدعت ٹہری جیسا کہ فریق ثانی مغالطہ مین پڑا ہے بلکہ
منع فرمانی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ایک دلیل ہی جسپر علما حنفیہ کا عمل ہی یعنی صریح نہی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم موجود ہی شرح مجمع مین ہی روی انہ علیہ السلام قال لا صلوٰۃ فی العیدین قبل الامام پس
یہہ ہی ہمارا دعوی ہی کہ احداث اوس شی کا منع ہی جو امر و نہی شارع کی مخالف ہو جن لوگون کو نہی
شارع پہنچ گئی اونہون نے صلوٰۃ عید سی قبل تنفل کو منع کیا جنکو نہ پہنچی اونہون نے فقط عدم فعل حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی سبب جسکو منع کاندیا اور یہ کہا کہ ترک فعل خیر نزدیک ظہور دواعی آن دلیل کراہت

نمیتواند شد جیسا کہ مصفی شرح موطا سی اوپر منقول ہو چکا **تیسرا انکار** حضرت عبد اللہ ابن عمر کا ہی
نماز چاشت پر سو یہہ انکار مانعین کو مفید نہین ہی کہ وہ اسکو بدعت حسنہ فرماتی ہی مواہب لدنیہ اور
شرح مواہب صفحہ ۱۳ خاتم المحدثین زرقانی مین روایت ہے شعبی ہی سمعت ابن عمر یقول ما ابتدع
المسلمون افضل من صلوۃ الضحی وروی ابن ابی شیبہ باسناد صحیح عن الحکم بن عبد اللہ بن اسحق بن الاعرج
قال سالت ابن عمر عن صلوۃ الضحی فقال بدعۃ ونعمت البدعۃ وروی عبد الرزاق باسناد صحیح عن سالم عن
ابیہ قال لقد قتل عثمان وما احد یسبحہا وما احدث الناس شیئا احب الی منہا وروی سعید ابن منصور عن مجاہد عن
ابن عمر انہا محدثۃ وانہا لمن احسن ما احدثوا اور یہ روایت اخیر سعید بن منصور کی فتح الباری وغیرہ
شروح بخاری مین بہی موجود ہی پس مدعا بدعت حسنہ ثابت کرنیوالونکا ثابت اور رد کرنیوالونکا
رد ہو گیا اور بعض علمانی یہہ خیال کیا ہی کہ اصل نماز پر اونکا انکار نہتا کیونکہ وہ تو اونکی نزدیک بدعت
حسنہ افضل و حسن کام تہا اوسپر انکار کسطرح فرماتی بلکہ اگر اونہون نے انکار کیا ہی تو اسبات پر کیا ہی
کہ لوگ اسکو نماز فرایض کی طرح جمع ہو کر اہتمام سی مسجدون مین پڑہتی تہی اور یہہ بات خلاف اصل
تہی کیونکہ صحیح حدیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی منقول ہی فعلیکم بالصلوۃ فی بیوتکم فان خیر صلوۃ
المرء فی بیتہ الا المکتوبۃ اور یہہ بہی صحیح حدیث ہی صلوا ایہا الناس فی بیوتکم الحدیث معلوم ہوا کہ
سوای نماز فرض کی اور نوافل آدمی گہر مین پڑہا کری اور کہا ترمذی نی کہ نفل نماز گہر مین پڑہنی
کی روایتین حضرت عمر اور جابر اور ابو سعید اور ابو ہریرہ اور ابن عمر اور عایشہ اور عبد اللہ بن سعید اور
زید ابن خالد سی روایت کی گئی ہین پس ممکن ہی کہ حضرت ابن عمر کا اجتہاد مقتضے ہوا ہو کہ نماز نوافل کی
لئی جب حکم ہوا صلوا فی بیوتکم اور یہان لوگون نی یہہ کیا کہ دائمی طور پر ہمیشہ مسجد ہی مین پڑہنی لگی
تو یہہ مخالف ٹہرا فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور بعضون نی یہہ بہی لکہا ہی کہ جب زمانہ شروع
اسلام کا تہا اور اوسوقت تک جمیع فرایض و نوافل بخوبی جدا طور پر ممیز ایک دوسری سی عام طور پر
نہوی تہی بنا علیہ مجتمع ہو کر مساجد مین نماز چاشت پڑہنی سی لوگون کو اشتباہ پڑتا کہ وہ اوسکو بہی
فرض واجب اعتقاد کرتی چنانچہ حضرت غوث الثقلین قدس سرہ غنیۃ الطالبین مین فرماتی ہین

وانما اراد وابذلک لئلا تشتبہ بصلاۃ الفرض فیعتقد الناس وجوبہا الی آخرہ ان عبارتو نسی صاف ظاہر
ہوگیا کہ اگر نماز چاشت پر انکار ہوا ہی تو وہ ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت دائمی اور اندیشہ اشتباہ
فرایض و نوافل کی سبب تہا بنا علیہ یہ سمجھنا معارضین کا کہ یہ انکار فقط عدم ثبوت کی سبب تہا بالکل مخدوش
وساقط الاعتبار ہوگیا **چوتھا انکار** حضرت عبداللہ ابن عمر کا قنوت پر جو اونکی زمانہ مین لوگ
پڑہتی تھی آپنے اوسکو بدعت فرمایا جواب اوسکا یہی کہ قنوت صبح کی نمازین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نی
ایک مہینہ پڑہا تہا پہر چہوڑ دیا وعن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قنت شہرا ثم ترکہ اب ائمہ دین مین
اختلاف پڑا بعضون نی کہا کہ چہوڑ دینا واسطے بیان جواز کی تہا نسخ ہونا اس سی ثابت نہین ہوتا اور جس کام
کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی کیا اوسکو بدعت نہین کہہ سکتی اور بعضون نے کہا کہ جب آپ نی چہوڑ دیا تو منسوخ ہوگیا
والعمل المنسوخ لا یجوز الفاقا اور دار قطنی نی روایت کیا سعید ابن جبیر سی وہ کہتی ہین مین شہادت دیتا
ہون کہ مینی سنا حضرت ابن عباس کو یہہ فرماتی ہوی ان القنوت فی صلاۃ الفجر بدعۃ ذکرہ الترقانی
اور علامہ عینی شرح ہدایہ صفحہ ۳۵۱ مین لکہتی ہین وکان احدث وہی ایضا عن الرسول صلی اللہ علیہ وسلم
عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ ثم اخبرہم ان اللہ عزوجل نسخ ذلک حتی انزل علی رسولہ علیہ السلام لیس
لک من الامر شئی الآیہ فصار ذلک عند ابن عمر منسوخا فلم یکن ہو لقنت بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وکان ینکر علی من لقنت انتہی تحقیقات متقدمہ سی ثابت ہوگیا کہ حضرت عبداللہ کی ہمعصر یا صحابہ یا
تابعین وہ قنوت پڑہتی تہی وہ بہی اپنی طرح پر استدلال قایم کرتی تہی اور منسوخ نہین سمجہتی تہی اور حضرت
عبداللہ ابن عمر نی جو اوس قنوت کو منع کیا تو اونہون نی منسوخ سمجہا اور منسوخ پر عمل بالاتفاق خلاف
شرع اور ناجائز ہی کیونکہ جو عمل پہلی مامور بہ تہا وہ منسوخ ہونیسی منہی عنہ ٹہہر گیا بنا علیہ حضرت ابن عمر کے نزدیک
اوسکا پڑہنا مقابل ہی متصور ہوکر بدعت ٹہیرا ہمارا دعوی یہی ہی کہ جو مخالف امر و نہی شارع کی احداث
ہوگا وہی بدعت ضلالت ہوگا اور نہین تو ہمین اور اگر یہ حضرات اسی بات پر جمجاوینگی کہ جو کام حضرت رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نی جس ہیئت سی نہین کیا وہی مخالف سنت اور بدعت ضلالت ہی تو بہت سی کام انکو
چہوڑنی پڑینگی **ازانجملہ** عیدگاہ مین منبر بنانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی ثابت نہین قسطلانی مواہب لدنیہ مین

روایت کرتی ہین ابن خزیمہ سی خطب علیہ الصلاۃ والسلام یوم عید علی رجلیہ ہذا یشعر بانہ لم یکن فی المصلی
فی زمانہ علیہ السلام منبر ووقع فی المدونۃ للامام مالک ان اول من خطب الناس فی المصلی علی منبر عثمان
ابن عفان پس جبکہ حضرت نی عید کا خطبہ نہ پڑہا عیدگاہ مین منبر پر پہر خلیفہ اول و دوم نی بہی نہ پڑہا حضرت
عثمان کی دورہ مین منبر اینٹ اور مٹی سی کثیر ابن صلت نی تیار کیا اور حضرت عثمان نی خطبہ عیدکا وسپر
پڑہا پس جاہیی کہ منکرین منبر عیدگاہ کو بہی اوڑا دین اور چاہیی تہا کہ صحابہ بہی انکار فرماتی کیونکہ اس
حیثیت سی منبر عیدگاہ آپکی عہد ہدایت مہد مین نہ تہا اور اسیطرح چاہیے کہ اذان اول جمعہ کو
بہی مانعین بالکل موقوف کردین اسلئے کہ بروایت صحیح بخاری ثابت ہی کہ پہلی اذان ہوا کرتی تہی یعنی
جسوقت امام منبر پر بیٹہتا ہی یہ ہوتو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تہا اور یہی عہد خلیفہ اول و دوم مین رہا
بعد ازان جب آدمی زیادہ ہوگئی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نی ایک اذان سب سی اول زیادہ فرمائی اور
حکم دیا کہ مقام زوراء پر جو خارج مسجد سی بازار مین ایک مقام اونچا تہا وہان ایک اذان دیجایا کری
اور شرح مواہب لدنیہ زرقانی صفحہ ۵۲ ۴ مین ہی کہ بہر ہشام ابن عبدالملک نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
کی اسی برس بعد حکم دیا کہ یہہ اذان اول محدثہ عثمان رضی اللہ عنہ مسجد کی اندر کہی جائی چنانچہ ابتک یہہ ہی
مروج ہی کہ اذان اول یہی مسجد مین کہی جاتی ہی اور اذان ثانی کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وقت
مین تہی وہ بہی خطیب کی سامنے کہی جاتی ہی اور بعد اتمام خطبہ تکبیر کہی جاتی ہی پہر اگر یہہ ہی قاعدہ صحیحہ
کہ جو کام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی کیا ہی وہی سنت ہی اوسکی مواسب بدعت ضلالت ہی تو چاہیی
کہ یہہ اذان بہی معاذ اللہ ضلالت ہو حال آنکہ یہہ شرقا و غربا اہل اسلام مین رائج ہی اور اسیطرح طواف
رخصت مین اولٹی پانون پہرنا فتاوی اور متون و شروح کتب حنفیہ مین یہ مسئلہ مندرج ہی کہ جب حاجی
رخصت کا طواف کری تو دعا کری اور رووی اور اولٹی پانو پیچہی پہری حال آنکہ یہہ اولٹی پانو پہرنا
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سی ثابت نہین ذکر کیا اسکو فقیہ شامی نی باب الحج مین اور علامہ زیلعی نی اس
اولٹی پانون ہٹنی کی دلیل یہ بیان کی ہی والعادۃ جاریۃ فی تعظیم الاکابر والمنکر لذلک مکابر
یعنی جب علامہ زیلعی حنفی کو دلیل اس فعل کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی نہ ملی تو یہ کہا کہ عادت

جاری ہی تعلیم مین کہ بزرگونکی سامنی سی پشت دیکر نہین پہرتی پس بیت اللہ سی رخصت ہوتی ہین
ہی پشت دیکر نہ پہرنا چاہئی جو اسکا انکار کری وہ بیوجہ لڑنیوالا آدمی ہی اور کہا علامہ طرابلسی نے قد فعلم
الاصحاب یعنی اصحاب مذہبنا پس اتباع فعل اصحاب مذہب اپنے کا کرکی فقہا حنفی حکم دیتی ہین اور رسول صلی اللہ
علیہ وسلم تک اسکی اسناد نہین پہنچتی اور تعجب ہے کہ جو لوگ اعمال و اشغال مشایخ صوفیہ عمل مین لاتین اور
تقلید شخصی کو واجب اور حق کو منحصر چار امام مین جانین اور اجماع امت کو درست جانین اور پہر یہہ بات زبان
پر لائین کہ بعد قرون ثلثہ جو کچہ حادث ہوگا وہ بدعت ضلالت و فی النار ہوگا معاذ اللہ یہ نہین جانتی کہ
یہہ جو کچہ حضرات صوفیہ کرام نی ایجاد فرمایا ہی مثل حبس نفس اور اذکار کی کیفیات مخصوصہ دوضربی
سہ ضربی و چہار ضربی اور اوضاع مخصوصہ قیام و قعود وغیرہ کی اور رگ کیماس کا دبانا اور تصور شیخ کرنا
علی ہذا القیاس دیگر امور کثیرہ جو کتب قوم مین مصرح ہین یہ ایجاد بعد قرون ثلثہ کی ہین حضرت شاہ ولی اللہ
صاحب رسالہ انتباہ مین لکہتی ہین اگرچہ اوایل امت را باو اخر امت در بعض امور اختلاف بود ہست پس
صوفیہ صافیہ ارتباط ایشان در زمن اول بصحبت و تعلیم و تادب با داب و تہذیب نفس بود ہست نہ بحرفہ و صنعت
در زمن سید الطائفہ جنید بغدادی رسم خرقہ ظاہر شد و بعد ازان رسم بیعت پیدا گشتا الی آخرہ اور مولوی
اسمعیل صاحب صراط مستقیم مین لکہتی ہین محققان ہر وقت انرا کار بر ہر طریق در تجدید تعامل کوشش ہا کردہ
اند الی آخرہ اور حضرت مرشدی و مستندی ادام اللہ ارشادہ ضیاء القلوب مین ارشاد فرماتے ہین
ذکر اسم ذات و لطائف ستہ از تجویز قطب بانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ ستا ہتی
پس گیا ہین چوتہی صدی تک کے ایجاد تو عبارات مذکورہ سی ثابت ہوئی اور تیرہوین صدی کی ہی سنا گئی ہیگی
اور اسیطرح تقلید کا یہ مسئلہ کہ تقلید شخصی واجب ہے اور حق منحصر مذاہب اربعہ مین ہی یہ بہی بعد قرون
ثلثہ حادث ہوا حجۃ اللہ البالغہ مین شاہ ولی اللہ تحریر فرماتی ہین اہل المائۃ الرابعۃ لم یکونوا مجتمعین علی
التقلید الخالص علی مذہب واحد اور بعد چند سطر کی لکہا اذا وقعت لہم واقعۃ استفتوا فیہا ای مفتی وجدوا من
غیر تعیین مذہب معلوم ہوا کہ چوتہی صدی تک بہی لوگ تقلید خالص مذہب واحد پر مجتمع نہ تہے جب مسئلہ
پیش آتا کسی مفتی سی پوچہ لیتی بلا تعیین مذہب اور مولوی قطب الدین خان صاحب تفسیر احمدی مین تفسیر مظہری سی

نقل کرتی ہین اہل السنۃ والجماعۃ قد افترق بعد القرون الثلثۃ او الاربعۃ علی اربعۃ مذاہب خلاصہ یہ کہ
افتراق مذاہب اربعہ قرون ثلثہ کی بہت بعد ہوا اور چوتہی صدی تک بہی جو تقلید شخصی پر اجماع
نہوا تہا جس مذہب کی سی چاہتی تہی مسئلہ پوچہکر عمل کر لیتی تہی اور ظاہر ہی کہ چار امامون مین حضرت
امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ بہی ہین اونکی وفات دوسو اکتالیس مین ہوئی اور وہ تبع تابعین مین
نہین جنابچہ تقریب نے اونکو طبقہ عاشرہ مین لکہا ہی تو ظاہر ہی کہ انکی اجتہاد پر فتوی دینی والی اور حق کو منحصر
چار مین کرنیوالی انسی بہی بعد مین ہوی اور اسیطرح مسئلہ اجماع کا کہ کسی اصولی نی تصریح نہ فرمائی کہ
اجماع بعد قرون ثلثہ کا کذب و بدعت ہوگا کتاب تمہید مین حضرت امام ابو شکور سالمی رحمۃ اللہ علیہ
لکہتی ہین اجماع الامۃ معتبرۃ بالاجمال لا بالتفصیل بدلیل قولہ تعالی وکذلک جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا
شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا والمفصل بین الصحابۃ رضی اللہ عنہم وغیرہم والامۃ اسم عام
یتناول الکل من الاول الی الاخر اس سی ظاہر ہوا کہ صحابہ سی لیکر آخر امت تک جس طبقہ کی اہل اسلام
کسی بات پر اجماع کرینگی وہ معتبر ہو جائیگا اوسکو بدعت ضلالت نکہا جائیگا پس جو لوگ قایل ہین
کہ قرون ثلثہ کی بعد جو کچہ ہوگا وہ کذب و ضلالت ہی ہوگا اونپر یہ مسائل اور انکی سوا اور نظیر سینکڑون
مشکل پڑینگی یہہ کیا کہ جن مسائل کی خود فاعل ہو رہی ہو حال آنکہ وہ بہی بعد قرون ثلثہ کی محدث
ہوی ہین اونکو مستثنی کرکی اونہین سی کسیکو واجب کہیکو مستحب کہہ رہی ہو اور فاتحہ اموات و مولد شریف کو معاذ اللہ
ضلالت محض کہہ رہی ہو یہ بڑی بی انصافی ہی اور ہم پر کچہ اشکال نہین سمجہتی کہ ہم ان سب امور کو بلا
فرق تسلیم کر رہی ہین کیونکہ یہہ امور مخالف کسی امر و نہی شارع کی نہین اور ہماری اصول کی موافق
بعض بدعتین واجب بہی ہوتی ہین کما قدمنا دیاتی قریبا الحاصل یہانتک جس قدر نظائر و امثال مذکور ہوئین
ان سب سی خلاصہ یہہ نکلا اور جسکی بصیرت قلبی پر غشاوہ تعصب و عناد نہین اوس مرد بصیر پر مثل صبح صادق
روشن ہو گیا کہ حدیث شریف من احدث فی امرنا ہذا مین مراد احداث مخالف ہے اور مخالف سی مراد
مخالف امر و نہی شارع اور ہرگز قید زمانہ کی اسمین ملحوظ نہین اب دوسری حدیث شریف
ہدیہ ناظرین حق طلب کرتا ہون وہ یہہ ہی من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فعمل بہا بعدہ کتب لہ مثل

اجر من عمل بها ولا ینقص من اجورہم شی یہ صحیح مسلم کی حدیث ہی اسکی معنی اپنی طرف سی نہین لکھتا ہون مجمع البحار
اور شرح مسلم امام نووی کی یہ دونون کتابین ان لوگونکی پیشوا ونکی نزدیک بہی نہایت معتبر اور مستند ہین غرض کہ
ان دونو کتابون مین اس حدیث شریف کی معنی یہ لکھی ہین کہ جسنی جاری کیا اسلام مین طریقہ نیک پھر اوسکی بعد اس
طریقہ حسنہ پر عمل کیا گیا تو لکہا جاویگا اوس شخص کیواسطی اوسقدر اجر اور ثواب کہ جسقدر سب عمل کرنے والونکو
اوسکی بعد ہوگا اور اون لوگونکی ثواب مین سی کچہہ کاٹ کر اوسکو ندینگے بلکہ اللہ تعالی دونونکو اپنی خزانہ
لاانتہا ہی سی ثواب دیگا اور وہ طریقہ جو اوسنی جاری کیا ہی خواہ وہ طریقہ ایسا ہو کہ اوس ہی پہلی ایجاد
کیا گیا تہا لیکن کسی سبب سے بند ہو گیا تہا اسنی پھر اوسکو جاری کر دیا یا یہ کہ پہلی اس سی وہ طریقہ ایجاد ہی
نہین ہوا تہا اسنی خود اپنی طرف سی اوسکو ایجاد اور جاری کیا اور وہ طریقہ خواہ تعلیم کسی علم کی ہو یا عبادت
ہو یا طریقہ ادب کا ہو مجمع البحار کی جلد دیم صفحہ ۱۴۷ - اور شرح مسلم کی جلد ثانی صفحہ ۳۱۴ مین یہ مضمون مرقوم
ہے دیکھی جیکا دل چاہی اس حدیث کی لانی سی ہماری دو مطلب ثابت ہوی ایک تو یہ کہ بدعت حسنہ کا بُرا ہونا
تو کیا بلکہ اور اوسپر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی وعدہ ثواب کا دیا ہی اور ثواب بہی کیسا کہ جب وہ
آدمی مر جائیگا اور اوسکی بعد دوسری خلق اللہ اوسپر عمل کرینگی تو بعد موت بہی اون سب کے برابر اوسکو
ثواب پہنچتا رہیگا یہی وجہ ہی کہ علماء شریعت نی راہ طرح طرحکی اصول اور قواعد واسطہ تہذیب علم ظاہر دین
کی ایجاد کئی اور اولیاء طریقت نی قسم قسم کی مجاہدات اور اشغال بعد قرون ثلثہ واسطہ تزئین اور تصفیہ
قلب کی پیدا کی رحمۃ اللہ علیہم وعلینا اجمعین اسیواسطہ لکہا شامی شارح درمختار نے اوائل جلد اول مین کہ یہ
حدیث قواعد اسلام سی ہی اور یعنی اس حدیث کی ان الفاظ سی لکہی ہین کل من ابتدع شیئا من الخیر کان لہ
مثل اجر کل من عمل بہ الی یوم القیمۃ دوسرا مطلب اس حدیث سی یہ نکلا اس بدعت حسنہ کی ایجاد مین بہی
وہی لفظ من جو عربی زبان مین ایک عام لفظ ہی ارشاد فرمایا یہ نفرمایا کہ جو قرون ثلثہ مین کوئی آدمی
طریقہ حسنہ جاری کریگا اوسکو ثواب ہوگا اور جو بعد مین کریگا اوسکو عذاب ہوگا اور وہ بدعتی ہوگا
فی النار ہوگا نعوذ باللہ منہا بلکہ یون ارشاد فرمایا کہ جو کوئی جب کبہی طریقہ نیک جاری کریگا ثواب ہوگا
چنانچہ علامہ شامی نی بہی من سن سنۃ حسنۃ کی معنی وہی کلی عام کی ہین یعنی اوسنی لکہا ہی وکل من

ابتدع شیئا الی آخرہ اور یہی مولوی اسحق صاحب نی بہی مایۃ مسائل مین لکہا ہے سوال بدعت حسنہ
محدود ہست بوقت من الاوقات یا غیر محدود ہست الی یوم القیامہ جواب غیر محدود ہست عند العقائل
بتقسیمہا الحدیث من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ الی آخرہ دیکہو سائل نی سوال کیا تہا کہ بدعت حسنہ کی
کوئی قید ہی وقت یا زمانہ کی کہ فلانی زمانہ تک تو ایجاد بدعت حسنہ کا جایز ہی اور فلانی زمانہ مین
نہین جایز یا یہ بات کہ کچہہ قید نہین بلکہ ایجاد اوسکا جایز ہی قیامت تک کسی زمانہ مین ایجاد ہو اور
کوئی ایجاد کری اسکا مولوی اسحق صاحب نی جواب دیا کہ غیر محدود ہی یعنی زمانہ کی کچہہ قید نہین قیامت
تک بدعت حسنہ جایز ہی باقی رہی یہ بات کہ عند العقائل تقسیمہا کی قید کیون لگائی ہی یہ بات کچہہ
موجب وحشت نہین تین وجہ سی ایک یہ کہ جو بدعت کی تقسیم نہین کرتی وہ بدعت حسنہ کو سنت مین داخل کرتی ہین
پس بدعت حسنہ کا لفظ وہی کہیگا جو قائل تقسیم بدعت ہوگا جو تقسیم کا قائل نہوگا وہ بدعت حسنہ کو سنت کہیگا دوسری
وجہ یہ کہ جب اونکی سند مین حدیث صحیح لکہدی تو وہ قائلین پایہ اعتبار مین ٹہہر گئی اور صحت اونکی قول کی مسلم ہو گئی
تیسری یہ کہ جب مولوی صاحب نی یہ فرمادیا کہ جو قائل ہین تقسیم بدعت کی اونکی نزدیک قیامت تک بدعت
حسنہ جائز ہی اب ہم تمکو بتلا دینگی بدعت حسنہ کو کس کس نی جائز کیا ہی پس جان لیجو کہ ان سب مفتیان
دین کی نزدیک تا قیامت بدعت حسنہ جایز ہی کچہہ قرون ثلثہ پر حصر نہین ہے **اقوال فقہاء ومحدثین**
اس باب مین کہ سیئہ اور ضلالت وہی بدعت ہی جو مخالف قرآن وحدیث
واجماع کی ہی اور جو بدعت ایسی نہین وہ درست ہی سیرت حلبی وغیرہ کتب
مشہورہ معتبرہ مین ہی کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نی فرمایا ما احدث وخالف کتابا او سنۃ او اجماعا او اثرا فہذہ
الضلالۃ وما احدث من الخیر ولم یخالف من ذلک فہو البدعۃ المحمودۃ اس روایت کو بیہقی نی بہی ساہنہ اسناد
اپنی کی امام شافعی سی روایت کیا ہے کہ بدعت دو طرح ہی مذمومہ اور غیر مذمومہ مولوی اسمعیل صاحب نی
تقویت الایمان کی دوسری حصہ مسمی بہ تذکیر الاخوان مین فرمایا ہی جو مجتہدون نی اپنی اجتہاد سی
نکالا وہ سنت مین داخل ہی انتہی پس بہہ قول شافعی بالضرور مسلم ہونا چاہئی کیونکہ یہہ مجتہدین اور مجتہد کا حکم
نکالا ہوا سنت مین داخل ہی بقول مولوی اسمعیل صاحب دوسری یہ کہ یہہ خیر القرون مین ہین تیسری یہ کہ وہ

خاص عربی ہین عرب کی لغت اور صحابہ اور تابعین کے محاورات اور حدیث کی اصطلاحات کے جاننی
والی ہین بنا علیہ جسقدر حدیثین بدعت کی مذمت مین آتی ہین موافق تفسیر امام شافعی اونکو محمول انہین معنون پر
کرنا چاہئی جو خلاف کتاب و سنت ہین اور محققین علماء محدثین و فقہای دین نے اسی پر عمل کیا اور فتوی دیا ہے
ازانجملہ حجۃ الاسلام امام غزالی نے احیاء العلوم کی جلد ثانی مین فرمایا ہی انما المذموم بدعۃ تزاحم سنۃ ماورد
یعنی وہی بدعت منع ہی جو مٹاتی ہو کسی ایسی سنت کو جسکی قایم رکہنی کا ہمکو حکم ہی اور جلد اول احیاء العلوم مین
فرماتی ہین ولا یمنع ذلک من کونہ محدثا فکم من محدث حسن یعنی یہہ منع نہ کیا جاویگا بسبب نئی بات ہونیکی
اسلئی کہ بہتیری نئی باتین نکلی ہوئی نیک ہین انتہی اور کہا علامہ امام صدرالدین شافعی نے یکرہ البدع اذا
زاحمت السنۃ اما اذا لم تزاحمہا فلا یکرہ اور شیخ وغیرہ محققین نے بدعت سیئہ مذمومہ کی تعریف اسطرح فرمائی ہی
ما احدث علی خلاف الحق المتلقی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من علم او عمل او حال بنوع شبہۃ واستحسان وجعل
دینا قویما وصراطا مستقیما دیکہئی ایسین قید مخالفت لی ہی اور کسی زمانہ قرون و غیر قرون کو نہین لیا بلکہ یہ قرار دیا
کہ ہمکو جو دلائل شرع کتاب و سنت و اجماع و قیاس و غیرہ امور حفظ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچی ہین اونکی خلاف اور اونکی
مثانیوالی چیز جو ایجاد ہوگی وہ بدعت سیئہ ہی بشرطیکہ باعث شبہہ کی وہ مخالف بات ایجاد ہو یہ اسلئی کہ
فقہ شامی نے لکہا ہی اگر براہ عناد کوئی مخالف ادلہ قطعیہ کی ایجاد کریگا وہ قطعا کافر ہی خلاصہ یہ ہی کہ جو
چیز مخالف ایجاد ہوگی وہی بدعت سیئہ ہی اور مخالفت کی تحقیق ہم اوپر کر چکی اور جو نئی چیز مخالف نہین وہ
حسنہ ہی خواہ کہی ایجاد ہو وہی اور علامہ ابن اثیر نے جامع الاصول مین لکہا ہی الابتداع ان کان فی خلاف
ما امر اللہ بہ ورسولہ فہو فی حیز الذم والانکار والا فقد تحت عمومہ ما ندب الیہ وحض علیہ رسولہ فہو فی حیز المدح
وان لم یکن شاہد موجودا کنوع من الجود والسخاء وفعل المعروف فہذا فعل من الافعال المحمودۃ لم یکن لاحد
قد سبق الیہ فلا یجوز ان یکون ذلک فی خلاف ما ورد الشرع بہ لان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد جعل لہ فی
ذلک ثوابا فقال من سن سنۃ حسنۃ کان لہ اجرہا واجر من عمل بہا وقال فی ضدہ من سن سنۃ سیئۃ کان
علیہ وزرہا ووزر من عمل بہا وذلک لان کان فی خلاف ما امر اللہ بہ ورسولہ الی آخرہ اس سی ہی یہ ثابت ہوا
جو مخالف شرع ایجاد ہو وہ بدعت سیئہ اور جو مخالف نہو وہ بدعت محمودہ اور حسنہ اور فتاوی عالمگیری کی جلد

خامس مین ہی وکم من شئی کان اصلا ماذونا وہو بدعۃ حسنۃ اور شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے آخر کتاب القواعد
مین فرمایا ہی البدعۃ اما واجبۃ کتدوین اصول الفقہ والکلام فی الجرح والتعدیل واما محرمۃ کمذہب الجبریۃ
والقدریۃ واما مندوبۃ کاحداث المدارس وکل احسان لم یکن فی العہد الاول واما مکروہۃ کزخرفۃ المساجد یعنی
عند الشافعی واما عند الحنیفہ فمباح واما مباحۃ کالتوسع فی لذیذ المآکل والمشارب اور تقسیم بدعت کی کہ بعضی بدعتین
واجب ہین اور بعضی حرام اور بعضی مستحب یعنی ثواب کی مستحق اور بعضی بدعتین مکروہ ہین اور بعضی مباح یعنی
اونکی کرنی مین نہ ثواب نہ عذاب پس یہ تقسیم بدعت پانچ قسم پر مسلم اور قایم رکہی ہی علامہ برکلی نے طریقہ محمدیہ
مین اور مناوی نے شرح جامع صغیر مین اور ملا علی قاری حنفی نے مرقات مین اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی
نے اشعۃ اللمعات مین اور سید جمال الدین محدث نے حواشی مشکوۃ مین اور علامہ ابن حجر نے اور علامہ ابن
عابدین نے شرح درمختار کی بحث امامت مین جب یہ قاعدہ مسلم ہو چکا اب یاد رکہنی اس قاعدہ پر
مفرع ہی لکہتا ہون **مسئلہ اولی** علامہ شرنبلالی نے حاشیہ درر غرر فقہ حنفی مین لکہا ہی کہ نیت نماز کی اصل
دلسی ہوتی ہی اور مونہہ سی ادا کرنا اوسکا مستحب ہے عبارت اوسکی یہ ہے والتلفظ بہا مستحب یعنی طریق
حسن اجابہ المشایخ لانہ من السنۃ لانہ لم یثبت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من طریق صحیح ولا ضعیف ولا عن
احد من الصحابہ والتابعین ولا عن احد من الائمۃ الاربعۃ بل المنقول انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا قام الی
الصلوٰۃ کبر فہذہ بدعۃ حسنۃ اب غور سی علامہ شرنبلالی کی تقریر دیکہنی چاہئی کہ یہ بات انکی کہ نیت زبان سے
کہنی حضرت سی اور صحابہ سی اور تابعین سے اور مجتہدین سے ثابت نہین باوجود اسکی حکم کیا کہ یہ بدعت حسنہ سے
مستحب ہے اور واضح ہو کہ ائمہ مجتہدین مین امام احمد بہی مین روہ نہ تابعی نہ تبع تابعی بلکہ تبع تابعین سے علماء انہون
نے سیکہا ہی کما فی المقرب جب اوسی بہی یہہ تلفظ بالنیت منقول نہین تو ظاہر ہوا کہ قرون ثلثہ کی بعد اسکا
ظہور ہوا اور دوسری دلیل اسکی ظہور بعد قرون پر یہہ ہی کہ شرنبلالی نے لکہا ہی تلفظ بالنیۃ کو اجلہ مشایخ اور
مشایخ و متاخرین علماء مین جو امام اعظم کی شاگرد و نکا دورہ تمام ہونیکی بعد ہوی ہین درمختار مین لکہا ہی
زبان سے نیت کرنیکو کہ یہ ہماری علماء کی سنت ہی شامی نے لکہا کہ یہ طریقہ حسنہ ہماری علماء کا ہی اس سے
بہی ظہور تلفظ بعد قرون ظاہر ہوتا ہی اور فقیہ جلبی نے شرح کبیر منیہ مین اسطرح لکہا ہے کہ یہ ائمہ مجتہدین سے

بھی ثابت نہین اسکی بعد یہ لکھا ہی وہذہ بدعۃ لکن عدم الفضل وکونہ بدعۃ لا ینافی کونہا حسنا یعنی اسکی بدعت
ہونے سی یہ لازم نہین آتا کہ یہ نیک نہو اب دیکھیے علمای دین اسکو بدعت مان کر پھر بھی اسکو حسن اور نیک
فرما رہی ہین اور اوسکا حکم دی رہی ہین اور یہ علما فریقین کی مسلم الثبوت ہین اور فتاوی قاضی خان
ہین ہی فان قصد وذکر بلسانہ کان افضل اور ملتقی الابحر مین ہی وضم اللفظ الی القصد افضل اور ہدایہ
کتابین ہین جو علما مذہب حنفی کی نزدیک نہایت درجہ کی معتبر ہین اب شافعی مذہب کو سننا چاہیی علامہ
قسطلانی مواہب لدنیہ مین شافعی مذہب بیان کرتی ہین والذی استقر علیہ اصحابنا استحباب التلفظ بہا اور
غنیۃ الطالبین حضرت غوث اعظم کی تالیف ہی وہ حنبلی تہی بیان مضمون لکہتی ہین نیوی اظہارۃ رفع
الحدث محلہا القلب فان ذکر ذلک بلسانہ مع اعتقادہ بقلبہ کان قدائی بالافضل الحاصل یہہ عمل یعنی
نیت زبان سی کرنی اس قسم کی بات ہی کہ تمام ہندوستان اور فارس اور عرب وغیرہ مین جاری ہی
علامہ شامی نی لکھا ہی قد استفاض ظہور العمل بہ فی کثیر من الاعصار فی عامۃ الامصار اور براہین قاطعہ
گنگوہی مین بہی صفحہ ۱۴ پر تلفظ بالنیت کو مستحسن مان لیا عبارت یہ ہے (اور نیت کا لفظ جو بدعت ہوا
تو اوسکی دلیل جواز کی موجود تہی کہ حج مین تلفظ نسائی حدیث مین وارد ہوا ہی الی آخرہ) حال اس
استدلال کا سب صاحبون کو محفوظ رکہنا چاہئی کہ کار آمد ہی اسلئی کہ حج مین جو تلفظ مامور بہ اور
معمول بہ عند الفقہا رہی وہ یہ ہی اللہم انی اریدالحج فیسرہ لی وتقبلہ منی یعنی یا الہہین حج کا ارادہ
کرتا ہون سو آسان کیجو مجہپر اوسکو اور قبول کیجو مجہسے چنانچہ ہدایہ و وقایہ و درمختار وغیرہ مین موجود ہی
پہر بعض علمانی نمازمین بہی تجویز کیا کہ کہا جاوی اللہم انی اریدان اصلی صلاۃ کذا فیسرہا لی وتقبلہا منی لیکن
رد کیا اسکو جمہور علمانی کہ حج مین مانع اور صعوبتین پیش آتی ہین اوسمین وہ تلفظ مستحب ہے نمازمین کیا صعوبت
جو دعا کی جاوی یا الہہ ارادہ کرتا ہون نماز کا سہل کردیجو مجہپر بنا علیہ نیت نماز کا یہ تلفظ مخدوش رہا جیسا کہ
فقیہ شامی نی لکھا ہی بلکہ یہ ٹہرا کہ نوےت فجر الیوم وظہر الیوم وغیرہ کہا جاوی اور کثر سے حج مستفیض اور مشہور
جماعات اہل اسلام مین زبان زد ہر خاص و عام ہی وہ یہ ہی جو علامہ محمد ابن احمد زاہد الملقب بالزین نی تحریب

الصلاۃ مین لکھا ہی نویت ان اصلی فرض فجر الوقت رکعتین للہ تعالی والتوجہ الی الکعبۃ واقتدیت بہذا الامام
اور نیت سنتون کی اسطرح نویت ان اصلی سنۃ الفجر رکعتین للہ تعالی متابعۃ للرسول والتوجہ الی الکعبۃ چنانچہ
ہماری اضلاع مین بہی اسکی ترویج عمل جاری ہی فرض مین کہتی ہین نیت کرتا ہون نماز کی واسطہ اللہ تعالی کی
دو رکعت نماز فرض فرض اللہ تعالی کا وقت فجر کا منہ میرا طرف جہت کعبہ شریف کی اور سنتون مین بجای لفظ فرض
کی کہتی ہین سنت طریقہ رسول اللہ کا باقی بدستور اب دیکہئے قرون ثلثہ سی نہ یہ الفاظ نہ انکی سوا اور کچہہ الفاظ نماز مین
ہرگز ثابت نہین ہوی حال انکہ تسلیم رکہا محققین اہل سنت فی انکو اور مولف بلہ مین نی اسطرح تسلیم کیا کہ ان الفاظ
کی دلیل شرع مین موجود ہی یعنی حج مین تلفظ پایا گیا اب اس مقام سے تا لعین یاد رکہین کہ بدعت حسنہ کی جواز کو
ایسی دلیل بس کرتی ہی کہ اگر خاص نمازمین منقول نہین تو حج ہی مین سہی گو وہ عبادت اور ہی اور یہاور
پہر تلفظ مین بہی مطابقت شرط نہین حج مین اور ہی نمازمین اور پہر کیا وجہ ہی کہ اپنی مانی ہوئی بالتون مین
ایسی ایسی دلیلین تسلیم کرین اور ہم جو اثبات فاتحہ و میلاد شریف مین اس سی بہت اعلی دلائل پیش کرین وہ
غیر منظور ہون اسکا کچہہ علاج نہین بجز اسکی کہ حق سبحانہ اپنی قدرت کاملہ سے شان ہدایت کا جلوہ دکہائی

مسئلہ دوسرا آخر چہٹی صدی مین جو محفل میلاد شریف منعقد ہوئی اوسکو جملہ علما اور اکابر فضلای مستحسن سمجہا اور شریک
ہوئی امام نووی کی استاد ابو شامہ رحمۃ اللہ علیہ نی اس محفل کو پسند کیا اور اسکو بدعت حسنہ قرار دیا اور یہہ
فرمایا ومن احسن ما ابتدع فی زماننا ما یفعل کل عام فی الیوم الموافق لیوم مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم من الصدقات و
اظہار الزینۃ والسرور الی خرہ اور فرمایا ابن حجر محدث رحمۃ اللہ علیہ نی وعمل المولد واجتماع الناس لہ کذلک
ای بدعۃ حسنۃ کذا فی السیرۃ الحلبیہ **تیسرا مسئلہ** آٹہوین صدی کی آخر مین جو تسلیم بعد اذان الی احداث
کی گئی اوسکو درمختار مین لکھا ہے التسلیم بعد الاذان حدث فی ربیع الآخر سنہ سبعمائۃ واحدی ثمانین وہو
بدعۃ حسنۃ یعنی سلام پر پہنچا رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بعد اذان کی سات سو اکیاسی سن ہجری مین ایجاد
کیا گیا اور یہہ بدعت حسنہ ہی انتہی اور اسطرح درمختار کی شارح شامی نی بہی اسکو مسلم رکہا اور نہر الفائق شرح
کنز اور قول بدیع سی یہ نقل کیا وہو الصواب انہا بدعۃ حسنۃ یعنی ٹہیک یہی بات ہے کہ یہہ سلام بعد اذان بدعت
حسنہ ہی دیکہئی آٹہوین صدی تو قرون ثلثہ کی بہت بعد ہی اوسوقت کی نکالی ہوئی چیز کو بہی فقہانی بدعت

حسنہ کہا ہی اب دیکھنا چاہئی اقوال فقہا کو امام شافعی کی قول سی یہان تک یہ سب علما تقسیم ہونا بدعت کا حسنہ اور سیئہ کی ان ہی ہیں اور بدعت حسنہ کو خواہ وہ قرون ثلاثہ مین نکلی ہو یا بعد قرون سب کو مستحسن اور حسن فرمارہے ہین پس مع مولوی اسحق صاحب کی فرمانیکی موافق ان سب فقہا کی نزدیک بدعت حسنہ کا ایجاد الی یوم القیامہ ثابت ہوا اہلی کہ وہ کہتی ہین کہ غیر محمود و مذموم ہے عند القیاس بتقسیمہا اور خود موی اسحق صاحب اور مولوی اسمعیل صاحب کے بزرگ بھی تقسیم بدعت مان ہی ہین شاہ عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سوالات عشرہ محرم کی جواب سوال اول مین لکھتی ہین مساختن منبر و نسخ و صورت قبور و علم وغیرہ انہیہ بدعت ست و ظاہر است کہ لیکن این بدعت حسنہ کہ دران ماخوذ نباشد نیست بلکہ بدعت سیئہ است و حال بدعت سیئہ این ست کہ در حدیث مذکور وارد ست شر الامور محدثاتہا و کل بدعۃ ضلالۃ انتہی اور شاہ صاحب صوف فی تحفہ مین بھی بدعت حسنہ کا اثبات کیا ہی مطبع حسینی دہلی کی مطبوعہ صفحہ ۵۹ مین دیکھو اور تفسیر عزیزی پارہ الم مطبوعہ مطبع مولی محمد لکھنوی صفحہ ۲۱۲ مین مع قرآن شریف کو بدعت حسنہ فرمایا ہے اب تیرہوین صدی مین ہ مولوی اسمعیل صاحب کہ جنکا کلام تذکیر الاخوان مین یہ تہا کہ جو کوئی دین کی عقیدی اور عبادت اور رسم مین وقت یا جگہہ یا وضع یا ہیئت گنتی قید اپنی طرف سی مقرر کری سو وہ بدعت اور باطل اور مردود ہی انتہی کلامہ شکر خدا کا کہ یہ قاعدہ ایجاد کر کی آخر کار خود اوس راہ سی مخالفت اختیار کی وجہ ثبوت یہہ ہی کہ اونہون نی صراط مستقیم مین لکھا ہی غفال مناسبہ ہر وقت و ریاضات ملائمہ ہر قرن جدا جدا میباشد لہذا محققان ہر وقت از اکابر ہر طریق در تجدید اشغال کوشیدہا کردہ اند بنا علیہ بمصلحت ہر وقت چنان اقتضا کرد کہ یک باب زین کتاب برای بیان اشغال جدیدہ کہ مناسب این وقت ست تعین کردہ شود اس عبارت مین قرون ثلثہ کی کچہہ قید نہین لگائی بلکہ ہر قرن مین ایجاد اشغال اور تعینات مشایخ کو مسلم رکہا اور بذات خود اپنی تیرہوین صدی کے واسطہ اشغال جدیدہ ایک باب مین لکہی اوس باب مین لکہہ ذکر اللہ اور عبادت الہی مین کیا کچہہ وقت اور وضع اور ہیئات اور عدد کی قیدین ہین اور صراط مستقیم کی آخر ورق مین بھی لکہا ہی تجدید اشغالیکہ این کتاب مشتمل بر آن است فرمودند یعنی مرشد صاحب نی اشغال نکالی اور ظاہر ہی کہ تجدید مین احداث ہے پس معلوم ہوا کہ انجام کار انکو بھی بحق معلوم ہوا کہ ایجاد بدعت حسنہ الی یوم القیامہ جائز است خیر

اللہ تعالی اونکی مقلدون کو بھی ہدایت نصیب کری آمین اہل سنت و الجماعۃ خوب غور اور فکر سے ملاحظہ فرماوین کہ یہ جو مفتیان فتوی انکاری نی مولد شریف اور فاتحہ اموات کو پنجشنبہ و عیدین وغیرہ مین منع لکہا ہی اوسکی بنیاد اسی ایک دلیل پر تہی کہ جو کام قرون ثلثہ کی بعد ہوتا ہے وہ بدعت سیئہ ہوتا ہی اور بنا کچہہ ہم تمکو حال اس دلیل کا کہ یہ دلیل نہایت سخیف و رکیک ہی اور جب ٹوٹ گئی دلیل اونکی قول ارباب تحقیق و اصحاب تدقیق سی تو شکست فاش کہا گیا اونکا فتوی اور قایم رہگئی وہ سب مورد صالحہ اپنی اباحت اور استحسان پر آلان کما کان پس مذہب صحیح اور مشرب اہل تنقیح یہی ہی جو علامہ حلبی فی جلد اول انسان العیون مین لکہا ہی و قد قال ابن الحجر الہیتمی ان البدعۃ الحسنۃ متفق علی ندبہا کہا حافظ ابن حجر فقیہ محدث نی کہ بدعت حسنہ کی مندوب اور مستحسن ہونی پر اتفاق کیا گیا ہی یعنی فقہا و محدثین مین جو محققین ہین وہ سب بالاتفاق و الاجماع بدعت حسنہ کو جایز و درست فرماتی ہین اور اسی کی طرف رغبت دلاتی ہین پس یہ سب امور مندرجہ فتوی انکاری یعنی مولد شریف و فاتحہ اموات عیدین و پنجشنبہ وغیرہ باتفاق و اجماع اہل التحقیق طائفہ ناجیہ اہل سنت و جماعت کی مستحسن ہٹہری نہ سیئہ اور مخالفین جو بباعث سخن پروری انکار کیے جاتی ہین اونکی انکار سی کچہہ حرج لازم نہین آتا کتاب تمہید مین حضرت ابو شکور رحمۃ اللہ علیہ فرماتی ہین و اما خلاف الذین خالفوا نعرضہم لا یعد خلافا پس جو لوگ اپنی کسی غرض کی سبب قائل نہین ہوتی اونکی خلاف کرنے سی کچہہ قباحت ہماری امور مستحسنہ مین نہین آتی ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم و تب علینا انک انت التواب الرحیم و صلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین آمین یا رب العالمین

نوزدہم مین چھ لمعہ ہین لمعہ اولی در بیان جواز فاتحہ بر طعام و شیرینی

جو عبادت زبان یا جوارح و ارکان انسان سی صادر ہو اوسکو عبادت بدنی کہتی ہین جیسی قرآن یا تسبیح تہلیل وغیرہ پڑہنا اور جس عبادت مین مالیت صرف ہو اوسکو عبادت مالی کہتی ہین جیسی روٹی گوشت روپیہ پیسہ کپڑا وغیرہ راہ خدا مین خرچ کرنا اہل السنت و الجماعت کا مذہب ہے کہ دونوع کی عبادت کا ثواب اگر کسیکو بخشنا چاہین تو ہو بخشتا ہے کتاب ہدایہ مین ہے ان الانسان ان یجعل ثواب عملہ غیرہ صلوۃ او صوما او صدقۃ او غیرہا عند اہل السنۃ و الجماعۃ یہ ہدایہ علم فقہ مین ہر جہ معتبر اور مشہور کتاب ہے اور شرح عقائد نسفی مین ہے و فی دعاء الاحیاء للاموات و صدقتہم نفعہم

خلافا للمعتزلۃ یہ کتاب عقاید کی کتابون مین مشہور درسی معتبر کتاب ہے اور یہ مسئلہ بہت حدیثون سے
ثابت ہے تذکرۃ الموتی مین قاضی سنار اللہ رحمۃ اللہ علیہ اون حدیثون کو نقل کر کی فرماتی ہین
لہذا جمہور فقہا حکم کردہ اند کہ ثواب ہر عبادت بمیت می رسد اور لکھا ملا علی قاری فی شرح فقہ اکبر مین
واسطہ عبادت بدنی کی فذہب ابو حنیفہ واحمد وجمہور السلف الی وصولہا الی آخرہ پس اس بنا پر یہہ علاوہ
اکثر اہل اسلام کی ہی کہ جب کبھی میت کی نام سی کچھہ کہانا یا شیرینی دینا چاہتی ہین تو احمد اور درود
شریف پڑہکر دعا اوس میت کی لئی کرتی ہین اور خدا سے درخواست کرتی ہین کہ جو کچھہ ہمنی پڑہا
اور یہہ جو کچھہ خیرات دیجاتی ہی اوسکا ثواب فلان میت کو پہونچی عوام مین اسکا نام فاتحہ ہی یون
کہا کرتی ہین آج فلان میت یا فلان بزرگ کی فاتحہ ہی اصل مین فاتحہ نام ہی الحمد شریف کا چونکہ
الحمد اوسوقت پڑہی جاتی ہی اسلئی اس کل عمل کا نام فاتحہ قرار پایا تسمیۃ الکل باسم جزءہ اور منکرین نے اسکا
نام فاتحہ مرسومہ رکہا ہی اب اس فاتحہ مین دیکہنا چاہیئی کہ جو کچھہ درود وعا الحمد پڑہی گئی یہہ عبادت بدنی
ہی وہ ثابت الاصل اور جو کچھہ کہانا یا شیرینی اوسوقت دیگئی یا دیجاویگی وہ عبادت مالی ہی وہ بہی
فقہ حدیث عقاید سی ثابت ہے ان دونو عبادتون کا ثواب میت کو پہنچایا جاتا ہی پہر منکرین کا یہہ الکہنا
کہ اسکی کچھہ اصل نہین اسکی کیا معنی اگر یہہ کہو کہ عبادت بدنی جدا کردو اور عبادت مالی جدا لیکن دونو کا جمع
کرنا ثابت نہین تو یہہ وہی مثال ٹہہریگی کہ جب کوئی مفتی شریعت حکم دی کہ بریانی کہانا جایز ہی اسلئی
کہ اوسمین گوشت ہی گوشت حلال چیز ہی اور برنج ہی وہ بہی حلال اور رنگت زعفران کی وجہ بعض
برنج پر ہی وہ بہی حلال پس مجموعہ ان مباحات کا مباح ہی تو اوسکی جواب مین کوئی بیہودہ سر پہوڑ نکو
تیار ہوجاوی کہ صاحب یہہ سب جدا جدا تو بیشک ثابت ہی لیکن ہم تو جب مانین کہ اس مجموعہ کا ذکر قرآن
یا حدیث مین کہاوے یہہ حرف کہان لکہی ہین کہ بریانی کہانا درست ہی پس جسطرح اس بیہودہ کو سب عقلا
سخیف العقل اور قابل مضحکہ جانینگی اوسی درجہ مین ان صاحبونکی یہہ بات ہے علاوہ برین جسطرح اثبات
جمع کو موقوف رکہتی ہو وجود صریح روایت پر اسطرح چاہیئی منع کو بہی موقوف رکہو وجود روایت پر یعنی
اگر عبادت مالی اور بدنی جمع کرنی مین کوئی حدیث یا آیت ممانعت مین آئی ہو تو منع کرو ورنہ تمکو کسکا

چاہیئی حال اگر تم دعوی کرتی ہین کہ کوئی حدیث یا آیت ممانعت جمع مین العبادتین مین نہین کی اگر آپ
ہی پیش کردو تا برہان لکم ان کنتم صادقین ہم ترجمع مین العبادتین کی لئی قواعد عقلی اور نقلی شرع شریف سی پیدا
کردینگے **ایک** تو یہی کہ جب ممانعت ثابت نہین تو اصل اباحت ہے **دوسری** یہہ کہ سعادت عبد عبادت
معبود مین ہے ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون اور عبادت بعضی زبان ہے بعضے اور اعضاء بدن ہے بعضے
مال سی ہو کوئی ہر قسم کی عبادت کریگا لابد افضل ہوگا ایک عبادت والی سی شب معراج مین رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نی جو تحفہ جناب باری مین گذرانیہ لفظ ہی التحیات للہ والصلوات والطیبات مفسرین اور محدثین نے
اسکی معنی یہہ لکہی ہین کہ اللہ کیواسطہ ہین سب تعریفین جو زبان سے ادا ہون اور جو عبادتین بدنی ہین اور جو
عبادتین مالی ہین پس جبکہ تینون قسم کی عبادتین اللہ کی واسطی خاص ہوئین تو زہی قسمت اوس شخص کی کہ
ان تینون کو ادا کری فاتحہ مرسومہ مین یہہ بات حاصل ہی جب کہا الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک
یوم الدین یہ تحیت اور ثنا اور شکر زبانی ہوا اللہ تعالی کا اور جب کہا اہدنا الصراط المستقیم الی آخرہ یہ دعا
ہوئی اور نیز درود پڑہنا اور عاجز ذلیل ہنکر اپنی اللہ تعالی کی سامنی ہاتہ اوٹھانا اور موتی کی لئی دعای
مغفرت کرنا یہہ بہی عبادت بدنی اور لسانی ہوئی اور جو کچھہ شیرینی یا کہانا للہ دیگا وہ عبادت مالی ہوگی
پس یہہ جو پانچون وقت نمازی نماز مین کہتا ہی التحیات للہ والصلوات والطیبات اسکا مجموعہ فاتحہ مین ہوجوڑے
زہی قسمت میت کی جو اوسکو یہہ عمر مجموعہ پہنچی **تیسری** یہہ کہ پندرہوین باب الصیام کتاب الحج
والمزید مولفہ امام برہان الدین مرغینانی صاحب ہدایہ سی نقل کیا ہی روی ان علیا رضی اللہ عنہ تصدق بخاتم وہو فی
الرکوع فحرزہ اللہ تعالی بقولہ انما ولیکم اللہ ورسولہ الآیۃ رکعون یہ روایت تفسیر معالم ومدارک وبیضاوی رازی صفحہ
مین بہی وارد ہے لکہتے ہین کہ ظہر کی وقت ایک آدمی نی سوال کیا مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین جب اسکو کچھہ
نہ ملا اوسنی ہاتہ آسمان کی طرف اوٹھاکر کہا ای الہ تو گواہ رہیو کہ مین مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مین سوال کیا اور
کچھہ بہی کسینی نہ دیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ حالت رکوع مین تہی آپنے اپنی داہنی ہاتہ کی انگلی خنصر جسمین انگوٹہی تہی
سایل کی طرف کردی اوسنی آگی بڑہکر انگوٹہی جناب نبی کریم علیہ التسلیم کی سامنی انگشت علی کرم اللہ وجہہ سے
نکال لی انتہی اب دیکہئی صدقہ ایک عبادت مالی ہی اور نماز عبادت بدنی اور صاحب ہدایہ کی عبارت کتاب

التجنیس سے گذر چکی کہ اللہ تعالی نی اس جمع بین العبادتین کی نی پر سورہ مائدہ مین تعریف فرمائی اور امام ابوالبرکات
نسفی رحمۃ اللہ علیہ مصنف کنز الدقائق جو علماء اعلام حنفیہ سے ہین اپنی تفسیر مدارک مین اس مقام پر فرماتی ہین کہ یہان
شان نزول فضل ایک کا ہی پر صیغہ جمع کیون فرمایا جواب دیا کہ اسمین عبرت لانی سب آدمیونکو کہ یہ ثواب کچھ ایک
کی لئی نہین جو کوئی اسطرح کام کریگا اون سبکو ایسا ہی ثواب ملیگا عبارت یہ ہی وورد بلفظ الجمع لکان
السبب اصدا ترغیبا للناس فی مثل فعلہ لینالوا مثل ثوابہ اور یہ ہی مضمون علامہ قاضی بیضا شافعی نی لکھا اور لکھا
مدارک مین والایۃ تدل علی جواز الصدقۃ فی الصلوۃ یعنی آیۃ سی معلوم ہوا کہ صدقہ دینا نماز مین جائز ہی نیز علیہ
جمع کردینا عبادت بدنی ومالی کا نص کتاب الہی سی جائز بلکہ قابل مدح وثنا معلوم ہوا اور نمازوہ عبادت بدنی
ہی کہ اسمین حرکت اجنبی سی جو متعلق صلوۃ نہو بچنا چاہئی جب اسمین مالی وجود حرکت تصدق جمع بین العبادتین جائز
ہوا تو خارج نماز جو حرمت صلوۃ ہی مرد مکلف کی ذمہ نہین بدرجہ اولی جائز ہوگا باقی رہا یہ اختلاف کہ بعض
کہتی ہین یہ آیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان مین ہی اور بعض کہتی ہین ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تھی اور بعضونکی
اور بھی اقوال ہین یہ ہمکو مضر نہین جب نص قرآن مین یوتون الزکوۃ وہم راکعون آگیا قال ابوالبرکات النسفی
رحمۃ اللہ الواو للحال ای یوتونہا فی حال رکوعہم پس مورد آیت کوئی ہو وہی جمع بین العبادتین آیت سے
ثابت ہی لیکن یہ جمع اسطرح ہے کہ اصل عبادت بدنی کرتا تھا اوسمین مالی عبادت بھی عمل مین لایا اب ہم اوسکے
سند دین کہ عبادت مالی کرنی مین بدنی عبادت بھی کی گئی دارمی محدث نی کتاب الاضاحی مین روایت
کی ہی جابر ابن عبداللہ سی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نی دو مینڈھی قربانی کی جب ذبح کی لئی قبلہ رو
لٹایا تب اپنی یون پڑھا انی وجہت وجہی للذی فطر السموات الارض حنیفا وما انا من المشرکین ان صلاتی
ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین لاشریک لہ وبذلک امرت وانا اول المسلمین اللہم ان ہذا منک ولک عن محمد وامتہ
ثم سمی اللہ واکبر وذبح یعنی اول حضرت نی دو قربانیون پر اسمین پہر فرمایا یا الہی یہ قربانی تیری فضل وکرم سی ہے
اور تیری ہی رضامندی کی لیی ہی محمد اور اوسکی امت کی طرفسی پہر آپ نی بسم اللہ اللہ اکبر فرماکر اونکو ذبح کیا
اور مسلم کی حدیث مین دعا مانگنا ایک دوسری مرتبہ قربانی مین اسطرح بھی آیا ہے اللہم تقبل من محمد وآل محمد ومن امۃ
محمد اور لفظ اول المسلمین کے جگہہ من المسلمین کے بھی روایت ہوا اور لفظ حنیفا سی پہلی علی ملۃ ابراہیم بھی مروی ہے

اور اسطرح احادیث مین ہی اوسی طرح آیات کا پڑہنا فقہاء عظام نی باب اضحیہ مین لکھا ہی اور محمد ابن احمد زاہدی
یہہ بھی لکھا ہی اللہم تقبل منی ہذا الاضحیۃ فاجعلہا قربانا زکیۃ لکریم خالصا وعظم اجری علیہا اور کیا نہین دیکھتے کہ
شائع ہی اہل اسلام مین عقیقہ کی وقت یہ دعا پڑہتی ہین اللہم ہذہ عقیقۃ ابنی فلان ومہجا بدمہ ولحمہا لحمہ وعظمہا
بعظمہ وجلدہا بجلدہ وشعرہا بشعرہ اللہم اجعلہا فداء لابنی من النار اور اسکے بعد وہی آیت انی وجہت اوران
صلاتی تا لفظ من المسلمین پڑہکر کہتے ہین اللہم منک ولک بسم اللہ واللہ اکبر اسکو غور سے دیکھین یہہ کیا ہی وہی
عبادت بدنی ومالی کا اجتماع ہے اور کیونکر منع ہو جمع بین العبادتین حق سبحانہ فرماتا ہے فاستبقوا الخیرات
یعنی سبقت چاہو نیکیون مین اور تفسیر روح البیان مین ہی والمراد جمیع انواع الخیرات اور ایسا ہی تفسیر عزیزی
مین ہی معلوم ہوا کہ ہر قسم کی عبادات وخیرات بدنی ومالی جس کسی سی جسقدر ہوسکین سب مامور بہا ہین شرعا
اور شاہ عبدالقادر صاحب اس آیت کی فائدہ مین لکھتی ہین (بہتری اوسیکو ہی جو نیکیون مین زیادہ ہو) اور
ظاہر ہی کہ دو قسم کی عبادت کرنیوالی ایک قسم کی عبادت والی سی افضل ہونگی پس جمع بین العبادتین
کرنے مین تو اوس قسم کی نتائج اور اوسکی فعل پر اتنی دلائل ہین اور اگر کہنے یہ کیا کہ ان سب کو ترک کیا اور
بدعت کہکر چھوڑ دیا جسطرح اب منکرین چھوڑی ہیٹھی ہین تو وہی مثل حرام کی کہنی ہین آئیگی **مرگئے**

مردود فاتحہ نہ درود اور رد فاتحہ کی دلیل مین یہ بات پیش کرنا صاحب سیف السنہ کا

صفحہ ٦ مین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز ثابت نہین کہا نہین سوای بسم اللہ پڑہنے کے نہایت
بیمحل ہے اسلئی کہ یہ بسم اللہ تو ابتدای اکل طعام مین اہل فاتحہ بھی پڑہتی ہین کلام اسمین ہے کہ کھانا رکھا ہوا
سامنی موجود ہو اور انسان کچھ پڑہی یہ ثابت ہے یا نہین سو ہمارا دعوی ہی کہ یہ ثابت ہے چند حدیثین مشکوۃ کی
باب المعجزات مین موجود ہین **ازانجملہ** حدیث ام سلیم بروایت مسلم وبخاری موجود ہی کہ حضرت کی
گرسنگی کا حال معلوم کرکی اوسنی چند روٹیان جوین پکاکر دوپٹہ کی پلہ مین باندہین یہ قصہ طویل ہے
آخر یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی اون روٹیونکو توڑوایا ملیدہ کی طرح جو کچھ اوسکی برتن مین گھی لگا ہوا
تہا وہ اوسمین ٹپکا دیا پہر حضرت نی الفاظ قسم دعا سی اوسپر پڑہے پہر دس دس آدمی کو بلاکر کہلانا شروع
کیا انسی اوسنکو پیٹ بہر بہر کہلا دیا پہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی اور ام سلیم کی گہر بہر کے آدمیون نے کہا

اور پھر بھی بچ رہا یہہ دیکھی اسمین کھانا سامنی ہی اور اوسپر دعا یا جو کچھہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی چاہا
اوسکا پڑہنا ہے **ازانجملہ** انس کی حدیث پر روایت مسلم و بخاری کہ انس فرماتی ہین میری والدہ نی
ایک بادیہ مین کہانا کھجور اور گہی اور اقط کا مرکب بنایا ہوا یہہ اقط ایک شی ہوتی ہی دہی ترش یا
چاہہ پکائی ہوئی کو خشک کرلیتی ہین عربی مین اوسکو اقط کہتی ہین جسطرح دودہ کو پنیر یا یہ سی جما کر پنیر بناتی
ہین اور عربی مین اوسکو جبن کہتی ہین الحاصل اس طرحکی ہی اور کھجور اور گہی کا کہانا جب آپ کی پاس آیا
آپ نی اوسپر کچھہ پڑہا جو کچھہ اللہ تعالی کو منظور تہا پہر حضرت دس دس آدمی کو بلاتے گئے اور کہلاتے گئے
قریب تین سو آدمیون کو کہلادیا پہر مجھکو فرمایا اور تہالی ای انس اپنا بادیہ یعنی جب او تہایا حیرت مین گہیا
کہ جب مین لایا تہا اوسوقت اسمین کہانا زیادہ تہا یا اب زیادہ پہلی سی موجود ہی **ازانجملہ** حدیث غزوہ
تبوک کی مشکوۃ مین بروایت مسلم مذکور ہے جب لوگ گرسنہ ہوگئی حضرت عمر نے دعا کرانی چاہی رسول
صلی اللہ علیہ وسلم سی تب آپ نی دستر خوان بچہوایا اور فرمایا لے آؤ جو کچھہ کسیکی پاس کہانا بچا ہوا ہو تب کسینی
مٹہی جوار کسینی مٹہی کھجور کسینی ٹکڑا روٹی کا جسکی پاس جو کچھہ بچا ہوا تہا لاکر ڈالا بہت ہی تہوڑا سا ذخیرہ
جمع ہوا پہر آپ نی اوسپر دعا فرمائی اور فرمایا بھر لو اپنی برتن پہر جسقدر لشکر تہا سب نے اپنی تمام برتن جو
اونکی پاس تہی بھر لیے اور خوب کہایا اور پہر بہی کہا بچ رہا شارحین لکہتی ہین کہ اوسوقت لشکر مین لاکہہ
آدمی موجود تہی پس حدیث صحیح سے معلوم ہوا کہ لاکہہ آدمی بہات پر شاہد تہی کہ کہانا سامنی رکہی ہوے پر
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی دعا مانگی باقی رہی یہ بات کہ حضرت نی وہ دعا مانگی جو آپکو ضرورت تہی صاحب
فاتحہ وہ دعا کرتا ہے جسکی اوسکو حاجت اوسوقت ہی پس دعا ہونے مین دونو برابر ہین یعنی دعا کی معنی
شرع مین وہی السوال من اللہ الکریم یہہ دونو جگہہ ایک ہین اور ان مقامات مین یہ بات کسی راوی نی روایت
نہین کی کہ حضرت نی دعا کرنیمین ہاتہہ نہین اوتہای بلکہ علی الاطلاق عادت حضور کی تہی کہ جب دعا کرتی ہاتہہ
اوتہا کر کرتی جیسا کہ جامع صغیر مین جلال الدین سیوطی نی نقل کیا ہے کان اذا دعا جعل بطن کفیہ الی وجہہ یعنی
آپ جب دعا کرتی تہی تو ہاتہہ اوتہانے مین ہتیلی ہاتہہ کی منہ کی طرف کرتی تہی اور ارشاد جناب بہی یہی ہی کہ تم جب
سوال کرو تو ہاتہہ اوتہا کر ہتیلی بہیلا کر سوال کرو پس احادیث مفیدہ قولیہ و عملیہ سے رفع یدین عند الدعا اور

دعا کا مانگنا بحضوری طعام ثابت ہوا اہل انصاف کو چاہیئی کہ سخن پروری کو چہوڑکر ان دلائل مین خوب
تامل فرماوین اتباع حق کرین ورنہ ایسا تو کرین کہ فاتحہ پڑہنی والون کو صلوات نہ سنائین ۵
تنبیہ اگر کوئی کم فہم عوام مین ایسا ہو کہ وہ ثواب عبادت الی کو بدن
سمجہے کہ بغیر فاتحہ پڑہی نہین پہنچی گا اس عقیدہ کو بد کہنا چاہیئی اور اوسکو زجر و توبیخ کرنا چاہیئی کیونکہ اوسنے
حکم اطلاق نصوص فرمان مصطفوی کو علیہ افضل التحیۃ والسلام اعتقاداً مقید کردیا لیکن برتا و عمل درآمد
لوگون کا دیکہہ کر یون معلوم ہوتا ہی کہ یہ عقیدہ اونکا نہین اسلئی کہ جب میت کی طرف سی کچھہ کپڑا یا روپیہ
مسجد یا مدرسہ مین دیتی ہین تو فاتحہ پڑہکر نہین دیتی اور ہنود کی رسم یہ ہی کہ کہانا یا کپڑا یا کوئی چیز
کچھہ میت کی لئی کرتی ہین سب چیز پر سنکلپ کرتی ہین چنانچہ تحفۃ الہند صفحہ ۱۰۰ مطبوعہ فاروقی مین ہے
جب اہل اسلام نی ایسا نہ کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ عقیدہ اونکا یہہ ہے کہ ثواب عبادت الی کا بدون کچھہ
پڑہے سینکڑی پہنچ جاتا ہے اسیطرح جب ختم قرآن شریف یا قل ہو اللہ وغیرہ پڑہکر میت کو بخشتی ہین یا قبرستان
مین جاکر اوسپر فاتحہ پڑہتی ہین اوس صورت مین یہ لازم نہین پکڑتی کہ اوسوقت مین کچھہ صدقہ ہی ضرور
چاہیئی اس سی معلوم ہوا کہ اونکی نزدیک ثواب عبادت بدنی کا بدون عبادت الی کی پہنچ جاتا ہے
جب عقیدہ یہ ٹہرا تو اونکی حق مین کچھہ مضر نہین فاتحہ پڑہنا بعض صورتون مین اطعام طعام تقسیم شیرینی وغیرہ
مین سہو اسلی بزرگان دین کا اس طریقہ پر عمل رہا ہی عنقریب ہم نقل کرینگی باقی رہی یہ بات کہ بعضے آدمی
جو زیادہ احتیاط کرتی ہین کہ روی بالقبلہ بیٹہتی ہین اور مکان پاکیزہ اور صاف مین پڑہتی ہین سو یہ بات کچھہ
فرض نہین بلکہ قسم آداب ہی شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر کی پاس درود و فاتحہ پڑہکر کوئی
سوالات عشرہ محرم مین لکہہ فرماتی ہین فاتحہ و درود فی نفسہ درست است لیکن بہ ہین قسم جای نوی
بنی ادبی میشود زیرا کہ نجاست معنوی دارد و فاتحہ و درود جای باید خواند کہ محل پاک باشد از نجاست
ظاہری و باطنی انتہی اس کلام سی صاف ثابت ہوا کہ فاتحہ پاکیزہ جگہہ مین پڑہنی چاہیئی اور مولوی اسمٰعیل صاحب
صراط مستقیم مین موافق تعلیم اپنے مرشد سید احمد صاحب کی لکہتی ہین اول طالب را باید کہ اول درود و آنرا بعد
ثمار بنشیند و فاتحہ بنام ما کابرین طریقہ یعنی حضرت خواجہ معین الدین سجزی حضرت خواجہ قطب الدین بختیار

کاکی وغیرہما خواندہ التجا بجناب حضرت ایزد پاک بتوسط این بزرگان نمایدالی آخرہ مکان پاک مین
رو بقبلہ ہو کر فاتحہ پڑہنا آداب کے ساتہ ان بزرگوارون کی کلام سی ثابت ہوگیا اب اگر کوئی یہ کہی کہ فاتحہ
یعنی الحمد کو مقامات ایصال ثواب مین کیون اختیار کیا ہی جواب اوسکا یہ ہی کہ الحمد کو فضیلت بڑی ہی
کل سورتون پر سیرت جلی اور تفسیر عزیزی مین ہے اگر فاتحہ کو ایک پلہ ترازو مین رکہین اور تمام قرآن
دوسری پلہ مین تو فاتحہ یعنی الحمد غالب ویگی سات حصہ اور تفسیر روح البیان مین ہے جسنے پڑہی الحمد گویا
اوسنکو اللہ تعالی ثواب گویا کل قرآن پڑہا اور گویا اوسنی صدقہ کیا کل مومنین اور مومنات پر انتہی اسلئی
اہل اسلام مین یہ رسم پڑگئی کہ جب کوئی اپنی میت کے لئی کچہ کہانا یا شیرینی دیتا ہی تو الحمد پڑہ دیتا ہے
اسکی پڑہنی سی یہ اجر ہو جاتا ہی گویا جمیع مومنین و مومنات پر صدقہ دیا کیا خدا کی قدرت ہی اصحاب فاتحہ
تو کس درجات کو پہنچ رہی ہین اور منکرین اس فعل سی منع کرکی کیا کیا خیرات جاریہ بند کرا رہی ہین

اب رہا مسئلہ ہاتہہ اوٹھانیکا سو جواب اوسکا یہ ہی کہ فاتحہ مین دعا ہی کی جاتی ہے
اور وقت دعا کہ جو خارج نماز سی کی جاتی ہی اوسمین ہاتہہ اوٹھانا مستحب ہے حصن حصین مین ہے آداب
الدعا رفع الیدین **شمس** در فہماع یعنی دعا کی آداب مین یہ ہی پہلا نا دونو ہاتہون کا
روایت کی یہ ترمذی اور حاکم نی اور اوٹھانا دونو ہاتہون کا روایت کی یہ چہیون محدثون صحاح ستہ کی
مصنفون نی اور مشکوۃ مین حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم مرقوم ہی اذا سالتم اللہ فاسئلوہ ببطون اکفکم جب تم
سوال کرو اللہ تعالی سی تو سوال کرو ہاتہون کی ہتہیلیان اوٹھاکر اور نیز مشکوۃ مین حدیث رسول
صلی اللہ علیہ وسلم ان ربکم حیی کریم یستحی من عبدہ اذا رفع یدیہ الیہ ان یردہ صفرا بیشک اللہ تعالی شرم والا
والا ہے کرم کرنے والا ہے شرم رکہتا ہے اپنی بندہ سی کہ جب وہ اوٹھائے ہاتہہ اوسکی طرف تو پہیر دے
اوسکو خالی پس چونکہ فاتحہ میت کی امداد ہے اسلئی ہاتہہ اوٹھاکر دعا کرتی ہین کہ خدا تعالی بموجب مضمون حدیث
شریف کی ان ہاتہون کو خالی نہ پہیری بلکہ مراد سی بہردی اور مسائل اربعین مین مولوی اسحق صاحب نے
مسئلہ ۳۳ دوم کی جواب مین کہ تعزیت میت مین ہاتہہ اوٹھاکر فاتحہ پڑہنا جایز ہی یا نہین رقم فرمایا ہے

اما دست برداشتن برای دعا وقت تعزیت ظاہر اجواز است زیرا کہ در حدیث شریف رفع یدین در ہر دعا

مطلقا ثابت شدہ پس درینوقت ہم مضایقہ ندارد ولیکن تخصیص آن برائے دعا وقت تعزیت ما تورنیست انتہی
دیکہئے یہہ بات تسلیم کرکی کہ اس ہیئت خاص سے منقول نہین پہی حکم دیا کہ ہاتہہ اوٹھانا کچہہ مضایقہ نہین کیونکہ
مطلق دعا مین ہاتہہ اوٹھانا ثابت ہی اس بنا پر ہم کہتی ہین کہ خاص وقت فاتحہ میت کی اگرچہ کوئی روایت
ماثور نہو لیکن جب حدیثون مین مطلق دعا کی لئی ہاتہہ اوٹھانا آیا ہے تو اس فاتحہ مین بہی ثابت ہوگیا کیونکہ یہہ
بہی دعا ہے اب دیکہئے مفتیان فتوی انکاری کوئی اس فاتحہ مذکورہ کو کہتا ہی کہ مخترعات ناپسند شریعت سے
ہے اور کوئی رسم نہو دلکہتا ہے افسوس افسوس جس چیز کی اصول احادیث صحیحہ سے نکلتے ہون اوسکو حرام
یا رسم نہو یا ضلالت کہنا اہنی با انصاف آدمیون کا کام ہے پہلے صلحا و علما تو اسکو مسلم رکہتی آئی ہین مولانا عبدالحی
گجراتی جو بڑی عالم صالح متقی ہم عصر شیخ عبدالحق دہلوی کی ہتی وصیت نامہ مین لکہتی ہین تخصیصات و اوضاع
و ترکیب ماکولات و لعینات در مقررات بفاتحہ و نیازہای بزرگان از رسوم صالحہ است انتہی اور جامع
الاوراد مین ہی اگر بر طعام فاتحہ کردہ بفقراء دہد البتہ ثواب می رسد اور اسی جامع الاوراد مین ہے چون فراغ
ختم کند اول پنج آیتہ خواندہ دست براے فاتحہ بردارد و ثواب ختم بارواح ہر کہ خواہد بالخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم بخشد یہہ وصیت نامہ اور جامع الاوراد کی عبارتین صمصام قادری مین ہین اور زبدۃ النصایح مطبوعہ
مطبع محمدی جو ۱۲۷۶ھ کی مطبوعہ ہی اوسمین مولانا برہان الدین مرحوم کی یہ عبارت صفحہ ۵۱ پر موجود ہے

ہمین است مضمون فاتحہ مرسومہ پس ثواب درود و حمد و قل و ہم ثواب بذل طعام نذور بروح آن جناب
خواہد رسید اب اس فرقہ کی بزرگوارونکا احوال سُنئی مجموعہ زبدۃ النصایح مین صفحہ ۱۳۲ پر استفتا شاہ ولی اللہ
صاحب کا مرقوم ہے سایل نی سوال کیا تہا کہ کسی کی نام کا مُرغا یا بکرا ذبح کیا ہوا درست ہے یا نہین
اور ملیدہ یا شیرہ برنج وغیرہ نیاز اولیا کا درست ہے یا نہین شاہ ولی اللہ صاحب نے اوسکی جواب مین
ذبیحہ کو حرام فرمایا اور ملیدہ شیرہ برنج کی نسبت یہہ الفاظ لکہے اگر ملیدہ و شیرہ برنج بنا بر فاتحہ بزرگی
بقصد ایصال ثواب بروح ایشان پزند و بخورانند مضایقہ نیست و طعام نذر اللہ غنیا را خوردن حلال است
و اگر فاتحہ بنام بزرگی دادہ شد پس غنیا را ہم خوردن جایز است انتہی کلامہ دیکہئے کہانی پر فاتحہ دینا خاص فتوی شاہ ولی اللہ کی
ثابت ہی اور نیز شاہ ولی اللہ صاحب نے کتاب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ مین فرماتے ہین پس

پس ده مرتبه درود خوانند ختم تمام کنند و بر قدری شیرینی فاتحه بنام خواجگان چشت عموماً بخوانند صاحب

از خدای تعالی سوال نمایند الی آخره جائز اور مباح ہونا تو اور بات ہی یہان تو امر فرمارہی ہین کہ اسطرح پر مین

غرض کہ کلام مولانا عبد الشکور گجراتی اور شاہ ولی اللہ دہلوی سی معلوم ہوگیا کہ فاتحہ بحضور طعام و شیرینی سوم

صالحہ مقررہ صلحا و معمول بر علما سی ہی چنانچہ شاہ عبد العزیز صاحب بھی اسکی تصدیق فرماتی ہین تفسیر عزیزی

پارہ العم مین ہی و سرش آنست کہ نزد عوام طریق ذبح جانور بہر گونہ کہ مقرر ست متعین ست برای رسانیدن

جان جانور برای ہر کہ منظور باشد چنانچہ فاتحہ و قل و درود خواندن طریق متعین ست برای رسانیدن ماکولات

و مشروبات بارواح و یکبی یہان معلوم ہوگیا کہ شاہ صاحب کیوقت تک بھی فاتحہ و قل ایصال ثواب کے موقع مین

متعین تھا کیونکہ آپ مثال دیتی ہین کہ جسطرح اہل اسلام مین قل اور فاتحہ پڑہکر پہنچا دینا ثواب ماکولات و مشروبات

کا معین ہی اسطرح عوام جانتی ہین کہ جب نام خدا لیکر جانور ذبح کیا تو جان اوسکی جسکو ہم چاہین پہنچا دین اور

سدود وغیرہ کو پہنچ جاتی ہی حال آنکہ یہ بات ظاہری جان کیسیکو نہین پہنچ سکتی ماکولات و مشروبات کا ثواب

پہنچ سکتا ہی اس مضمون کو بیس سطر پہلی اس عبارت سے اسطرح لکھا ہی کہ این مسئلہ آنست کہ جان برای

غیر جان آفرین نیاز کردن درست نیست و اکولات و مشروبات و دیگر اموال نیز اگرچہ از راہ تقرب بغیر اللہ

دادن حرام و شرک ست اما ثواب آن چیزہا کہ عاید بر بندہ میشود از آن غیر ساختن جائز ست زیرا کہ انسان را

میرسد کہ ثواب عمل خود را بغیر خود بہ بخشد چنانچہ میرسد کہ مال خود را بغیر خود بدہد و جان جانور مملوکہ آدمی نیست

تمام اجزای کسی تواند بخشید الحاصل اکولات و مشروبات وغیرہ مین شاہ صاحب کے وقت تک پہنچانے معمول ہونا اس

رسم صالحہ کا ثابت ہے اور اگر اس عبارت تفسیر مین کوئی شخص اپنے فہم کی موافق ہیر پھیر کرنے لگے تو یہی دوسرے

عبارت تفسیر شاہ عبد العزیز صاحب کی اور انکی فتوی اور مکتوب کے جو صراحۃ دلیل جواز ہین سنی موالات عشرہ محرم کی

جواب سوال نہم مین ہی کہ کہانا ان چیزون کا جو نذر و نیاز تعزیہ کے سامنے رکہکر فاتحہ پڑہتی ہین کیسا ہی

لکھتے ہین طعامیکہ ثواب آن نیاز حضرت امامین نمایند و بلفظ فاتحہ و قل و درود خوانند تبرک مے شود

خوردن آن بیا خوب ست لیکن سبب بردن طعام پیش از تعزیہ ہا و نہادن آن طعام پیش تعزیہ ہا در

تمام شب تشبہ بکفار و بت پرستان مے شود پس ازین جہت کراہیت پیدا میکند و اللہ اعلم دیکھئے کہانی کی

اوپر فاتحہ کا پڑہنا شاہ صاحب کی کلام مین صاف لکھا ہوا ہی اور مکتوب آپ کا جو علی محمد خان صاحب

رئیس مراد آباد کو لکھا تہا اوسمین خود یہ عبارت آپکی موجود ہے پس بر ما حضر از طعام یا شیرینی فاتحہ

خواندہ تقسیم آن بحاضرین مجلس میشود اس خط کی عبارت یہان بقدر حاجت لکھی گئی اور مباحث مولد

شریف مین زیادہ تر بیان ہوگی انشاء اللہ تعالی المحال حضرت شاہ صاحب نے دادا انکی والد بزرگوار شاہ

ولی اللہ صاحب دیگر علماء ربانی کی عبارت سی شیرینی اور کہانی پر فاتحہ پڑہنا بخوبی ثابت ہوگیا اور

سب سی زیادہ فاتحہ وغیرہ منع کرنی مین مولوی اسمعیل صاحب مشہور ہین حال انکا یہ ہی کہ وہ تاریخ

اور دن کی پابندی کو منع کرتی ہین اور اسپر بھی کوئی آیت یا حدیث سی ممانعت ثابت نہین کرتی

فقط بعضی مصلحتین بیان کرتی ہین چنانچہ مقامات تعین تاریخ بہتم و چہلم وغیرہ مین ہم اونکی عبارت لکھین گے

لیکن کہانی کی ساتھ فاتحہ پڑہنی کو وہ بھی منع نہین کرتی صراط مستقیم مین لکھتی ہین نہ پسندند کہ نفع

رسانیدن باموات باطعام و فاتحہ خوانی خوب نیست چہ یعنی بہتر و افضل ست الی آخرہ ان عبارات منقولہ

بزرگان سے اثبات فاتحہ مروجہ کا اہل عقل و انصاف کی نزدیک صاف ثابت ہوگیا اب اگر بعضی صاحب

منکرین مین زبردستی الزام دین فاتحہ کرنیوالون کو کہ ان لوگون کا تو اعتقاد یہی ہی کہ ثواب کہانی کا

بی فاتحہ کی نہین پہنچتا اور فاتحہ اور پنج آیت وغیرہ پڑہنی کو یہ لوگ یون نہین جانتی کہ یہ امر خیر ہے اور ثواب

کی بات ہی بلکہ اسکو فرض و واجب جانتی ہین جواب سکا یہی کہ منکرین لوگ ایسی ایسی زبردستی اخراجات

کرتی ہین شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ جو ہر سال اپنی باپ کا عرس کرتی تہی اوپر مولوی عبد الحلیم صاحب

پنجابی نی یہ اعتراض لکھا ہی کہ تمنی عرس کو فرض سمجہ رکھا ہی سال بسال کرتی ہو اوسکا جواب جو شاہ صاحب

موصوف نی لکھا ہی زبدۃ النصایح مطبوعہ ١٢٨٤ھ کی صفحہ ٢٠ مین ہی این تعین مبنی است بر جہل احوال مطلوبین

علیہ زیرا کہ غیر از فرائض شرعیہ مقررہ ہیچکس فرض نمیداند آری زیارت و تبرک بقبور صالحین و امداد ایشان بامداد

ثواب تلاوت قرآن و دعای خیر و تقسیم طعام و شیرینی امر مستحسن و خوب ست باجماع علما و تعین روز عرس برائے

آن ست کہ آن روز مذکر انتقال ایشان می باشد از دار العمل بدار الثواب بعد اس عبارت کی شاہ صاحب

نی عرس کی اصلیت احادیث سی ثابت فرمائی ہی در منثور اور تفسیر کبیر وغیرہ سی عن رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم اپنے کان یا تی قبور الشہداء علی راس کل حول فیقول سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار وکان الخلفاء الراشدین
ہکذا یفعلون انتہی اس تقریر سے چند باتین ثابت ہوئین **ایک** یہ کہ شاہ عبد العزیز صاحب نے تعین
عرس کی اصلیت حدیث سے پہنچائی یعنی ابن منذر اور ابن مردویہ اور ابن جریر کی روایتین جو در منثور اور
تفسیر کبیر سے نقل فرمائی ہین اور یہ بات ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سال بسال شہداء احد کی قبور
پر ہر برس کی سر سے پر تشریف لاتی تھی اور اسیطرح بعد آپکی خلفاء اربعہ کرتی رہی غرض کہ اصلیت عرس
ثابت ہوگئی اور اس حدیث کو صحاح ستہ مین نہونیکی سبب رد کرنا صحیح نہین اسلئے کہ صحاح احادیث
منحصر کتب ستہ مین نہین اور ابن جریر وغیرہ پر جرح کرکی اس روایت کو رد کرنا ہی بیجا ہے خود
شاہ عبد العزیز صاحب جو واقف انکی حالات سے ہین وہ خود انکی روایات کو لیکے یہ دلیل ہے کہ
ان روایات کی تقویت شاہ صاحب کو پہنچ چکی اور مجمل ٹہرانا اس حدیث کا ہی درست نہین اسلیے
کہ نہ محرم الحرام سی شروع سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وقت مین ہوتا تھا اور نہ ربیع الاول سی بلکہ حضرت
عمر رضی اللہ عنہ کی وقت مین بمشورہ صحابہ کرام محرم الحرام سے شروع سال ٹہرایا گیا بنا علیہ باقی قبور شہداء
علی راس کل حول مین مراد یہ حول دونو نہین ہوسکتی بلکہ مبتدا و از روی لغت عرب اطلاق حول کا شروع واقعہ
سے پورا سال گذر جانی پر ہوتا ہے پس یہ مجمل نہین بلکہ از روی لغت یہ ہی ثابت ہوگیا کہ موت شہداء
کی دن سے برسوین دن ہر سال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لیجاتی تھی یہ ہی معنی عرس کے ہین
اور عرس مین کچھ پڑہنا ایصال ثواب کرنا اور مباحات کا مرتکب ہونا جایز ہے مگر محرمات سے احتراز
ضروری ہی اور سماع جو منہیات شریعت و طریقت سے خالی ہو وہ بہی مباح ہی حضرت قطب العالم شیخ
عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب صد و ہشتاد و دوم مکتوبات قدوسی مین جناب مولانا جلال الدین
رحمۃ اللہ علیہ کو لکھتی ہین عراس پیران بر سنت پیران بسماع و صفائی جاری دارند صفائی کی لفظ سی خالی
ہونا منکرات سے ظاہر ہے اور خاندان عزیزیہ مین بہی عرس ہر سال خالی منکرات سی جاری رہا ہے
اب جو کوئی شاہ صاحب موصوف کی خاندان مین ہوکر اپنی بزرگونکا کلام رد کری اسکو اختیار ہے **دوسری**
بات یہ کہ قبور صالحین کی زیارت موجب برکت ہی **تیسری** یہ کہ قدیم سے حاسد لوگ زہر دستی

طعنے دیا کرتی ہین اور افترا باندہا کرتی ہین کہ ان لوگون نے اسکام کو فرض و واجب جان رکہا ہی چنانچہ
شاہ عبد العزیز صاحب ہی شاکی ہین اور فرماتی ہین این ملعن فی است پر جہالت الی آخرہ بس اسیطرح جو
لوگ فاتحہ کرنی والون پر اور محفل مولد شریف کرنے والون اور قیام کرنیوالونپر اعتراض کرتی ہین کہ
یہ لوگان چیزونکو فرض و واجب جانتے ہین اسکا وہی جواب ہی جو شاہ صاحب نی فرمایا **چوتھی** یہ کہ
فتوی النکاری ہین مولوی امیر باز خان مہار پوری التزام امر مستحب کو حد شیطان کا ثابت کرتی ہین
تو کلام شاہ عبد العزیز صاحب سی اور اونکی معمول دائمی سی معلوم ہوگیا کہ مستحب کا بناء دائمی کرنا مستحب ہے
پانچوین یہہ کہ ایک وقت مین جمع ہین العبادتین یعنی قرآن اور دعا اور تقسیم شیرینی و طعام کرنا برا
نہین بلکہ مستحسن اور خوب ہی اور خوب ہی کیساکہ باجماع علماء اب کہے ان حضرات کی مقابل اور ان تحقیقات
کی مقابل مفتیان فتوی النکاری کی نیکرب قابل قبول ہوسکتی ہی **تتمہ ضروری** براہین قاطعہ گنگوہی
مین بہی فاتحہ کو درحقیقت تسلیم کرلیا گو بظاہر انکار رہے صفحہ ۶۱ سطر آخر مین لکہا ہی (جمع بین العبادتین کا
کوئی منکر نہین بلکہ اوس جمع مین انکار ہی کہ اوس سی ہیئت منکرہ پیدا ہوجاوی) سب صاحب خیال فرماوین
کہ جب جمع بین العبادتین مان لیا تو فاتحہ علی الطعام کو مان لیا اب ہیئت منکرہ کی شاخ جو لگاتی ہین اوسپر
چار دلیلین لاتی ہین اول یہ کہ صفحہ ۶۳ مین لکہتی ہین (فاتحہ مین فساد طعام ہی کہ ٹہنڈا ہوتا ہی اور آکلین اور
قاری دونون کی شہوت متعلق طعام ہی ہے تو گویا افساد خلوص اور نیت آکلین کا ہی ہی) معلوم نہین یہ کیسے صبر و نکی
رعایت کرکی فاتحہ کو عموماً رد کیا جاتا ہی جسکو شہوت طعام اسدرجہ ہی کہ گرم بہکتا ہوا کہانا جو دیگ سے اوتر کر آیا
اوسکی ٹہنڈی ہونی تک بہی نہین ٹہر سکتی حالانکہ گرم کہانا منع ہی عالمگیریہ مین ہے ولا یوکل طعام حار اور احیاء العلوم
مین لکہا ہے کہ صبر کری کہانیوالا جب ٹہنڈا قابل کہانیکے ہوجاوی تب کہاوی عبارت سے دلیل یعنی ان سب اہل کلام کا رد صریح ہے
فاتحہ کی تین طریق ہین کہین کسی طرح ہوتی ہین اور کہین کسیطرح اول یہ کہ شیرینی اور
کہانی پر فاتحہ وغیرہ خود مالک طعام نی پڑہکر کہانیوالونکو دیدیا اگر خود قادر نہوا اور دوسری سی پڑہوا کر دیدیا
یا تقسیم کردیا دوسرا یہ کہ کہانا جماعت کو کہلا دیا پہر جماعت مین جو خواندہ آدمی ہین اونہون نے کچھ سورتین کچھ
رکوع پڑہے بعد ازان دعای ایصال ثواب طعام و قران و درود وغیرہ میت کے واسطے

حاضرین نی کی اور مغفرت کی دعا مانگی یہہ دو طریق بہت رائج ہین تیسرا یہ کہ کھانا حاضرین کی سامنے رکھکر
وارث میت نی کہدیا کہ کچھ کلام پڑھکر میت کی روح کو بخشدو تب وہ الحمد و قل پڑھکر ہاتھہ اوٹھاتی ہین اور
دعا میت کی لئی کرتی ہین پہر کہانا کہالیتی ہین چوتھا طریق نہ ہمنی سنا نہ دیکھا پس مصنف براہین کی یہہ دلیل
منع فاتحہ صورت اول و ثانی مین تو چل ہی نہین سکتی صورت اول مین تو کہانا اگلون کی سامنے آیا ہی نہین جو
کہانے کے لیے متبادر ہو جاہین صورت ثانیہ مین جو آیا تھا چین سی کہا چکی البتہ صورت ثالثہ پر کچھہ تحریر براہین
کا دہوکا لگتا ہی اور فی الواقع اوسپر بھی یہہ دلیل نہین چلتی اسلئی کہ درحقیقت کہانا مالک کا ہی کہنی کہانا
تیار کیا ہی جب وہ کسیکی تملیک کردی تب وہ مالک ہو دی اور جب وہ اوسنی اباحت طعام دی تب وہ کہانا مباح
ہو دی مالک کی خود مرضی منصوص ہی کہ اول کچھہ پڑھکی بخشدو بنا علیہ قبل اس فعل کی ابہی تک وہ لوگ مالک
کی طرفسی کہانیکی مجاز نہین پہر ناحق اونکی شہوت بی ہنگام کیون اونکو بیچین کر رہی ہی اور افساد طعام جو کہانا
ہم نہین جانتی کہ الحمد و قل پڑہتی تک کیا فساد کہانین لازم آئیگا ہمنی وہ مجلسین طعام و لیمہ شادی و ختنہ وغیرہم
کی دیکھی ہین جسمین الحمد و قل پڑہا جاتا ہی نہ ایصال ثواب کیا جاتا ہی اور صوبیصا جہان بالغین فاتحہ ہی
اونمین موجود ہوتی ہین لیکن نہ کسی پر دہان احتساب کرتی دیکھا اور نہ یہہ دیکھا کہ حضرات خود ایسا کرتی ہون
کہ جب آدمی روٹی آگی رکہہ گیا تو اوسکو روکہی گہا گئی جب سالن لایا اوسکو اوپر لیگئی جب دال لایا اوسکو بغیر
روٹی چاٹ گئی بلکہ یہہ ہوتا ہی کہ جب تمام مجلس مین اس سری سی اوس سری تک کہانا پہنچ جاتا ہے اور
پہر مالک اذن دیتا ہی کہ شروع کیجی تب کہاتی ہین اسمین بعض کہانی ٹہنڈی بہی ہو جاتی ہین مگر کسی عالم نے
اوسکی تحریم و کراہت مین نہ فتوی لکہا نہ رسالہ چہاپا ایک الحمد و قل کی بیچی پڑ گئی خیر جو ہوا سو ہوا اب بندہ
باقتضای اصلحوا بین خویکم مناسب یون جانتا ہی کہ جس مقام مین ایسی کہانی والی مشہور طعام سی بچین
ہون اوس موقع مین اول کہلا دیا کرین تاکہ اونکا خلوص نیت نہ بگڑ جائی اور فاتحہ وغیرہ بعد کو پڑہ دیجائی
لیکن معلوم رہی کہ اول تو تین طریق فاتحہ ہی ایک طریق فاتحہ مین یہہ بات پیش آتی ہی اوسمین بہی جب
اوسی قسم کی شہوت طعام والی جہنکر جمع کیے جاہین وہ بہی موسم قحط سالی مین تو ظاہر ہی کہ یہہ صورت نہایت
درجہ قلیل الوقوع ہی بلکہ شاید صورت فرضی امکانی ہو دی اور عالم وقوع مین بہی نہ آئی تو ایسی صورت کو

پیش نظر کرکی علی العموم فاتحہ کو منع کرنا شان تفقہ فی الدین سی بعید ہے **دوسری دلیل** براہین قاطعہ
صفحہ ۶۹ مین یہہ ہی کہ (فاتحہ یا کچھ قران پڑہکر ثواب میت کو پہونچادی تو دل سی نیت ایصال ثواب
کی کری) اور صفحہ ۶۵ مین لکہا (فاتحہ کی دعا لغو اور لغو کا ترک مناسب ہے والذین ہم عن اللغو معرضون الخ)
خلاصہ انکی تقریر کا یہہ ہی کہ ثواب دل کی نیت سی پہنچ جاتا ہی منہ سی دعا مانگنا لغو ہی **الجواب** صحت نماز کو
نیت قلبی کافی ہو بانہمہ مستحب کیا ذکر لسانی کو فقہاء کرام نی باوجود عدم ثبوت قرون ثلثہ کی پس اسیطرح گو ثواب
مردہ کو فقط نیت سی پہنچ جائے لیکن احضار نیت اور موافقت دل و زبان کیوجہ سی دعا زبانی کرنا جایز ہوئی ہے
خالی نہین ثانیا یہہ کہ فقہا صراحۃً دعا ایصال ثواب کا امر کرتی ہین فقیہ شامی نی شرح لباب سے نقل کیا ہے
کہ پڑہی آدمی مردہ کی واسطی فاتحہ اور الم نشرح اور آیۃ الکرسی اور آمن الرسول وغیرہ ثم یقول اللہم
اوصل ثواب ما قرانا ہ الی فلان یعنی پہر دعا کری کہ یا الہہ پہنچادی ثواب میری قرارت کا فلانی کو
دیکہئے نیت میت سے جب کلام پڑہا تہا تو ایصال ثواب کی لئی بس تہا یا اسمین دعا مانگنے کی ہدایت کی
اور کیون نکرتی دعا کی لذت کو دعا کرنے والے خوب جانتی ہین الدعا مخ العبادۃ مشہور ہی یعنی دعا
عبادت کا مغز ہی اور فقیہ شامی نی متاخرین شافعیہ سی بہی دعا کرنا نقل کیا ہے وصول القراۃ لیست
اذا کانت بحضرۃ اودعی لہ عقبہا ولو غائبا لان محل القراۃ تنزل الرحمۃ والبرکۃ والدعاء عقبہا ارجی
للقبول یعنی ثابت ہی پہنچنا قرارت کا میت کو جب میت کی سامنے قرارت ہو یا اگر سامنے نہو اور میت
غائب ہو تو پڑہکر دعا کردی جائی اسواسطی کہ وقت قرارت رحمت اور برکت نازل ہوتی ہی بنا علیہ بعد
قرارت دعا کرنی مین بہت امید قبولیت کی ہی انتہی کلامہ اس مقام پر بات مین بات یہہ عمل آئی کہ
محرزین فاتحہ نی اسی قبولیت کی نظر سے قرارت الحمد و پنج آیت وغیرہ جب کا پڑہنا میت کی لئی ثابت
ہی مقرر کیا ہوگا ثانیا اوپر نقل ہو چکا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب امت کو ایصال ثواب صدقہ
یعنی قربانی مین جو عبادت مالی ہی شریک فرمایا باوجودیکہ حضور کی نیت بس کرتی تہی پہر بہی اپنے
تصریح فرمائی زبان سی اللہم ان ہذا منک و لک عن محمد و امتہ اور مسلم کی روایت مین ہے
اللہم تقبل من محمد و آل محمد و من امۃ محمد اور عقیقہ مین سب مسلمان پڑہتے ہین اللہم لک واسے و

واجعلها فداء لالاتی من انصاریہ نصوص صریح ہین کہ وہ شی صدقہ کی اپنی سامنی رکہی ہوئی ہی اور اوسکی قبولیت کی
دعا کی جاتی ہی اور جسکو اوسکی ثواب مین شریک کرنا ہی اوسکا نام لیا جاتا ہی زبان سے اور قربانی کی یعنی چکا ہے
وان الدم لیقع من اللہ تعالی بمکان قبل ان یقع بالارض یعنی زمین پر گرنی سے پہلے خون قربانی قبول
ہو جاتا ہے تسپر بہی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی دعای قبولیت فرمائی کہ اللہم تقبل من محمد و آل محمد پہر
طعام فاتحہ کی طرف اشارہ کرکی اگر کہا جائی کہ اللہ تعالی اس طعام کو قبول فرما اور اسکا ثواب فلان فلان
کو پہنچا یہ کسطرح بدعت ٹہیری اور نبی کریم کی دعا مانگی ہوئی اور فقہا کی جایز رکہی ہوئی دعا کو ہمارا منہ نہین
جو کہدین کہ نہو ہی اور داخل کردین اوسکو والذین ہم عن اللغو معرضون مین مولف براہین کو اختیار ہی جو
چاہی کہی اور جس دلیل سے مولف براہین نی نیت نماز کا تلفظ جایز رکہا ہے قیاساً علی الحج جیساکہ تحقیق
بدعت مین گذر چکا دیکہا چاہی کہ یہ ہمارا ثبوت کسقدر اعلی ہی اوس سے انصاف شرط ہی **تیسری دلیل**
براہین قاطعہ صفحہ ۶۹ دعا رافعہ یدیہ فعلی فی الصلوۃ قال شارح المنیہ لیس فیہا رفع لان فی الرفع اعلاناً اور یہان
ایصال ثواب مین دعا رفعہ یدیہ ہی کہ دل مین غرض ایصال ثواب کی ہی الی آخرہ یہ دلیل آپ ہی اپنے اوپر گذاری
کہ ہاتہ اوٹہا کر جو فاتحہ مین دعا مانگتی ہین یہ موجب کراہت ہی اسلئی کہ یہ دعا رفعیہ ہی اور دعا رفعیہ مین
ہاتہ اوٹہانا نہین آیا جواب اسکا یہ ہی جب کوئی کسیکی طرف سی کہانا کہلاتا ہے یا شیرینی فاتحہ کی ہاتہ
اوسکی شہرت سب مین ہوتی ہی کہ یہ فاتحہ فلان ولی اللہ کی ہے یا کہلانا فلان میت کا ہی یہ کوئی
فعل مخفی نہین ہوتا کہ دل ہی دل مین ہے کوئی نہ جانی اور اعلان نہوا اور دعای خفیہ کا موقع وہ ہوتا
جو خود مولف براہین کی عبارت منقولہ مین موجود ہے ترجمہ کرکی دیکہنا چاہیے یعنی دعای خفیہ وہ
ہوتی ہی جسکو آدمی زبان سی نہین بلکہ دل ہی دل مین کرتا ہے تو ایسی دعا مین ہاتہ
اوٹہانا نہین اسلیی کہ جہری مین دعا مانگنا اخفا اور پوشیدگی کو مقتضی ہے اور
ہاتہ کی اوٹہانے مین اعلان ہوگا یعنی سب جان لینگے کہ یہ شخص دعا مانگتا ہے اب ارباب
انصاف خیال فرماوین کہ طعام فاتحات مین تو صاحب طعام و شیرینی کو اسقدر اخفا منظور
نہین ہوتا کہ کوئی معلوم نہ کرے کہ اسنے کسکی روح کو ثواب پہنچایا ہے

جب یہ بات نہین تو دعا رفعیہ نہ رہی بلکہ دعا رغبت نہوئی کیونکہ وہ دعا کرتا ہی کہ یا اللہ قبول کر تہسی یہ
قرات اور طعام اور پہنچادی ثواب اسکا روح میت کو اور دعای رغبت مین ہاتہ اوٹہانا سنت ہے
یعنی شرح ہدایہ مین محمد ابن الحنفیہ سے روایت کی ہی فی دعا الرغبۃ یحمل الیدین کفیہ نحو السماء یعنی دعای رغبت
مین دونو ہتہیلیان آسمان کی طرف اوٹہائی اور اس مقام سے گیارہ سطر پہلی ایک سوال کیا کہ
ما وجہ رفع الیدین عند کل دعا یعنی کیا وجہ ہی کہ ہر دعا مین ہاتہ اوٹہائی جاتی ہین پہر جواب علامہ سید
سمرقندی کی روایت سی دیا کہ یسر فیہ دہتی یری بیاض ابطیہ قال النبی علیہ السلام ان ربکم حیی کریم
فیستحیی من عبدہ اذا رفع یدہ ان یردہ صفرا الی آخرہ اور اوپر گذر چکی یہ حدیث مشکوۃ سی اور میر
گذر چکی حدیث اذا سألتم اللہ فاسئلوہ ببطون اکفکم اور مضمون رفع یدین کا دعا مین کتب فقہ حنفیہ الستلی
وغیرہ مین بہی تصریحا موجود ہی بس بخوبی ثابت ہو گیا کہ دعا فاتحہ دعا رغبت ہی اور دعا رغبت
مین ہاتہ اوٹہانا سنت ہی نہ بدعت اور وقت طواف جو حضرت نی دعا مین ہاتہ نہ اوٹہایا اول تو
وہ موقع چلنے پہرنی اور دوڑنی وغیرہ کا ہوتا ہے اور فاتحہ مقام سکون و قرار ہی ایک دوسرے پر قیاس
نہین ہو سکتا دوسرے یہ کہ موقع طواف مین خاصتہ ہاتہ اوٹہانا فعل یہود ہی نقل عن جابر انہ فعل الیہود
اور دعای فاتحہ مین ہاتہ اوٹہانی کو نہ کسی نی فعل یہود کہا اور نہ ہنود کی عکسیب مین رفع یدین کا دستور
اسواسطے کہ وہ لوگ ہاتہ مین چلو پانی لیتی رہتی ہین چنانچہ عقریب آتا ہے بنا علیہ ایسی دلایل واہیہ سے
دعای فاتحہ مین رفع یدین کو غیر مشروع قرار دینا فہم و درایت کی خلاف ہی **چوتھی دلیل** براہین
قاطعہ صفحہ ۱۶۹ و ترشبہ ہنود کا یہی اسمین مقرر ہی کیونکہ تمام ہنود مین رسم ہی اور اونکا یہ شعار ہی کہ طعام
پر بید پڑہواتی ہین جسکا دل چاہی ہنود سی تحقیق کر لیوی مولوی عبید اللہ اپنے تحفۃ الہنود مین
لکہتی ہین کہ ہر سال جس تاریخ مین کوئی مرا اوس ہی تاریخ ثواب پہنچاتی ہین اور اوسکو ضرور جانتی ہین
اور پنڈت اوس کہانی پر بید پڑہتا ہی انتہی **جواب** اکثر مانحین فاتحہ کو تشبہ بالہنود کا دعوی بالکل
باطل اور فی الحقیقت اہل اسلام اس سے پاک ہین کچہہ ذکر اسکا اوپر بہی گذرا باقی اب تفصیل بیان کیجاتی ہے
مختصر ہو کر مذہب ہنود کا ویدہی جسکو وہ کتاب آسمانی اور کلام الہی سمجہتی ہین ویدین ہر گز یہ بات نہین کہ

میت کیلیے عبادت بدنی یا مالی ہی کامیاب ہوتا ہی بلکہ انسان اوسی عمل کا نفع پاتا ہی جو بذات خود کرتا

ہی भस्मान्तं शरीरम्॥ यजुर्वेद अध्याय ४ मंत्र १५

یعنی یجر وید - اڈھیای ۴۰ - منتر ۱۵ مین ہی کہ جسم کا پھونک دینا آخری کام ہے -

شارحین نی یہ مطلب سکا شرح کیا ہی کہ جو کام انسان کی ساتھ کرنی تھی وہ سب ہو چکی بس

آخری یہ ہی ایک کام ہی کہ جلا دیا جائے اگر بعد جلا دینی کی کوئی اور کام بھی باقی ہوتا تو وہ بیان

ہوتا اور جلانیکو آخری کام نہ قرار دیا جاتا - اور منو سمرتی اڈھیای ۴ - اشلوک ۲۳۹ مین

اسکی تشریح زیادہ تر ہے عبارت یہ ہے -

नामुत्र हि सहायार्थं पिता माता च तिष्ठतः नपुत्रदारा न ज्ञातिर्धर्मस्तिष्ठति केवलः मनुस्मृति

معنی اسکی یہ ہوی کہ پرلوک مین یعنی اوس عالم مین جو کہ بعد موت پیش آتا ہے نہ باپ مدد کر سکتا

ہے نہ ماں نہ بیٹا نہ جورو نہ قومی بھائی البتہ تنہا دھرم مددگار رہتا ہے انتہی منو سمرتی -

اس سے صاف روشن ہے کہ آدمی کا دھرم کام آتا ہے بعد موت کسی کی مدد سی کام نہین چلتا پس معلوم ہوا

کہ یہ لوگ جو کچھ ایصال ثواب میت کی ڈھنگ چلتی ہین یہ انکا اصل مذہب نہین ہیر اسکو شعار ہنود قرار دینا

بڑی غفلت ہی ہم جو اپنی ان نوح مین دیکھتے ہین تو ہنود کی تین ہتھ پاتی ہین ایک آریا سماج دوسرا

سراوگی تیسرا برہمو نکا برتاو سو آریا سماج جو دعوی کرتی ہین کہ ہم اصل وید پر چلتے ہین وہ تو اموات

کو پہنچا اعمال الی وبدنی کا کچھ بھی تسلیم نہین کرتی اور اسیطرح سراوگی قوم اب باقی رہی وہ جو برہمنکی

ہتھ پر چلتے ہین سو اونکی حالات کتاب تحفۃ الہند سی جسکی مولف براہمن قاطعہ نی سند پکڑی ہی لکھتا ہون

تحفۃ الہند مطبوعہ فاروقی صفحہ ۸۵ سطر ۱۵ ہندو نکی دین مین ثواب پہنچانیکا یہ طریق ہی کہ مثلا کھانا یا کپڑا وغیرہ

جس چیز کا ثواب پہنچانا ہو تو اوسکا سنکلپ یعنی نیت یون کرین کہ ثواب پہنچا ہوا لادانہی ہاتھ مین پانی

لیکر شاستری زبان مین یہ کہی کہ اب جو فلانا مہینا فلانی تاریخ فلانا دن ہی تو مین فلانا شخص فلانی میری

قوم فلانی چیز فلانی شخص کی لئی صدقہ کرتا ہون پھر اوس پانی کو زمین پر ڈالدی تمام ہوا کلام تحفۃ الہند

کا واضح ہو کہ اس عاجز ناقم الحروف نی ہنود سی یہی تحقیق کیا اور کتاب سنکلپ کی اس عاجز کی پاس بھی

موجود ہی سب تحقیقات سی یہی معلوم ہوا کہ مضمون مذکورہ بالا زبان شاستری مین پڑھتی ہین علاوہ

برآن ویدوتا وغیرہ کی نام بھی لیتی ہین جنکا بیان طویل ہو لیکن وید جسکو وہ لوگ کلام الہی اعتقاد کرتی ہین

نہین پڑھتی کسی بڑی سنکلپ شادی وغیرہ مین البتہ ایک منتر پڑھ دیتے ہین جسکا مضمون یہ ہوتا ہی کہ

آدیمری مکرم وہ اپنی تردیکہ روح کو بلاتی ہین یا الفاظ سنسکرت کی پڑھکر - بھلا اہل اسلام کی خاطر کو

اس سی کیا مناسبت راقم نی ایک پنڈت سی پوچھا کیون جی انہاری وید مین تو کچھ بھی حکم ایصال میت کا

نہین تمنی یہ کہان سی نکالا جواب دیا کہ اگرچہ وید مین نہین لیکن اس سی نفع ہوتا ہے بالفرض اگر میت کو

نہ پہنچا تو اوسکی وارث خیرات کرینگا اسکو ثواب پہنچیگا جس بہانہ سی خیرات نکلے بہتر ہے اوسوقت مجھکو خوب

یقین ہو گیا کہ یہ باتین انکی بنائی ہوئی ہین اور تصدیق ہو گیا لکھنا مولوی عبید اللہ صاحب کا تحفۃ الہند صفحہ

(یہ برہمنون کی بڑون نی اپنی اولاد کی گذران کی خوب تدبیر کری ہی کہ منکلپ کیا ہوا مال سوای برہمن

کی کوئی نہ لیوی انتہی کلامہ) جب یہ بات معلوم ہو گئی کہ یہ ایسی ایسی احکام انکی مذہبی نہین تو معلوم ہو گیا

کہ یہ اور مذاہب سے اونہون نی لئی گمان غالب یہ ہی کہ جب مسلمانون کو ہنود نی ایصال ثواب مالی وبدنی

میت کی لئی کرتی دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ وہ رکعتی مین اللہم اوصل ثواب ما قرات وما انفقت الی فلان یعنے

یا اللہ پہنچادی ثواب ہماری پڑھنی کا اور ہماری خرچ کرنیکا جو کھانا وغیرہ کیا ہی طرف فلان میت ہماری کے

اور مسلمانونکو ہزار برس سی زیادہ اس ملک مین پہلی ہوی ہو گئے تو غالبا ہنود نی اہل اسلام کی یہ باتین

دیکھکر کچھ کچھ اوسکی قریب قریب اپنی مذہب مین سنکلپ وغیرہ جاری کر دیا کچھ اخذ کیا ہوا ایدہر کا ہوا

اور کچھ اونکا ایجاد سب مل ملا کر یہ شکل اوسمین پیدا ہو گئی اور انکی پیشوایان شکم بندہ نی شاستر مین بھی اون

باتون کو درج کر دیا ہم افسوس کرتی ہین مانعین بی تحقیق کی حال پر جو ہندو نکو قواعد ایصال ثواب مین

اصل اصول قرار دیکر مسلمانونکو اونکا پیرو اور متبعہ قرار دیتی ہین نہین نہین ہمکو اونسی کچھ مناسبت نہین وہ لوگ وقت

سنکلپ پانی چلو مین لیتی رہتی ہین سنکلپ کیا ہوا مال سوا برہمن کی کسیکو نہین دیتی اگرچہ برہمن مالدار ہو اور

اور دوسرا آدمی نہایت درجہ محتاج تنگدست ہو اور میٹ کا گھوڑا پوشاک برتن زیور وغیرہ جو کچھ دیتی ہین

مہابرہمن کو دیتی ہین مہابرہمن وہ ہوتا ہی جو میت کا صدقہ لیتا ہی یہ مضامین تحفۃ الہند صفحہ ۸۵

وصفحہ ۸۶ مین موجود ہین اور یہہ کتاب مولف براہین قاطعہ کی نزدیک نہایت معتمد ہی اب کتاب براہین
قاطعہ سے یہ بات نقل کرتا ہون کہ تشبہ کو تمانع ہی صفحہ ۱۸۴ اسطر ۱۳ مین ہی جس شی شعار مین تشبہ ہے
اوسمین من کل الوجوہ تشبہ ہو تو منع ہی جیسا مثلاً تمام مردی نصاری مین سی ایک کلاہ پہنی تو کلاہ
من کل الوجوہ مشابہ ہو اگر اس کلاہ مین بعض وجہ تشابہ کی ہوگی تو حرام نہوویگی انتہی کلامہ الحمد للہ کہ ہمکو جواب
دینی کی حاجت نہین خود اونکی زبانی قصہ طی ہوا سب صاحب طریقہ مرسومہ اہل اسلام اور طریقہ مروجہ
ہنود کو ملاکر دیکہین کہ من کل الوجوہ تشبہ کہان ہی اول تو اونکی دید مین ایصال ثواب میت کے
لیے آیا ہے نہین اور بہت آدمی قوم ہنود کی اسکو جائز نہین سمجہتی خیر اگر بعض ہنود ی اور دنکی دیکہا
دیکہی یا مصلحت پرورش قومی وغیرہ کی سبب یہ کام کیا تو مشکل یہ ہی کہ اونکی یہان صدقہ کا لینی والا
قوم خاص اور پہنچی والا قوم خاص اور سنکلپ یعنی ایصال ثواب مین خواہ کسی چیز کا ایصال ہو
رفع یدین نہین بلکہ چلو پانی ماتہ مین لیی رہتی ہین اور یہان اہل اسلام مین کوئی امر امور مذکورہ سی نہین
بنا علیہ دعوی تشبہ بالکل باطل ٹہیرا بلکہ یہ سمجہنا چاہیی کہ اہل اسلام جو کچہہ فاتحہ مین کرتی ہین اپنی اصول دین
کی موافق کرتی ہین **تلخیص** یہہ ہی کہ ایصال ثواب مالی وبدنی ہر دو شرعاً ثابت اور جمیع ہین
العبادتین ثابت اسمین نصوص شرعیہ نقل ہوچکین اور اسحالت مین کہ کہانا سامنی ہے اور اوسپر کچہہ پڑہا
اور دعا مانگی اسمین حدیثین فعلی نقل ہوچکین اور رفع یدین دعا مین احادیث قولی وفعلی سی نقل ہوچکا اور ہیئت
جو ایک شی مالی ہی اور سامنی موجود ہی اوسپر یہ عا زبانی کہ یا الٰہ قبول کر اسکو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے
اور آل و امت سے جس جس کو شریک ثواب مین کرنا تہا اونکا نام زبان مبارک سے لیا اسکی نقل بہی
نصوص احادیث سی گذر چکی اور حال دعاء عقیقہ کا بہی گذر چکا پس اہل اسلام یہ امور حسب قواعد
شرعیہ کرتی ہین اور اگر احیاناً کسی شخص کو بادی النظر مین کوئی امر متشابہ و مشترک معلوم ہووی تو
چاہیے کہ وہ اسکو تشبہ قرار ندین قسم توافق ملتین سے سمجہے جیسا کہ اہل اسلام خدا تعالیٰ کو مانتے ہین ہنود
بہی وجود باری تعالیٰ کا اقرار کرتی ہین اصطلاح شرع مین اسکا نام تشبہ نہین اوسکو توافق ملتین کہتی ہین
اور یہ ممنوع نہین الحاصل براہین قاطعہ گنگوہی مین جو فاتحہ مروجہ مین جمیع ہین العبادتین مانکر چار وجوہ خارجی سے

راہت عارضی قایم کی تہی وہ حرارت عارضی کی طرح تبرید ادلہ شرعیہ سے تعدیل پاچکے والحمد للہ علی ذلک
لطیفہ مولف براہین قاطعہ نے صفحہ ۱۱۳ اسطر ۷ مین لکہا ہی (تشبہ کی لفظ مین اخذ بتکلف ہی سے قصد
اور فعل مکلف کا ہمین ہونا چاہیی پس اسکی یہ صورت ہی اگر کسینی کوئی کام نادانستہ کیا اور پہر اوسکو
خبر ہوئی تو ازالہ کری ورنہ اب بعد علم کی متشبہ ہوگا پہلی متشبہ نہتا اور اپنی فعل مین عاصی بہی
نہین تہا) انتہی بلفظہ اس عبارت سی معلوم ہوا کہ جن امور مین تشبہ کفار کی ساتہہ لازم آتا ہی اگر آدمی
نجانتا ہو کہ ایمین تشبہ ہی اور اس حالت نادانستگی مین یہہ فعل کرتا ہی تو جبتک اوسکو علم تشبہ حاصل نہو
اوسوقت تک وہ معافی مین ہی نہ وہ متشبہ ہی کہ جو حکم من تشبہ بقوم مین داخل ہو اور نہ عاصی ہے
پس اس تقریر کی موافق سب فاعلین فاتحہ ومیلاد شریف بری ہوچکی وہ ہرگز ان امور کو تشبہ بالہنود
نہین جانتی جب اونکو یہ شبہ نہین ہوا تو باقرار مولف براہین متشبہ اور عاصی نہوئی **لمعہ ثالثہ**
مین جمعرات کی فاتحہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نی اشعۃ اللمعات مین لکہا ہی ودر
بعض روایات آمدہ است کہ روح میت می آید خانہ خود در شب جمعہ پس نظر می کند کہ تصدق می کند
ازدی یا نہ اور خزانۃ الروایات مین ہی عن بعض العلماء المحققین ان الارواح تتخلص لیلۃ الجمعۃ
وتنتشر فجاۃ الی مقابرہم ثم جاۃ فی بیوتہم اور صدر بن رشید تبریزی فی دستور القضات مین لکہا ہے
من الفتاوی النسفیۃ ان ارواح المومنین یاتون فی کل لیلۃ الجمعۃ ویوم الجمعۃ فیقفون بفناء بیوتہم ثم ینادی
کل واحد منہم بصوت حزین یا اہلی ویا اولادی ویا اقربائی اعطفوا علینا بالصدقۃ واذکرونا ولا تنسونا وارحمونا
فی غربتنا فقد کان ہذا المال الذی فی ایدیکم فی ایدینا فیرجعون انہم باکیا حزینا ثم ینادی کل واحد منہم بصوت
حزین اللہم فقہم من الرحمۃ کما قنطونا من الدعاء والصدقۃ انتہی اور علی بن احمد غوری فی کنز العباد مین بہی
اس روایت کو نقل کیا ہی آن صاحبون کل قاعدہ ہی جس کتاب مین انکی خلاف عقاید بیان ہوتی ہین اوسکو
کہدیا کرتی ہین یہہ معتبر نہین سکی ضعیف روایتین ہین اسلئی مین خبردار کرتا ہون کہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ
علیہ ہی مولوی اسحق صاحب فی ماتہ مسائل مین چند مقام پر سند پکڑی ہی اور کتاب خزانۃ الروایات
سے بہی انہون فی سند پکڑی ہی ماتہ مسائل کی مسئلہ ہشتاد وسیوم مین اور مسایل اربعین کی مسئلہ سے

وپنجم مین مسئلہ بست سوم مین اور دستور القضات کی ہی سند پکڑی ہی مسئلہ سیزدہم مانۃ مسایل مین
پس یہہ کتابین انکی بزرگوارون کی مسلم الثبوت قابل سند ہین غرضکہ ان معتبر کتابون کی موافق معلوم
ہوا کہ جو لوگ کچھہ خیر خیرات اور دعا درود وغیرہ نہین کرتی اونکی گہر سے روحین موتے کی غمگین نا امید ہوکر
اونکو سستی بد دعا دیتی نکلتی ہین بنا علیہ سلف مین دستور تہا کہ جمعرات کو صدقہ دیتی تہی لیکن آخری
صدی کی بعض علمانی چھوڑ دیا مولوی اسمعیل صاحب کی تابعین کہتی ہین اگر وہ میت بہشتی ہی تو روح آوے
بہشت کو چھوڑ کر کیون آتی ہوگی اور اگر کافر دوزخی ہی تو دوزخ سی نہین چھوٹتی ہم کہتی ہین
یہہ خیالی اعتراضات سب بی اصل ہین یہ لوگ اپنی پیشوا مولوی اسمعیل صاحب کی دادا پیر جناب شاہ عبدالعزیز
صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر کیون نہین دیکہتے کہ سورہ جن مین تحت آیتہ منا القاسطون جو چار قسمین
جنات کی لکہی ہین اوسین فرقہ چہارم کو لکہا کہ وہ جن بعض ارواح خبیثہ کو اپنی ساتھ لیکر اپنا ہمرنگ کر لیتی
ہین وہ روحین بہی لوگون کو ستاتی پہرتی ہین عبارت یہہ ہی ص۱۸۵ چہارم فرقہ دیگر اند کہ بطریق
وزدان بعضی ارواح اومیان راکہ باجنسیان در اخلاق بمثل نخوت وتکبر وکینہ واری وتلطخ بہ نجاسات
مناسبتے ہم می رسانند کشیدہ می برند وبرنگ خود رنگین می کنند وآن ارواح را طریق درآمدن
در مسام ابدان وبرہم کردن مزاج ہا وتغیر کردن صورتہا تعلیم می نمایند تا باین وسیلہ اذی در بجی بآدمیان
رسانند وفرد آدمیان را فاسد نمایند اور سورہ عبس تحت آیہ ثم اماتہ فاقبرہ لکہتی ہین ص۵۸ خلقت
آدمی از خاک است وبحکم کل شئی یرجع الی اصلہ وباصل خود ش راجع باید ساخت بخلاف آتش کہ مادہ
خلقت شیاطین وجنیان است پس چون بدن آدمی را بعد از موت بآن بسوزند ارواح لطیفہ او
باد ودو آتش آمیزش نمودہ مشابہت تام باشیاطین وجنیان پیدا کنند واز ین است کہ اکثر ارواح را
کسانیکہ سوختنی شوند بعد از موت حکم شیاطین میگیرند وبادمیان می چسپند وایذا می دہند پس در دفن
کردن ارجاع شی بہ حقیقت خود است ودر سوختن قلب حقیقت انتہی دیکہئی یہہ لوگ ارواح کی حرکت
کو محال سمجہتے ہے اونکی مسلم الثبوت کتاب شاہ صاحب کی کلام سی حرکت وسیر ارواح خبیثہ تک کی
ثابت ہوگئی اونکی اعتراض توڑنیکو تو یہہی حجت بس ہے باقی اور جماعہ اسلام طالبان دلیل حق کی لیے

یہہ لکہا جاتا ہے کہ حرکت ارواح کی حدیث معراج سی ثابت ہی کہ جمیع انبیا علیہم السلام کی روحین
بیت المقدس مین جمع ہوئین اور اوپر نقل کر چکی ہم شرح مشکوۃ وخزانۃ الروایات ودستور القضات وغیرہ
سی یہہ روایتین کہ روحین جمعرات کو اپنی گہر پر آتی ہین اور اسیطرح لمۃ الذین تتنزل الملئکۃ والروح کا
بیان اور یہہ روایت آئیگی کہ شب برات وعید کو روحین آتی ہین اور مباحث مولد شریف مین بہی بیان
سیر ارواح کا آئیگا انشاء اللہ تعالی آوراب دو ایک روایتین اور بہی نقل کیجاتی ہین حضرت شیخ
الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ الہ علیہ نی کتاب عوارف کی باب چہپنہ مین یہہ حدیث نقل کی ہے

روی سعید ابن المسیب عن سلمان قال ارواح المومنین تذہب فی برزخ من الارض حیث شاءت
بین السماء والارض حتی یردہا الی جسدہا اور قاضی ثناء الہ نی تذکرہ الموتی والقبور مین لکہا ہے
ابن ابی الدنیا از مالک روایت کردہ کہ ارواح مومنین ہر جا کہ خواہند می روند الی آخرہ اور اس سی پہلے
اس فصل مین شہدا کی حق مین لکہا ہی حق تعالی در حق شہدا می فرماید بل احیاء عند ربہم اقول شاید باشد
مراد آن کہ حق تعالی ارواح شان را قوت اجساد میدہد وہر جا کہ خواہند سیر کنند واین حکم مخصوص شہدا نیست
انبیاء صدیقان از شہدا افضل اند واولیا ہم در حکم شہدا اند کہ جہاد بالنفس کردہ اند کہ جہاد اکبر است یعنی
رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر از ان کنایت است ولہذا اولیاء اللہ گفتہ اند ارواحنا اجسادنا
اجسادنا ارواحنا یعنی ارواح ما کار اجساد می کنند وگاہی اجساد از غایت لطافت بزنگ ارواح می برآید میگویند
کہ رسول خدا را سایہ بود وصلی اللہ علیہ وسلم ارواح ایشان در زمین وآسمان وبہشت ہر جا کہ خواہند میروند
دوستان ومعتقدان را در دنیا وآخرت مددگاری میفرمایند ودشمنان را ہلاک می نمایند انتہی ان ایتان
ارواح را سیر کردنی دنیا مین بہی ثابت ہوئی اور یہہ ہی مذہب اہل سنت والجماعۃ کا امام عبدالہ یافعی
یمنی قدس سرہ کتاب روضۃ الریاحین الحکایۃ الثامنۃ والستون بعد المائۃ کی آخر مین لکہتے ہین
مذہب اہل السنۃ ان ارواح الموتی ترجع فی بعض الاوقات من علیین او سجین الی اجسادہم فی قبورہم
عند ما یرید اللہ تعالی وخصوصا فی لیلۃ الجمعۃ ویوم الجمعۃ ویجلسون فی تخدلوتون الی آخرہ یعنی مذہب اہل سنت
کا یہہ ہی کہ ارواح موتی آتی ہین بعض اوقات علیین یا سجین سے اپنی ابدان مین جو قبور مین ہین جب

اللہ تعالیٰ چاہتا ہی خاص کر شب جمعہ اور روز جمعہ کو آتی ہین بہشتی ہین یا تین کرتی ہین الخ اور
اشباہ و النظائر کی احکام الجمعہ مین لکھا ہی وفیہ تجتمع الارواح وتزار القبور کذا فی الدر المختار وشرح
یعنی جمعہ کی دن روحین جمع ہوتی ہین اور زیارت قبور کیجاتی ہی غرضکہ قبور کیطرف ارواح کا آنا بعض عبور
روز جمعہ مین ان معتبر کتب سے ثابت ہوا باقی قبور سی اپنی گھرون مین آنا وہ خرافۃ الوہابیات سی ہم اوپر
نقل کر چکی جا مذا ولا الی مقابر ہم ثم جاؤ انی یوتہم اس روایت کی موافق اختتام صدی اول و
شروع صدی دوم ہجری مین ایک عجیب قصہ گذرا ہے وہ بھی بطور استیناس لکھا جاتا ہے
امام ابو محمد عبد اللہ یافعی یمنی طیب اللہ ثراہ روضۃ الریاحین مین لکھتی ہین عن بعض الصالحین قال کان
لی ابن استشہد فلم ارہ فی المنام الا لیلۃ توفی عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ترا ای فی تلک
اللیلۃ فقلت یا بنی الم تک میتا فقال لا ولا کنی استشہدت وانا حی عند اللہ ارزق فقلت لا جاء
بک فقال نودی فی اہل السماء الا لا یتیفی نبی ولا صدیق ولا شہید الا وحضر الصلاۃ علی عمر بن عبد العزیز
فجئت لاشہد الصلاۃ ثم جئتکم لاسلم علیکم یعنی بعض صالحین سے روایت ہی وہ فرماتی ہین میرا بیٹا شہید ہو گیا
تہا یعنی کبھی اوسکو خواب مین نہ دیکھا سوا اوس دن کی کہ جب عمر ابن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال
ہوا مجھکو اوس رات دکھائی دیا مین کہا بیٹا تم مری نہین کہا کہ نہین مرا مین تو شہید ہون جیتا ہون
اللہ تعالیٰ سی مجھکو رزق ملتا ہی مین کہا کہ پھر تم کیون آئی کہا آسمان مین آواز دیگئی تہی کہ خبردار کوئی
نبی اور صدیق اور شہید باقی نہ رہی سب عمر ابن عبد العزیز کے جنازہ پر نماز پڑہین سو مین اوسکی نماز
پڑہنی آیا تہا پھر تمھاری سلام کرنی کو بھی حاضر ہو گیا انتہی الحمد للہ کہ ہم جو بنظر ایصال ثواب اموات
وترغیب خیرات دعوی کرتی تہی کہ اہل اسلام کی روحین خواہ وہ بالکل ابرار متقین ہون خواہ بیچارہ
عصات مذنبین ہون آنا اونکا روایات کتب اسلامیہ سی بخوبی ثابت ہو گیا مذہبا وروایۃ وکشفا ودرایۃ
ان صاحبون کی بڑے بی منصفی کہ اپنی پیر و مرشد قبلہ کی مونہ سی جو بات نکلی وہ تو تہیر کی لکیر ہو جاتی ہی
دوسرا شخص کیسی ہی دلائل قویہ سی ثابت کری اوسپر ایمان نہین لاتی ابے کہئے مولوی اسمعیل صاحب نی
جو صراط مستقیم کی آخر ورق مین اپنی پیر و مرشد کی تعریف مین لکھا ہی کہ حضرت غوث الثقلین اور خواجہ

بہاء الدین نقشبند کی روحین اونکی طرف متوجہ ہو گئین اور ایک مہینے تک رہین چہپنا چہپٹی اور لڑائی رہی
یعنی ایک کہتی تہی کہ ہم سید احمد صاحب کو اپنی طرف لین دوسری کہتی تہی کہ ہم لینگی خر دونون پاک روحون
نے آپس مین صلح کر کی یہہ بات ٹہہرائی کہ اچہا سید احمد صاحب مین ہمارا تمہارا دونون کا ساجہا رہا
تب یکدن دونون روحین اونپر ظاہر ہوئین اور توجہ قوی ایک پہر تک دی اتنی دیر مین دونو طریقون کی
نسبت حضرت کو نصیب ہو گئی انتہی کلامہ اب دیکہئے کہان حضرت غوث اعظم کا مزار بغداد شریف مین اور
کہان خواجہ عالیشان نقشبند کا مزار بخارا مین پہر اونکی روحین خبر نہین علیین کی کس طبقہ اور جنت
کی کس درجہ مین ہونگی اور یہہ بھی ہے کہ ان دونون حضرات مقدس کی مریدون مین سیکڑون
اولیاء کامل کیا کہون بلکہ ہزارون لاکہون مقبولین ہونگی تسپر بھی اونکی ہوس نہ بجھی اور سید احمد
صاحب کی اونکو خواہش پیدا ہوئی کہ سید احمد صاحب کو اپنی نسبت مریدی مین لیجئی اور اسلئے روحون
مین علیین یا بہشت سی ہندوستان مین وہ روحین توجہ دینی کو اترآئین ہم اسکو رد نہین کرتے
لیکن ان دانشمند مصنفون کے حال پر افسوس کرتی ہین کہ یہہ مولوی اسمعیل صاحب کی تحریر باوجود یکہ
از روی عقل اسمین چند باتین خلاف عادی معلوم ہوتی ہین لیکن اوسکو مسلم رکہتی ہین اور ہم روحون کا
آنا اپنی گہرون پر باوجود مقتضائے عقل ہونیکے کہ البتہ اپنا گہر ہر کسیکو مالوف ہوتا ہی جیسے روح نی
دنیا کی سیر کی تو اپنی گہر کی سیر کیون نکرینگی اور روح کو بعد مکانی مانع نہین کیونکہ وہ مجردات سی ہے
اگر ثابت کرتی ہین اور اوسپر حدیث بہی پیش کرتی ہین اور روایات فقہاء رحمہم اللہ کی سند گذارتی
ہین اوسپر انکار کرتی ہین اور اس اعتقاد کی باعث ہم لوگون کو اور ہماری ساتہ اون عقیدان مین
کو جو یہہ روایات اپنی فتاوی مین درج کر گئی ہین بدعتی کہنی لگتی ہین یہہ وہی مثل ہی جسطرح فرقہ معتزلہ
خود اپنی کو اصحاب العدل التوحید نام کرتی ہین اور اہل سنت وجماعت کو بدعتی اور اربابا الہوا کہتی ہین
اور یہہ کہنا اہل انکار کا قصہ سید احمد صاحب مین کہ یہہ اونکو مکاشفہ ہو گیا تہا اسکی تحقیق مباحث مولد
شریف لمعہ سادسہ مقام تحقیق سیر ارواح مین آئیگا - اور مولف براہین قاطعہ گنگوہی کا یہہ اعتراض
سوء میت کی بدعادتی پر صہ ٨٠ مین کہ اگر زندہ نے مردہ کو ثواب نہ پہنچایا تو کوئی ظلم اوسنے

شرعاً نہین کیا ہان احسان بھی نہین کیا پس احسان نکرنی پر بہ دعا ظلم ہے بیت باوجودیکہ ظلمت نفس
شیطان سی چھوٹا حقیقۃ الامر خیر و شر اوسکو برزخ مین واضح ہوگئی وہ اب بھی بزعم مولف بعد اتیان کاشف
و یقین آخرت کی شر نفس مین مبتلا ہی یہہ روایت قطعاً متہم و متروک ہی انتہی ملخصاً بچند وجوہ مخدوش
ہی اول یہ کہ حدیث کی قوت و ضعف و صحت و سقم پہچاننے کے لیے میزان شرعی اسناد ہے اگر مولف
براہین کو اسناد معلوم نہ تھی تو مفتیان شرح متین کی نقل پر جو چند فتاوی حنفیہ مین مرقوم ہی اعتماد
کیا ہوتا وہ روایت بمعرات کو رد نہین آنیکی اور درصورت عدم تصدق بد دعا دینیکے فتاوی نسفیہ مین
موجود ہی جسکو امام نجم الدین عمر بن محمد نسفی نے جو مشہور بہ علامہ سمرقندی تھے تالیف کیا ہی اوسمین وہ
مسائل جمع کئی ہین جو اونکی حالت حیات مین اونسے استفتا کئے گئے تھے ۵۳۶ھ مین اونکی وفات ہی
معتمدین علماء سلف سی تھی اسپر اسطہ علماء خلف نے اونکی روایت پر اعتماد کیا اور اپنی اپنی فتاوی
مین درج کیا اور کیون نہ کرتی صاحب درمختار لکھتی ہین کہ ہماری ذمہ واجب ہے یہ بات کہ جو متقدمین
فتوی دیگئی ہین ہم اوسکا اتباع کرین اصلی عبارت یہ ہی فعلینا اتباع ما رجحوہ و ما صححوہ اور شامی شارح
درمختار اس مقام پر لکھتی ہین فانہ لا یسعنا مخالفتہم یعنی بیشک بات یہ ہی کہ ہمکو ہرگز گنجایش نہین کہ
اونکی قرار داد کی مخالفت کرین وجہ ثانی مولف براہین نے اس روایت کو رد کیا تو کسطرح
کہ بالکل اوہام و خیالات سی رجحا بالغیب و یہہ جائز نہین جن صاحبون نے روایات دین کو
خیالی باتون سی رد کیا ہی اونکو فقہاء و محدثین اہل سنت نے الفاظ غلیظہ سے یاد کیا ہی مثلاً
یہہ حدیث جو صحیحین مین ہی کہ جب ملک الموت نے موسی علیہ السلام سی کہا کہ مین قبض روح کو
آیا ہون حکم الہی قبول کیجے تب حضرت موسی نے ایسا تھپڑ مارا کہ ملک الموت کی آنکھ پھوٹ گئی پھر
جناب باری مین جاکر عرض کی کہ خداوندا مجھکو ایسی شخص کے پاس بھیجا جو مرنا نہین چاہتا الی آخرہ
اس حدیث پر بعضی عقلی خیالات والون نے طعن کیا کہ موسی علیہ السلام کیون بی قصور تھپڑ مارتے
اور وہ بھی ایسا کہ آنکھ پھوٹ گئی بنا علیہ یہ حدیث صحیح نہین لیکن جو محدثین تھی اونہون نے اس حدیث
کو تسلیم کیا اور معترض آدمیون کو مخاطب کرکے لکھا عبارت یہ ہی و انکر بعض الملاحدۃ ہذا الحدیث قالوا انہ

یجوز علی موسی فقارعین ملک اور یہ قرار دیا کہ حدیث کو عقلی باتون سی رد کرنا چاہئے بلکہ تاویل
کرنی چاہئی اس حدیث مین تاویل ہوسکتی ہی کہ حضرت موسی کی پاس ملک الموت بالکل اس شکل
آئے اونہون نے جانا کہ یہ کوئی دشمن قتل کو آیا ہے اوسکی دفع کرنیکے لیے تھپڑ مارا اتفاق سے
آنکھ نکل پڑی الی آخرہ اس نظر سے ہمکو یہ ثابت کرنا ہی کہ روایات دینیہ کو ایسی خیالی
شاخسانون سے رد نکری محدثین ایسی کو محدث کہتے ہین وجہ ثالث یہ کہ ترک و اتہام حدیث
کے لیے عقلی لگا چلایا تو کیا کرو گے کیون بد دعا دینے یہ دھبی کہ روح کو کچھ تو تعلق اب و
گل بدن انسانی سی ہی فرشتے جو بالکل نکمدار اب و گل سی مجرد ہین وہ بھی بخیل مسک کے بد دعا دیتی
ہین تو روح کا بد دعا دینا کیا بعید ہی صحیحین کے حدیث بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہے کہ بہر
صبح کو وہ فرشتے آسمان سی اوترتی ہین اور دعا کرتی ہین یا اللہ خرچ کرنے والے آدمی کو بدلا عطا
اور بخیل اور جو خرچ نہ کرے اوسکا مال تلف کر یہ ظاہر ہے کہ جب روح
دنیا مین مع الجسد تھی اوسوقت اوسکی نسبت احکام الہی اور تھی اور جب بدن سی مفارق ہوکر
اوس عالم مین شامل ہوئی جب اوسپر احکام و آثار اوس عالم کی مترتب ہوئی پھر کیا عجب ہے کہ جسطرح
فرشتے خرچ نکرنے والے آدمی کو باذن الٰہی بد دعا دیتی ہین اسطرح روحین بھی اوس عالم مین جاکر
ایسے آدمی کو جو مال دباکر بیٹھ رہا اور اپنی صورت کرنا تحمد و صدقہ سی یاد نہین کرتا باذن الٰہی بد دعا
دیتی ہون یہ کیا امر محال ہی جسکی خیال سی روایت مفتیان دین کو کہا جاوی کہ قطعاً متروک و
متہم ہے وجہ رابع یہ کہ اس دعا کو ظلم ٹھہرانا بالکل بی اصل ہی کچھ تو مخدوش ہوہی دعا اسکا
وجہ ثالث سی ہی سمجھا گیا علاوہ بران ظاہر ہے کہ اگر ورثہ دعا اور تصدق کرتی تو از روی مسئلہ
شرعیہ ثواب اونکو بھی ملتا اور میت کو بھی جب کچھ نکیا تو دونو محروم رہے پھر اگر کیا مردا قعی
زبان ارواح سی صادر ہوا کہ الٰہی جیسی ہم نا امید پھری یہ بھی نا امید رہو رحمت سی یعنی ثواب
تو یہ کسطرح ظلم ٹھہرتا ہی اور اگر کوئی یہ کہی کہ مردا قعی کی دعا کیا کیجائے یہ تو تحصیل حاصل ہی جواب
اسکا یہ ہی کہ فقیہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ کو خوب تحقیق کردیا ہی کہ تحصیل حاصل کی دعا

جایزہی عبارت المقاطا یہی لوکان الدعاء بتحصیل الحاصل منہیا لما سماغ الدعاء لہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم
ولا لطعن الشیاطین یعنی اگر تحصیل حاصل کی دعا منع ہوتی تو یہ کیجاتی دعا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے
وسیلہ کی جو بعد اذان دعا کرتی ہین کہ یا اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ دیجو اور مقام محمود مین پہنچا ہمو
کیونکہ یہ وعدہ خدا تعالی خود فرما چکا اور اسیطرح نہ جایز ہوتی لعنت شیاطین پر کیونکہ وہ خود لعنت
مین ہین بی دعا کی انتہی اور اگر دعای ارواح کی یہ معنی ہون کہ ای وارثو جسطرح تمنی ہماری ساتھ
ترک احسان کیا اور ہم محروم پھری خدا کری کہ جب تم مرو تمہاری ساتھ تمہاری ورثہ ترک احسان
کرین اور تم بھی ناامید رحمت و ثواب سی پھرو تو اس مضمون مین کوئی اتلاف حق فرض و واجب کی
دعا نہین جو ظلم قرار دیا جای ترک احسان پر ترک احسان کی دعا ہے اور جس مواقع مین کہ میت کی
وصیت پر وارثون نی بباعث حرص و طمع نفسی عمل نکیا ہوگا اون مواقع مین تو بد دعا ارواح کی
کسیطرح محل کلام ہی نہین پھر مترجمین نے یہ ہی خیال کیا ہوتا کہ قدوم ارواح کی سب حدیثون مین
تو ذکر بد دعا کا نہین ایک مین ہی تو یہ ہی موقع خاص ہوگا جسمین اتلاف وصیت صدقات ہنی باقی اور
مواقع مین فقط یہ بات کہ روحین امیدوار آئین اور ناکام چلی گئین غرض کہ ان صاحبون پر لازم تھا
کہ اس روایت مین یہ تاویل یا مثل اسکی اور کچھ جو جو محل صحیح نکلتی پیدا کرتی لیکن روایات
متقدمین مفتیان دین متین کو رد نکرتی وجہ خامس جب کوئی تو جیہ ان صاحبونکو نہ سوجھی اور
یہ ہی انکو معلوم ہوا کہ یہ بد دعا صحیح ہے تو یہ کیا دلیل قایم کی کہ عالم برزخ مین جب خیر و شر واضح ہو گیا
تو پھر بسطرح بعد کشف و یقین برا فعل یعنی بد دعا کرنا ارواح سے صادر ہوتا ہم کہتی ہین اگرچہ برزخ
مین انکشاف خیر و شر ہے لیکن روز قیامت سب سے زیادہ انکشاف حقائق ہوگا پھر اس روز خدائے
عالم الغیب و الشہادہ کی سامنے لوگ اپنی جرایم کو مکر جائینگے جھوٹ بولینگے تب اونکو نامہ اعمال
دکھائی جائینگے کہینگے کہ فرشتون نی زبردستی ہماری نام یہ گناہ لکھدیئے تب اونکی ہمسایہ
بلائے جائینگے وہ گواہی دینگی اونکو بھی جھٹلائینگے تب رب العزۃ جل جلالہ اونکی منہ پر مہر لگا کر
پوچھیگا سب اعضا اول پر ٹھینگے کہ مشک سنے یہ گناہ کیے کذا فی التفاسیر و امام رازی نے

تحت آیہ ان شہید علیکم حفظۃ و ان علیکم لحافظین و ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ
زناکار و نکی پیشانی بکھا و سرور گواہی دینگی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہی کہ اپنے فرمایا آدمی
کی اعضا مین سات اعضا رہتیلی گواہی دینگی یعنی سلمی کہ اول مساس آدمی سے واقع ہوتا ہی پھر دخت جماع
مان تک نوبت پہنچ جاتی ہی خلاصہ یہ کہ جب مجرمون کی اعضا گواہی دینگے تو بعد ان وہ مجرم اپنی اعضا کو
دھمکائینگے کہ تمنی کیون گواہی دی او اپنی اعضا کو بد دعا دینگے تعسا لکن و سحقا یعنی خدا تمکو دور کیجو اپنی رحمت
سی اور ہلاک کیجو یہ مضمون بد دعا کا صحیح مسلم کی حدیث مین ہی اور صحیح ابن حبان مین ہی کہ جو مسلمان کہ
ہونگی اونکی اعضا ہی گناہ پر شہادت دینگے لیکن جن اعضا سی او نہون نی نیک کام کیا ہی جیسے شہادت
اچھی دینی لگینگے وہ بجنسہ دیئے جائینگے الحاصل روایات مذکورہ سی یہ ثابت ہو گیا کہ قیامت کی روز جو
نہایت درجہ انکشاف حقایق خیر و شر کا روز ہوگا اوسدن بھی آدمی ایسی ایسی بڑی کام کرینگے کہ خاص
اللہ تعالی کی سامنے مکر جائینگے جھوٹ بولینگے فرشتون کو اور آسمان و زمین کی ٹکڑو نکو اور ہمسایون کو
سبکو جھٹلائینگے اور پھر جب اعضا گواہی دینگے حال آنکہ اونہون نی باذن آلہی گواہی دی ہی اور سچی
گواہی دی ہی تسپر بھی بندہ اونکو بد دعا دیگا اور کوسیگا کما رواہ مسلم جب ایسی ایسی کام مذکورہ بالا
ایسی مقام کشف معیان مین ہونگی تو بیچارا عالم برزخ مین بد دعا دینا ارواح کا کسطرح اسدرجہ محال و
مستبعد ٹھہرایا جس سی روایات فتادی کو جھٹلایا وجہ سادس حدیث صحیح ہے کہ بعث کل عبد علی ما
علیہ یعنی آدمی اوسی خصلت پر اوٹھایا جائیگا کہ جسپر مرا ہی اور دوسری حدیث مین آیا ہی بعث الناس
علی نیاتہم یعنی آدمی اپنی نیتون پر اوٹھائی جائینگے اس سے معلوم ہوا کہ جو صفات محمودہ یا مذمومہ انسان کی
جوہر روح مین راسخ ہو جاتی ہین وہ بعد موت بھی قایم رہتی ہین حتی کہ اونہی صفات کی ساتھ حشر اوسکا
ہوگا جب یہ معلوم ہوا تو جاننا چاہیی کہ آدمی دو قسم ہین یعنی بالکل خاک جو غضہ نام کو نہین عفو و صفح و
تجاوز اونکا جبلی کام ہی اور بعضی وہ جو اپنی ہمانی طبیعت پر آزردہ ہو کر خفگی ظاہر کر دیتی ہین پس یہ
دونو آدمی بعد موت بھی اپنی اوسی جبلت پر ہونگی اور ظاہر ہے کہ آدمی قسم اول قلیل الوجود ہین
اور ثانی زیادہ بلکہ زیادہ سی زیادہ تر و اللا کثر حکم الکل کلیہ مسلمہ ہی پس جسطرح وہ لوگ دنیا مین جسپر کہتے تھے

کہ اونکی ایک نمک پروردہ یا رفیق نی جس پر اونکو بہروسا تہا شدت حاجت کیوقت جواب صاف دیدیا
اور حقوق احسان و مروت کو بالکل فراموش کیا تو بی اختیار بددعا نکل جاتی ہی کہ جیسا تو نی میری ساہ
کیا تیری مشکل کی گہڑی مین بہی خدا ایسا ہی کیجیو جب وہ مرگئی اور عالم برزخ مین گئی تو وہی جہلت
اونکی ساہ گئی بنا علیہ وہی مادہ فطری اونکا وہان ظاہر ہوگا کہ جب اونکی اقربای احسان فراموش
اوسکا مال مار کر بیٹہہ رہینگے اور دعا و صدقہ مین ذرہ بہر اونکو یاد نکرینگے وہ بیساختہ اونکو بددعا دینگے
جسطرح کفار و منافق جو کچہ صفات تکذیب وغیرہ کی دنیا سی ساہ لیگئے تہی وہی محشر مین علی الاعلان
ظاہر کرینگی جسطرح روایات سابقہ مین گذر چکا وجہ سابع الزامی اس روایت کو فقط بددعا
ارواح کی سبب رد کرتے ہین اور مولوی اسمعیل صاحب کی تحریر مرقومہ ورق آخر صراط مستقیم کو رد نہین
کرتی جو لکہتے ہین۔ روح مقدس جناب حضرت غوث الثقلین و جناب حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند

متوجہ حال حضرت ایشان گردیدہ و تا قریب یکماہ فی الجملہ تنازعی درمابین روحین حق حضرت
ایشان ماندہ زیرا کہ ہر دو احدان ہین ہر دو امام بتقاضای جذب حضرت ایشان بتمامہ بسوی خود میفرمود
دیکہئے یہان اپنی پیر و مرشدی بابت دو امامون کی روح مقدس مین لڑائی ثابت کرتی ہین لفظ
تنازع لکہتے ہین منتخب اللغات مین ہی تنازع دشمنی و خصومت کردن اور صراح مین لکہا الخصام پیکار
کردن باہم والاسم الخصومۃ مولف براہین کو لازم تہا کہ اول اس تحریر صراط مستقیم کو رد کرتے پہر
رقم روایت فتاوی نسفیہ مین قدم دہرتے لیکن اوسکو بڑی عبارت طویل سے صـ۱۳ مین قوت دیتے
ہین جسکا خلاصہ یہ ہی کہ انبیا علیہم السلام کو بہی کثرت امت کی خواہش ہوئی ہی جناب فخر عالم صلی اللہ
علیہ وسلم نی ولود عورتون کی نکاح کی تاکید فرمائی ہی اسیواسطے اون دونون نی ماموں نی جب سید
احمد صاحب کا درجہ دیکہا اور جانا کہ انکی بہت مرید ہونگی دونون نی اپنی اپنی طرف کہینچنا چاہا
انتہی ملخصا یہ جواب نہایت رکیک ہی سید صاحب کو بباعث کثیر المرید ہونیکی ولود عورت یعنی
کثیر الولادت عورت کی نکاح سے جو تمثیل دی یہ خیال نکیا کہ ایسی شخص کی مرید کرنے کی تمنا درست ہے
لیکن تنازع حرام جسطرح ولود عورت کی طرف رغبت صحیح ہے لیکن اوسمین لڑائی و مخاصمت حرام

یہ تو نص قطعی کا معارضہ ہی حق سبحانہ فرماتا ہی لاتنازعوا فتفشلوا وتذہب ریحکم اور شاہ عبدالقادر لکہتی ہین آپس مین مت جہگڑو پس جبکہ اس مکاشفہ تحریری کو بباعث
حرمت تنازع رد نکیا تو چاہیی کہ روایات مفتیان دین کو بہی رد نکرین باوجودیکہ اس قسم کی دعا کی
حرمت پر کوئی نص شرعی مولف براہین نی روایت نہین کی جسطرح ہم آیہ لاتنازعوا نص قطعی پیش
کرتی ہین پس دعوی اونکا بلا دلیل شرعی نامسموع ہی اور یہ خیال اونکا باوجود سبعہ مذکورہ مدفوع
ہے دوسرا اعتراض ارواح کی آنی پر صـ۸ براہین مین یہ ہی کہ یہ روایتین مخالف صحاح
کی ہین کیونکہ مشکوۃ مین نسای اور احمد سی منقول ہی کہ جب میت کی روح برزخ مین جاتی ہے تو
ارواح جمع ہوکر اپنی اقارب کا حال پوچہتی ہین تو وہ جو پہلی مرلیا تہا اوسکو کہتا ہی کہ وہ تو مجہسے پہلے
مرلیا تہا اگر ہر ہفتہ ارواح اپنی گہر جاتی ہین تو اونکو کیا حاجت استفسار کی ہے جواب حاجت
استفسار کی کیون نہین مثلاً ایک شخص ہر ہفتہ اپنی گہر آتا ہے شب باش ہوکر چلا جاتا ہے تو چہہ روز
بعد چلے آنے اوس شخص کی اگر کوئی اوسکی گہر سی آئیگا تو وہ اپنی اقربا کا حال پوچہیگا یا نہ پوچہیگا
سب عقلا جانتی ہین کہ وہ ضرور پوچہیگا پس اسیطرح جو روح شب جمعہ کو اپنی گہر ہوگئی تہی تو جو آدمی
چار شنبہ یا روز پنجشنبہ کو مریگا اور روح اوسکی عالم برزخ مین جائیگی وہ روح ضرور پانچ چہہ روز کی
غیبوبت کا حال اس روح تازہ سی پوچہیگے کہ فلان آدمی کسطرح ہے اور فلان کسطرح اور اسیطرح اگر
کوئی قریب اوسکا روز جمعہ یا شام جمعہ کو مرگیا ہوگا اور وہ اپنی مشوی اعمال سی دوزخ مین گیا ارواح
مومنین مین نہ پہنچا پہر کوئی دوسرا عزیز مومن مخلص چار شنبہ کو مرکر ارواح مومنین مین پہنچا تو وہ
بالضرور یہ بیان کریگا کہ وہ مرد قریب مجہسے چار پانچ روز پہلی مرچکا کیا وہ تمہاری پاس نہین آیا
تب وہ روحین کہینگی کہ بس وہ دوزخ مین گیا اور یہ بہی ہوسکتا ہی کہ روح ہر ہفتہ گہر پر آتی
اپنا ایک عزیز کو ہمیشہ غیر موجود پاتی چونکہ اوسوقت آدمیون سی اوسکو پوچہنا ممکن نہ تہا ہمیشہ چپ
چلی جاتی یہ خیال کرتی کہ شاید وہ کہین پردیس مین گیا ہی لیکن جب اوس گہر مین کوئی
مخلص مومن مرا اوسکی روح ارواح مومنین مین پہنچی تب اوس عزیز کا حال دریافت کیا ہوگا

کہ وہ تو مجھسے پہلی مرچکا ہے کیا تمہاری پاس نہین آیا تب وہ روح جان لیتی ہی کہ اوس عزیز کو کہان
جو مکان پر موجود نہ دیکھتی ہی اور یہ سمجھتی ہی کہ وہ کہین پردیس مین ہوگا سو پردیس مین نہین
بلکہ وہ دوزخ مین پہنچا اور یہہ بھی ہوسکتا ہی کہ روح کا اپنی گہر آنا منقول ہی ہمارا یہ دعوی
تو نہین کہ وہ اپنی سب اقربا وغیرہ دون اور دوست آشنا ونکی گہر پر جاتی ہی پس جایز ہی کہ وہ
روحین اپنی اون دوست آشنا وعزیزونکا حال پوچھتی ہونگی جو اوسکی خاص گہر مین نہین رہتی
تھی لفظ حدیث مین نہ قید اپنی خاص گہر مین رہنی والونکی ہی اور نہ یہ کہ خاص اپنی ذوی القربی
کا حال پوچھیگا بلکہ جائنہی کہ اپنی بعض دوستدارون اور غمگسارون کا حال دریافت کرین

حدیث کی اصل الفاظ یہ ہین فیسالونہ ماذا فعل فلان ما ذا فعل فلان فیقول قدمات اما اتاکم
فیقولون قد ذہب بہ الی امہ الہاویہ یعنی اوس نئی مردہ سی پہلی مردہ پوچھتی ہین فلانی کا
حال کیا ہی فلانی کا حال کیا وہ جواب دیتا ہی کہ وہ تو مرچکا کیا تمہاری پاس نہین آیا تب
وہ کہتی ہین کہ وہ دوزخ مین پہنچا انتہی **اب قلوب قاسیہ کی نرم کرنیکو ایک قصہ نہایت**
معتبر کتاب سی جسکی مصنف کو نوسو برس سی زیادہ ہوی بواسطہ سی امام ابو یوسف کی شاگرد
ہین لاکہہ حدیث انکو حفظ تہی انکا خطاب امام الہدی ہی اور نام انکا نصر بن محمد اور لقب اور کنیت
فقیہ ابو اللیث سمرقندی مشہور ہی وہ اپنی کتاب تنبیہ مین باب فضل جمعہ مین فرماتی ہین کہ مینی
اپنی باپ سی سُنا اور وہ فرماتی تہی کہ پہنچا مجھکو قصہ صالح مزنی کا کہ وہ جمعہ کی رات کو جامع مسجد
مین آی کہ نماز فجر وہان پڑہین رستہ مین ایک مقبرہ ملا دل مین آیا کہ صبح صادق ہوجاویگی اوسوقت
مسجد کو چلیں گے مقبرہ مین ٹہر گئے دو رکعت نماز پڑہی اور ایک قبر سے کہ سہارا لگا لیا نیند آنکہون
مین بہر آئی دیکہتے کیا ہین سب اصحاب قبور قبرون سی نکل کر حلقہ حلقہ بیٹہہ گئی باتین کرنی لگی
ایک جوان کو دیکہا اوسکی کپڑی میلے اور داس مغموم بیٹہا ہے اتنی مین بہت خوان ڈہکی ہوے
خوان پوشون سی آدمین ہر آدمی اپنا اپنا خوان لیتا گیا اور چلتا گیا آخر وہی بچارہ جوان رہگیا
اوسکی پاس کچہ نہ آیا وہ اوداس غم کا مارا اوٹہہ کر کہڑا ہوا جب قبر مین داخل ہونے لگا صالح مزنی

کہتی ہین کہ مینی اوس سے کہا ای اللہ کی بندہ تو کیون اداس ہے اوسنی کہا تنی دیکہا نہین کسقدر خوان
آتی ہی مینی کہا کہان وہ بولا یہہ تحفہ تحایف تہی جو اونکی واسطی خیرخواہون نی بہیجی ہی جو وہ صدقہ
دعا وغیرہ کرتی ہین انکو پہنچتا ہی جمعہ کی رات کو اور مین بہنی والا ملک سند کا ہون اپنی مان کو لیکر واسطے
حج کرنیکے آیا تہا جب بصرہ مین پہنچا مین مرگیا میری مان نے میرے بعد نکاح کرلیا اور دُنیا مین مشغول
ہوگئی مجھکو بھول گئی نہ مُوہنہ سی کبہی نام لیتی ہی نہ زبان ہی دعا اب مین غمگین ہون تو کیا کرون میرا
کوئی نہین جو یاد کری تب صالح مزنی کہتی ہین مینی اوس سے پوچھا تیری مان کہان ہے اوسنی بتادیا پہر صبح
ہوگئی نماز پڑہی اور اوسکا گہر ڈہونڈہتا ہوا گیا اوسنی اندر سی آواز دی تو کون ہی مینی کہا صالح مزنی
اوسنی بلایا مین گیا مینی کہا بہتر یہ ہی کہ میری اور تیری بات کوئی نہ سُنی تب مین اوس ہی نزدیک
ہوگیا فقط ایک پردہ بیچ مین رہ گیا مینی کہا اللہ تعالی تجہپر رحم کری کوئی تیرا بیٹا ہے بولی کوئی نہین
مینی کہا کبہی ہوا تہا تب وہ سانس بہرنی لگی اور بولی ایک بیٹا جوان تہا مرگیا تب مینی وہ قصہ مقبرہ کا
بیان کیا اوسکی آنسو بہنے لگے اور کہنی لگی ای صالح مزنی وہ میرا بیٹا میرا اکلوتا بیٹا پہرا اوس عورت نی مجھکو
ہزار درم دیئی اور کہا کہ میرے نورچشم کی طرف سی خیرات کردیجو اور اب سی مین اوسکو دعا اور خیرات
سی نہ بہولونگی جب تک دم مین دم ہی صالح مزنی فرماتی ہین پہر مینی وہ ہزار درم خیرات کردیئی اگلے
جمعہ کی رات اوس مقبرہ مین گیا دو رکعت پڑہی ایک قبر کی سہارے سے بیٹہہ گیا سر جہکا کر پہر مینی اون
لوگون کو قبرون سی نکلتی دیکہا اور اوس جوان کو دیکہا سفید کپڑی نہایت خوش وہ میرے پاس
آکر کہنی لگا ای صالح مزنی اللہ تیرا بہلا کری مجھکو ہدیہ اور تحفہ پہنچ گیا مینی کہا تم جمعہ کو پہچانتے ہو کہا جانو
تک پہچانتی ہین یہ کہا کرتی ہین سلام لیوم صالح یعنی یوم الجمعہ انتہی ای بہایو اگر ایسی امام الہدی کا
نقل کیا ہوا قصہ درد آمیز تمہاری دل کو خوف الٰہی سی نہ ہلاوی تو کمال حسرت کی بات ہی پتہر ہی
اللہ کی ڈر سی نرم ہوجاتی ہین ان من الحجارۃ لما یتفجر منہ الانہار قدیم الایام سی دستور چلا آتا ہی کہ قدما
اپنی اپنی اموات کی لئی کہانا جمعہ کی رات کو دیا کرتی تہی حفاظ اور ملا اور قراء مقابر وغیرہ کو بہیجتی تہی
حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ کو چہہ سو برس سی زیادہ گذری اونکی کلام مین ہی اسکا پتا موجود ہے

کلیات مین جو قصیدہ درباب تنبیہ حال موت لکھا ہی اوسمین وہ لکھتے ہین کہ جب آدمی مرتا ہی چند روز
اوسکو روتی ہین جمعرات کو حلوا بھی بھیجتی ہین جب کئی برس گذر گئی پھر سب بھول جاتی ہین اور
وہ آدمی بے نام و نشان ہوجاتا ہے اشعار اونکے بطور التقاط لکھتا ہون ؎

یکہفتہ یا دو ہفتہ کم و بیش صبح و شام	با گریہ دوست ہمدم و ہمدستان شود
حلوا سہ چار صحن شب جمعہ چند بار	بہر ریا بخانۂ ہر گورخوان شود
وانگہ کہ چند سال بران حال بگذرد	آن نام نیز بگذرد و بے نشان شود

اگلے آدمی جمعرات کا اسقدر خیال رکھتی ہی کہ دو آنہ کا مزدور کہ جسکی پاس کچھ بھی دینی کو نہوتا تہا وہ بھی جو
سیر بھر آٹا بال بچون کیواسطی لاتا اور شام کو پکواتا اوسمین نیت کرتا تہا کہ یارب العالمین یہہ جو بال بچون کا
نفقہ میری فی میتری حکم سی واجب ہے اور ادای واجبات الہی مین آدمی مستحق ثواب ہوتا ہی آج جو یہہ سیر بھر کی
روٹیان اپنی بال بچون کو دیتا ہون اس نفقہ واجبہ مین میری یہ نیت ہی کہ اسمین جو مجھکو ثواب ہوتا
وہ میری فلانی عزیز میت کو پہنچی غرض کہ نادار تنگ دست آدمی اوسی روز مرہ کی نفقہ واجبہ عیال مین
نیت ایصال ثواب کرتی تہی اور فاتحہ درود پڑہ کی بعد ازان اپنی بال بچون کو وہ کہانا کہلا دیتی تہی
اموات کو محروم نرکہتی تہی اور تونگر آدمی تو بہت کچہہ دیا کرتی تہی اب جیسی ہمتہین لوگون کی ویسا کہائین
اور اوس بخیلی کی ساتھہ یہہ بہی بہانہ ہاتہہ آگیا کہ اسکو تو مولوی لوگ بدعت کہتی ہین پس بالکل آدمی
چھوڑ بیٹہے اونکتی کو ٹہیلتی کا بہانہ مثل مشہور ہی اب ہمنی تمکو روایات کتب معتبرہ کی سنادی چاہیئی کہ
اب سی سستی نکرو اور صدقات و خیرات اور درود و فاتحہ سی اپنی عزیزونکو یاد رکہو ایک مسئلہ سنتا ہون
کہ جسقدر تم اموات کی نام دوگی یا پڑہکر بخشوگی اموات کو سب پہنچے گا اور اوسیقدر تمکو بھی ملیگا کچہہ تمہارا
ثواب کٹ نجاویگا تم اور مرتے دونو کامیاب ثواب سی ہوگی خزانہ الہی مین کچہہ کمی نہین وہ دونو کو
دیتا ہی ان ربک واسع المغفرۃ فقط تمہاری نیت کا گہاٹا ہی **لمعہ ثالثہ عیدین اور شب برات**
اور عشرہ محرم مین فاتحہ فی خزانۃ الروایات عن ابن عباس رضی اللہ عنہ یقول اذا کان
یوم عیدا و یوم جمعہ او یوم عاشورا او لیلۃ نصف من شعبان تاتی ارواح الاموات و یقومون علی ابواب

یقولون ہل من حدیذ کرنا ہل من احد یترحم علینا ہل من حدیذ کرعزبتنا یا من سکنتم بیوتنا و یا من
سعدتم بما شقینا و یا من اقتسم فی اوسع قصور نا و نحن فی ضیق قبورنا و یا من ابتہذ للتم تیاتنا منا و یا من نکتحم
نسائنا ہل من احد یتفکر فی غربتنا و فقرنا کتبنا مطویۃ و کتبکم منشورۃ واضح ہو کہ یہ کتاب خزانۃ الروایات
پورانی کتاب ہی جس نسخہ سی یہ عاجز نقل کررہا ہی وہ چار سو برس سے کسیقدر کم کا لکہا ہوا ہی اب دیکہنی
تصنیف کب ہوئی ہوگی صاحب کشف الظنون نی اسکی مصنف کا حال یہہ لکہا ہی کہ یہ قاضی جگن
ہندوستان کی حنفی المذہب اور ساکن گجرات تہی تمام عمر فتوی نویسی اور لکہنی مین گذاری انتہی کلامہ
پس معتبر ہونا اسکا ظاہر ہوگیا اور نیز ہم بیان کرچکے ہین بیان فاتحہ جمعرات مین کہ مولوی اسحق صاحب
نی اپنہ مسایل مین اور مسائل اربعین مین اس خزانۃ الروایات کی سند پکڑی ہی معتمد علیہ ہونا اس
کتاب کا اور پورانا ہونا معلوم ہوچکا علاوہ براین علی بن احمد غوری نی بہی اس روایت کو کنز العباد مین
کتاب الروضہ باب خامس اربعین سے نقل کیا ہی اسکا ترجمہ اسکی روایت کا معلوم کرو حضرت ابن عباس سے
روایت ہی کہ جب ہوتا ہی دن عید کا یا جمعہ یا عاشورا محرم کا یا شب برات تب آتی ہین روحین میت کے
کی اور کھڑی ہوتی ہین اپنی دروازہ اور کہتی ہین کہ ہی کوئی ہمارا جو ہمکو یاد کری اور ہم پر رحم کری ہماری
غربت کو یاد کری تم ہماری گہرو مین رہتی ہو ہماری مال سی چین کرتی او تم کہلی کشادہ مکانون مین
یہہ ہی ہو ہم تنگ قبرون مین پڑی ہین ہماری یتیم بچون کو تنی ذلیل کر رکہا ہی اور ہماری بیبیون کو
تنی نکاح کرلیا اب تم مین کوئی ہی جو فکر کری ہمیان کری ہماری غربت اور محتاجی کا ہمارے
نامہ اعمال لپٹ چکی تمہاری نامہ اعمال کہلی ہوی ہین انتہی اور واضح ہو کہ جسطرح یہہ روایت خزانۃ الروایات
اور کنز العباد مین ہی اسیطرح وقایق الاخبار مین بہی ہی اور وقایق الاخبار منسوب ہے امام غزالی کی
طرف اور تفسیر کبیر متنزل الملکۃ والروح مین مفسرین کی چند قوال ہین بعضون نی کہا روح ایک فرشتہ ہے
اور بعضون نی کہا کہ جبریل ہی اور بعضون نی کہا روح حضرت عیسی ہین جو فرشتونکی ساتہہ اوترتی ہین
اور بعضون نی کہا روح سی محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہین اور وقایق الاخبار مین ہی کہ بعضون نی کہا ارواح
بنی آدم مراد ہین عبارت اوسکی یہ ہی و یقال روح الاقربا من الموات المومنین یقولون بنا اندن

لنا بالنزول الی سماء الدنیا حتی نزی اولادنا و عیالنا فیزلون فی لیلۃ القدر انتہی اور تفسیر عزیزی مین
تحت شرح اس آیت کے لکھا ہے یعنی فرود می آیند ملئکہ از آسمانہا و ارواح از مقام علیین در ان شب اور
تینتیس ۳۳ سطر کی بعد لکھتی ہین کہ ہمراہ جبرئیل علیہ السلام جمیع ملئکہ و ارواح نزول می کنند اب گوش ہوش
سی سننا چاہی کہ باپ کو اولاد صالح کی دعا سی نفع پہنچتا ہی صحیح مسلم کی حدیث ہی ولد صالح یدعو لہ
اس حدیث مین تم لوگون کو اشارہ ہوا کہ تم جنکی اولاد ہو انکی حق مین دعا کرو فاتحہ درود پڑہو دوست
حدیث بیہقی کی ہی ہم المیت فی القبر الا کالغریق المتغوث ینتظر دعوۃ تلحقہ من اب او اخ او صدیق فاذا لحقتہ
کان احب الیہ من الدنیا و ما فیہا اس حدیث مین ا شارہ ہو گیا ماں باپ کو کہ وہ اپنی اولاد کو دعا کر
سی یاد کہین اور بہائی بہائی کو اور دوست دوست کو ہو اسطے کہ اس حدیث مین ا رشاد ہو گیا کہ
مُردہ ان سب کی طرف امید لگای رہتا ہی غرض دونون حدیثون کی مضمون سی یہ بات ثابت ہو گئی
کہ سب دوستون اور اقربا کو چاہئی کہ اپنی دوست اور اقربا کو یاد کہین اور آدمیونکا حال یہ ہی کہ دُنیا
کی جنجال مین پھنسکر اپنی عزیزونکو جو کہ مرگئی بالکل بہول جاتی ہین روز مرّہ کی یاد تو کہان بہلا اگر
تیوہارون کو یعنی عید بقرعید شبرات محرم مین بھی یاد کرلین تو غنیمت ہے کیونکہ تیوہارون مین کہانیکی
کثرت ہوتی ہی طرح طرح کی چیزین پکتی ہین دوست آشناؤن مین تحفہ ہدیہ بہیجا جاتا ہی ہائی افسوس
زندہ آدمیونکو تحفہ ہدیہ بھیجین حالانکہ زندہ آدمی خود بہی پکوا کر کہا سکتا ہی اور میت کہ جو کہ بالکل عاجز
بی بس بیکس ایک غار تنگ تاریک مین پڑی ہین ا در اعمال اوسکی منقطع ہو چکی اب کچھہ کر نہین سکتی اونکو
ذرا بہی یاد نکرین کسقدر غفلت کی بات ہی اور جو کوئی عالم ملا ہو کر لوگونکو اسکام سی روکی کسقدر
مظلمہ موتی کا اپنی گردن پر لیتا ہی یا اللہ ایک پہلی وقتون کی عالم فاضل ہتی کہ خیرات حسنات کی
رغبت دلاتی ہتی مصنف خزانۃ الروایات لکھتا ہی کہ مین شروع بلوغ سے فتاوی اور کتب فقہ اور
مسایل مین کوشش کرتا رہا اور جب استفتا پیش ہوتی ہتی جب تک جواب اونکی کتابون سی نہین نکال لیتا
تہا چین نہین آتا تہا اور مین کسی وقت خالی مباحثہ اور مطالعہ کتب سی نہین رہتا تہا اور مشکلین حل کیا
کرتا تہا تمام عمر فتوی دینی مین گذاری اور جسقدر فتوی دیتا وہ سب مسائل اس کتاب مین لکھدیتا

انتہی کلامہ دیکھو یہ شخص ہندوستان کا قاضی سیکڑون برس کا عالم فقیہ گذرا ہو انہندوستان مین فتوی جاری
کرنیوالا اپنا فتوی اس کتاب مین لکھتا ہی اور روایت کرتا ہی کہ تیوہارون مین روحین آتی ہین
چنانچہ روایت اونکی بیان کی گئی معلوم ہوا کہ یہ جو قدیم الام سی عیدین مین و غیرہ تیوہارونمین دستور فاتحہ کا
چلا آتا ہی ایسی ہی بزرگون کا حکم دیا ہوا اور جایز رکہا ہوا اور احادیث سی استنباط کیا ہوا ہی جاہلونکا
ایجاد کیا ہوا نہین جاہل کسی قاعدہ دینی اور شرعی کا موجد نہین ہو سکتا اور نہ کوئی جاہل کا اتباع کرتی ہے
سبب سوم صالحہ اہل اسلام مین علما و صلحا کی تلقین فرمائی ہوئی ہین ا نجملہ یہہ بات کہ ہم اکثر دیکھتے ہین کہ
عیدین و غیرہ مین جو فاتحہ دیتی ہین تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نام کا جدا نکالتی ہین یہ مسئلہ ہی امام ربانی
مجدد الف ثانی کی کلام مین موجود ہی مانعین ان امام کی معتقد ہین وہ اپنی مکتوبات کی جلد ثالث مین
لکھتے ہین باید کہ ہر گاہ صدقہ بمیت نیت کند اول باید کہ بہ نیت آنسرور علیہ و علی آلہ الصلوۃ والسلام ہدیہ
جدا سازد بعد ازان تصدق کند کہ حقوق آنسرور علیہ و علی الہ الصلوۃ والسلام فوق حقوق دیگران است
و نیز بریں تقدیر احتمال قبول صدقہ است بطفیل آن سرور علیہ و علی الہ الصلوات والتحیات انتہی سبحان اللہ
ایک ایسی ایسی علمار دیندار ہتی کہ کیا کیا ہدایت کی طریقی تعلیم فرماتی ہتی اور ایک اب پیدا ہوی ہین کہ
بالکل عمل معمولہ قدیمی اور خیرات مستمرہ سلف کو بند کرتی جاتی ہین اور یہ جو مولوی اسحق صاحب نی
مائۃ مسائل مین تحریر فرمائی ہی کہ آمدن ارواح درین شب ہا از احادیث صحیحہ مرفوعہ متصل الاسناد ثابت
نگشتہ اور مسایل اربعین مین ان حدیثونکو لکہا بعض علمای محدثین این روایات را تضعیف ہم فرمودہ اند
و بیان غرابت آن آوردہ انتہی کلامہ مین کہتا ہون کہ اس کلام سی بس اسیقدر ثابت ہوا کہ یہ حدیثین
صحیح متصل الاسناد نہین بعضی محدثون نی انکو ضعیف ہی کہا ہی سو اصول حدیث مین یہہ ٹہر چکا ہی کہ
حدیث صحیح نہونی سی یہ لازم نہین آتا کہ وہ حدیث جہوٹ بنائی ہوئی موضوع ہو چنانچہ ملا علی قاری
اور صاحب مجمع البحار اپنی رسایل موضوعات حدیث مین لکھتی ہین قال الزرکشی مین قولنا لم یصح قولنا
موضوع بل قد یصح فان الوضع اثبات الکذب قولنا لم یصح لا یلزم منہ اثبات العدم الی آخرہ ہان البتہ
صحیح نہونی سی یہ ضرور ثابت ہو جاتا ہی کہ ضعیف ہی پس حدیث ضعیف کا ہم سی حکم سنو تفسیر روح البیان

کی دوسری جلد مطبوعہ مصر کی صفحہ ۶۲۲ مین ہے وانکانت ضعیفۃ الاسانید فقد اتفق المحدثون علی ان
الحدیث الضعیف یجوز العمل بہ فی الترغیب والترہیب یعنی اگر حدیثین ضعیف ہین تو اتفاق کیا ہی
کل کہ اہل حدیث فی اسبات پر کہ حدیث ضعیف پر عمل جایز ہی جس مقام مین رغبت دلاتی ہون نیک کام
پر یا ڈراتی ہون بری کام سی اور نقل کیا اس کلام کو صاحب روح البیان نے امام نووی و جلبی
اور ابن فخر الدین رومی وغیرہم سی اور اسی طرح منقول ہی فتح المبین مع لفہ علامہ ابن حجر سی اتفق العلماء
علی جواز العمل بالحدیث الضعیف فی فضائل الاعمال اور میر سید شریف رحمۃ اللہ علیہ اصول حدیث مین
لکہتے ہین ویجوز عند العلماء التساہل فی اسانید الضعیف فی فضایل الاعمال اور اعضاء وضو کی ہونی ان
جو دعائین وارد ہوئی ہین وہ سب ضعیف ہین باایہمہ لکہا صاحب درمختار نی فیعمل بہ فی فضائل
الاعمال اور نسائی کا یہ طریق تہا کہ جس راوی کو بالاتفاق علمای حدیث نی چہوڑ دیا ہوا وسکی حدیث
وہ نہ لیتی تہی باقی سب حدیث ضعیف ہر قسم کی لے لیتے تہی اور ابوداود کا مذہب یہ تہا کہ وہ حدیث
ضعیف کو امام مجتہد کی رای سی افضل جانتے تہے اور یہ نسائی اور ابوداود و مصنفین صحاح ستہ کی دوا
ہین اور شرح سفر السعادۃ مین ابن خرم سی نقل کیا ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی سب اصحاب
متفق ہین اسبات پر کہ حدیث ضعیف مقدم ہی قیاس اور اجتہاد پر انتہی پس حدیث ضعیف کی یہ
شان نہین کہ ہر طرح اوسکو رد کیا کرین اور کسی موقع مین قبول نکرین اور رسالہ انتباہ مین شاہ ولی اللہ
صاحب لکہتے ہین ورد فی فضایل رجب الاحادیث باسانید ضعیفۃ لاباس بالعمل بہا فان وجد فی نفس
قوۃ فلیعمل بہا اور مولوی قطب الدین خان صاحب نے مظاہر الحق مین جہہ رکعت صلوۃ الاوابین کو لکہا
اگرچہ ترمذی وغیرہ نی اس حدیث کو ضعیف کہا ہی لیکن فضایل اعمال مین عمل کرنا حدیث ضعیف
جایز ہی اسی مولف کہتا ہی کہ صلوۃ الاوابین کی حدیث ایسی ضعیف ہی جسکی بابت مشکوۃ مین
ہے لاتعرفہ الا من حدیث عمر بن ابی خثعم وسمعت محمد بن اسمعیل یقول ہو منکر الحدیث وضعفہ جدا
پس مولوی قطب الدین خان صاحب نی اسدرجہ کی حدیث پر بہی عمل کرنا ثابت کیا ہی شرح ملا علی قاری
سی اور شامین اسکی یعنی مقبول رکہنا حدیث ضعیف کا اعمال مین بہت مسایل فقہیہ مین ثابت ہی

بباعث طول فقط اپنی عبارات منقولہ بالا پر اکتفا کرتی ہون اب قاعدہ کلیہ جو اصول حدیث اور اصول فقہ
مین درباب حدیث ضعیف لکہتی ہین نقل کرتا ہون کہ حدیث ضعیف کو صفات باریتعالی اور تحریم
وتحلیل اور اعتقادیات مین نہین لیتی البتہ معجزات اور احوال قیامت اور موعظت اور فضایل اعمال
مین مقبول رکہتی ہین اور فضایل اعمال کی معنی علامہ شامی شارح درمختار نی یہ لکہی ہین کہ کسی عمل کی فضیلت
حاصل کرنیکی لئی حدیث ضعیف کو لیلینا جایز ہی انتہی کلامہ اور ضعیف پر عمل کرنیکی شرط یہ ہی کہ وہ عمل
ایسا ہو کہ ایک قاعدہ عام شرعی مین داخل ہوا اور اس شرط لگانیمین حکمت یہہ ہی کہ حدیث ضعیف کی یہ معنی تو
نہین ہین کہ وہ جہوٹی بی اصل ہی بلکہ ممکن ہی صادق ہونا اوسکا پس اگر وہ حدیث ضعیف نفس الامر مین
عند اللہ صحیح ہتی تو اوسپر عمل ہونا بہت اچہا ہوا اور اگر نفس الامر مین ثابت نہ ہتی تو اوسپر عمل کرنی ہی
کچہہ نقصان نہ لازم آیا کیونکہ وہ قاعدہ کلیہ عام شرعی مین داخل ہی مثلاً یہی دعائین وضو کی اعضاء دہونی
مین جو ضعیف حدیثون سی ثابت ہوئی ہین اگر یہہ نفس الامر مین عند اللہ صحیح ہین تو حق ان احادیث
کا ادا ہو گیا اور ثواب موعود ملگیا اور اگر یہہ حدیثین عند اللہ صحیح نہین تو ہر عضو پر جدا جدا دعا پڑہنی ہی
گنہگار ہی نہین ہوا کیونکہ اوسنی دعا پڑہی ہے کچہہ اور گناہ تو نہین کیا اور مطلق دعا کا مانگنا شرع مین
ثابت ہی اور ایک حدیث ضعیف مین ہی حضرت سی روایت کیا گیا ہی کہ آپ نی فرمایا جس شخص کو
میری طرف سی کوئی حدیث پہنچی اوسنی اوسپر عمل کیا تو اوسکو ثواب ملیگا اگرچہ فی الواقع وہ حدیث
میری نہو چنانچہ یہ مضمون شامی شارح درمختار نی علامہ ابن حجر سی نقل کیا ہی العمل بالحدیث الضعیف
فی فضایل الاعمال لانہ ان کان صحیحا فی نفس الامر فقد اعطی حقہ من العمل والا لم یترتب علی العمل بہ مفسدۃ تحلیل ولا
تحریم ولا ضیاع حق الغیر وفی حدیث ضعیف من بلغہ عنی ثواب عمل فعملہ حصل لہ اجرہ وان لم اکن قلتہ
اور اسیطرح شاہ ولی اللہ صاحب نی جو ماہ رجب مین ہزاری روزہ اور اوسکی رات کو جاگنے کا حکم دیا ہی
وہ بہی اسی قاعدہ پر ہے یعنی اگرچہ یہ تخصیص دن اور رات کی ضعیف حدیث سی ثابت ہوئی لیکن
مطلق روزہ رکہنا اور شب کو عبادت کرنا تو دین مین ثابت ہے اور اسیطرح چہہ رکعت اوابین کو مولوی
قطب الدین خان صاحب نی اگرچہ بہی حدیث ضعیف اور منکر ہی یعنی اگرچہ بہی قاعدہ ہی

لیکن کوئی اگر اس تعیین زمان اور تخصیص رکعات پر موافق اس حدیث ضعیف کی عمل کریگا تو کچھ برائی
نہوگی کیونکہ مطلق نفل کا پڑہنا تو ہر وقت جایز ہی اور یہان ایک اور مسئلہ سمجھنا چاہیی کہ فقہا رحمہم اللہ ایسے
عمل کو جو حدیث ضعیف سی ثابت ہوتا ہی مستحب لکھا کرتی ہین چنانچہ اسی صلوۃ الاوابین کو باوجود
حدیث منکر ہونیکی مستحب اور مندوبات مین فقہا لکھتے ہین اور اسیطرح گردن کا مسح وضو مین ضعیف حدیث سی
ثابت ہواہی اوسکو بہی مستحب لکھتی ہین اور ماہ رجب کی روزہ کو فتاوی عالمگیری مین مرغوبات و
مندوبات کی ذیل مین لکھاہی جب یہ قواعد اور فوائد ذہن نشین ہوچکی تو اب ہم اس قاعدہ مقررہ
فقہا محدثین کو مسئلہ متنازع فیہ یعنی روحون کی آنی مین جاری کرکی دکھاتی ہین اور اول گفتگو
ہماری اسبات مین یہہی کہ وہ جو فاضل مذکور نی لکھاہی کہ بعض محدثین نی احادیث آنی ارواح کو
ضعیف کہاہی ہم کہتی ہین کہ بعض محدثین کے ضعیف کہنی سی لازم نہین آتا کہ کل کی نزدیک ضعیف ہو
ملا علی قاری وغیرہ لکھتی ہین لاحتمال ان یکون الحدیث موضوعا من طریق صحیحا من آخر بس اس بنا پر
ہم کہتے ہین چونکہ صاحب خزانۃ الروایات نی جسکی سند اسی فاضل نی اپنی تصنیفات مین لی ہی
اور فضایل اوسکی ہم اور وجوہ سی بہی بیان کرچکی ہین یہ حدیثین آنی ارواح کی اپنی فتاوی مین درج
فرمائین لابدیہ بات دلیل انکی صحت اور قوت اور مفتی بہ ہونی پر ہی مفتیان دین کا ایک حدیث کو
لیلینا دلیل قوت ہی اور بالفرض والتقدیر اگر ہم موافق قول دس فاضل کی ضعیف ہونا ان احادیث
کا تسلیم کرین تو حدیث ضعیف پر عمل کرنا فروع مسایل اور فضایل اعمال مین اقوال فقہا و محدثین سے
بالاتفاق والاجماع ثابت ہی پس جو آدمی ان حدیثون پر اسبات مین عمل کریگا کہ صدقہ فاتحہ درود
تیوہارون مین کریگا تو بلاشک یہ امر جایز بلکہ مستحب ہوگا اسلیی کہ اگر واقعی وہ روحین آنی نہین تو سبحان اللہ
اصل مدعا ثابت ہوا کہ وہ خوش و خرم گئین اور اگر وہ بددعا کرتین اب یہہ آدمی اونکی بددعا سی بچ گیا اور
اوسکو ثواب پہنچ گیا اور بالفرض والتقدیر اگر روحین آنی نہین تو بہی یہ صدقہ اور فاتحہ درود تو انکو پہنچ ہی
جاویگا انکا پہنچ جانا تو اصل قاعدہ شرعی سی ثابت ہی عند اہل السنۃ والجماعۃ بنا علیہ تیوہارون مین صدقہ
اور فاتحہ درود کرینگے نہ فقط جایز بلکہ امر مستحب کہنا چاہیی چنانچہ ہم اسکی چند نظیرین کلام فقہا سے

صلاۃ الاوابین و مسح رقبہ اور صوم رجب کی بابت لکھچکی ہین اور علاوہ اسکی بہت نظیرین اسکی کتب
فقہ مین موجود ہین جسکی نظر متون و شروح و فتاوی پر ہے یہ بات اوس سے مخفی نہین ان شاء اللہ تعالی دلیل
انصاف دین آمین یارب العالمین آمین **لمعہ رابعہ بیان طریقہ سویم کا** اس عمل مین پانچ
چیزین ہین کلمہ طیبہ پڑہنا شمار کی لیی دانہار کھود کا معین کرنا۔ ختم قرآن کرنا۔ برادری اور دوست
آشناؤن کا واسطے قرآن اور کلمہ پڑہنی کی جمع ہونا۔ اس کام کی لیی تیسرا دن ٹہرنا **بیان**
امر اول اختیار کرنا کلمہ طیبہ کا اسلیی ہی کہ حدیث مین وارد ہواہی لا الہ الا اللہ مفتاح الجنۃ اور امام
ابو اللیث سمرقندی نی روایت کی ہی انس سے عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قیل لہ یا رسول اللہ من
من قال نعم لا الہ الا اللہ جب معلوم ہوا کہ کلمہ طیبہ کنجی جنت کی اور قیمت ہی جنت کی تو ثواب سمانی
ایسی چیز کی نہایت درجہ اولی و انسب ہے اور علاوہ اسکی یہہی ایک حدیث مین آیاہی کہ جو کوئی میت
کی نیت سی ایک لاکھ بار لا الہ الا اللہ پڑہے اور ثواب اوسکا میت کو بخشی اگر وہ قابل عذاب ہوگا
اوسکو عذاب نکریگی اور اگر وہ حایل عذاب نہین تو اوسکی درجات بلند کردیے جاویگی اور ایک روایت
مین ستر ہزار بار پڑہنا لا الہ الا اللہ کا آیاہی چنانچہ بزرگان دین سی اوسپر عمل بہی پایا گیا ہے
حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی جلد ثانی مکتوبات مین حکم فرماتی ہین بیاران و دوستان فرمایند کہ
ہفتاد ہزار بار کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ بروحانیت مرحومی حواجہ محمد صادق و بروحانیت مرحومہ
ہمشیرہ او ہم کلثوم بخوانند و ثواب ہفتاد ہزار بار را بروحانیت یکی بخشند و ہفتاد ہزار بار دیگر را
بروحانیت دیگری از دوستان و عاو فاتحہ مسئول است انتہی اور حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی
رحمۃ اللہ علیہ سی بہی اس باب مین ایک قصہ منقول ہی جسکو مولوی محمد قاسم صاحب نوتوی نی
اپنی کتاب تحذیر الناس مطبوعہ بریلی کی صفحہ ۴۰ مین لکھاہی کہ حضرت جنید کی کسی مرید کا
رنگ یکایک متغیر ہوگیا آپنی سبب پوچہا تو بروی مکاشفہ اوسنی یہہ کہا کہ اپنی ماں کو دوزخ
مین دیکھتا ہون حضرت جنید نی ایک لاکھ یا پچہتر ہزار بار کہی کلمہ پڑہا تہا یون سمجہکر کہ بعض
روایتون مین اسقدر کلمہ کی ثواب پر وعدہ مغفرت ہی اپنی جی ہی جی مین اس مرید کی ماں کو

بخشدیا اور اوسکو اطلاع نکی مگر بخشتی ہی کیا دیکھتی ہین کہ وہ جوان ہشاش بشاش ہی آپنے
پھر سبب پوچھا اوسنی عرض کیا کہ ایا اپنی والدہ کو جنت مین دیکھتا ہون تو آپنی اسپر بھڑ فرمایا
کہ اس جو ان کی مکاشفہ کی صحت تو مجھکو حدیث معلوم سی معلوم ہوئی اور حدیث کی تصحیح اوسکی مکاشفہ
سی ہوئی انتہی کلامہ دیکھو ان روایات احادیث اور دستور العمل ہونی سلف صالحین سے وجہ تخصیص
کلمہ طیبہ کی عمدہ طرح پر ظاہر ہو گئی پس بدعت اور ضلالت کہنا اسکا رد ہو گیا **دوسرا امر** تخصیص دانہ
نخود کی وجہ یہ ہے کہ دانہ نخود اگر متوسط ہو نہ بہت چھوٹا نہ بہت بڑا پہلی وزن سے کہ وہ اسی روپیہ
سے زیادہ تہا ساڑہے بارہ سیر نخود از روی شمار ایک لاکہہ دانہ ہو جاتا ہے اس عاجز نی بہی اسکو
آزمایا ہے مولف براہین قاطعہ نی بہی صفحہ ۸۹ سطر ۱۶ مین اسکی تصدیق کی اور یہ لکہا کہ فی الواقع
اول مین دانہ نخود کی اختیار کی بہی وجہ تہی الی آخرہ اور دو شمار جو حدیث مین آئی ہین ایک مین ستر ہزار
دوسری مین سو ہزار احتیاطاً سو ہزار یعنی ایک لاکہہ پر عمل مقرر کیا گیا اور ہر کسیکو قدرت نہ تہی کہ اسقدر
تسبیحین جمع کرتا یا جنگل اور بازار وغیرہ سی گٹہلیان کہجور یا جامن وغیرہ کی چنتا اور جا بجا سے سینتا پہر
نخود مین یہ فائدہ ہوا کہ سہل الحصول ہین جہان سے چاہا جتنے چاہا بی تکلف مول دیکے شمار کی
شمار اوسمین قایم رہی اور بعد فراغ وحصول کار اوسکو تقسیم کر دیا یہ دوسری منفعت حاصل ہو گئی
کہ اسکا بہی ثواب میت کو پہونچ گیا اور اس قسم کی تعینات سلی منع اور کراہت ثابت نہین ہو سکتی
دلیل اسکی یہ ہی کہ روایت ابوداود و ترمذی و نسائی و ابن حبان و حاکم سی یہہ حدیث بطور ثابت ہے
خلاصہ اوسکا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی ایک عورت کو دیکہا تہا کہ گٹہلیان یا کنکریان لئے
ہوئے ذکر اللہ شمار کر رہی تہی آپ نی اوسکو منع نفرمایا اسقدر ثبوت سی فقہا رحمہم اللہ نی مسئلہ نکال لیا
لا باس باتخاذ السبحۃ یعنی کچہہ مضائقہ نہین تسبیح ہاتہ مین لینی کا حال آگے کنکریون یا گٹہلیون کی گنتی
اور تسبیح مین بڑا فرق ہی یعنی دانون کا گول کرنا اور پہرونا یہی عقیق یمن کی عقیق البحر کی صندل
زیتون سنگ مقصود استخوان شتر شیشہ وخاک شفا وغیرہ کی ہوتی ہین اور انمین سوراخ کرنا پہر اونکی
شمار سو دانہ پر رکہنا پہر اونمین تاگا پرونا اونمین ایک دانہ کو امام سب دانونکا مقرر کرنا یہہ سب امور

مسلم الثبوت اور اہل اسلام کی عمل مین ہین حال آنکہ ثبوت فقط کنکریون پر شمار کرنا ہوا ہی اور ان
فروعات زائدہ کی جواز پر صاحب بحر الرائق اور حلیہ اور علامہ شامی شارح درمختار اسطرح اشارہ کرتی
ہین لا تزید السبحۃ علی مضمون ہذا الحدیث الا بضم النوی فی خیط ومثل ذلک لا یظہر تایثرہ فی المنع اب
دیکہی ضم النوی فی خیط کا لفظ لکہکر جمیع تخصیصات اور تعینات تسبیح کی طرف جو اوپر مذکور ہوئین فقہا
اشارہ کر گئے بقولہم مثل ذلک الی آخرہ یعنی ایسی ایسی باتون کو منع مین کچہہ دخل نہین تسبیح سے مقصود شمار
ذکر ہے سو شمار ذکر کا جواز حدیث سی پایا گیا بنا علیہ انہای نخود پر شمار کرنا بہی بمقتضای قاعدہ شرعیہ
مستنبطہ فقہار رحمہم اللہ جایز ہوا بلکہ وانہای نخود کی شمار کو واقعہ قصہ حدیث سی زیادہ تر مشارکت ہے
بنسبت تسبیح کی کیونکہ تسبیح مین قیود زائدہ بہت ہین کما ذکرنا **تیسرا امر** پڑہنا قرآن کا ہی جو لوگ قرآن
خوانی کو منع کرتی ہین دو ایک علما کی عبارتین پیش کرتی ہین اوسکو نہایت مستحکم جانکر اپنی کتابون مین
درج کرتے ہین **سنداول** یہہ ہی کہ سفر السعادت کی عبارت سیف السنہ کی صفحہ ۱۴ مین نقل کی ہے
اسطرح کہ عادت بنوی نمود کہ برای میت جمع شوند وقرآن خوانند وختمات خوانند نہ بر سر گور وہ غیر آن
واین مجموع بدعت ست انتہی مین کہتا ہون حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کے جنازون کی نماز بذات خود
پڑہتی تہی یہہ نماز نجات کے واسطی کافی ہوتی تہی فتح القدیر مین ابن حبان اور حاکم سی روایت کی
گئی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی ارشاد فرمایا کہ جو کوئی تم مین مرجایا کری مجہکو ضرور خبر کیا کرو
فان صلوتی علیہ رحمۃ بیشک میرا نماز پڑہنا اوسپر رحمت ہی اور قرآن شریف سی یہہ بات ثابت
ہوتی ہی کہ فرمایا اللہ تعالی نی وصل علیہم ان صلوتک سکن لہم تفسیر اسکی ابن عباس نی یہ کی ہی کہ دعا کر
ان لوگون پر بیشک تیری دعا انکی لئی رحمت ہے اور امام رازی نی اپنی تفسیر کبیر مین لکہا ہے کہ روح محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت قوی نورانی روشن ہتی جب آپ دعا خیر اونکی لئی کرتی ہتی آپکی قوت روحانی
سے اونکی روحون پر فیضان ہوتا تہا اور چمک جاتی تہین اس پر تو نورانی سی اونکی روحین اور ظلمت
مٹ کر نورانیت آجاتی ہتی انتہی کلامہ اور ظاہر ہی کہ نماز جنازہ مین دعا ہوتی ہی واسطہ میت کی
پس حال حضرت کی دعا کا قرآن اور قول صحابی اور تفسیر امام سے اور نیز حدیث سی معلوم کر چکے کہ

کیا کچھ اسمین مقبولیت اور فیضان الٰہی ہے ہم اپنی موتی پر جسقدر چاہین ختم قرآن کرین اور کرفاتحہ
درود پڑہین لیکن اوس ایک دعا کی برابری جو لبہای سراپا رحمت حضرت محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
کمال مقبولیت اور محبوبیت کے ساتہ نکلتی تہی نہین ہوتی نہین ہوتی اور حضرت علی اللہ علیہ وآلہ وسلم
علاوہ نماز کی اور طرح پر بہی مشکل کشائی فرماتی تہی حضرت جابر فرماتی ہین کہ جب معاذ بن معاذ وفات کر
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی سبحان اللہ سبحان اللہ پڑہا ہم بہی آپکی ساتہ دیر تک بہی پڑہتی
رہے پہر آپ نی اللہ اکبر پڑہا ہم بہی بہی پڑہتی رہے پہر حضرت سے پوچہا گیا کہ اسکا کیا سبب ہے آپ نی
فرمایا اسکو قبر نے دبا لیا تہا اس تسبیح و تکبیر کی برکت سی اوسپر قبر ہر طرف سی فراخ ہو گئی روایت کیا
اسکو امام احمد فی کذا فی المشکوۃ پہلا پہان اس طرح پر مشکل کشائی اور دستگیری ہوتی ہو اگر ختم قرآن
نکیا تو کیا حرج ہے ملکر قرآن نہ پڑہا تو ملکر ذکر اللہ تو حضرت نی بہی واسطی میت کی قبر پر کیا پس جواز
کے واسطے ایک اشارہ عند الفقہا کافی ہی اور بالفرض اگر عہد نبوی مین نہ پائی جانیکی سبب ختم
قرآن کو بدعت کہین مثل قول سفر السعادت کی اسکا مضایقہ نہین لیکن وہ حسنہ ہی ناجایز اور مکروہ تو
کہنا ہرگز صحیح نہین اسلئی کہ بہتری نیک کام حضرت کے بعد کئے گئے اور بالاتفاق جایز رہی گئی اوسکا نام
علماء دین نی بدعت حسنہ رکہا ہی چنانچہ ہم اول تحقیق کر چکی ہین اور اس مسئلہ مین بہی جزئی خاص پیش کرتی ہین
فتاوی قلیبہ مین ہی وضع الید علی القبر بدعۃ والقراءۃ علیہ بدعۃ حسنۃ اور امام حجۃ الاسلام غزالی
نے احیاء العلوم مین فرمایا ہے لاباس بقراءۃ القرآن علی القبور اور اسجگہ امام نی ایک قصہ عجیب
لکہا ہے علی بن موسی کہتی ہین کہ مین امام احمد بن حنبل کی ساتہ تہا ایک جنازہ پر بعد دفن کی ایک
اندہا قرآن پڑہنے لگا امام احمد نی فرمایا او آدمی یہ کام بدعت ہے جب ہم مقبرہ سی نکلی محمد بن قدامہ
امام احمد سے پوچہا کہ تم مبشر بن اسمعیل حلبی کو کیسا جانتے ہو فرمایا وہ ثقہ یعنی معتبر ہے اوسنے پوچہا
تمنے اوسنے کچہ علم سیکہا ہی امام نی فرمایا ہان جب معلوم ہوا اقرار انکی سے کہ وہ استاد ہین
امام احمد کے تب وہ محمد بن قدامہ بولا کہ خبر دی مجہکو مبشر بن اسمعیل نی اونکو خبر دیہی عبد الرحمن
سے کہ جب اونکی باپ علاء بن الجلاج کا انتقال ہوا وصیت فرمائی کہ جب مین دفن کیا جاؤن

میری سرہانی قبر کے پڑہا آیت اول سورہ بقر اور پایتی کہ کہا کہ مین نی ابن عمر کو شنیدہ روایت کرد
بہی اسبات کی اوسوقت امام احمد نی فرمایا کہ مقبرہ مین جاؤ اور اوس مذہب کو کہدو کہ قرآن پڑہا کرین
اور فتاوی عالمگیری مین ہی قراءۃ القرآن عند القبور عندنا حسن ان لم یکن بدعۃ لانہ لا یخلو عن دعاء لہم اشواہد ذا
بقولہ وہل ینتفع والمختار انہ ینتفع کذا فی المضمرات اور نتح القدیر مین ہی واختلف فی اجلاس القارئین
یقصدوا عند القبر والمختار عدم الکراہۃ اور مولوی اسحق صاحب نے اپنا مسایل کی جواب سوال اختلاف
مین لکہا ہے حافظ زاہدی قراءت قرآن نماندن نزد قبر دین مسئلہ علماء را اختلاف است مختار ایں
کہ جائز است الی آخرہ پس اگرچہ صاحب سفر السعادت نی قرآن خوانی کو بدعت لکہا لیکن کلام امام محمد
اور امام احمد بن حنبل اور کتب فتاوی اور مولوی اسحق صاحب سی خوب ثابت ہو گیا کہ قبر پر قرآن پڑہنا
مکروہ نہین نہ جمع ہو کر نہ الگ الگ اور میت کو اوس سی نفع ہوتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
ختم قرآن نہ کرنی سی منع اور کراہت لازم نہین آتی اسلئی کہ آپ بہت انکار جہاد وغیرہ اور اصلاح امت
اور تعلیم نو آموز مسلمانو نمین مصروف رہتی تہی اسقدر فرصت کہان پاتی تہی اور یہ ہی ہے کہ آپ کے
ایک دعا اور صرف نماز جنازہ پڑہ دینا ہماری ختمات قرآن اور اجتماعات اذکار سی نہایت افضل اور
اکمل ہوتا تہا اور بعد آپکے انصار نی اموات پر قرآن پڑہنا شروع کر دیا اور اونکی پیچہے تمام امت مین
رائج ہو گیا چنانچہ عنقریب بیان آتا ہے پس یہ روایتین تو ہمنی قبر پر قرآن پڑہنے کی بیان کرین
اب سماع قبر کے اور جگہہ اگر جمع ہو کر پڑہین اوسکا کیا حکم ہے اوسکو ہم مانعین کی دوسری سند مین
بیان کرینگی **سند دوسری** مانعین اپنے رسایل مین نصاب الاحتساب کی عبارت نقل
کرتی ہین ان ختم القران جہرا بالجماعۃ وکسی بالفارسیۃ سیپارہ خواندن مکروہ انتہی جواب اسکا یہ ہے
کہ نماز کی اندر قرات امام کا سننا اور اوسوقت چپ ہو جانا تو بالاتفاق فرض ہے لیکن اگر خارج نماز
کی کسی مقام پر قرآن پڑہا جاتا ہو اوسکی استماع مین اور سامعین کے خاموش ہو جانے مین اختلاف ہی
بعضے اوسمین بہی فرض کہتی ہین اور بعضی مستحب جو علما مستحب کہتی ہین اونکی نزدیک کچہ مضائقہ نہین
جو لوگ جمع ہو کر قرآن پڑہین بلند آواز سے اور جو فرض کہتے ہین اونکے نزدیک نہین جایز فتاوی

قینہ مین ہی یکرہ للقوم ان یقرؤا القران جملۃ لتضمنہا ترک الاستماع الانصات المامور بہا کذا فی قنیۃ
ابی الفضل الکرمانی وقیل لا باس بہ کذا روی عن عین الائمۃ الکرباسی وعن نجم الائمۃ الحلیمی یہ دونون روایتین
جوازاور عدم جواز کے حلبی نی شرح مینیہ مین اور دوسری فہانی ہی روایت کی ہین ان روایتون سے دو فائدے
پیدا ہوی ایک تو یہہ کہ جو لوگ علماء سلف مین منع کرتے ہین اونہون نے یہ دلیل قایم نہین فرمائی جو اس
زمانہ کی مانعین قایم کرتی ہین کہ حضرت کی وقت مین جو جمع ہو کر قرآن نہین پڑہا گیا اسواسطے منع ہی بلکہ
یہہ دلیل بیان کی ہی کہ جب سب پکار کر پڑہین گے تو قرآن شریف کا سُننا جو فرض ہی وہ ترک
ہوگا دوسرا فائدہ یہ کہ جن علمون نے منع کیا اونہون نے جہر سے پڑہنے کو منع کیا ہے چنانچہ نصاب الاحتساب
کی عبارت مین جسکو مانعین سند لاتی ہین لفظ جہر صریح موجود ہی پھر یہ صاحب علی العموم ختم قرآن کو کیون
منع کرتے ہین یہ ہی فرمادین کہ پکار پکار کر نہ پڑہین تاکہ بالاتفاق جائز ہو اور اگر پکار کر پڑہینگی بعضون کے
نزدیک جایز ہوگا اور بعضون کے نزدیک نہین چنانچہ صاحب خزانۃ الروایات فی کتاب مفید المستفید
یہ فیصلہ نقل کیا ہے بدین عبارت در سپارہ خواندن اختلاف است اگر خوانند چنان خوانند کہ یکدیگر نشنوند
اور مولوی اسحق صاحب سوال ہشتادوسوم کی جواب مین خاص مایۃ مسایل مین لکھتے ہین
حافظ نزابر بے قرات قرآن نشاندن نزد قبر درین مسئلہ علماء را اختلاف است مختار
ہمین است کہ جایز است بشرطیکہ باواز بلند جمع نشدہ قرأت نکنند انتہی خلاصہ یہ کہ جمع ہو کر
آہستہ اگر قرآن پڑہین خواہ قبر پر خواہ غیر قبر پر یہہ کسیکی نزدیک منع نہین لیکن جمع ہو کر پڑہنا قرآن کا حدیث
صحیح مین وارد ہوا ہے مسلم نی روایت کیا ہے کہ جس گہر مین آدمی جمع ہوتی ہین اسلئی کہ تلاوت کرین
کلام اللہ کی اور پڑہین آپس مین اوترتا ہے اون کے دلون مین آرام و قرار و طمانینت اور
سب طرف سے لیتی ہے اونکو رحمت اور گرداگرد اونکے پہرتے ہین فرشتے دیکہو یہہ کسقدر
فضیلت عظمی ہوئی علاوہ بریں قاضی سناء اللہ رحمہ اللہ تذکرۃ الموتی والقبور مین لکھتے ہین
حافظ شمس الدین ابن عبد الواحد گفتہ از قدیم در ہر شہر مسلمانان جمع میشوند و برائے
اموات قرآن میخوانند پس اجماع شدہ انتہی اور کتب عربیہ مین اسکی عبارت یون ہے

یجتمعون ویقرؤن القران لموتاہم من غیر نکیر فکان ذلک اجماعا نقط من غیر نکیر صاف بول رہا ہے
کہ پہلے ہمین کوئی اختلاف نکرتا تہا اور علی قاری اور سیوطی اور قاضی سناء اللہ پانی پتی سب
لکھتے ہین عن حنفیان قال کان الانصار اذا مات لہم المیت اختلفوا الی قبرہ ویقرؤن القران اور علامہ
عینی شرح ہدایہ کی باب الحج عن الغیر مین لکھتی ہین ان المسلمین یجتمعون فی کل عصر وزمان ویقرؤن القران
ویہدون ثوابہ لموتاہم وعلی ہذا اہل الصلاح والدیانۃ من کل مذہب من المالکیۃ والشافعیہ وغیرہم ولا
ینکر ذلک منکر فکان اجماعا انتہی مجموع ان روایات سی یہ معلوم ہوگیا کہ مذاہب اربعہ اہل سنت والجماعت
کی تمام علمای دیندار محقق اور صلحا ہر شہر مین قدیم قدیم سی جمع ہو کر قرآن اموات کی واسطی پڑہتی رہے
ہین اور کوئی اوپر انکار نہین کرتا تہا اور مراد یہہ ہے کہ کوئی بڑا عالم محقق جسکی سند پکڑی جاوی اور
اوسکا انکار انکار شمار کیا جاوی ایسا شخص کوئی نہین منع کرتا تہا اور کم درجہ کی علمامین اگر کسی نے انکار کیا
وہ رد کیا گیا اوسکی قول پر عمل نہین ہوتا تہا عمل ہمیشہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی پر رہا ہے بالاتفاق
والاجماع کہ پڑہنا قرآن کا مجتمع ہو کر قبر پر اور مکانات پر بہی جائز ہے **چوتہا امر** مجتمع ہونا عزیزون
اور دوست آشنا و نکا واسطی پڑہنے کلمہ اور قرآن کی سو وجہ اوسکی یہہ ہے کہ ایک لاکہہ کلمہ وارث میت
تو پڑہ نہین سکتا اور اگر کوئی ہمت بہی کریگا تو مدتون مین تمام ہوگا یہان میت کا ابہی کام تمام ہوا
جاتا ہی اسکی حق مین جلدی چاہیئے پس لابد ہوا کہ دوست آشنا ایسی حالت مین ورثہ میت کی
مدد کرین کہ اونکی ساتہہ ملکر جلد انجام کار فرماوین اللہ تعالی نی فرمایا ہے تعاونوا علی البر والتقوی یعنی
آپس مین مدد کرو نیک کام اور تقوی پر اور یہہ بہی ہے کہ جب وارثان میت نی یہ جلسہ ذکر کا منعقد
کیا تو جسقدر مومنین طالب حسنات ہین سب کو اسمین شریک ہونا موافق حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
کی موجب خیر و سعادت ہوگا فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی اذا مررتم بریاض الجنۃ فارتعوا یعنی جب
گذرو تم جنت کے باغ و سبزہ زار مین تو وہان چرو چرنے سے مراد یہہ کہ خوب ثواب پیٹ بہر کی حاصل
کرو لوگون نے پوچہا کہ بہشت کی باغات اور سبزہ زار کیا ہین آپ نی فرمایا حلق الذکر یعنی جہان حلقہ
ذکر کرنے والونکی حلقہ مارے بیٹہی ہین روایت کیا اسکو ترمذی نی کذا فی المشکوۃ اب ہم پوچہتے ہین کہ

اس جلسہ مین جو قرآن اور کلمہ پڑہا جاتا ہے یہ ذکر اللہ ہے یا نہین اگر کہتے ہو کہ نہین تو کیا
گل بکاولی اور فسانہ عجائب ذکر اللہ ہوگا اور اگر کہو کہ ہان مجالس مجلس ذکر ہے تو ہم کہینگے
کہ موافق ارشاد مخبر صادق یہ مجلس باغ اور سبزہ زار جنت ہے پھر اسمین چرنے سے کیون منع کرتے
ہو۔ اوپر لکہہ چکا کہ اہل اسلام کا اجماع ہے اور کسینے انکار نہین کیا اسپر کہ مسلمان جمع ہوکر میت کے
لیے پڑہین کہیں یہ اجماع ثابت الاصل ہے اسکو منع اجتماع الی اہل المیتہ مین داخل کرنا جو حدیث
جریر بن عبداللہ سے سمجہا جاتا ہے عقل و فہم سے بہت دور ہے افسوس ایک وہ لوگ تہی کہ کسی امر
مکروہ کو دیکہتے تہی اور اوسمین کچہہ خیر اور بہتری ہوتی تہی تو اوس خیر کے باعث مکروہ سے چشم پوشی
کرتی تہی عید گاہ مین بعد نماز عید نفل پڑہنا منع ہے حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے ایک شخص کو
یہی نفل پڑہتی دیکہا اوسکو آپنے منع نہ فرمایا لوگون نی عرض کی یا امیر المومنین آپ اس آدمی کو منع
نہین فرماتے آپ نی جواب دیا کہ مجہکو خوف آتا ہے مبادا اون لوگون مین شریک ہوجاؤن جنکو
اللہ تعالی نی جہڑکا ہے الرایت الذی ینہی عبدا اذا صلی یعنی تونی دیکہا اوسکو جو منع کرتا ہے بندہ کو
جب وہ نماز پڑہتا ہے یہ قصہ حضرت علی کا درمختار مین اور دوسری کتب فقہیہ مین موجود ہے
اور درمختار مین اس مقام پر یہ مسئلہ بہی لکہا ہے کہ عیدگاہ کے راستہ مین تکبیر نہ کہی اور نفل یہی نہ
پڑہی قبل نماز پھر یہ لکہا انما یعلم العوام فلا یمنعون من تکبیر ولا من نفل اصلا لعلۃ زجرتہم فی الخیرات اور فقیہ
شامی نی اسکی شرح یون لکہی لا سرا ولا جہرا فی التکبیر ولا قبل الصلوۃ بمسجد او بیت او بعد ہا بمسجد فی النفل
دونون عبارتون کا خلاصہ یہ ہے کہ عام آدمیونکو منع نہ کیا جائے تکبیر سے روز عید خواہ پکار کے
کہے یا آہستہ اور نفلون سی بہی منع نکرین خواہ قبل نماز عید پڑہین یا بعد مسجد مین پڑہین یا اپنے
گہر مین اسلیے کہ عام آدمی پہلی ہی خیرات وحسنات کی طرف رغبت نہین رکہتے وہ لوگ جسطرح خدا کا
نام لیلین غنیمت ہے اب دیکہئے ایک وہ دور صحابہ کا تہا کہ حضرت علی نی یہ خیال فرمایا کہ گو یہ ہیئت
کراہت کی اس نماز مین عارض ہی کہ بعد نماز عید عین عیدگاہ مین خلاف طریقہ سنت نماز پڑہتا ہے
لیکن پہر بہی یہ فعل خیر تو ہی اللہ تعالی کی یاد کر رہا ہے اللہ کی حضوری مین ہے منع نفرمایا اور منع

کرنے مین خوف آگہی کیا اور کہین ذکر کرتے رہی لوگ ڈراکرتے ہین اللہ سے جنکے دلون مین خوف الہی ہوتا ہے
ایک یہ دورہ آخری ہی کہ روز عید مین بن بلائے مہمان کو اپنی خیال مین مکروہ بناکر کلمہ اور قرآن سے
منع کرنے کی بہی خساسی نہین ڈرتے **پانچوان امر** معین کرنا روز تیسرا واضح ہو کہ معین کر لینا کسی امر کا
واسطے کسی مصلحت کی شرع شریف مین وارد ہی شقیق رحمۃ اللہ علیہ جو کبار تابعین مقبولین سے ہین اور شاگرد
عبداللہ ابن مسعود صحابی کی روایت کرتے ہین کہ عبداللہ بن مسعود وعظ فرماتی تہی ہر جمعرات کی دن
جب لوگون نی کہا روز وعظ فرمایا کیجی جواب دیا کہ مجہکو پسند نہین آتا کہ تم کو تنگ کرون روز کہہ
کر جسطرح مین وعظ کہتا ہون اسیطرح رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہمکو وعظ فرماتی تہی یہ روایت مسلم و
بخاری مشکوۃ مین موجود ہی اس روایت سی معلوم ہوا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نی
دن جمعرات کا مقرر کر لیا تہا وعظ کی واسطے اور یہہ اونکی بیان سی سمجہا جاتا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نی یہی دن مقرر کر رکہا تہا حال آنکہ کلام اللہ سے وعظ کی لئی کوئی قید کسی دن کی معلوم
نہین ہوتی کیونکہ قرآن شریف مین وارد ہی وذکرہم بایام اللہ تنقع المومنین اسمین قید دن کی
نہین پس ظاہر ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ نی جو دن معین کیا تہا تو کچہہ مصلحت اوسوقت
کی بموجب کردن جمعرات کا مقرر کیا تہا ہماری اسوقت مین اکثر علمانی جمعہ کا دن معین کر رکہا ہی کیونکہ
اس زمانہ مین یہ مصلحت ہے کہ جمعہ کی نماز کو ہر طرف سی آدمی اطراف و مواضع سی خواندہ ناخواندہ جمع ہوتی ہین
ایسی مجمع مین وعظ کہنے سے فائدہ عام ہوتا ہے جمعرات مین یہ نفع متصور نہین **تنقیح** یہ حدیث اصل عظیم ہے
ارباب تفقہ فی الدین کی لیے کہ اگر کوئی دن کسی امر خیر کے لیے بباعث بعض مصلحت معین کیا جائی
تو جایز ہے امام بخاری نی اس حدیث سی تعین یوم پر سند پکڑی ہی اور ترجمہ یہ قرار دیا باب من جعل
لاہل العلم ایاما معلومۃ اب ہم یاد دلاتی ہین اس مقام پر قول مولوی اسمعیل صاحب کا جو تذکیر الاخوان
صفحہ دوم تقویۃ الایمان مین ہی کہ جو امر قرون ثلثہ مین بلا نکیر جاری نہوا اور نہ اوسکی مثل اور نظیر پائی
گئی وہ بدعت ہی تہی الحصل اس سی ثابت ہوا کہ اگر کوئی چیز بعینہ اوس زمانہ مین نہوئی لیکن اوسکی

دلیل قرون ثلثہ مین ہو خواہ وہ جزیئہ بوجود خارجی اون قرون مین ہوا یا نہوا اور خواہ اوسکی جنس کا
وجود خارج مین ہوا ہو یا نہوا ہو وہ سب سنت ہی انتہی دوسرا قول براہین قاطعہ صفحہ ٥٦ قرآن حدیث و قول
صحابی سی اگرچہ جزیئہ ہی ہو فقہا کلیہ نکال لیتی ہین اور پہر اوس کلیہ سے صدہا مسایل جزیئہ جملہ ابواب فقہ
کی ثابت کرتی ہین انتہی اب ہم ان دو قول مسلمہ منکرین کو مسئلہ متنازعہ فیہا مین روان کرتی ہین واضح ہو
کہ جسطرح موعظت اور امر بالمعروف اور تعلم علم ایک امر خیر ہے اور کسی موقع مین فرض کسی موقع مین سنت و مستحب
اسیطرح محتاج کو کچھ دینا یا کہلانا امر خیر ہے اور مراتب اوسکے متفاوت بعض مقام پر سنت و مستحب اور بعض موقع پر
فرض ہی جیساکہ عالمگیری مین ہے وتفرض علی الناس اطعام المحتاج فی الوقت الذی تضجر عن الخروج والطلب
یعنی محتاج کو ایسی وقت مین کہلانا آدمیونکی ذمہ فرض ہوجاتا ہی کہ وہ عاجز ہونکل کر کمائی کرنے سے پس سوم و
دہم و چہلم مین بعض افراد محتاجین ایسی ہی ہوتی ہین جنکی خبر گیری فرض ہی اور بعضونکی سنت یا مستحب ہے پس
وارث میت الطعام کی بعض افرادمین عامل فرض اور بعض مین مودی سنت و مستحب ہوگا جسطرح واعظ کہ
جس موقع مین امر بالمعروف مستحب تہا وہان فاعل مستحب ہوی جہان فرض تہا عامل فرض ہوا پس حضرت ابن
مسعود کا دن معین کرنا تعلیم علم و امر بالمعروف کی لئی نظیر ہی واسطی دن معین کرنی صدقات فاتحہ کی یعنی
انفاق فی سبیل اللہ و قرارت کلام اللہ علی الدوام جائز اور ثابت الاصل ہے جسطرح وعظ کرنا علی الدوام
ثابت ہی لیکن تیجہ دن اور اسیطرح بستم و چہلم وغیرہ مخصوص کئی گئی واسطہ مصلحت کی جسطرح جمعرات کو
وعظ کی لئی مخصوص کیا ابن مسعودی رضی اللہ عنہ پس جبکہ اس تعین یوم فاتحہ کی نظیر وہ تعین اوس زمانہ
مین پائی گئی تو یہ تعین بدعت نہوئی اور وہ تعین ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اگرچہ ایک قضیہ جزیئہ ہے
لیکن از روی تفقہ فی الدین اس سے ایک کلیہ پیدا ہوا وہ وہ ہی جو اوپر لکہہ چکے کہ معین کر لینا دنکا
کسی امر خیر کے واسطے بعض مصالح کی سبب جائز ہے یہہ ایک مفہوم کلی ہے جسکی نیچی بہت افراد جو متغایر
بالتشخص اور متحد بالحقیقت ہین داخل ہین اور ٹہیر چکا ہے اپنی محل مین کہ نوع کا مقتضی اطبعی نہین بدلتا
پس جبکہ ایک فرد تعین کا حکم صدر اول مین بحدیث صحیح معلوم ہوچکا تو افراد باقیہ تعین مین یہی وہی
حکم جواز جاری و ساری ہوگا اور یہی معنی جملہ جزیئہ جسکو ثابت کرتی ہین

اوسوقت موجود تہا تو فی الحقیقت یہ سب افراد تعین اوسوقت بوجود معنوی موجود تہے
گو وجود خارجی و ظہور اونکا کسیوقت مین ہو جای الی یوم القیمہ اور زبان سی نیت نماز کا مسئلہ یاد رکہنا
چاہیئے کہ فقط حج مین تلفظ ثابت ہوا تہا پہر وضو اور نماز و روزہ مین خواہ وہ فرض ہون یا واجب یا
سنت سب مین جاری ہوگیا کما ہو مصرح فی الفقہ وجہ اوسکی یہ ہی ہی کہ جبسکہ ایک فرد عبادت مین
ثابت ہوا تو سب مین ثابت ہوا اور عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول لایجعل احدکم للشیطان
شیئا من صلوتہ یری ان حقا علیہ ان لاینصرف الاعن یمینہ بعد نماز و ہنی طرف سی واجب جان کر
پہرنیکی ہی کو شامل تہا لاغیر لیکن طیبی رحمۃ اللہ علیہ نی اسمین ایک کلیہ پیدا کرلیا کہ من اصر علی مندوب فانی اخرجہ
یعنی جو کوئی کسی امر پر وجوباً عمل کریگا اوسمین شیطان کا حصہ ہوگا افسوس آتا ہے ان صاحبونکی حالات
پر کہ اپنی مطلب مین یہ شد و مد سی تحریر کہ قول صحابی سی اگرچہ جزیئہ ہو فقہا کلیہ نکال لیتی ہین اور
پہر اوس کلیہ سی صدہا مسائل جزیئہ جملہ ابواب فقہ کی ثابت کرتی ہین جیساکہ قریب گذرا پہر کیا
وجہ ہے کہ تعیین یوم مین فعل رسول صلی اللہ علیہ وسلم موجود بعد ازان فعل عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی
عنہ موجود اور حدیث صحیح متفق علیہ سے اوسکا ثبوت ہے اوس سے کیون کلیہ پیدا کرکی بہت سی مسائل
تعیین یوم کو ظنی نہین کرلیتی اب ہم شروع کرین اوس بیان کو کہ سوم مین وہ مصلحت کہ جسکی لئی تعیین
یوم واقع ہوئی کیا ہی تعیین مفید ہی وارثان میت کو اور نیز جمیع قرآن و کلمہ پڑہنے والون کو وارثونکے
لیے اسطرح مفید ہے کہ تعیین اور تقرر کی قید مین خوب خیال چڑہا رہتا ہے دل پر کہ یہ کام کرنا ضروری
ہے پس نہین فوت ہوتا اوسسی یہ کام اور جو لوگ معین نہین کرتے اونکا کام کبہی کا کبہی ہوتا ہے بلکہ
بہتیری آدمیون سی فوت ہوجاتا ہے جو لوگ جمعرات کی تعیین مین روٹی فاتحہ اموات کی نیت سی
کہلادیتی ہین وہ تو کہلادیتی ہین اور جنہون نی تخصیص کو بدعت کہا اونکو ہفتہ کی ہفتہ بلکہ مہینے گذر جاتے
ہین روٹی گہر سے نہین نکالتے اور نافع ہونا اس تعیین تاریخ کا دوسری آدمیون کو اوس وجہ سی ہے
کہ اگر دن غیر مقرر رہتا تو کوئی کسی دن پڑہنے آتا اور کوئی کسی دن کام اسلوب کی ساتہہ اور جلد ہوتا
دن مقرر ہونی سی عین ایک میعاد پر سب جمع ہوجاتی ہین اور خوش انجامی سے کام تمام ہوجاتا

اگر کوئی یہہ اعتراض کری کہ اگر تمکو جلدی ایصال ثواب و امداد میت منظور ہے تو دفن سے اگلے دن
کیون نہین ختم کرالیتی جواب اوسکا یہی کہ اگر ہم دوسرا دن مقرر کرتی اوسپر بھی تم اعتراض کرتے
کہ دوسرا دن کیون مقرر کیا تعین مدت ہی علاوہ ازین مصلحت اوسمین یہہ دیکھی گئی کہ بروز دفن
برادری کی آدمی اور دوست آشنا دیر تک تجہیز تکفین مین رہتی ہین ہم دیکھتے ہین کسی میت کی قبر
کھنی اور غسل و تکفین وغیرہ مین ایک ایک پہر اور بعض جگہ دو دو پہر کم و بیش لگجاتی ہین اگر دوسری دن
بھی یہہ گہڑی یا پہر پہر کی محنت واسطے ختم قرآن اور کلمہ طیبہ کی دیجاتی تو متواتر تین دن آنا کیسقدر دشوار
ہوتا اسلئے ایک دن بیچ مین آسایش دیکر تیسرا دن معین کیا گیا دوسری مصلحت یہہ ہی کہ وارثان
میت کی تعزیت کی واسطے شرع شریف مین تین روز مقرر کئے گئے ہین چنانچہ فتاوی عالمگیری مین ہے

ولا باس لاہل المصیبۃ ان یجلسوا فی البیت او فی مسجد ثلثۃ ایام والناس یاتونہم ویعزونہم یعنی کچہ مضایقہ
نہین مصیبت زدونکو بیٹہنا گہر مین یا مسجد مین تین روز تک اسمین آدمی آوینگی اونکی پاس اور تعزیت یعنی
تسلی اور تشفی دینگی اہل ماتم کو انتہی پس تیسری دن کی معین کرنی مین یہہ بھی مصلحت سمجہی گئی کہ ان
ایام مین آمد و رفت اہل تعزیت کی رہتی ہی لوگون کی بلانی اور جمع کرنی مین چندان مشقت نہوگی
اجتماع مومنین سہولیت سی ممکن ہوگا اور یہہ بھی ہی کہ جو قریب جوار کی مواضع و قصبات مین اونکی اقربا
دوست آشنا رہنی والی ہین بعد وصول خبر وفات وہ بہی اکثر شریک امداد فاتحہ و ختم قرآن و کلمہ طیبہ
کی ہوجاوینگی پس تعین تیسری دن کی مبنی اس مصلحت پر ہے اور جو کچہ اوسمین پڑہا جاتا ہی کلمہ اور قرآن
اوسکا بیان بہت وضاحت سی اوپر ہوچکا اور یہ تعین کچہ ہماری مقرر کی ہوئی نہین بلکہ قدیم الایام
سی علماء دین اور مفتیان شرع متین کی قرار دی ہوئی ہی ایک مختصر دلیل اسپر یہہ ہی کہ ملا علی قاری
اور سیوطی اور علماء یعنی وغیرہم کی کلام سی ہم ثابت کرچکے ہین کہ جمیع مذاہب کے علما و صلحا کل شہرون
مین کل زمانون مین جمع ہوکر ختم قرآن کرتی رہی ہین اس پر اجماع امت ہی پس اس بنا پر ہم کہتی ہین
کہ کل شہرون اور ملکون مین ہندوستان تو بڑا ملک ہے اسمین بہت شہر ہین پس ضرور ہی کہ یہانکی
علما صلحا بھی جمع ہوکر پڑہنی کا طریقہ اپنی ملک ہندوستان مین بلاشبہہ جاری کیا ہوگا ہم جو

خوب تلاش کرتی ہین اور فکر کرتی ہین تو ہندوستان کے دور دور شہرون مین یہی طریقہ قدیم
الایام سی جاری دیکہتی ہین اور ہم اپنی آباؤ اجداد سے اور ہماری آباؤ اجداد اپنی آباؤ اجداد سے
اسیطرح سنتی اور دیکہتے آئی ہین سیکڑون برس کے کتابون مین اونکا ذکر ہی پس یہہ لابد قرار داد
علماء سابقین اور صلحاء قدیم کا ہی البتہ جسوقت عوام اس مجمع سلیم مین بعض باتین خلاف شرع کرنی
لگی اوسوقت ایک وجہ خاص کی سبب علما اسکو منع کرنی لگی چنانچہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کا
کلام شرح سفر السعادت مین صاف اسبات کی طرف اشارہ کرتا ہی اما این اجتماع مخصوص روز سیوم

وار تکاب تکلفات دیگر و صرف اموال بی وصیت از حق یتامی بدعت ست و حرام انتہی
کلام اہل انصاف دیکہین کہ اس کلام شیخ سے جو جسا سیف اسنہ وغیرہ قران اور کلمہ پڑہنے کا انکار
روز سوم مین نکالتے ہین کیسی بی منصفی ہے اس سے تو اجتماع للقراءۃ کی قباحت نہین نکلتی بلکہ اجتماع مخصوص
اون ایام کا جو خاص زمانہ شیخ مین بعض منہیات کی ساتہ ہوتا تہا جسکی طرف اشارہ لفظ این اجتماع
مخصوص واقع ہی اور نیز اپنی ترجمہ فارسی مشکوۃ باب البکاء علی المیت مین لکہتی ہین باک نیست شبستن

تا سہ روز در خانہ یا در مسجد پا نچہ مردم درین زمان از تکلفات کنند ہمہ بدعت و شنیع و نا مشروع است
غرض کہ اونکی کلام سی اس اجتماع مخصوصہ کی برائی اور یتیمون کی حق ضائع کرنی اور تکلفات کرنیکی ممانعت
پائی گئی اور اس عبارت سی پہلی جو سفر السعادت کی عبارت بدعت ہونی ختم قرآن مین تہی اوسکا جواب
ہم بیان امر تیسری مین دی چکی ہان البتہ تکلفات کرنی موتی مین ممنوع ہین چنانچہ بعض آدمیون نے بعض
شہرون مین نئی نئی تکلفات ایجاد کیے تہی جنکا ذکر نصاب الاحتساب مین ہے یقطعون اوساق الابل
ویخلدون بہ شیئا علی صورۃ الاشجار ویزینون بہا حول القبر ویلبسون القبر ثیاب الحریر اذا کان المیت
من الملوک کان یلبس ذلک ویحضرون المجامر المصورۃ بتماثیل ذوات الارواح کالبازی ونحوہ وانہ مکروہ
ویہیئون الفرش ویقوم الشاعر فیمدح المیت بما لم یفعلہ وانہ کذب ویحضرون المصاحف فی المقابر ویضعونہا
فی المجلس لا یقرؤن ویتنظرون حضور الصدر فان فتح المصحف اخذ الناس فی القراءۃ ثم حضر الصدر
فنصب علیہم ویل ہما لا امر للنفس الامارۃ بالسوء انتہی کلام

یہیئون الریحان والورد فی الاطباق وما والورد فی التمام یعنی درختون کی پتون کو اسطرح تراشتے
ہین کہ صورت عین درختون کی اوسمین پیدا ہوجاتی ہی اور گرد قبر کی اون پتون کو سجاتی ہین اور قبر پر
ریشمین غلاف ڈالتی ہین اگر وہ میت پہنتا تھا اپنی زندگی مین ریشم اور لاتی ہین انگیٹھیان جسمین بازو وغیرہ
جانورون کی تصویر ہووی اور بچھاتی ہین فرش یعنی تکلفی اور دھوم بہاٹ کہڑا ہوکر اوس مُردہ کی جہوٹی
تعریفین کرتا ہی اور لیجاتی ہین گور پر قرآن پڑھکر اور رکھدیتی ہین پڑہتی نہین جب تک مُیس محابس آجاوے
اور اگر اوس سی پہلی قرآن پڑہنی لگین تو وہ خفا ہوتا ہی یہ نفس مارہ کی شامت ہی یہ تصاویر لاعتبار
کی چنی ہوئی فقری ہین درخزانۃ الروایات کی حاشیہ مین ہی کہ تیار کرتی ہین آدمی پہول پہلواری
اور گلاب کی پہول پتیان مین اور عرق گلاب بہرتی ہین قمقمون مین انتہی اب خیال کرینگا مقام ہے
کہ ورثہ میت تو مصیبت زدہ ہوتی ہین اونکو سُرور کا سامان ایام مصیبت مین کرنا اور بعض امور
محرمہ اور مکروہہ سی زینت دینا کون عاقل گوارا کریگا چنانچہ مفتیان دین نی اسکو منع کیا اور تمام
عالم نی اوسکو مان لیا اب دیکہیے یہ باتین کوئی نہین کرتا البتہ ایک یوم معین مین جمع ہوکر کلمہ کلام ہو
دیتی ہین اب جو بعضی علما تشدد کرتی ہین محض تعین یوم کی سبب سے قرآن اور کلمہ کو بہی مکروہ کہدیتے
ہین یہ صحیح نہین اور دلیل اونکی دو ہین **ایک** یہ کہ نماز مین بہین کر لینا کسی سورت کا مکروہ ہی
تو ایصال ثواب کی واسطہ بہی تیسرا دن خاص کرنا مکروہ ہی جواب اسکا یہ ہی کہ اگر ہم کسی امر کو قیاس
کرتی ہین تو تم کہا کرتے ہو قیاس کرنا مجتہد کا کام ہی اور خود اپنی مطلب کے لیے قیاس کرتے ہو تو
جایز ہے یہ بی منصفی نہین تو اور کیا ہے اس سی قطع نظر تعین یوم فاتحہ وغیرہ کو قیاس نماز پر کرنا
خود صحیح نہین اسلیے امام شافعی کی نزدیک تو تعین سورت مکروہ ہی نہین اور حنفیہ کی نزدیک جو
مکروہ ہی تو امام ہمادی اور سیجابی وغیرہ محققین کے کلام سی اوسکی کراہت دو سبب سے ہے یا تو یہہ کہ
پڑہنے والا اوسکو یہہ اعتقاد کری کہ اسی ایک سورت کا پڑہنا واجب ہے دوسری سورت پڑہون گا
تو اوسمین نماز نہوگی یا ہوگی تو مکروہ ہوگی دوسرا سبب یہہ کہ جاہل لوگ اسی ایک سورت کو جب پڑہتے
دیکہینگے مبادا وہ لوگ یہ اعتقاد کرین کہ نماز مین یہی ایک سورت واجب ہے دوسری نہین یہ مضامین

فتح القدیر اور شامی اور برہان وغیرہ مین ہین اور غالبًا وجہ کراہت کی وہی سبب اول ہی یعنی وجوب
جاننا تعین سورت کا چنانچہ حدیث صحیح سے اسکی تصدیق پائی جاتی ہی صحیحین مین ہے کہ ایک آدمی امام تہا
وہ ہر رکعت مین قل ہو اللہ ضرور پڑہا کرتا بخاری کی روایت مین ہی کہ مقتدی لوگ اوس سے اوسکی وجہ
اوسنے جواب دیا کہ مین تو اس سورت کو نہین چہوڑتا تمہارا جی چاہی مت پڑہو میری یہی نماز انجام
یہ مرافعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک کیا گیا آپ نی اوس ہی پوچہا کہ تو کیون نہین مانتا انکی اور
کیون التزام کر رکہا ہے تو نی اس سورت کا ہر رکعت مین اوسنی کہا کہ مجہکو پیاری لگتی ہی یہ سورت اپنے
ارشاد فرمایا اخبروہ ان اللہ یحبہ یعنی خبر دو اسکو کہ اللہ تعالی اسکو دوست رکہتا ہے اور ایک روایت
مین یہ آیا ہی کہ فرمایا حبک ایاہا ادخلک الجنۃ یعنی تو جو اس سورت کو دوست رکہتا ہی اسکی دوست
رکہنی نی تجہکو جنت مین داخل کر دیا اس قصہ سی معلوم ہوا کہ تعین سورت کو واجب اعتقاد کرنا ہی موجب
کراہت تہا جب اوس شخص نی اپنا وہ اعتقاد ہونا نہ بیان کیا بلکہ یہہ کہا کہ مجہکو اس سورت سی محبت ہے
تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی اس تعین اور التزام و دوام کو منع نفرمایا اور یہہ ہی حضرت نی ارشاد
نفرمایا کہ رفع اشتباہ عقیدہ عوام کی لئی اس تعین کو کبہی ترک کر دیا کر اسیلیے کہ جب وہ بالمشافہہ کہہ چکا
کہ مین محبت کی سبب پڑہتا ہون یعنی واجب نہین جانتا تو جسطرح ترک احیانًا سے رفع اشتباہ متصور
تہا وہ تصریح زبانی سے ہوگیا یہ بات بہی قابل استحضار ہے اب ہم کہتی ہین کہ تعین سوم مین بہی وہ علت
کراہت مفقود ہے سب جانتے ہین کہ اموات کی لئی ایصال ثواب ایک امر مستحب ہے فرض و واجب کوئی نہین
اعتقاد کرتا جب اصل ایصال واجب و فرض نہوا تو تعین یوم سوم کو کون نادان فرض و واجب کہیگا علاوہ
برآن تخصیص تیسری دن کی جو جاری ہی وہ مبنی بعض مصلحتون پر ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا اور سہولت
سے انجام کار ہوجاتا ہی اور خود فقہا مین بہی تعین سوم سورت کی باب مین امام طحاوی نی تصریح کی ہے اما اذا

لانہا لسہولتہا علیہ فلا یکرہ بل یکون حسنًا کذا فی البرہان اور قہستانی مین ہی فلو قرر للسنۃ او الیسر
فلا باس پس موافق اس تعلیل کی تعین سوم مکروہ نہ ٹہرا باقی رہا دوسرا سبب کہ مبادا دوسری
آدمی جاہل اسکو دیکہہ کر یہہ اعتقاد نکرین کہ ایصال ثواب تیسرے دن ہی ہوتا ہے نہ پہلے اس سے

نہ پیچھے اوس سے سویہہ علت ہی یہان مفقود ہی اسلئی کہ جو لوگ فرض و واجب سنت و مباح کی
حقیقت اور رتبہ کو نہین سمجھتی اونکا تو کچھہ علاج ہی نہین وہ تو نماز روزہ مین بھی امور مستحبہ کو فرض فرض کر
افضل و اولی مکروہ کو مفسد اور حرام مباح کو واجب جو چاہتی ہین کہتی ہین اونکو ہرگز تمیز نہین اگر
اونکی لئی تغیر امور شرعیہ مین کیا جائیگا عجب نہین کہ کل شریعت اور ہی کچھہ ہو جائے سو ایسی اشخاص
اہل العوام سی قطع نظر کرکی یہ دیکھنا چاہئی کہ جو لوگ عوام اس درجہ کی ہین کہ اونکو فرضیت اور
اباحت مین فرق معلوم ہے سو حضرت سلامت یہہ مسئلہ خاص اس درجہ کا ہی کہ اس درجہ کی عوام
سب جانتی ہین کہ یہہ مثل حج زکوۃ کی فرض تو نہین ہے بلکہ واجب بھی نہین ایصال ثواب فی نفسہ
مستحب ہے اور تعین ایک مصلحت کی لی ہے بزرگان دین کا قرار دیا ہوا ایک امر متوارث چلا آتا ہے
اور یہہ شبہہ تو کسی کم سی کم عقل والی کو بھی نہین پڑ سکتا کہ یون جانی ثواب آج پہنچیگا پھر پہنچیگا اسلئی کہ
جب دیکھتی ہین کہ وارثان میت سوای روز سوم کی اور دنون مین بھی فاتحہ درود کرتی ہین
تو کسطرح اعتقاد کرینگی کہ روز سوم ہی کو فقط ثواب پہنچا کرتا ہے بجز باقی کا شبہہ تعین سوم مین جو
صاحب ہدایہ نے لکھا ہی وہ بھی جاتا رہا پس سبب کراہت کی سب مفقود ہوئی تو تعین سوم مکروہ
کہنے کی کوئی وجہ باقی نرہی **خلاصہ** یہ کہ تعین سوم مین نہ یہ تعین ہے کہ قرات قرآن وغیرہ کا
ثواب آج ہی پہنچتا ہی اسلئی کہ غیر ایام مین بھی پڑھکر بخشدیتے ہین اور نہ یہ تعین ہے کہ کھانا کھلانا میت کے
طرف سے یا تقسیم نقود اشیاء ماکولہ وغیرہ آج ہی ہوتا ہے اسواسطے کہ یہ امور غیر ایام مین بھی کرتی رہتی
ہین کھانا میت کی طرف سی محتاج کو دینا روز موت سی جو شروع ہوتا ہی تو چالیس روز تک رہتا ہی کہین
اس سی کم و بیش برابر جاری رہتا ہی تخصیص روز سوم کی نہین ہی معلوم ہوا کہ یہ تعین سوم نہ ایصال
ثواب مالی کی لئی ہے نہ بدنی کی لئی بلکہ یہ تعین مصلحت اجتماع مسلمین کے لیے ہے کہ حسب تعین سب
فراہم ہو جائین بی تعین اجتماع نہین ہو سکتا اور تعین سورت نماز مین یہ حکمت و مصلحت مفقود ہے
بنا علیہ یہ قیاس مع الفارق نامسموع ہے **دوسری دلیل مانعین کی یہہ ہی**
کہ سوم مین مشابہت ہے کفار ہنود کی اور حدیث مین ہے من تشبہ بقوم فہو منہم سو جواب اوسکا یہہ ہے

کہ تشبہ مصدر ہی ماخذ اوسکا لفظ شبہ بالکسر ہے شبہ کی معنی مانند پس تشبہ کی معنی مانند کسی کی ہو جانا
جب معنی تشبہ کی معلوم ہوی اب ان منصفونکی زبان دری سمجھنی چاہیئی کہ سیوم کرنیوالی کسیات مین
مانند ہندؤن کے ہو جاتی ہین ہم قرآن پڑھتی ہین وہ قرآن نہین پڑھتی ہین اور ہم کلمہ طیبہ پڑھتی ہین
جو کفر شکن ہے وہ کلمہ نہین پڑھتی سبحان اللہ کیا عقل سلیم ہی کہ کلمہ قاطع کفر کا پڑھنا مشابہ رسم اہل کفر قرار
دیتی ہین ہماری احباب اور برادری جمع ہو کر کلمہ کلام پڑھتی ہین اونکی برادری جمع ہو کر کچھہ نہین پڑھتی
فقط وارث میت سی دکان اونکی کہلوادیتی ہین اور قلم سیاہی کتاب وغیرہ کو ہاتھہ لگوا کر سوگ دفع
کراتی ہین اور کچھہ اونکی یہان اگر پڑھتا ہی تو فقط ایک طرف کوئی برہمن پنڈت پڑھتا ہی وارثان میت
اور بھائی برادری اور دوست آشنا کچھہ نہین پڑھتی وہ اجتماع اور قسم کا ہی اور ہمارا اجتماع وہ ہی جو باجماع
اہل صلاح و دیانت امتیان محمد صلی اللہ علیہ وسلم جایز ہی جیسا کہ علامہ عینی شارح ہدایہ کی عبارت گذر چکی
اور ہنود کا اصل مذہب یہ ہی جو کتاب سنسکار وِدھی مطبوعہ بنارس کے صفحہ ۱۵ مین ہی مضمون اوسکا
زبان اردو مین یہ ہی۔ مُردی کو جلا کر سب لوگ چلی آئین اور نہادھو کر بدن کو صاف اور پاک باہر
سے کرین جسکی گہر مین موت ہوئی ہی اوسکی کُنبہ کی لوگونکو مسلی دیکر اپنی اپنی گہر چلی جائین چوتھے دن
مُردہ کی راکھہ اور ہڈیان زمین مین گاڑدیوین یا باغ یا کھیت مین ڈالدیوین اور جب تک رنج دور
ہو تب تک اچھی عالمون فاضلون کی صحبت سی رنج کو دور کرین اونکو خورد و نوش سی خوش کرین مراد
یہ کہ اہل میت اگر کھانا بباعث رنج کی نہ کھاتی ہون تو علما وغیرہ اونکو کھلا پلا کر خوش کرین یہی
پنڈوان اور شراد جاننا اور مرنیوالا آدمی جو کچھہ دین و درہم کی لئی چھوڑ گیا ہو اوسکو علم اور ملک کی
ترقی مین لگادین الی آخرہ غرض کہ اونکی اصل دین مین مرنی والے کے لیے اسکی بعد اور کچھہ نہین
لکھا اور اب جسطرح بعض فرقہ ہنود عمل مین لاتی ہین وہ یہ ہی جو کچھہ اوپر ہم لکھہ آئی ہین اور تیسرے
دن میت کی ہڈیان جلی ہوئی چُنکر لاتی ہین پھر گنگا وغیرہ مین بہاتی ہین اور اہل اسلام کوئی عمل انمین
سے نہین کرتی پھر کس بات مین مانند ہنود کی ہو گئی اور کیا شبہہ پیدا ہو گیا انصاف شرط ہے
اور اگر کوئی مشابہت اسکا نام رکھی کہ اونکی یہان تیسری دن رسوم کفر ہوتی ہین تمہارے یہان رسم

اسلام یعنی کلمہ و قرآن ہوتا ہی تو انصاف کرنا چاہیی کہ یہ مشابہت کیا ہوئی یہ تو مخالفت ہوئی یعنی
ہم وہ کام کرتی ہین جو مخالف کفار ہین کل فرقہ کام کرتی ہین جو مخالف اسلام ہین وہ اپنی کام کرتی ہین ہم
اپنی مثلاً مغرب کی وقت اور عشا اول صبح صادق کیوقت ہم لوگون نے اذان کہی اور نماز پڑہی اونہون نے
ان تین وقتون مین ناقوس یعنی سنکھ بجایا پوجا کیا اب کوئی بیہودہ اسکو مشابہت قرار دینی لگی کہ ان
وقتون مین تمنی اپنی طور کی عبادت کی اونہون نی اپنی طور کی پس اتحاد اوقات سی تشبہ پیدا ہو گیا تو
سب عقلاء اوسکی ہرزہ درائی اور کم عقلی پر قہقہہ مارینگی اور اسی طرح جب حاجی لوگ بیت اللہ زادہا
اللہ شرفاً سی واپس ہوتی وقت آب زمزم لاوین تو کوئی یاوہ گو کہنی لگی کہ یہ تشبہ ہنود ہو گیا وہ بہی
اپنی عبادت گاہ سی واپس ہوتی ہوی گنگا کا پانی لاتی ہین تم پانی زمزم شریف کا لای تو سمجھنا چاہیی
کہ یہ خرافات بیہودہ تشبیہین نکالنی سخت بیعقلی کی دلیل ہی اور مولف براہین قاطعہ نی جو صفحہ ۱۱ سطر
اول مین زمزم کا پانی لانیکو امر طبعی عادی لکہا اس غرض سی کہ جو چیز امور دینیہ سے نہین بلکہ امور طبعیہ
سی ہی اوسمین تشبہ منع نہین ہو یہ ناظرین کو قابل دید اور سامعین کو لایق شنید ہی اسلئی کہ کسی شئی
کو مقتضای طبع قرار دینا اوسوقت صحیح ہے کہ انسان کی طبیعت اپنی حیات یا تلذذ و انتفاع جسمانی
مین اوسکی محتاج ہو سو پانی کا پینا عطش وغیرہ کی لئی البتہ مقتضای طبع ہی اور تعظیما حصول برکات کے
لئی پینا تو مقتضای طبع و عادت نہین بلکہ مقتضای دین ہی اور یہ سب جانتی ہین کہ اہل مرد دینی کی اشتراک
کو یعنی پانی تبرکا لانیکو جمیع علماء ہند نی سلفاً و خلفاً بلا نکیر جائز رکہا پس واضح ہوا کہ من وجہ یوی تشبہ بنظر
ظاہر کسی امر مین پیدا ہو جانی ہر گز شرعاً ممنوع نہین اور تماشا یہ ہے کہ فقط تیسری دن کی مشارکت
مین ہی مشابہت قوم ہنود کی نہین تفصیل اسکی یہ ہی کہ ہندو ئین بعض قومین مثل سراوگی بالکل سیوم یعنی
تیجے کی قائل نہین ہوا اونکی ساتہ تو کچہ بہی مشابہت نہوئی انکی یہان بیجا عبارت فقط اس امر سی ہے
کہ تیسری دن کاربار کرنی لگین سوگ میت کا دفع کرین سو تعزیت کیو اسلئی اور رفع سوگ کی لئی شرع
مین بہی تین دن معین ہین اور بعض قومین ہنود کی مثل شبنی اگروال جو سیوم کو مانتی ہین ہی در اموات
کی لئی ثواب رسانی کی کام کرتی ہین اگر اہل اسلام کو مشابہت لازم آتی تو اونکی ساتہ لازم آتی

نہ غور سی دیکہی تو اونکی ساتہ بہی مشابہت نہین کیونکہ اون لوگون کی قوانین متعلق گردش کواکب
سی ہین تیسری دن تیجا وہ لوگ جب کرتی ہین کہ گردش سامنی نہو اور اگر پیچک کی گرہ جو پانچ پہر مین
سامنی آجاتی ہین تو جسوقت تک وہ گرہ کہل نہین جاتی تیجا نہین ہوتا پہر کبہی چار دن مین کبہی پانچ
دن مین کیا جاتا ہی اور مسلمان تیسری دن سی آگی نہین ٹلاتی اونکو اونکے کچہ بحث نہین اونہون
نی شرع سی یہ اصل پیدا کر کی کہ کسی امر خیر کے لئی بنا بر مصلحت دن معین کر لینا جایز ہی دن معین کیا
تعین اہل اسلام شئی دیگر ہی اور تعین ہنود شئی دیگر پس حکم تشبہ بہا عت مشارکت یوم ہی ٹوٹ گیا
اور یہ مسئلہ شرعی ہی کہ جب ہمارے اور کفار کی درمیان کسی امر مین تفاوت اور مبانیت پیدا ہو جاتا
ہی تو حکم تشبہ باطل ہو جاتا ہی حدیث و فقہ پڑہنی والونکو یہ بات یاد ہوگی کہ یہود صوم عاشورا
رکہتی تہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی مسلمانون کو بہی حکم دیا کہ تم بہی رکہو اور مشابہت یہود سی جو بلا
آتی رہتی اوسکی مخالفت مین اسقدر کافی ہو گیا کہ آپ نی ایک روزہ اول اور آخر رکہنی کا حکم دیا صوموا
یوم عاشورا و خالفوا فیہ الیہود صوموا قبلہ یوما او بعدہ یوما یعنی روزہ رکہو دہم محرم کو اور مخالفت کرو
یہود کی اسطرح کہ روزہ رکہو ایک دن اول ایک آخر روایت کیا اسکو امام احمد نی مسند مین اور بیہقی نی
سنن مین یہ امام سیوطی کی جامع صغیر مین ہی اور بیہقی نی یہ بہی روایت کی ہی کہ اگر مین اگلی برس
زندہ رہا حکم دون گا ایک روزہ پہلی اور ایک پیچہی کا اور بیہقی کبار حنفیہ سے امام ابو جعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ
شرح معانی الآثار مین بالاسناد روایت کرتی ہین ابن عباس رضی اللہ عنہما سی کہ وہ فرماتی تہی خالفوا الیہود
وصوموا یوم التاسع والعاشر اور بیہقی بہی روایت کرتی ہین کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سی صلی اللہ علیہ
وسلم سی یہ کلام نقل فرماتی ہین صوموہ وصوموا قبلہ یوما او بعدہ یوما ولا تشبہوا بالیہود یعنی تنہا
روزہ عاشورا رکہنی مین یہود کی مشابہت مت کرو بلکہ مخالفت کرو اول یا آخر روزہ رکہہ کر اور فقیہ
شامی شرح قول درمختار مین لکہتی ہین کہ روزہ عاشورا بغیر روزہ نوین یا گیارہوین ملانیکی مکروہ ہی اور
محیط سی اسکی دلیل یہ لکہی ملانہ تشبہ بفعل الیہود یعنی اکیلا دسوین محرم کا روزہ رکہنا تشبہ فعل یہود ہے
اسلئی مکروہ ہی اور اول آخر روزہ ملانے سے وہ کراہت تشبہ جاتی رہتی ہی اور اسیطرح روزہ شنبہ

اکیلا روزہ مکروہ لکھا کہ فعل یہود ہی لیکن جب یکشنبہ کا روزہ اوسمین ملا لیا یا جمعہ کا تب مکروہ نہین
کیونکہ تشبہ بالیہود باقی نرہا اور کنز العباد مین ہی کچھ مضایقہ نہین کہ اہل مصیبت گھر کی اندر یا مسجد
مین بیٹھے جاکے لوگ اسکی تعزیت کو آئین لیکن دروازہ پر نہ بیٹھے فان ذلک عمل اہل الجاہلیۃ دیکھیے ذرا
تغیر مین حکم بدل گیا الحاصل ان نظیرون سی ثابت ہوگیا کہ جب متشبہ اور متشبہ بہ مین تغیر آجاوے
حکم تشبہ باقی نرہیگا اسمقام پر مولف براہین قاطعہ صفحہ ۱۱ سطر آخر مین عجیب بات لکھتی ہین وہ یہ ہے
(تنہا روزہ عاشورا کا کسیکی نزدیک مکروہ نہین) مین کہتا ہون مولف کو کتب دینیہ سی سخت
بیخبری ہی دیکھو مکروہ ہونا اور منہی عنہ ہونا اوسکا ہم حدیث وفقہ سی ثابت کرچکی اور پھر بھی کہ تشبہ
مٹانے کے لیے اول و آخر روزہ ملانا کافی ہوا اب دیکھیے وہ اصل روزہ عاشورا جسکو یہود رکھتی تھی اوسکا
فعل مین مسلمان شریک ہی لیکن ایک روزہ اول اور ایک آخر ملانے سے جو تغایر پیدا ہوا حکم تشبہ
باطل ہوگیا اسیطرح ہم کہتی ہین کہ جب اہل اسلام کا سیوم دایم تیسری دن برقرار رہا اور ہنود کا بیچ
مبتدل و متغیر یعنی کبھی روز سیوم کبھی چہارم کبھی پنجم ہوتا رہا پھر اوسمین بھی ہماری افعال اور کچھ اوسکی
اور کچھ اور ہماری امور خمسہ مندرجہ سیوم مستنبط قواعد شرعیہ سی ہین جیساکہ اوپر بیان ہوچکا پھر تشبہ
کس بات مین ہوگیا **فائدہ** مولف براہین قاطعہ نی اس مقام پر ہمارا مدعا بالکل نہ سمجھا اسیلیے کہ صفحہ
مین یہ لکھا۔ مولف انوار ساطعہ حدیث من تشبہ بقوم فھو منھم مین تشبہ بجمیع اجزائہ مشکل الوجوہ سمجھا ہی
کہ سب اجزا روہیئت مشابہ ہوجاوی تو اوسوقت تشبہ مخطور ہی ورنہ درست ہی اسپر وجہ یہ ہی لکھتا ہے
کہ کس بات مین تشبہ ہنود کی ہوگئی انتہی بلفظہ اسکی بعد مولف براہین نی تین ورق سیاہ کی وہ سب
فضول و لاطایل ہین اسیلیے کہ ہماری یہ مراد نہین بلکہ ہمارا دعوی یہ ہی کہ پانچ چیزین فاتحہ سیوم مین
ہین اہل اسلام ان پانچون مین کسی چیز کی اندر مشابہ اہل ہنود نہین معلوم نہین ان صاحبون کا کیسا
تفقہ اور کیسا فہم و ذکاہی کہ ہرگز نرف نگاہی اور موشگافی علل احکام مین نہین فرماتی مفتی قاضی
یعنی صاحب سیف السنہ اور اوسکی آبا و اولین اور اخوان معاصرین سب کے سب اس مسئلہ مین بی سمجھی
حکم تشبہ لگارہی ہین اور حدیث بنوی من تشبہ بقوم فھو منھم کو نہایت درجہ بی محل پڑھ رہے ہین

فما لھؤلاء القوم لا یکادون یفقھون حدیثا یہ لوگ نہ تشبہ کی معنی لغوی جانین نہ اصطلاحی اسیلیے کہ لغوی
معنی تشبہ کی ہین مانند ہوجانا اب تم دیکھ چکی اور سن چکے کہ ہنود کا بیچ مشتمل کن امور پر ہے اور اہل اسلام کا
شامل کن امور پر پھر مانند ہونا دونو فریق کا رسوم یکدیگر مین کہان ہی اب یعنی شرعی مفتی صاحب بحر الرائق
شرح جامع صغیر قاضیخان سے نقل کرتا ہی کہ کفار کی ساتھ تشبہ ہر بات مین مکروہ ہین فلا تاکل ولا تشرب
کما یفعلون یعنی اسیلیے کہ ہم بھی اوسیطرح کھاتی پیتی ہین جسطرح وہ کھاتی پیتی ہین اور درمختار مین قید
لگائی ہی کہ اگر ارادہ کری آدمی اوسکی ساتھ مشابہت کا اور جس چیز مین مشابہت کرتا ہی وہ شرع
مین مذموم بھی ہو اوسوقت تشبہ مکروہ ہی عبارت اوسکی یہ ہے ان قصدہ فان التشبہ ہم لا یکرہ
فی کل شئی بل فی المذموم وفیما یقصد بہ التشبہ اور مسلم رکھا اس حکم کو شامی نی اور مولوی اسمعیل صاحب
کی تحریر سی بھی رسالہ اثبات رفع یدین مین معلوم ہوتا ہی کہ اونھون نی مشابہت کی مکروہ ہونے مین
قصد کو معتبر رکھا ہی یعنی جب دیوبندیہ اعتراض کیا گیا کہ ان ملکوین رفع یدین کرنے مین تشبہ روافض کے ساتھ
لازم آتا ہی اوسکی جواب مین لکھتی ہین لانحتری تشبہ الفرق الضلالۃ بل اتفقت الموافقۃ یعنے ہم رفع یدین
مین ارادہ تشبہ فرقہ گمراہ کا نہین کرتی بلکہ اتفاقاً موافقت لازم آجاتی ہی انتہی اب دیکھیے کہ سیوم مین
نہ مسلمانون کی غرض قصد مشابہت وارادہ موافقت ہنود ہی کیونکہ اگر یہ ہوتا تو اونہی کی طرح یہ بھی سیوم کرتی
کبھی روز سیوم اور کبھی چہارم کبھی پنجم کرتی جیساکہ اوپر گذرا اور نہ تیسری دن پڑھنا قرآن کا حدیث اور قرآن سے مذموم و ممنوع
پھر منع کا حکم دینا کیسا اور علی قاری رحمہ اللہ شرح فقہ اکبر مین لکھتی ہین انما ممنوعون من التشبہ بالکفرۃ واہل البدعۃ المنکرۃ فی شعار
ہم لا ینھیون عن کل بدعۃ ولو کانت مباحۃ سواء کانت من افعال اہل السنۃ او من افعال الکفرۃ واہل البدعۃ یعنی ہمکو مشابہت
کافرون اور بدعتیون کی ساتھ اوسی بات مین منع ہی جو اونکی دین کا خاص تمغہ اور پختہ علامت اوسکی فریق کی ہے اور
نہین منع مشابہت ہر مباح بدعتون مین اگرچہ وہ بدعتین افعال اہل سنت والجماعت سی ہون یا کافرون
سی یا اہل بدعت سی انتہی اب خیال کرنیکا مقام ہی کہ تشبہ جو حدیث مین منع ہی اوسکی یہ معنی ہین شرعاً
پھر ہمکو قوم ہنود سی کسی بات مین مشابہت نہین نہ قرآن پڑھتی ہین نہ چنون پر کلمہ پڑھتی مین یہان تک کہ
تیسرے دن کی تعین مین بھی شرکت نہین کیونکہ اونکی تعین بدلتی رہتی ہے بباعث پیش آئی گرہ

ف
کسی حال مین بھی ان کفرون کا
نہین کرتی
کسی چیز مین
کسی حال مین
کسی حال مین

نہ کورکی پس شبہہ لغوی و شرعی کسی طرحکا ہمکو اونکی مساعدہ نہین والحمد للہ علی ذلک

لمعہ خامسہ فاتحہ چہلم و دہم و دہم و سیوم فرستادن در مساجد

پہلی دستور تھا کہ مٹی کا گہڑا جسکو فارسی مین سبو اور عربی مین جرہ کہتی ہین میت کی طرف سی مساجد مین بھیجا کرتی تہی نہ فقط ایک گہڑا بلکہ چند گہڑی علاوہ اون گہڑونکی جنمین غسل میت ہوتا ہی بہیجتی تہی وجہ اوسکی یہ ہی کہ جب سعد بن عبادہ کی والدہ مرگئین اونہون نے پوچہا یا رسول اللہ کونسا صدقہ بہتر ہے آپنے فرمایا پانی تب اونہون نے کہا ہذہ لام سعد یعنی یہ چاہ سعد کی والدہ کا ہی اوسکو ثواب پہنچی یہ مشکوۃ مین حدیث ہی پہر ہر کوئی تو کنوا یعنی چاہ کہدوانی اور بنانی کا مقدور نہین رکہتا اسلیی مسلمانون مین یہ قاعدہ ٹہر گیا تہا کہ کورے گہڑی مسجد مین بہیجا کرتی تہی کہ حضرت نی پانی کو اچہا صدقہ فرمایا ہی اگر کنوان نہ بنایا ہمارا گہڑا باہر ہو مسجد مین ہی رہیگا کوئی اوس سی پیاسا پانی پی گا کوئی وضو غسل وغیرہ کی خرچ مین لاویگا ثواب ہوگا یہہ اصل ہی گہڑا بہیجنی کی اور بہیجنا اس گہڑی کا مسجد مین مبنی اعانت اہل اسلام پر ہے اور جس شخص کو یہ مد نظر نہو بلکہ اوسمین رسوم جاہلیت ادا کری کلاوہ باندہی رنگ سی نقاشی کری وہ درست نہیں

چالیس روز تک کہانا مساجد کی ملاؤن اور مساکین کو بہیجتی ہین

اور چالیس روز تک کہانا مساجد کی ملاؤن اور مساکین کو بہیجتی ہین اوسکی وجہ یہ ہی کہ فقہا نے لکہا ہی یستحب ان یتصدق عن المیت الی ثلثۃ ایام یعنی مستحب ہے کہ صدقہ دیا جاوے میت کی طرف سی تین دن اور بعضون نے لکہا ہی الی سبعۃ ایام یعنی سات دن تک اور بعضون نے اربعین یعنی چالیس دن لکہی ہین یہ روایتین غرانۃ الروایت اور شرح برزخ وغیرہ مین مبنی ان یواظب علی الصدقۃ للمیت الی سبعۃ ایام وقیل الی اربعین فان المیت یشوق الی بیتہ یعنی چاہیئے کہ سات دن تک ہمیشہ صدقہ دیا جاوی میت کی طرف سی اور بعضون نے کہا کہ چالیس دن تک کیونکہ میت آرزومند اور سائل ہوتا ہی اپنی گہر کی طرف انتہی اور شاہ عبد العزیز صاحب نی بہی لکہا ہے تفسیر عزیزی مین کہ موت کی بعد اپنی ابنای جنس کی طرف لگاو باقی رہتا ہی زندونکی مدد مردونکو خوب پہنچتی ہی اور وہ امیدوار رہتی ہین صدقات اقربا وغیرہ کی غرض کہ اس قسم کی روایات کی سبب آدمی چالیس دن تک برابر روٹی محتاج کو میت کی طرف سے دیتی ہین باقی رہا چہلم

چہلم وغیرہ تو صورت اوسکی یہ ہی کہ جو صاحب سکو منع کرتی ہین اونکی چند دلیلین ہین اول اونکا حال معلوم کرنا چاہیئی بعد ازان وجہ جواز سننی چاہیئی

دلیل اول

عبارت شرح منہاج نووی شافعی کی ہی جو سیف السنعۃ کی صفحہ ۱۴۱ مین ہی الاجتماع علی المقبرۃ فی الیوم الثالث وتقسیم الورد والطعام للطعام فی الایام المخصوص کالثالث والخامس والتاسع والعاشر والعشرین والاربعین والسادس والسنۃ بدعۃ ممنوعۃ جواب اسکا یہ ہی کہ شرح منہاج مین دو امر کا ذکر ہی ایک تو جمع ہونا قبر پر دن مردہ کی قبر پر اور وہان جاکر گلاب کی پہول اور عود یعنی اگر کی بتیان وغیرہ حاضرین مجلس پر تقسیم کرنا سو اوسکا ذکر تو بیان سوئم مین گذر چکا نصاب لاحتساب سی کہ لوگون نی نہایت تکلفات بیہودہ ایجاد کی ہین اور وہ تکلفات بہی کرتی ہتی گور میت پر پس ممنوع ہونا اوسکا صحیح ہے چنانچہ ہم خود اوسکی ممانعت پر تصریح کر چکی اور جن بعض آدمیون نی ایسی رسمین ایجاد کی تہین بعد منع علمار کی چہوڑدین اب یہ رسم نہین دوسری بات شرح منہاج سی یہ نکلی کہ کہانا تیسری دن اور پانچوین اور نوین دسوین بیسوین چالیسوین دن چہٹی مہینی برسوین دن بدعت منع ہی سو ظاہر یہ ہے کہ یہ کہانا ان ایام مین قبر مردہ پر جاکر کہلاتی ہتی فتاوی برازیہ مین تصریح ہی قبر پر کہانا لیجانی کی دیکرہ

نقل الطعام الی المقبر فی المواسم

لفظ مواسم جمع ہی موسم کی اور موسم لغت مین کہتی ہین ایک چیز کی وقت کو اور جمع ہونیکی جگہہ کو کذا فی المنتخب غیرہ پس یہ معنے ہوئی کہ مکروہ ہی کہانا لیجانا قبر مردہ پر ایام مقررہ مین اس سی صاف معلوم ہوا کہ تیسری نوین دسوین دن اور جمعہ ہی اور برسی اور ایام عید و شبرات وغیرہ مین جو کہ یہ ایام واسطے فاتحہ اموات کی تعین ہین اہل اسلام مین بعضی آدمیون نے بعض شہرون مین کہانا قبر پر لیجانا اور اوسی جگہہ جاکر کہلانا رسم کر لیا تہا اوسکو اہل فتوی نی منع کیا اور نصاب لاحتساب سی بہی اسکی تصدیق پہنچتی ہی کہ لکہا ہی ویشترون لفقرۃ عند القبور وفی الحدیث الاکل فی المقابر کقعی القلب یعنی بتی ہین شربت قبر دن کی پاس حال آنکہ حدیث مین آیا ہے کہ کہانا قبرستان مین سخت کردیتا ہی دل کو پس علمار دین نی جسمین ممنوع اور مکروہ ہونیکی مخالفت حدیث شریف کی بیان کی ہے کہ احادیث سی قبر دن پر کہانا پینا منع ہے یہ نہین لکہا کہ یہ کہانا پینا باعث خاص کر لینی

دن کی مکروہ ہی اور ظاہر ہی کہ ان ملکون مین جو فاتحہ دسوین بیسوین چالیسوین وغیرہ کی کرتی ہین
مقابر پر نہین کرتی تو وہ جایز ہوئی **دوسری دلیل** فتاوی بزازیہ کی عبارت ہی جو کہ متمل
شرح منیتہ المصلی مین منقول ہی وکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع ونقل الطعام
الی المقابر فی المواسم واتخاذ الدعوۃ لقراءۃ القرآن لجمع الصلحاء والقراء للختم او لقراءۃ سورۃ الانعام
او الاخلاص اس عبارت سی تین مسئلہ پیدا ہوی **ایک یہ** کہ مکروہی کہانا تیار کرنا میت کا پہلی
دن اور تیسری دن اور ہفتہ کی بعد یعنی آٹھوین دن جواب سکا یہی ہی کہ ہمین دسوین بیسوین چالیسوین
کا نام ہی نہین پھر یہہ عبارت کسطرح چہلم وغیرہ کی ممانعت پر دلیل ہوسکتی ہی اور اگر اجتہاد کرکے قیاس
قایم کرو کہ جسطرح بزازیہ مین اون ایام کو منع کیا ہی ہم ان ایام کو منع کرتی ہین تو اسکو بھی ہم روکرتی
ہین دو وجہ سی ایک وجہ یہ کہ خود شارح مینہ المصلی فی عبارت بزازیہ نقل کرکی اوسکو رد کیا ہی اور
اوس کہانی کا مکروہ ہونا مسلم نہین کہا اور یہ لکھا ہی ولا یخلو عن نظر لانہ لا دلیل علی الکراہۃ یعنی مکروہ
کہنا اس کہانی کو خالی بحث سی نہین اسواسطی کہ کوئی دلیل کراہت پر نہین الی آخرہ پس جبکہ خود شارح
مینہ المصلی فی کراہت کو مسلم نرکہا ہم بھی مسلم نہین رکھتی معلوم نہین جن حضرات فی یہ عبارت
بزازیہ کی شرح مینہ سی نقل فرمائی تو ایک سطر کی بعد شرح مینہ مین اوسپر اعتراض لکھا تھا کیون نقل نہ
فرمایا دوسری وجہ رد استدلال المفتین کیلیے یہ ہی کہ اگر طعام ایام مخصوصہ کی کراہیت موافق کلام
بزازیہ کی مسلم بھی رکھین تو وہ کراہیت خاص اوس کہانی کی لئی ہوسکتی ہی جسکو وارثان میت بعض
ملکون مین فخریہ طور پر کرتی ہین اور جسطرح شادی عروسی وغیرہ مین عفان او رفخر کی ساتھ کہانا کہلانیکا
دستور ہی اوسی طرح میت کا کہانا تکلف اور زینت سی اغنیا اور امیرون اور عزیز قریبون کنبی والونکو
کہلاتی ہین جسطرح محدث دہلوی اور فقیہ شامی کی کلام سی عنقریب نیل تیسری مین نقل کیا جاوی گا
لیکن اوسکی ممانعت بھی ایسی ہی کہ اس عبارت سی سمجھ لو جو سمجھو فتاوی عالمگیری کی جلد خامس باب
الہدایا والضیافات مین لکھا ہی لا یباح اتخاذ الضیافۃ ثلثۃ ایام فی ایام المصیبۃ واذا اتخذ لا باس
بالاکل منہ بعض علما اہین تشدد زیادہ کرتی ہین بعض کم اور فتاوی قاضی خان جلد اول فصل فی المسجد

یہ مسئلہ لکھا اور کراہت کو مقید کیا کہ مکروہ جب ہے کہ میت کی ترکہ سی کہانا پکایا جای اور وارث صغیر نہ ہو بالغ
ہو یا بڑا ہو اور غائب ہو عبارت یہ ہی وکرہ اتخاذ الضیافۃ فی المصیبۃ من الترکۃ ان کان الوارث صغیرا او کبیرا
غائبا اور صاحب بزازیہ ہی جو منع کیا ہی تو اوسطرح کی کہانیکو منع کیا ہی جو شادی کی طرح ہو دلیل اوسکی خود
کلام صاحب بزازیہ ہی جو شرح منیتہ المصلی مین اوسی مقام پر مرقوم ہی وان اتخذ طعاما للفقراء کان حسنا
یعنی اگر غریب آدمیون کی لئی کہانا تیار کرین اچھی بات ہی اگر صاحب بزازیہ کی نزدیک کراہت طعام
مذکورہ بباعث تعین ایام ہوتی تو یون لکھتا وان اتخذ الطعام فی غیر الایام المخصوصۃ کان حسنا پس صاف
معلوم ہوگیا کہ صاحب بزازیہ کی نزدیک کراہت بباعث تخصیص ایام نہین بلکہ اسلئی کہ وہ لوگ غیر ہونکو
نہین کہلاتی ہی اپنی دوست آشنا اغنیا کو کہلاتی ہی رسماً اسواسطہ کہا صاحب بزازیہ نی کہ اگر کہانا
تیار کرین واسطہ غریبون کی اچھی بات ہی اور جناب مولینا شیخ محمد محدث تھانوی مرحوم جو مولوی شیر احمد
صاحب گنگوہی کی استاد ہین اونہون نی اپنی کتاب انوار محمدی مین چند فتاوی مرقومہ خاص مولوی
اسمعیل صاحب دہلوی کی جمع کیے ہین ازانجملہ یہ فتوی بھی صفحہ ۴۶ مطبوعہ مطبع ضیائی میرٹھ مین ہے

سوال ہشتم آنکہ خوردن طعام روز سوم ودہم وچہلم وغیرہ از اہل میت **جواب** محتاج لمنع نیست
انتہی دیکھی مولوی اسمعیل صاحب نی فتاوی بزازیہ کی تصدیق کردی یعنی جو کہانا فقرا کی لئی ہو وہ
حسن ہی اور اہل علم کو یہہ بات مولف براہین قاطعہ صفحہ ۱۲۱ کی قابل دیدہی آپ فرماتی ہین پہلی
روایت بزازیہ کی کتاب الجنائز کی ہی اور دوسری کتاب الاستحسان کی پھر کسطرح استثنا اور
ہوا انتہی کیون صاحب گر ایک ہی مسئلہ دو باب مین ہو تو استثنا ایک کا دوسری سی کیون صحیح ہوگا
کتب فقہ واحادیث اس سے بھری ہوئی ہین لیکن ہم آپکی خوشنودی کی لئی ایک ہی جگہہ دونو مطلب
دکھائی دیتی ہین لیجئی فتاوی قاضیخان کی کتاب الحظر والاباحۃ ملاحظہ کیجئی وکرہ اتخاذ الضیافۃ فی ایام
المصیبۃ لانہا ایام تاسف فلا یلیق بہ ما یکون للسرور وان اتخذ طعاما للفقراء کان حسنا دیکھی یہان دونو
مسئلہ موجود ہین یعنی ایام مصیبت مین ضیافت برادرانہ تکلفی مثل شادی نکری کیونکہ وہ سرور ہین
ہوتی ہی پس مصیبت مین بجا ہوئی پھر استثنا کیا یعنی دوسرا مسئلہ بیان کیا کہ اگر فقرا کی لئی کہانا

پکا دیگا تو حسن ہی اب مرد منصف کو چاہیئے کہ خدا سی ڈر کر ان دلایل پر نظر کری اور زبان درازی اور سخن پروری سی تایب ہو وما علینا الا البلاغ **دوسرا مسئلہ** منجملہ تین مسئلون کی عبارت بزازیہ سی یہ معلوم ہوا کہ کہانا میت کی قبر پر لیجانا مکروہ ہی یہ بات ہمپر حجت نہین ان ملکون مین یہ رسم ہی نہین **تیسرا مسئلہ** یہ نکلا کہ قاریون اور حافظون کو ختم قرآن کی واسطی جمع کرنا مکروہ ہی سو تحقیق اسکی یہ ہی کہ اگر اہل اسلام جمع ہو کر قرآن پڑہین بڑی خدا اور میت کو بخشدین اسکا حکم ائمہ مجتہدین اور علمای محققین اور اجماع اہل دیانت فصلاح سی اور مولوی اسحاق صاحب کے کلام سی ہم ثابت کر چکی کہ وہ ہرگز مکروہ نہین پس بالضرور مراد صاحب بزازیہ کی یہ ہی کہ موافق رسم بعض ملکون کی اگر حافظون کو مزدوری دیکر قرآن پڑہوادین یہ البتہ مکروہ ہی اسکی تصدیق کتب فقہ مین موجود ہی شامی فی باب الاجارہ مین لکھا ہی قال تاج الشریعہ فی شرح الہدایہ ان قرأ القران بالاجرۃ لا یستحق الثواب لا للمیت ولا للقاری وعن شیخ الاسلام ان القاری اذا قرأ القران لاجل المال فلا ثواب لہ فاین شئی یہدیہ الی المیت انتہی کلام الشامی ملخصا یہ جو لشکرون اور دیہاتیون اور بعض شہرون مین قرآن اسطرح پڑہواتی ہین کہ روپیہ کی تین قرآن یا چار قرآن کی حساب سی یا کچہ پیارہ کا روزمرہ ٹہرا کر اوسکا ہمیکہ کر دیتی ہین اسطرح قرآن شریف میت کی واسطہ پڑہوانا منع ہی اور صفحہ بارہ سیف السنہ مین جو عبارت طریقہ محمدیہ اور قرطبی کی نقل کی ہین اون مین بہی مراد وہی مزدوری کی طور قرآن پڑہنا ہے اسلیئے کہ اوسوقت مین بعض ملکون مین وہی دستور تھا اور خود طریقہ محمدیہ کی عبارت سیف السنہ مین ہی والماخوذ منہا حرام للآخذ و ہو حاص بالتلاوۃ والذکر لاجل الدنیا اور بعض علمای نے جو قبر پر قرآن پڑہوانی کی اجرت جائز رکہی ہی اونہون نے قبر پر آنی اور جانی کی محنت اور اسقدر پا بند ہو کر بیٹہنی کی اجرت سمجہہ کر جایز کیا ہی اجرت قرآن کی نہین وہ گویا ہدیہ ہی قاریون کی طرف سی پس فتاوی بزازیہ کی عبارت سی کراہت ان باتون کی ثابت ہوتی ہی قرآن مزدوری دیکر ختم کرانا مزدوری کی قبر پر کہانا لیجانا پہلے تیسری آٹہوین دن ضیافت اغنیا و احباب کے لیے بطور فرحت و سرور کہانا پکانا مکروہ ہی اور جسطرح ہماری ملکون مین رائج ہی یعنی طعام دسوین اور بیسوین اور چالیسوین کی حق مین جو

خالصاً للہ پکا کر مصلیون اور ملانون کو اپنی گہر بلا کر کہلاوین ہرگز ہرگز کراہت یا حرمت اوسکی عبارت بزازیہ سی نہین ثابت ہوتی بلکہ استحسان اور عمدگی ظاہر ہو گئی ہے کیونکہ اوسنی اور قاضیخان نی لکہیا وان اتخذوا طعاما للفقراء کان حسنا اور صاحب سیف السنہ اور اونکی والد بزرگوار نی یہ فقرہ چونکہ حضرت کی مخالف مطلب تہا نقل نکیا لاتقربوا الصلوۃ پڑہکر ختم سکاری پر زبان بند کرلی

تحقیق انیق روایت کی عاصم بن کلیب نے اپنی باپ سے اوسنی ایک صحابی انصاری سے رضی اللہ عنہ قال خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی جنازۃ فرایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو علی القبر یوصی الحافر یقول اوسع من قبل رجلیہ وسع من قبل راسہ فلما رجع استقبلہ داعی امراۃ فاجاب ونحن معہ فجیئ بالطعام فوضع یدہ ثم وضع القوم فاکلوا فنظر الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلوک لقمۃ فی فیہ ثم قال اجد لحم شاۃ اخذت بغیر اذن اہلہا فارسلت المرأۃ تقول یا رسول اللہ انی ارسلت الی البقیع وہو موضع یباع فیہ الغنم لیشتری لی شاۃ فلم توجد فارسلت الی جاری قد اشتری شاۃ ان یرسل بہا الی ثمنہا فلم یوجد فارسلت الی امرأتی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اطعمی ہذا الطعام الاسری رواہ ابوداؤد والبیہقی فی دلایل النبوۃ کذا فی المشکوۃ فی باب المعجزات کہا اوس صحابی انصاری نی راضی ہو اللہ تعالی اوسسے کہ ہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتہ نکلی ایک جنازہ پر مینی دیکہا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر پر فرماتی تہی گورکن سی کہ پاؤن کی طرف سی قبر کو فراخ کر اور سر کی طرف سی فراخ کر پہر جب بعد دفن آپ واپس ہوئی اوس میت کی بی بی نی آدمی بہیجا کہ کہانا تیار ہی نوش جان فرمایئے آپنے قبول فرمایا اور ہم جماعت آپ کی ساتہ تہی وہان گئی کہانا سامنی آیا آپنے دست مبارک اپنا کہانیکی طرف بڑہایا پہر سب جماعت قوم نی بڑہایا اور کہایا پہر مینی دیکہا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ آپ لقمہ چبا رہی تہی وہان مبارک مین اور نگلتی نہین پہر آپنے ارشاد فرمایا کہ مین جانتا ہون یہ گوشت ایسی بکری کا ہی کہ جو مالک کی بی اجازت لیکی ہی عورت نی آدمی کی ہاتہ یہ کہلکر بہیجا کہ یا رسول اللہ مینی آدمی بقیع مین بہیجا جہان بکریان بکتی ہین تاکہ بکری مول آجاوی لیکن نے ملی تب مینی اپنی ہمسایہ کی پاس آدمی بہیجا کہ جو اوسنی بکری خریدی ہی وہ مجہکو بقیمت بیعدی اتفاق سی وہ ہمسایہ بہی گہر نہ تہا

پھر بنی اوسکی بیبی کی پاس بھیجا اوسنی بی اذن خاوند کی بکری میری پاس بھیجدی تب فرمایا رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نی کہ کہلادی یہ کہانا قید یونکہ شیخ عبدالحق وغیرہ محدثین لکھتی ہین کہ وہ قید ی
لوگ کفار ہتی کہ دائرہ تکلف شرعی سی خارج ہتی اور وہ مناد اوسکا نہ ملا ہتا تاکہ اوسکا اذن لیا
جاتا اور مسلمان کہالیتی روایت کیا اس حدیث کو ابوداود نی اور بیہقی نی دلایل نبوت مین
یہ مشکوۃ کی باب المعجزات مین ہی اور کہا علامہ ابراہیم حلبی نی شرح کبیر منیہ مین کہ روایت کیا اس
حدیث کو امام احمد نی ساتھہ اسناد صحیح کی الحاصل اس حدیث صحیح سے ثابت ہوا کہ اہل میت کی دعوت
قبول کرنی جایز ہی اور چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہی سب جماعت کی ساتھہ کہانا کہانے کی لیے
بیٹھے تو یہ ثابت ہوا کہ اگر کوئی غنی بہی جو مصرف صدقہ نہین ایسی دعوت مین شریک ہو جای درست
ہے پس مبنی جواز کا اس بات پر رہا جیسے اہل میت کہانا تیار کری نہ واسطہ ریا وسمعہ کی بلکہ بنظر ثواب
وقربت وہ جایز ہی مولینا شاہ عبدالغنی محدث رحمۃ اللہ علیہ جنسی مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نی
حدیث پڑہی ہتی کتاب ابن الجاجہ شرح ابن ماجہ مین لکھتی ہین وامّا صنعۃ الطعام من اہل المیت فانما کان

للفقراء فلا باس بہ لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قبل دعوۃ المرءۃ التی مات زوجہا کما فی سنن ابی داود
یعنی کہانا تیار کرنا اہل میت کا جب بنظر ثواب فقراء کی لئی ہو وی کچہ مضائقہ نہین اسلئی کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نی قبول کی دعوت اوس عورت کی کہ جسکا خاوند مر گیا تہا جیسا کہ سنن ابی داود مین
ہے یعنی وہ حدیث عاصم بن کلیب کے جسکا حال اوپر لکہا گیا اور لکہا ملا علی قاری نی مرقات شرح
مشکوۃ مین ہذا الحدیث یظاہرہ یرد علی ما قررہ اصحابنا من انہ یکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم
الاول الثالث او بعد الاسبوع یعنی یہ حدیث عاصم بن کلیب کی ظاہر کہلی طور پر رد کر رہی ہے
اوس مسئلہ کو جو ہماری مذہب والون نی قرار دیا ہی کہ کہانا تیار کرنا پہلی روز اور تیسرے دن اور
ہفتہ بعد مکروہ ہی اسکی بعد ملا قاری نی اپنی مذہب والون کی وجہ بیان کی کہ وہ خلاف حدیث
کیون حکم دیتی اولکا حکم محمول ہی ایسی مقامات پر کہ جسکی وارثون مین کوئی چہوٹا لڑکا نابالغ ہو یا یہ کہ
بالغ ہو لیکن غایب ہو وہان موجود نہو یا موجود ہو لیکن اوسکی رضامندی نہین معلوم ہوتی اور کیا

جائے یہ کہانا خاص مال ترکہ سے اور کیا ہو وی کسی ایک معین وارث نی اپنی مال سی عبارت مرقات
ملی تاری کی یہ ہی تحیل علی کون بعض اور فقہ صغیرا او غایبا اولم یعرف رضاہ اولم یعلم من الطعام من
عند احد معین من مال نفسہ اد آخر عبارت مین لکہا وبخود ذلک یعنی بیبی یہ عذر مبنی بیان کی ایسے
ہی اور عذر مثل ریا وسمعہ وغیرہ کی جب پیش ایگی اونکی سبب کہانا میت کا منع کیا جایگا ہمارے
اصحاب مذہب کی غرض یہ ہی نہ یہ کہ اہل میت کا دعوت کرنا اگر محض ثواب کی لئی اور دوانہ مذکورہ
سی خالی ہو تب بہی مکروہ ہی حاشا وکلا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین
جس فعل کی فاعل ہوی ہون وہ ہرگز مکروہ نہین الحاصل باقرار محدثین یہ حدیث عاصم بن کلیب
دباب جواز طعام اموات ایک اصل عظیم ہی اور تعین یوم اور یتیم وغیرہ کی لئی ایک اصل عظیم سابق
گذر چکی کہ جسطرح وعظ کی لئی بیاعث بعض مصالح دن معین کیا گیا اسیطرح صدقہ اموات کی لیی ہی
بیاعث بعض مصالح تعین یوم واقع ہوا بنا علیہ یہ فاتحات مروجہ ہندوستان موافق اوزاع فریضہ مسلمہ
اہل سنت وجماعت نہایت صحیح ہین اور جو لوگ انکو رد کرتی ہین بیاعث اثر جریر بن عبداللہ رضی اللہ
عنہ کی کہ جسکو امام احمد اور ابن ماجہ نی روایت کیا ہی قال کنا نعد الاجتماع الی اہل المیت وصنعہم
الطعام من النیاحۃ یہ دلیل کئی وجوہ سی محذوش ہی اولاً یہ کہ مقدمہ شرح مسلم مین ہی کہ جب صحابی
یون کہی کہ ہم ایسا کیا کرتی ہتی یا ایسا کہا کرتی ہتی تو اوسکی دو تفصیل ہین اگر وہ یہ کہی کہ زمانہ
رسول صلی اللہ علیہ وسلم مین ہم ایسا کرتی ہتی تو وہ حدیث مرفوع ہی ورنہ موقوف ہی اس قول
کو جمہور محدثین مع اصحاب فقہ واصول کا قول لکہا ہی پہر لکہا کہ ہذا ہو المذہب الصحیح الظاہر بنا علیہ قول جریر
بن عبداللہ جو مضاف طرف زمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نہین ہو موقوف ہوا اور حدیث موقوف
حجت نہین جیسا کہ میر سید شریف رسالہ اصول حدیث مین فرماتی ہین الموقوف وہو مطلقا عارضی
عن الصحابی من قول او فعل متصلا کان او منقطعا وہو لیس بحجۃ علی الاصح اور ملا محمد طاہر نی مجمع البحار
کی خاتمہ جلد ثالث مین لکہا الموقوف ماروی عن الصحابی من قول او فعل متصلا او منقطعا وہو لیس بحجۃ
پس یہ حدیث موقوف جریر بن عبداللہ کی حجت نہین حال آنکہ معارض ہی اسکو حدیث صحیح مرفوع رسول

صلی اللہ علیہ وسلم کی **ثانیا** معنی حدیث جریر کی یہ ہوی کہ ہم نیاحت مین شمار کیا کرتی تہی اسبات
کو کہ لوگ جمع ہووین اہل میت کی پاس اور وہ اونکی لئی کہانا تیار کرین لنجاح الحاجہ شرح ابن ماجہ مین
اسکی تفسیر یہ لکہی ہی لعقد وزرہ کو زرالنوح یعنی اسبات کا گناہ ہم ایسا شمار کیا کرتی تہی جیسا نوحہ مین
گناہ ہوتا ہی اور نوحہ کا مسئلہ یہ ہی کہ شرح کبیر مینیہ مین ہی ویحرم النوح یعنی حرام ہی نوحہ کرنا اور ابوداود مین ہی
لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النائحۃ والمستمعۃ یعنی لعنت کی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی نوحہ کرنیوالی
پر اور رغبت سی نوحہ سُننی والی پر تو معلوم ہوا کہ اس اجتماع اور طعام مین آدمی مرتکب حرام اور مستحق
لعنت ہوتا ہی بہلا اگر یہ بات صحیح ہوتی تو کسطرح ارباب فتاوی بزازیہ وقاضیخان وغیرہما فتوی دیتی
کہ اگر غریبونکی واسطی اہل میت کہانا تیار کرین تو یہی بات ہی اور کسطرح تشریف لیجاتی نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم مع اصحاب اوس عورت کی بلانی سی جسکا خاوند مرگیا تہا کیونکہ ان دونو صورتون مین
اجتماع الی اہل المیت اور تیار کرنا کہانیکا جبکو منکرین حرام اور مستحق لعنت لکہتے ہین دونو باتین
موجود ہین اور بڑی شوخی کی اس مقام پر مولف براہین قاطعہ نی کہ صفحہ ۹۰ سطر ۷ مین تحت حدیث
جریر بن عبداللہ لکہا (اس حدیث مین اجتماع کو مطلق فرمایا ہی کوئی قید نہین کہ کسواسطے جمع ہوتا تہا
خواہ محض تعزیت مکروہ کیواسطے خواہ قرآن پڑہنی کو اور مطلق کو مقید کرنا بالرای حرام ہی اور طعام
بہی مطلق ہی) بہلا جب اجتماع مطلق رہا جمیع اجتماعات کو شامل اور طعام ہی مطلق رہا سب افراد
طعام کو شامل تو دیکہیے یہ کج فہمی مولف براہین کی کہان کہان پہنچیگی صورتین مذکورہ بالا ملاحظہ کرنی چاہئین
ثالثا فقہاء رحمہم اللہ نی اوس اجتماع اور طعام کو موت کی وقت مکروہ رکہا ہی جیسا کہ علامہ
حلبی نی شرح کبیر مین حدیث جریر کو لکہا ہی والمراد بل علی کراہۃ ذلک عند الموت فقط اور
حدیث عاصم بن کلیب مین جو حضرت کا دعوت قبول کرنا بعد دفن میت کی تہا تو اس صورت مین
شبہہ تعارض ادلہ کا ہی دفع ہوگیا اور ہماری ارباب مذہب نے جو بعد دفن ہی چند روز تک
اطعام طعام کو منع کیا ہی اوسکا بیان فتاوی قاضیخان سی اور عنقریب مرقاۃ علی قاری سی گذر چکا
کہ اوس منع کی تشکیل اور رہی اور محض قربت وثواب کی نیت سی منع نہین بلکہ فتاوی مین ہی کہ سات دن

تک یوم موت سی یا چالیس روز تک میت کی طرف سی برابر صدقہ کیا جائی جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا
اور فقرا کی لئی طعام کا حسن ہونا ہی گذر چکا **رابعا** علی قاری نی مرقات مین اوس اجتماع اور
صنع طعام کی شرح اس طرح پر لکہی ہی فینبغی ان تقید کلامہم بنوع خاص من اجتماع یوجب استحیاء
اہل الموت فیطعمونہم کرہا یعنی ہمکو چاہئے کہ نہ مطلق رکہین اس اجتماع کی منع کو بلکہ مقید کردین کلام
ارباب فتاوی مستندہ حدیث جریر کو ایک قسم کی اجتماع خاص کی ساتہ کہ آدمی خواہی نخواہی
جمع ہوجائین اور وارثان میت اونکو شرماشرمی سی کہلائین جبراً وکرہاً تو یہ اجتماع البتہ درجہ
حرمت مین اور مستحق لعنت ہوگا جو گناہ نوحہ کی برابر گنا گیا ہی اس صورت مین الف لام الاجتماع
کا حدیث جریر مین عہد کی لئی ہی مولف براہین نی جو سیوم کی اجتماع اور تقسیم نخود کو اور اسیطرح
دہم وبستم وچہلم وغیرہ کی اجتماعات واطعامات کو حدیث جریر بن عبداللہ مین داخل کیا اور
اونکی سب ہم مشرب اگلی پچہلی داخل کرتی ہین اور اسکو بڑی قوی دلیل لوہی کی لاٹ سمجہہ رہی
ہین معلوم ہوچکا تحقیقات مذکورہ بالا سی کہ بالکل بی اصل ہی اسلئی کہ سیوم مین اجتماع للقرابت
ہے وہ باجماع جایز جیسا کہ عینی وغیرہ سی گذر چکا اور تقسیم نخود وشیرینی وغیرہ سیوم مین اور اطعام
طعام دیگر فاتحات مین نہ استحیاء اشرماشرمی سی ہی جو ملا علی قاری نی اثر جریر ابن عبداللہ سی
ثابت کیا کہ لوگ خواہی نخواہی وارثان میت کی گرد ہوگئی اور حلقہ مار کر بیٹہہ رہی بلکہ خود درغہ
میت نی ملانون اور مصلیون کو دعوت کر کی بنظر قربت وثواب بلایا ہی جو لوگ اوس جلسہ مین
غربا ہین اونکی دینی مین ثواب صدقہ اور جو کوئی غنی مین اونمین ثواب فعل معروف موجود ہی جیسطرح
بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جاتہ صحابہ مین اوس عورت کی گہر جبکا خاوند مرگیا تہا موجود ہوئی **خامسا**
اثر جریر مین اجتماع اور صنع طعام دونو فعل ہین اور فعل جب ہوگا لابد کسی زمانہ مین ہوگا وہ زمانہ
اس اثر مین محدود نہین بلکہ وقت وفات میت سی لیکر جب تک وارثان میت زندہ رہین اور وقوت تک کو
شامل ہی پس جرح عظیم لازم آئیگا اسلئی کہ جب اجتماع مولف براہین نی مطلق لیا کہ خواہ کسیواسطے
آدمی جمع ہون اور تقیید بالرای حرام ہی اب ہم کہتی ہین کہ زمانہ بہی مطلق ہی خواہ کبہی آدمی جمع

ہوجاوین تو لازم آئیگی وقباحتین **ایک یہ** کہ موت میت کی بعد سے ابدا اہل میت کی کہرا جتماع اور
اطعام طعام خواہ کسی وجہ سے ہو ممنوع اور حرام ہوگیا اور یہ بڑی حرج کی بات ہی اسی سبب سے علامہ
حلبی نی اسکو مخصوص کردیا وقت موت کی ساتھ کہ وہ وقت تاسف اور وقت مشغولی تکفین وغسل وغیرہ
کا ہے اور بعد دفن کا حکم اس سے خارج رہا عبارت اونکی شرح حدیث جریر مین یہ ہے وانما یدل علی کراہۃ
ذلک عند الموت فقط یعنی یہ حدیث جریر فقط موت ہی کی وقت صنع طعام واجتماع کی کراہت تحریمہ
پر دلالت کرتی ہی لاغیر **دوسری قباحت** یہ کہ جب زمانہ مطلق رہا تو جمیع افراد یعنی ایام
معینہ وغیر معینہ کو شامل ہوگا المطلق یجری علی اطلاقہ کلیہ مسلم الثبوت ہی تو جسطرح ایام معینہ کی فاتحہ
مین اجتماع وصنع طعام ہوگا اوسیطرح ایام غیر معینہ کی اطعام مساکین مین بھی یہی دو نو باتین موجود ہونگی
الاجتماع الی اہل المیت وصنعہم الطعام پس جس دلیل سی ایام معینہ کی کہانیکو منع کرتی ہو اوسی دلیل سے
ایام غیر معینہ مین اطعام مساکین مکروہ وحرام مثل نوحہ ٹہریگا مانعین اچہا اعتراض کا جہونکا لائی کہ اپنی مشت خاک
بہی اوڑا لیگئی الحاصل جہانتک شرح کبیر مینسی نظر بہت صحیح ہی اور اس نظر پر جو فقیہ شامی نی نظر فرمائی ہے
اوسکا بعض مضمون مثلا یہ عبارت فانہ واقعۃ حال لاعموم لہا مع احتمال سبب خاص بخلاف ما فی حدیث
جریر علی انہ بحث فی المنقول فی مذہبنا ومذہب غیرنا کا شافعیہ مخالف قرار دادعلمای متقدمین مثل علے قاری
وغیرہ کی ہی کیا ضرور ہی کہ فعل رسول صلی اللہ علیہ وسلم صحیح اسنادسی پہنچا ہوا کہ جسکی بابت ارشاد ہی ما آتا
کم الرسول فخذوہ وبلا معارض مرفوع صحیح واقعہ حال ٹہرا کر ترک کردیا جائی اور اوسکی مقابل مین ایک صحابی
کا اثر جو موقوف اوہنی پر ہے قانون کی تجویز کیا جائی اور طرفہ اجرا یہ ہی کہ دونون مین تعارض ہی نہین جو
حدیث عاصم بن کلیب مین ثابت ہوا وہ بنظر قربت ثواب ہی اوسکو ہماری اصحاب جایز رکہتی ہین اور
جو حکم اثر جریر ابن عبداللہ مین ہی وہ استحیاء وسمعہ وریا موانع مذکورہ بالا کی سبب سے اوسکو ہماری ارباب
فتاوی منع کرتی ہین پس منقول فی المذہبین بحث نہوئی اور شافعیہ وغیرہ کا مذہب ہم پر حجت نہین
اس سبب سے عاجز راقم اسطور نی سابقا انوار ساطعہ مین فقط کبیری کی نظر کو ذکر کیا
اور شامی کی نظر کو بیان نہ کیا تہا کہ وہ خود منظور فیہ تہی اور اس مضمون کی بعد جو فقیہ شامی نی

وجہ کراہت مین مناکیر بیان کی ہین وہ ہماری اور علامہ حلبی وغیرہ کی خلاف نہین بلکہ عین موافق ہین یعنی
ورثہ کا صغیر یا غایب ہونا اور سامان فرحت سرور مثل بجانی طبل اور گنی وغیرہ کی افعال قبیحہ کرنا وجہ کراہت
تحریم ضیافت متعلقہ اموات کی ہی یہ ہرگز نہین کہ بنظر ثواب کہانا پکانا اور اجتماع ہونا فقط یہی دوام
مندرجہ حدیث جریر موجب کراہت وتحریم ہو بلکہ تعلیلات متاخرہ شامی کی بالکل مخالف احناف
کی موافق ومطابق ہین اور شاہ عبدالغنی دہلوی موصوف الصدر کا بیان بہی ہی کتاب شفاء السائل مین
وطعام جمعین مثل شادی وجمع شدن در خانہ میت مثل اجتماع شادی مکروہ است اور یہ ہی مطلب ادا کیا ہے
اونہون نی اپنی دوسری کتاب انجاح الحاجہ شرح ابن ماجہ مین واما اذا کان للاعتیاد والاضیاف ممنوع
مکروہ لحدیث احمد وابن ماجہ کنا نری الاجتماع وصنیعۃ الطعام الی آخرہ یعنی جب وہ کہانا مخصوص اعنیاء
کی لئی ہو اور اون لوگون کی لئی جو خواہی نخواہی آکر جمع ہوگئی ہین تو وہ ممنوع اور مکروہ ہی پس شادی اجتماع
موصوف فی صاف بیان فرمادیا کہ ممنوع ومکروہ وہ شکل ہی جسمین مثل طعام شادی اجتماع اغنیاء ضیافت
کا ہو اور یہ محمل حدیث جریر کا ہی اونکی نزدیک اور جو بنظر ثواب ہو وہ جایز ہے وہ محمل ہے اونکی نزدیک
حدیث عاصم بن کلیب کا جیسا کہ انجاح الحاجہ سے اوپر نقل کیا گیا اور یہ ہی مذہب **تیسری**
دلیل مانعین کی درباب ہیلم وغیرہ یہہ عبارت ہی کہ سیف المسنہ کی صفحہ ۱ مین مرقوم ہی شاہ
ولی اللہ صاحب فی مقالۃ الوصیت یعنی وصیت نامہ مین فرمایا ہی دیگر از عادات شنیعہ ماروم اسراف
است در ماتم وہیلم وششماہی وفاتحہ سالینہ الی آخرہ مین کہتا ہون اگر یہ لوگ عاقل ہوتی شاہ ولی اللہ
کی کلام کو کبہی پیش نکرتی اسلیی کہ اسمین ہیلم وغیرہ کی کہانی للہی کو نہین منع کیا اسمین تو اسراف کرنیکو واقعات
شنیعہ سی لکہا ہی اسراف کہتی ہین بی اندازہ خرچ کرنی کو اور قرآن شریف مین ہی ولا تسرفوا انہ لا یحب
المسرفین اسراف کو کون درست کہتا ہی شاہ ولی اللہ صاحب کا منشا اوسکی بند کرنے مین بند کرنا
اسراف کا ہے چنانچہ اوسکی بُرائی اونہون نی بیان کی ہی اور ہم بہی اوسکو بُرا کہتی ہین اور اسراف
لوگون مین طرح طرحکی مختلف مقامون مین پیدا ہوگئی ہی علامہ شامی نی ضیافت اموات کی شناعت
مین لکہا ہی یحصل عند ذلک غالبا من المنکرات الکثیرۃ کالبکاء والصوت والتعدیل التی لا توجد فی الافراح

وکذا قبول الفقراء بالاصوات الحسان واجتماع النساء والمردان واخذ الاجرة علی الذکر وقراءة القرآن

الی آخرہ دیکھئی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ موتی کی کہانون مین قندیل اور شمعین روشن کیجاتی ہین اسطرح کہ محافل شادی مین ہی ہوتی ہی اور طبلہ بجتی ہین اور مرگانا خوش آوازی سی ہوتا ہی عورتین اور بی بی رنیشہ لڑکی آتی ہین جو کچھ قرآن پڑہتی ہین اوسکی مزدوری لیتی ہین یہ عبارت شامی فی باب یجایز مین لکھی ہی معلوم ہوا کہ بعض جگہ ایسی سرافات ہی جاری ہوگئی ہی اور اسیطرح جو خاص اپنی اجمایل اور برادران اغنیا مین مخصوص ہی چنانچہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت جو مولوی اسحق صاحب نے مسایل اربعین کے سوال سے وششم مین جامع البرکات سی نقل کی ہی وانگہ بعد از سالی وششماہی یا چہل روز دراین دیار

پرنذود درمیان برادران بخش کنند آنرا ہاجی گویند چیزی دخیل اعتبار نیست بہتر ان است کہ بخورند

انتہی واضح ہو کہ شرح منہاج مین جو گذرا کہ شش ماہی و سالیانہ وغیرہ کا کہانا مکروہ ہی اوسمین ایک یہ بھی سبب ہی کہ جو مستحق اوس کہانی کی ہین اونکو نہین کہلاتی اور کہانا اسطرح کا تکلفی پکاتے اور اوہین طرح طرحکی زینتین کرتی ہین جسطرح شادی عروسی کی کہانی مین دستور ہے اور احباب کی ضیافت خوشی خوشی کرتی ہین ایسی کہانی کو فقہا منع کرتی ہین فتح القدیر شرح ہدایہ مین ہے دیکرہ اتخاذ الضیافۃ من اہل المیت لانہ شرع فی السرور دلافی الشرور یعنی آخر نہی بدعۃ مستبقحۃ الی آخرہ اور حاشیہ خزانۃ الروایات مین ہی ولاضیافۃ فی بیوت الموتی وہم فی الحزن یعنی احباب کی ضیافت تکلف اور زینت کی ساتہ اہل میت سے لینا اور کہانا مکروہ ہی کیون کہ یہ بات سرور مین جایز ہی موت مین سرور کہان یہان تو شرور یعنی غم ہین اور موتی کی گہر مین ضیافت کیسی حال یہ کہ وہ قبر دن مین پڑی ہین واضح ہو کہ جس فقیہ کی کلام مین ممانعت ہی وہ ایسی قسم کی کہانی کی ممانعت ہی دلیل اوسکی یہ ہے کہ صریح بزازیہ وغیرہ مین مع جو ہی وان یتخذوا طعاما للفقراء کان سخاوا اور جو لوگ تعینات کی ساتہ ان فاتحات کو جایز رکہتی ہین وہ سب شرط کرتی ہین کہ محض اغنیا کو کہلادینا ثواب صدقات مین معتبر نہین چنانچہ تحفۃ النصایح مین ہے ؎ سازی طعام مردہ چون روز سیوم ہفتم چہلم

باید دہی درویش یا در نہ بنا شد معتبر ؎ باقی رہی یہ بات کہ جب طعام بنتر ثواب اموات کیا گیا اور فقرا ہی کو کہلایا لیکن کوئی غنی شخص بہی اوسمین شریک کیگئی تو اوسکا بہی ثواب میت کو پہنچتا ہی یا نہین یہ مسلہ ایکبار مولنا احمد علی محدث سہارنپوری مرحوم کی سامنی پیش کیا گیا کہ مولانا اسحق مرحوم کے ماتہ مسایل سوال بنجاہ و یکم مین ہی (طعامیکہ بنیت تصدق بر فقرا از اموات پزند تا ثواب آن بایشان رسد جز فقیر را روا نبود وجہ تصدق بر فقرا می باشد ہدیہ مرا غنیا را) اور اوسوقت مولنا موصوف الصدر کمپ میرٹھ کوتہی شیخ الہی بخش خان بہادر مرحوم مین کہانا گیارہوین کا تناول فرما رہی تہی موقع وقت بہی یہی تہا کہ جناب مولنا بفضل حق سبحانہ بہت خوشحال و متمول و صاحب تجارت تہی اور وہ کہانا ایصال ثواب روح پرفتوح حضرت غوث الثقلین قدس سرہ کی لیی تہا ارشاد فرمایا کہ اسکی معنی یہ ہین کہ اغنیا کی کہانے مین اور مسدر جہ کا ثواب نہین پہنچتا جسطرح فقرا کی کہانیکا پہنچتا ہی اور یہ نہین کہ اغنیا کی کہانیکا بالکل ثواب نہ پہنچے اسلئی کہ اطعام الطعام اگرچہ اغنیا ہی کو ہو وہی منکرات سی نہین بلکہ معروفات شرعیہ سی ہی اور حدیث شریف مین آیا ہی کہ کل معروف صدقۃ یعنی ہر معروف کام حدیث شریف عاصدقہ کا ثواب ملتا ہی انتہی کلام مولنا المحدث بعد ازان بندہ کو تلاش ہوئی کہ یہ تو از روی حدیث جواب ہوا اب جزیہ فقہا بہی دیکہنا چاہیئے تو چند کتب مین بندہ نی اس مسلہ کو مصرح پایا چنانچہ لکہتا ہون اوسی ماتہ مسایل سوال بنجاہم مین بحر الرایق سے نقل کیا ہی۔ وقید بالزکوۃ لان النفل یجوز للغنی کما لہا شمی یعنی قید صدقہ زکوۃ کی اسلئی کہ نفل صدقہ جائز ہی غنی کو جسطرح جایز ہے مردہاشمی نسب کو اور قہستانی کی فصل مصرف الزکوۃ مین ہی سوق الکلام میتسر الی جواز صرف صدقۃ التطوع الی الغنی اسکا بہی خلاصہ وہی نکلا اور ہدایہ کے فصل صدقہ مین ہے قد یقصد بالصدقۃ علی الغنی الثواب یعنی اغنیا کا کہلانا جسطرح اونکی رضا جوئی اور اپنی کاربراری وغیرہ وجوہ دنیوی کی لیی ہوتا ہی اسیطرح کبہی بارادہ حصول ثواب بہی ہوتا ہی اور مجمع البحار جلد دوم مین ہی الصدقۃ تالصدقۃ بہ علی الفقراء ای غالب انواعہا کذلک فانہا علی الغنی جائزۃ عند نا ثیاب بہ بلا خلاف یعنی صدقہ وہ ہی جو فقراء کو دیا جاوی اور مراد اس سی یہ ہی اکثر صدقے ایسی ہی ہوتی ہین ورنہ صدقہ بیشک غنی کو بہی دینا جایز ہی اور سو شرب ہا ہی بلا خلاف انتہی اگر کوئی یہ کہی اغنیا کا دینا ہبہ اور ہدیہ ہوتا ہی تو جواب یہ ہی کہ ہدیہ

اور جیسہ مسلمانون کو کرنا بہی معروفات شرعیہ اور موجبات ثواب مین ہی پس تم اب ضرور ملیگا گو یہ نسبت فقرا کے
کم ہو **چوتھی دلیل** منع چہلم وغیرہ پر قاضی سنار اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول جو وصیت نامہ
مین فرماتی ہین بعد مردن تین روز دسوین دسویں دہم وبیستم وچہلم وششماہی وبرسینی ہیچ نکنند کہ رسول
صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ از سہ روز ماتم کردن جایز نداشتہ اند الی آخرہ واضح ہو کہ کہانا اللہ کہلانا اُسپر ان
سی ہی اور قاضی صاحب نے رسوم دسوین کو منع فرمایا ہی وہ یہ کہ عورتین جمع ہو کر ان ایام مین رویا
پیٹا کرتی ہین اور یہ ہم اپنی طرفسی نہین کہتی خود قاضی صاحب کی دلیل اپنی مونہہ بول رہی ہی یعنی نہ
چہلم وغیرہ کی دلیل یہ فرماتی ہین کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن سی زیادہ ماتم کرنا جایز نہین فرمایا
پس اس سی یہ ثابت ہوا کہ جہاں برسی چہلم وغیرہ مین ماتم نکرین مولوی اسمعیل صاحب نے بہی تذکیر الاخوان
مین لکہا ہی جو عورت ماتم برسی کو آتی ہی وہ بہی اونکی پیٹنے چلانی مین شریک ہوتی ہی پہر کیسکی یہان تین
دن کیسکی سات دن کیسکی دس دن کیسکی چہ مہینی تک کیسکی برس روز تک کیسکی دو برس تک
رہی بات بہاری رہتی ہی جتنی دن جسقدر یہ نوحہ زیادہ ہوا وسیقدر آپس مین اون لوگون کی تعریف
ہوا اور اگر نہ ہو تو طعن کرتی ہین کہ فلان کی یہان میت کی کچہہ قدر نہوئی اور مرد جو جاتی ہین تو صرف دستور
رسوم کی موافق اون لوگون کی دلہلانی کو کچہہ فاتحہ وغیرہ پڑہتی ہین اور اوس فاتحہ سی مردکی واسطی ثواب
منتفع نہین بہتا یہ عبارت تخصیص تذکیر الاخوان کی ہی پس قاضی صہبا کا اشارہ ان امور کی طرف ہی ورنہ وہ خود
ہی وصیت نامہ مین فرماتی ہین واز کلمہ درود وختم قرآن استغفار از مال حلال صدقہ بفقرا باخفا اعداد فرمائے
انچہ اس سی ظاہر ہو گیا کہ ختم قرآن وغیرہ سب قاضی صاحب کی نزدیک درست ہے اور صدقہ کو جو پوشیدہ
فرمایا وہ اسلی کی اپنی رائے مین کچہہ طریق نہوا اور خلاصہ وغیرہ کا دیکہا ہوگا جیسا کہ ہم اوپر لکہہ چکی ہین اسواسطے
اختفا کا حکم دیا ورنہ صدقہ ظاہر کرنا شرع مین درست ہی اللہ تعالی نے فرمایا ان تبدوا الصدقات فنعما
ہے شاہ عبدالقادر صاحب نے اس آیت کا ترجمہ اسطرح کیا ہی اگر کہلی دو خیرات تو کیا اچہی بات ہی
اور شاہ ولی اللہ صاحب نے اسکا فارسی ترجمہ یہ کیا ہی اگر ظاہر کنید خیرات را پس نیکو چیزست اور
ظاہر کر کی دینی مین ایک نفع اور بہی ہی تاکہ اور آدمیون کو ہدایت ہو وہ بہی صدقہ کرین

پانچوین دلیل منع چہلم وغیرہ کی لی یہ لکہتی ہین کہ حضرت نے فرمایا ہی طعام المیت یمیت القلب
وطعام المریض یمرض القلب دور نوادر بہشام آمدہ کہ مکروہ ست اجابت کردن طعامی کہ بجہت شیوع
مردہ کردہ باشند یعنی میت کا کہانا دل کو مردہ کر دیتا ہی اور مریض کا کہانا دل کو بیمار کر دیتا ہی اور
نوادر ہشام مین آیا ہی کہ مکروہ ہی قبول کرنا اوس کہانیکا جسکو روح میت کی واسطہ کیا ہو دی انتہی کلامہ
ہم کہتی ہین کہ اگر اس حدیث کو صحیح رکہو گی تو دوسری حدیثین جو ترغیب خیرات مین میت کی
طرف سی آئی ہین اور باجماع امت وہ مقبول ہین اونکا کیا جواب دو گی اور اس حدیث کی سند بہی
معلوم نہین نہ صحابی کا نام کہ کس صحابی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی روایت کیا اور نہ مابعد صحابی کی
اور راویونکا حال معلوم کہ پہر صحابی سی کن کن راویونے اسکو روایت کیا اور نہ کتاب حدیث کا نام
مرقوم کہ صحاح ستہ مین یا کسی اور کتاب حدیث مین یہہ حدیث موجود ہی اور قطع نظر ان امور کی پیش کرنا
اس حدیث کا واسطہ ممانعت فاتحات مخصوصہ معینہ مسیوم ودہم وبستم وچہلم کی فقط صحیح نہین اسمین مطلق
طعام میت کی نہی موجود ہی تو صدقہ لاعلی التعین بہی مدار دہوا اسکو تم جائز کہتی ہو اور جب اوس
دعوت کا قبول کرنا مکروہ ہوا مطلقا بلا قید غنی وفقیر تو وہ جو حکم صدقہ کا میت کی طرف سی فقہ وحدیث
مین ہی اوس دعوت کو قبول جنات کرین گی یا جنگل کی وحوش وطیور سنکرین ایسی سند کتاب اربعین
سے لائی جس سی اپنی بانو مین خود تیشہ مار گئی **چھٹی دلیل** منع کی یہ کہ مسایل اربعین مین لکہا ہی
در نوادر الفتاوی اورده کہ اجابت کردن طعامیکہ از بہر مرده ساخته باشند مکروہ ست سہ روزہ
ہفتہ وماہیانہ وسالیانہ وآن طعام علما وفضلا را مکروہ ست انتہی اس عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ برسی اور
تیجہ واچہلم وغیرہ کا کہانا مکروہ علما وفضلا کی واسطی ہی اور ونکو مکروہ نہین اگر سب کو مکروہ ہوتا تو عالمونکا
نام لینا کیا ضرور تہا خیر اگر یہہ لوگ اسیقدر لکہدین کچہہ مضایقہ نہین اسواسطہ کہ علما فضلا تو خود اس کہانی
مین کم جاتی ہین اکثر اور آدمی کہاتی ہین اگر اون کو جایز ہوا یہہ بہی غنیمت ہے اور صحیح بہی ہی اس مسئلہ
مین بڑی غیرت مولوی اسمعیل صاحب کی ہی کہ وہ پیش المانعین ہیں ان تعینات کو مکروہ وحرام کہتی ہین
صورت اونکی یہہ ہی کہ اونکی نزدیک اصل باعث حرمت کا یہہ ہی کہ اونکو اپنی ہم عصرون مین یہہ معلوم ہوا

تہا کہ یہ لوگ خالصاً للہ نہین کرتی بلکہ لوگون کی دیکہا دیکہی کرتی ہین اور جبراً کرتی ہین چنانچہ صراط مستقیم
مطبوعہ میرٹھ کی صفحہ ۷۰ مین لکہتی ہین ورتقسیم طعام سیوم وچہلم بسبب خوف مطعون شدن وسعت وکشادگی کی کنند
انتہی اور صفحہ ۷۳ مین ہی درنہ پندارند کہ نفع رسانیدن باموات باطعام وفاتحہ خوانی خوب نیست چہ آنہم
بہتر وافضل غرض ان ست کہ مقید برسم بناشد بتعین تاریخ وروز وجنس وقسم طعام ہر وقت وہر قدر کہ
موجب جرجنریل بود بعمل آرد ہرگاہ ایصال نفعی بمیت منظور وارد موقوف براطعام نگذارد اگر میسر باشد
بہتر است والا صرف ثواب فاتحہ واخلاص بہترین ثواب ہاست درتعین تاریخ وروز وقسم ووضع طعام ضیق
پیش می آید انسانرا خواہ نخواہ انچہ کردن دشوار می بود سرانجام آن ضرور میشود فتدالی آخرہ اس عبارت سے
صاف ظاہر ہوگیا کہ سیوم اور چہلم وغیرہ کا کہانا تعین ایام کی سبب منع نہین جیسا کہ بعض علمارنی زمانہ خیال
کرتی ہین بلکہ اوسمین قباحت مولوی اسمٰعیل ورسید احمد صاحبا کی نزدیک یہہ ہی کہ انسان کی پاس کچہہ ہووی
یا نہووی پابندی تواریخ ایام سی خواہ مخواہ اوسکو کرنا پڑتا ہی اسمین تنگی اور مصیبت پیش آتی ہی پہر اگر یہی بات
کسیکو پیش آوی اوسکی حق مین ہم بہی منع کرینگی ای بہائی تو اپنی مقدور کی موافق کردی جو صلہ سی زیادہ
نام آوری کی طور پر جسکا سنبہالنا تجہکو مشکل ہووی سرانجام مت کر خالصاً للہ جسقدر تیری پاس موجود ہے
اوسیقدر کردی اور جو کچہہ بہی نہین تو خالی فاتحہ پڑہ دی **سوال** تعین ایام کی حاجت کیا ہی **جواب**
صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی دلون مین خود غرق تہا کسب خیرات وحسنات کا وہ اپنے ولولہ عشق
ولی سی امور صالحہ کرتی تہی اونکو کسیکی تاکید کی حاجت تہی نہ تعین کیے نہ یاد دلانی کی جب وہ دور
گذر چکا لوگون کی دلون مین بی رغبتی امور صالحہ کی پیدا ہوگئی اوسکی لئی علمای دین نی بنظر اصلاح
دین فتوی اور احکام پیدا کیے مثلاً قرآن شریف کی تعلیم پر اجرت لینا اصل حدیث سی منع تہا
اوسوقت مین لوگون کی دل راغب تہی اللہ کی واسطی تعلیم کرتی تہی جب دورہ قرون صالحہ کا تمام
ہوگیا لوگون کی دل ویسی نرہی قرآن شریف کا پڑہانا موقوف ہونی لگا تب علمارِ دین نے رحمہم اللہ حکم
جواز کا یعنی تعلیم قرآن پر دنیا اجرت کا جایز ہے اور لینا بہی جایز چنانچہ فقہا لکہتے ہین لو لم یفتح لہم
الا جر لذہب القرآن اور ہدایہ مین ہے لانہ ظہر التوانی فی الامور الدینیۃ ففی الامتناع تضییع حفظ القرآن

وعلیہ الفتوی اور اذان کی بعد تثویب یعنی الصلوۃ الصلوۃ وغیرہ پکار کر کچہہ کہنا تاکہ نمازی آکر جلد جماعت
مین شریک ہون متاخرین علمارنی مستحسن قرار دیا چنانچہ کتاب ہدایہ مین ہے والتثویب متاخرون استحسنوہ فی الصلوات
کلہا لظہور التوانی فی الامور الدینیۃ یہہ مسئلہ تثویب کا فتاوی عالمگیری مین بہی اسی قسم کی بہت نظیرین
کتب فقہ مین موجود ہین جو ڈہونڈی گا پاویگا اور یہی ہین اوسکی جو مجمع البحار اور شامی اور فتاوی عالمگیریہ
وغیرہ چند کتب معتبرہ مقبولہ مین یہہ بات مندرج ہی کہ کم من احکام یختلف باختلاف الزمان یعنی بہتیری حکم
بدل جاتی ہین زمانہ کی بدل جانی سی ایکدہ وقت تہا کہ قرآن کی اندر زیر وزبر جایز مطلق وتحف لازم
وغیرہ لکہنا علما جایز نہین بلکہ کہتی تہی مکروہ کہتی تہی چنانچہ متقدمین کی کتابون مین مندرج ہی اور ایک وقت
وہ آیا کہ لوگون کا ڈہنگ بگڑ گیا جہالت طاری ہوگئی تب علمانی حکم دیا کہ قرآن شریف مین زیر وزبر وغیرہ
لکہنا واجب ہے چنانچہ کشف الظنون وغیرہ مین تصریح ہی کجا مکروہ کجا واجب ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا
اور اسیطرح مساجد کی زینت اور بلند کرنا مکروہ ثابت ہوتا ہی لیکن علما باعث مصلحت کی مستحب فرماتی ہین
چنانچہ صاحب مجمع البحار فی لفظ زخرف کی تحقیق مین لکہا ہی کہ جب لوگ اپنی گہر بہت عمدہ عمدہ بنانی لگی
اب اگر مسجد کو کچی اینٹون ہی اونچی اونچی مکانات کی پاس بنادینگی اور بہتیری گہر کا فرون کی بہی اسکی
پاس بلند ہوتی ہین تو البتہ مسجد نظرون مین حقیر ٹہہریگی انتہی کلامہ مجموع ان امثال وروایات سے معلوم ہوا
کہ اگر زمان ومکان مین یا کسی ہیئت اور وضع مین باعث کسی مصلحت کی کسی قسم کی تغیرات واقع
ہون تو وہ جایز ہین شاہ ولی اللہ صاحبا رحمۃ اللہ علیہ رسالہ انتباہ کی شروع مین فرماتی ہین اگرچہ اوایل
امت را باوا خرامت در بعض امور اختلاف بودہ باشد اختلاف صور ضرر نمی کند ارتباط سلسلہ ہمہ این امور
صحیح ست اختلاف صور را اثری نیست انتہی کلامہ ملخصاً ان عبارتون سی یہ فائدہ نہایت اہتمام سی محفوظ
رکہنی کی قابل پیدا ہوا کہ اگر علما متاخرین مین کسی قسم کا تعین مخالف وضع علما متقدمین کی پیدا ہو تو یہہ
ضرور نہین کہ اوسکو رد کیا جاوی اسلی کہ مصلحت زمانہ متقدمین مین وہ تہی جو اونہون نی حکم دیا اور
متاخرین کی وقت مین باعث تغیر اوضاع وطبایع امت کی دوسری طرح پر امتحان ظاہر ہوا اور درحقیقت
یہ اختلاف نہین کہ دونو فرقہ متقدمہ ومتاخرہ اصلاح دین پر متفق ہین اونکی وقت مین اصلاح اوسمین تہی انکی

وقت مین اصلاح دوسری طرح چنانچہ یہی وجہ مولوی اسمٰعیل صاحب کی مرشد برحق سید احمد صاحب کو پیش آئی کہ
صراط مستقیم مین اونہون نی ایک باب جدا واسطے تجدید اشغال کی مقرر کیا صفحہ مین لکھتی ہین مصلحت
وقت چنان اقتضا کرد کہ یک باب ازین کتاب برای بیان اشغال جدیدہ کہ مناسب این وقت ست
تعین کردہ شود انتہی اور اسی کتاب کی آخر ورق مین مولوی اسمٰعیل صاحب اپنی پیر کا حال لکھتی ہین بعد ازان
در تلقین و تعلیم طریقہ چشتیہ بازوی ہمت کشادند و تجدید اشغال کردند این کتاب مستطاب بران محتوی گردید
فرمودہ انتہی کلامہ یہہ عاجز مولف اس انوار ساطعہ کا کوئی بات اپنی طبیعت سے نہین کہتا کہ ثانی الحال
الزام دیا جاوے بلکہ جو کچھ خلاصہ کلام ہی وہ عطر چھانٹا ہوا انہین حضرات مانعین کے مسلم الثبوت کتابون سی ہے
جب یہ مسئلہ تحقق ہوگیا تو سمجھنا چاہیئی کہ صحابہ سا بقین بالخیرات ہتی اونکی لئی تعین زمان ایصال ثواب
وغیرہ کی لئی کچھ حاجت نہ ہتی بلکہ وہ خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سی پوچھہ پوچھہ کر خیرات اپنی اقربا کی
طرف سے کیا کرتی ہتی چنانچہ قصہ سعد کا گذرا اب اگر کسیکو ثواب کا رستہ بتاتی ہین تو وہ مونہہ دوسری
طرف پھیر لیتا ہی غرض کہ جب لوگون مین سستی واقع ہوئی تب فرق پڑنی لگا خیرات مین اور موتی کا حال دیکھا
تو وہ ہی جو حدیث مین وارد ہوا ہی کہ جسطرح کوئی ڈوبتا ہوا آدمی سہارا ڈھونڈتا ہی کوئی میرا ہاتھ پکڑلی میرے
ہاتھ مین کوئی رسی کوئی لکڑی کوئی چیز آجاوی کہ اوسکو پکڑکی بچ جاؤن اسیطرح میت آسرا کرتا ہے
اپنی زندہ اقربا کا اور اقربا کا یہ حال ہوگیا کہ اونکی حق فراموش کرنی لگی تب کھڑی ہوگئی بزرگان دین
تعین ایام پر اور معین کیا اوسکو متفرق وقتون پر مثلاً دسوان بیسوان وغیرہ معین کردیا تاکہ وارثون کو بھی
بتدریج انتظام سہل ہوا اور موتی کو یہ فائدہ ہوگیا کہ مدد کا سلسلہ منقطع نہو کچھ آج فائدہ پہنچا کچھ پہر اوسکی بعد کچھ پہر
اوسکی بعد اور یہ بڑا فائدہ ہی کہ تعین کے سبب یاد رہتا ہی آدمیونکو اور خیال پر چڑھا رہتا ہے چنانچہ جو لوگ
مصلحت تعین کے پابند ہین اونکی گہری کچھ نہ کچھ خیر ہو جاتی ہی اور طرف ثانی جو بعضے وقت ان لوگون کی
بہ نسبت کہتی ہین کہ اس تعین کے ساتھ کام کرنیسی نکرنا اچھا اسمین انکو نمود ہوتی ہی سو یہ کہنا انکا صحیح نہین اسلئے
کہ پھر کوئی تو نمود ہی کی واسطے نہین کرتا اور اگر کوئی نمود کیواسطے کرتا ہوگا تو اوسکو بھی ہم منع نکرینگے
اگر اسکی حق مین نمود ہی تو کسی غریب کا ایک وقت پیٹ پھر لگا یہ تو کام اچھا ہی اسکے غرض نمود کی لگی زیا

اور نمود داری کی واسطے کیا کرین جا شاء کلا عمل وہی بہتر ہوتا ہی جو اخلاص سے ہوتا ہی لیکن یہ اسلئی کہا کہ اگر
کسی ایک نی نمود کی طور پر عمل کیا اوسکی سبب سے منکرین سند پکڑکی سب کو منع کرنی لگین اونکی جواب مین بطریق
دلو سلمنا کہا جاتا ہی کہ یہ بھی کچھ نہ کچھ خیر سی خالی نہین حضرت فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ تنبیہ مین
فرماتی ہین لا یترک العمل لاجل الریاء یقال فی المثل ان الدنیا خربت منذ ات المراؤن لانہم کانو یعملون
اعمال البر مثل الربا طات والقنطر والمساجد فکان للناس فیہا منفعۃ وان کانت للریاء فربما نیفعہ دعاء احد من المسلمین
یعنی عمل خیر کو ریا کی سبب نہ چھوڑنا چاہیئی کہتی ہین جب سے نمود داری کی کام کرنی والی مرگئی ہین دنیا اجڑ گئی
اسلئی کہ وہ بھلی کام کرتی ہتی سرای پل مسجدین بنواتی ہتی لوگونکا اوسمین بھلا ہتا اگرچہ کام ریا کا اوس
کرنی والی کو نفع نہین دیتا لیکن کبھی کوئی مسلمان اوس ریا کی چیز سی نفع پاکر دعا دیتا ہی تو اوسکو اوسی
دعا سی نفع ہو جاتا ہی انتہی غرض کہ فعل خیر کا نتیجہ خیر ہو جاتا ہی **اب اصل بیان پر آوین** کہ جب
باعث بی رغبتی اور سستی آدمیون کی تعین کی حاجت ہوئی تو ایک کہانا اور فاتحہ سالیانہ کا
یعنی برسوین دن ٹہرایا اور ایک نصف اوسکا یعنی ششماہی پہر اوسکا نصف یعنی سہ ماہی پہر اسکا نصف
یعنی پینتالیس دن لیکن چونکہ اکثر امورین عدد چلہ کا اختیار کیا گیا ہی اسلئی پینتالیس مین سے پانچ کم کرکی
چالیسوان دن کردیا گیا اور عدد چہل کی شمار جو شرع مین وارد ہی اوسکی چند مقامات ذکر کیے جاتی ہین اول
خمیر حضرت آدم علیہ السلام کا ہوا چالیس برس تک وہ خمیر اوسی حالت مین پڑا رہا پہر اوسکا سڑنا شروع ہوا چالیس برس تک
وہ سڑا کیا اسیطرح گارہ یعنی مکانات کا سڑایا جاتا ہی پہر خشک ہونا شروع ہوا تو چالیس برس مین وہ خشک ہو کر بعینہ ٹھیکرا
مٹی کا بجانی سی ٹن ٹن بجتا ہی بجنے لگا اسیطرح آدمی کی پیدائش مین بھی چالیس دن نطفہ رہتا ہے اور پہر چالیس دن
خون بستہ پہر چالیس دن گوشت کی ٹکڑی بوٹیان بنجاتی ہین غرضکہ اس سے معلوم ہوا کہ چالیس دن مین حال
بدلجاتا ہی اسی غرض سی صوفیہ کرام نی عدد چلہ اپنی ریاضتون مین مقرر کیا کہ اتنی دنون کی ریاضت
مین حالت نفس کی بدل جاویگی اور حدیث مین آیا کہ جو چالیس دن اخلاص اللہ تعالیٰ کی ساتھ رہیگا
اوسکی دل سی چشمی حکمت کی پھوٹ کر زبان ہی جاری ہونگی یہ حدیث تفسیر عزیزی مین ہی اور نقل
کیا امام غزالی نی احیاء العلوم مین کہ جو کوئی چالیس دن تکبیر اولی امام کی ساتھ پاویگا اللہ تعالیٰ اوسکو

دو باتون مین سی بری کر دیگا ایک نفاق سی دوسری عذاب نار سے اور حضرت موسیٰ کو بھی اللہ تعالیٰ
نی وعدہ فرمایا تھا کہ چالیس رات اعتکاف کرو اوسوقت ہم تمکو شریعت یعنی توریت عنایت کرینگی یعنی
اتنی دنون مین حالات نفس و قلب وغیرہ بدل جاوینگی قال تعالیٰ واذ وعدنا موسیٰ اربعین لیلۃ اور
بیہقی فی انس رضی اللہ عنہ سی بابت ارواح انبیا علیہم السلام کی یہہ روایت کی ہی ان الانبیاء لا یترکون
فی قبورہم بعد اربعین لیلۃ ولکنہم یصلون بین یدی اللہ حتی ینفخ فی الصور معنی اس حدیث کی زرقانی
نے یہہ لکہی ہین کہ چالیس روز تک اوس جسد مدفون فی القبر سے روح بہت پیوستہ رہتی ہی بعد
ازان روح قرب الہی مین عبادت کرتی رہتی ہی اور متشکل بشکل جسد ہوکر جہان چاہتی ہے جاتی ہی انتہی
اور یہہ جو عوام مین مشہور ہے کہ چالیس دن تک ہر میکی روح کو گہر سے علاقہ رہتا ہی یہ حدیث غیاید کہین
آئی ہوگی ارواح انبیا کی بہ نسبت تو وہ حدیث ہیقی کی دیکہی عام ارواح کی نسبت نظر سی نہین گذری
لیکن ہم لوگ بہ نسبت علما سابقین کے کم مایہ اور سامان کتب علم کا قلیل ہماری نظر سی نگذرنا دلیل اسکی
نہین کہ درحقیقت یہ حدیث آئی نہین بالبتہ ہم نی دقایق الاخبار مین جو امام غزالی کی طرف منسوب ہی یہ
حدیث تو دیکہی ہی ابوہریرہ سی روایت ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فی اذا مات المومن یدور
روحہ حول دارہ شہرا یعنی جب مرجاتا ہی مومن پہرتی ہی روح اوسکی گہر کی گرد ایک مہینہ وینظر الی
ما خلفہ من مالہ کیف یقسم مالہ وکیف یودی دینہ یعنی دیکہتی ہی وہ روح کسطرح تقسیم ہوتا ہی مال اوسکا کسطرح
ادا کیا جاتا ہی قرض اوسکا فاذا تم شہرا ینظر الی جسدہ ویدور حول قبرہ سنۃ فینظر من یدعولہ ومن یحزن
علیہ جب مہینہ پورا ہوتا ہی دیکہتی ہی اپنی بدن کو اور پہرتی ہی گرد قبر کی ایک برس تک دیکہتی ہی کہ کون
میری لیئے دعا کرتا ہی کسکو میرا غم ہے فاذا تمت سنۃ رفعت روحہ الی حیث یجمع فیہ الارواح الی یوم
ینفخ فی الصور یعنی جب پورا برس ہوجاتا ہے اوٹھائی جاتی ہی روح جس جگہ دوسری روحین جمع ہین وہان
وہان رہتی ہی قیامت تک انتہی لیکن یہ یاد رہی کہ روحین انبیا اور مومنین کی کسی جگہ رہین لیکن قبر سے
سب کو ایسا علاقہ رہتا ہے گویا وہ اوسی قبر کی پاس موجود ہین یہ اتفاق ہی اہل سنت والجماعت کا
گفتگو مسلسل کہین سے کہین پہونچی کلام اسمین تہا کہ عدد چالیس کا اکثر مقامات مین آیا ہے اور اوس عدد مین

یہ دلالت کل مقامات مین پائی گئی پہلا حال بدیہاتا ہی چنانچہ خمیر آدم اور خمیر نطفہ انسانی اور چلہ صوفیہ وغیرہ
اشلہ مذکورہ سی یہ بات ظاہر ہے پس لا بدی کہ چالیس روز مین میت کی ہی ترکیب جسمی اور تعلق روحی مین
جو دنیا کی ساتہ ہی کچہ فرق اور تغیر ہوا ہوگا جیسا ارواح انبیا مین صریح وارد ہوا ہی پس اوس تغیر کی وقت
بہی امداد شایستہ کا دستور ٹہہر گیا تاکہ ترقی درجوج اوسکا ایک درجہ سے دوسری درجہ کو عمدہ زاد راہ کی ساتہ
ہو یعنی فاتحہ چہلم کو مقرر کیا گیا پہر وہی قاعدہ تضعیف کا جو سالیانہ سی ششماہی اور ششماہی سی سہ ماہی
مین جاری کیا تہا چہلم مین کیا گیا یعنی چہلم کا نصف بیسوان اور بیسون کا نصف دسوان غرض کہ اس
دستور پر قاعدہ فاتحات کا ٹہہر گیا اور حاشیہ خزانۃ الروایات اور بعض رسایل مین اس عاجز کی نظر سی
یہ روایت مجموع الروایات کی گذری ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی حضرت امیر حمزہ کی لئی تیسرے
دن اور دسوین چالیسوین روز اور چہٹی مہینہ اور برسوین دن صدقہ دیا اگر یہہ حدیث کسیقدر قابل
اعتماد ہی تو یہہ سب رسمین گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہوگئین یہہ مجموع الروایات پورانی
کتاب ہی خزانۃ الروایات مین بہی اس مجموعۃ الروایات سی بعضی مسایل اخذ کئی ہین پس یہ جو قدیم الایام
سی بزرگان دین مین تعین فاتحات متفرق ایام مین ایک امر متوارث چلا آتا ہے بلا شبہہ یا تو اس
حدیث یا کسی اور حدیث سی اونہون نی استخراج کیا ہوگا یا بنا بر مصلحت یہہ طریقہ خود مقرر کیا ہوگا بہر کیف
اگر اونہون نی خود بہی مقرر کیا تو وہ بہی صحیح ہے حدیث شریف مین آگیا ہی من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ
فلہ اجرہا علامہ شامی شارح درمختار نی اس حدیث کی معنی لکہی ہین یعنی جو کوئی دین مین نیا طریقہ نیک
نکالیگا اوسکو اجر اور ثواب ملیگا واضح ہو کہ امر دین مین جو طریقہ نیک ایجاد ہوا اور مخالف قرآن و حدیث
کی نہو وہ درست ہی نماز کی نیت زبان سی کرنیکو جو ایجاد علما ہی اور درمختار اور اوسکی شارح شامی
نی اوسکو سنت العلما قرار دی ہی اور جائز رکہی ہی اسکی بحث سابق گذر چکی اور معلوم رہی کہ یہ بہی ہمکو
لازم ہے کہ ہم سلف صالحین کے قواعد اور اعمال پر اعتراض نکرین بلکہ اوسکا اتباع کرین یہ حکم قیامت تک
جاری ہی کہ ہر دورہ والا اپنی پہلی دورہ کی اطاعت کری چنانچہ قطب ربانی امام شعرانی کتاب المیزان
مین لکہتی ہین فکما ان الشارع بین لنا بسنتہ ما اجمل فی القرآن فکذلک الائمۃ المجتہدون بینوا لنا ما اجمل

فی احادیث الشریعۃ ولولا بیانہم لما ذلک بقیت الشریعۃ علی اجمالہا وہذا القول فی اہل کل
بالنسبۃ للدور الذی قبلہم الی یوم القیامۃ فان الاجمال لم یزل ساریا فی کلام علماء الامۃ الی یوم القیامۃ
ولولا ذلک لشرحت الکتب الاطول علی الشروح حواشی انتہی یعنی جسطرح شارع نبی بیان کی اپنی حدیث سے
ہمارے لیے وہ چیز جو قرآن مین مجمل تہی اسیطرح مجتہدون نی بیان کیا ہمکو جو حدیث مین مجمل
رہ گیا تہا جو وہ بیان نہ کرتی شریعت مجمل گول مول بی بیان رہجاتی اور یہی قول ہی ہر دور مین
پر نسبت اپنی دورہ سابقہ کی قیامت تک سواسطی کہ اجمال ہمیشہ سے جاری ہی اور رہیگا قیامت
تک اور جو یہ بات نہوتی تو کتابون کی شرحین اور حاشیے نہ لکہے جاتے تمام ہوا کلام قطب ربانی کا اور
حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ عقد الجید مطبوعہ فاروقی صفحہ ۳۶ مین فرماتی ہین ان الامۃ اجتمعت
علی ان یعتمدوا علی السلف فی معرفۃ الشریعۃ فالتابعون اعتمدوا فی ذلک علی الصحابۃ وتبع التابعین اعتمدوا
علی التابعین وہکذا فی کل طبقۃ اعتمد العلماء علی من قبلہم والعقل یدل علی حسن ذلک الی آخرہ یعنی امت جو
ہو گئی اسبات پر کہ اعتماد کرین سلف پر معرفت شریعت مین تابعین فی صحابہ پر اور تبع تابعین نے تابعین
پر اعتماد کیا اور اسیطرح ہر طبقہ مین اعتماد کرتی آئی ہین علما اپنی سی پہلی علما پر اور عقل دلالت کرتی ہی اسکی خوبی
پر اور شاہ عبد العزیز صاحب کی گفتگو بہی قریب قریب اسکی ہی کہ شروع پارہ سیقول مین فرماتی ہین ہیچ گروہ
ثمانی گواہی دہد وشمار بر کمال مابین ہم جرا الی یومنا ہذا پس صدر اول این امت مرتبہ متحط وارند در میان جمیع
امت محض کہ من وجہ کار پیغمبری می کنند ومن وجہ کار امتان مکذا الی یوم القیمۃ فی کل طبقۃ متقدمۃ بالنسبۃ
الی الطبقۃ المتاخرۃ انتہی اب ہم مولانا عبد العزیز صاحب کا ایک کلام جامع کہ بظاہر مختصر اور فی الواقع
اوسمین یہ سب تفصیلات مروجہ اہل اسلام داخل ہین لکہتی ہین اور یہہ بزرگ اس فرقہ کی مسلم الثبوت علما
مین مین تفسیر پارہ عم والتصراذا السمآء کی تفسیر مین لکہتی ہین بطور خلاصہ اونکی الفاظ بعینہ نقل کرتا ہون اول
حالتی کہ بمجرد جدا شدن روح از بدن خواہد شد فی الجملہ اثر حیات سابقہ والفت تعلق بدن ومدگر معروفان
از ابنای جنس خود باقی است وآنوقت گویا برزخ است کہ چیزی از انطرف وچیزی از اینطرف مدد زندگان
بمردگان این جا لست زود تری رسد ومردگان منتظر لحوق مدد ازین طرف می باشند صدقات وادعیہ

وفاتحہ درین وقت بسیار بکار او می آید وازین است کہ طوائف بنی آدم تا یکسال علی الخصوص تا یک چلہ
بعد موت دراین نوع امداد کوشش تمامی نمایند انتہی جس کا دل چاہے تفسیر عزیزی فارسی نکالکر دیکہی یہ
مضمون وہ بعض مضامین ہم امداد مین لاویگا اب ربا یہ انصاف جنبہ داری کو برطرف کرکی خیال فرماوین
کہ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نی ان ایام مروجہ کی امداد طعام وغیرہ کی لی کیا علت
صحیح شرعی پیدا کی کہ مردہ کا دل ان ایام مین کچہ امید ہر ہوتا ہی کچہ ادہر اور زندون کی مدد ان ایام
مین جلد پہنچتی ہی پہر اس علت صحیحہ پر مرتب کیا یہ حکم کہ اسی سبب سے یہ بات ہی کہ آدمی اپنی اموات کو ایک
برس تک اور خاص کر ایک چلہ تک مدد کرتی ہین نہ یہ کہ برس دن تک کی امداد مین یہہ رہین سب مروجہ
اہل اسلام یعنی سویم دہم چہلم بستم ششماہی سالینہ سب داخل ہین پہر شاہ صاحب نے اس رواج اسلامی کو
رد نہین کیا بلکہ اسکی تصدیق فرمائی یعنی اپنی مدعا پر اس امر مروجہ کو دلیل لائی پس بطور دلیل لانا شاہ
صاحب کا اس امر معین مقرر رواجی کو اور نہ رد کرنا اوسکو کسی وجہ سی دلیل صریح اسپر ہے کہ یہ فعل جو عام
طور پر طوائف بنی آدم مین رائج ہی حق اور صحیح ہے اور طوائف بنی آدم مین جو قدیم الایام سے
ہندوستان مین مروج چلا آتا ہی وہ یہی دہم بستم چہلم وغیرہ ہی کما ہو مشاہد اسکا انکار بدیہیات
کا انکار ہے **لمعہ سادسہ نصائح** در باب اموات **نصیحت** جب کسیکا کوئی عزیز قریب مرجاوے
تو چاہیئے کہ صبر کری اوسکی موت پر تا کہ مستحق اجر وثواب ہو طبرانی اور ابن مندہ نی ایک حدیث طویل
روایت کی ہی جسمین یہہ بہی بیان ہی کہ ملک الموت نی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی بیان کیا کہ مین
آدمی کی روح قبض کرتا ہون جب اوسکی لواحق رونی لگتی ہین مین دروازہ پر کہڑا ہو جاتا ہون اوس
روح کو لئی ہوی اور کہتا ہون کہ اسی رو نہو الو قسم اللہ تعالی کی مینی اس آدمی پر ظلم نہین کیا ہی وقت سے
پہلی جلدی نہین کی اور روح قبض کرنی مین کچہ ہماری خطا نہین اگر تم اللہ تعالی کی حکم پر راضی رہو ثواب
پاؤگی اور برا مانوگی تو گنہگار ہو جاؤگی اور ہمکو تمہاری طرف پہرانا ہی ہشیار رہو والی آخرہ **نصیحت**
بعد دفن کسیقدر قبر میت پر ٹہہرنا چاہیئی کچہ پڑہین اور میت کی لیی دعا کرین فتاوی عالمگیریہ مین
بحوالہ ذخیرہ سی نقل کیا ہی ویستحب اذا دفن المیت ان یجلسوا ساعۃ عند القبر بعد الفراغ بقدر ما ینحر

جزور و تقسیم لحمہا یتلون القران و یدعون للمیت اور درمختار مین ہی دیستحب جلوس ساعۃ بعد دفنہ لاجل
وقارۃ بقدر ما ینحر الجزور و یفرق لحمہ معنی دونو عبارتون کی یہ ہوئی کہ مستحب ہے بعد دفن میت اسقدر
بیٹھنا کہ اونٹ ذبح ہوکر اوسکا گوشت تقسیم ہوجاوی پڑھتی رہین قرآن اور دعا کرین میت کی لیے انتہی
اور مسلم رکھا اس حکم کو عامی نی رد المحتار مین اور نقل کین ابہ رد وحدیثین ایک سنن ابی داود ہے کان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم اذا فرغ من دفن المیت وقف علی قبرہ وقال استغفروا لاخیکم واسالوا لہ التثبیت فانہ الان
یسال یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب فراغت پاتی تھی دفن میت سی ٹھہرتی اوسکی قبر پر اور فرماتی کہ مغفرت
مانگو اپنی بہائی کی اور دعا کرو کہ اللہ اوسکو ثابت اور قایم رکھی جوابدہی مین کیونکہ اب اوس سے
منکر نکیر کا سوال ہوگا اور دوسری حدیث فقیہ شامی نی وہ نقل کی جو مشکوۃ مین بروایت مسلم موجود ہے
وعن عمرو بن العاص قال لما ہو فی سیاق الموت اذا انا مت فلا تصحبنی نائحۃ ولا نار فاذا دفنتمونی
فشنوا علی التراب شنا ثم اقیموا حول قبری قدر ما ینحر جزور و یقسم لحمہا حتی استانس بکم و اعلم ماذا اراجع
بہ رسل ربی رواہ مسلم یعنی روایت ہی عمرو بن العاص صحابی سی رضی اللہ عنہ کہ فرمایا اونہون نی اپنی بیٹے
سے جب وہ حالت نزع مین تھی کہ جب مین مرجاؤن نہو دی میری ساتھ کوئی عورت نوحہ کرنیوالی
اور نہ آگ پھر جب دفن کرو مجھکو ڈالو مجھ پر مٹی آہستہ آہستہ پھر کھڑی ہوجاؤ میری قبر کی گرداگرد اور
اتنی دیر ٹھہرو کہ ذبح کیا جاوی اونٹ اور تقسیم ہوجاوی گوشت اوسکا تاکہ آرام اور انس پکڑون تمہارے
ساتھ اور جان لون کہ کیا جواب دون اپنی پروردگار کی فرشتونکو روایت کیا اسکو مسلم نی دیکھی
یہ فعل رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اور افتار مفتیان دین سی بہت صحیح اور معتمد طور پر ثابت ہی معلوم
نہین لوگون نی کیون اسکو ترک کردیا چاہیئی کہ اہل اسلام اسکی تعمیل کرین اگر سب دمی نہ ہر مسکین
بباعث کسی ضرورت اور کاروبار کی تو میت کی دوست و آشنا و اقربا مین ہی چند آدمی ٹھہرین اور
پڑھتے رہین قرآن اور استغفار وغیرہ اور دعا کرین میت کی لئی والسلام علی من اتبع الہدی **نصیحت** آدمی کو چاہیئی کہ اپنی موت کو ہمیشہ یاد رکھی ایک حدیث مین آیا ہی کہ لوگون نے پوچھا یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم شہیدون کی درجہ مین کوئی اور بھی ہوگا فرمایا ہان جو کوئی اپنی موت کو بیس مرتبہ

ہر روز یاد کیا کریگا **نصیحت** آدمی کو چاہیئی کہ موت کی لئی تیار رہی اور اپنا وصیت نامہ لکھکر
ساتھ رکھی جس کسیکا قرض ذمہ پر ہو اور جو کچھ نماز روزہ حج زکوۃ اوسکی ذمہ ہو یا قسم توڑنیکا کفارہ ذمہ پر ہو
وہ سب دس کاغذ مین لکھدی اسلئی کہ کیا خبر ہی موت اوسکی کسوقت آجاوی اور مرتی وقت زبان سے
وصیت نکلی یا نہ نکلی اوس کاغذ کو وارثان میت دیکھکر تعمیل کرینگی **نصیحت** جب کوئی آدمی مرجاوی
اور کوئی شخص اوسکا عزیز قریب اپنے خاص مال مین سے اوسکی لئی فاتحہ کری اہین کسی فقیہ و محدث کو کام
نہین اور خاص میت کا مال اگر اس کام مین صرف کرنی لگین تو اوسمین یہ شرط ہی کہ اوسکی وارثون مین کوئی نابالغ
لڑکی یا لڑکا نہو اسلئی کہ ترکہ بعد مرنی مورث کی ملک وارثون کا ہوجاتا ہی پس اگر وارث بالغ ہین تو وہ
مال خاص اونکا ہوگیا اگر کوئی وارث اونمین غائب نہین سب موجود ہین یا کوئی غائب تہا اور اوسنی اجازت
دیدی تو اس صورت مین اونکو اختیار ہے جسقدر چاہین میت کی لئی صرف کردین اور اگر سب نابالغ ہین
تو ترکہ میت سب اونکی ملک ہوگیا اوسکا صرف کردینا میت کی ایصال ثواب مین جایز نہین بچڑانہ کہا
نہ روپیہ نہ پیسہ فقط تجہیز تکفین مین جو اوتہی وہی درست ہی اور پس اور اگر بعضے وارث نابالغ ہین تب بہی
نابالغون کا حصہ کل اشیاء ترکہ مین مشترک ہی اوسکا صرف کرنا بہی ایصال ثواب کی لئی جایز نہین فتاوی
عالمگیریہ کی جلد خامس مین ہے وان اتخذ طعاما للفقراء کان حسنا اذا کانت الورثۃ بالغین فان کان فی الورثۃ
صغیر لم یتخذوا ذلک من الترکۃ کذا فی التتارخانیہ اور یہ حکم کچھ طعام فاتحہ کی وقت ہی خاص نہین بلکہ اس قسم
کی ترک کی چیز لباس یا طعام یا نقد نہ مسجدین دیجاوی نہ کسی مدرسہ مین نہ کسی فقیر کو نہ عالم کو ہان البتہ اگر موافق
قاعدہ شریعت کی تقسیم واقع ہوجاوے اور صغیر وارث کو اوسکا حصہ دیکر ورثہ بالغین اپنے حصہ سے خرچ کردین یا عورت
اپنی مہر کی دعوی مین وارث ہوکر اپنی حصہ مملوکہ سی صرف کردی یہ جایز ہی خواہ مدارس و مساجد مین خواہ
فاتحہ کرین اور مساکین کو کہلاوین یہ مسئلہ بہت ضروری اہتمام سی یاد رکہنی کا ہی **نصیحت** جب کوئی
وارث اپنی مورث کی طرف سی کہانا کہلاوی نمود اور بڑائی ظاہر کرنیکی لئی نہ کری حدیث شریف مین
آیا ہی من سمع سمع اللہ بہ یعنی جو کوئی سنواوی لوگون کو اپنی تعریف سخاوت و داد و دہش کی یعنی اپنی شہرت
اور فخر چاہی اللہ تعالی اوس آدمی کو ذلیل کریگا سب کے سامنے پس اس صورت مین مردہ کو ثواب پہنچانا

کیا ممکن وہ شخص حق عقاب الٰہی مین گرفتار ہوگا وہی مثل ہوجاویگی محنت برباد گناہ لازم اور کہانیوالون کی
بہی چاہیئی اگر یہہ معلوم کرین کہ یہ کسی کی مقابلہ مین کہانا فخریہ کرتا ہی فلان شخص نے کیا کہانا کیا مین
اوس سے بڑہ کی کرتا ہون تو ایسی دعوت نہ قبول کرین خواہ وہ کہانا غنی اور ہاتم کا ہو وہی یا شعاری
اور خوشی کا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتی ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی جب دو آدمی
ایسی ہون کہ ایک کی عند مین دوسرا بڑائی حاصل کرینگو کہانا زیادہ کری اگر وہ دعوت کرین تو نہ
قبول کی جاوے اونکی دعوت ورنہ کہایا جاوے اونکا کہانا کذا فی المشکوۃ **نصیحت** یہہ بہی خیال رکہنا
چاہیئی کہ قصد اور آدمی کو صدقات کا کرنا خواہ اپنی لئی کری خواہ میت کی لئی شرع مین مستحسن نہین ہے جیسا
مجمع البحار لفظ ظہر کی تحقیق مین لکہتی ہین خیر الصدقۃ ما کان عن ظہر غنی پہر دو سطر کی بعد لکہتی ہین
ولا صدقۃ کاملۃ عن ظہر غنی وہو رد علی ای الشی المتصدق بغیر مقبول لان قضاء الدین واجب پس
معلوم ہوا کہ یہ طریق اچہا نہین علی الخصوص جبکہ قرض سود دیکر بہم پہنچا دیوے یہ نہایت قبیح و شنیع ہی ایسا آدمی
محض الحمد اور سورتین پڑہکر بخشدیا کری **نصیحت** اگر وارثان میت بشروط مذکورہ کہانا کہلاوین تو
مناسب یہہ ہی کہ غریب رشتہ دارون اور ہمسایون اور اہل محلہ کو مقدم رکہین فقہا باب الزکوۃ مین
لکہتی ہین لا تقبل صدقۃ الرجل وقرابتہ محاویج حتی یبدیہم فیسد حاجتہم الیہا معلوم ہوتا ہی کہ یہہ مثل مشہور
اول خویش بعد درویش اسی حدیث کا ترجمہ ہی اور یہہ بہی معلوم ہوتا ہی کہ قصبات کی شرفا مین جو
رواج ہی کہ برادری کی آدمی بہی کہانا میت کا فاتحہ چہلم وبستم وغیرہ مین کہاتی ہین وہ بہی شاید اسی
روایت پر مبنی ہوگا کہ رشتہ دار اور ہمسایہ اور اہل محلہ مقدم ہین دوسری آدمیون پر اور ظاہر ہے کہ
قصبات کی شرفا مین فراغت و وسعت کم ہی اکثر لوگ غریب ہین وہ آدمی کہ زکوۃ اوپر واجب ہو
یا یہہ کہ اپنی مکان اور نفقہ اہل و عیال سی فارغ ہو کر ہی اونکی پاس کچہ یا لیت زائدہ فاضل رہے
ایسی آدمی کم ہین بہت ایسی ہین کہ اونکی گہر کہانیکا بہی ٹوٹا ہی پس شریعت مین ایسی آدمی کا خیل فقرا
مین بنا علیہ بزرگون نی اونکو کہلانا بہ نسبت اور سائلون کو چہ گردی کی مقدم سمجہا کہ حق ہمسایگی اور
محلہ داری اور قرابت بہی ادا ہوجاوی اور چیز اپنی موقع پر بہی صرف ہوجاوے پہر اگر سود

آدمیون غرباء ہی برادری مین کوئی آسودہ صاحب زر کوۃ ہی عمل کرلیا تو نہین یہ کہ اول لوگون کی دلون
یہ نہ پیدا ہو کہ ہمکو حقیر کنگال سمجہا پس ایک یا دو بار آدمی کی شامل ہونی سی اونکی دلی ندامت ہی رفع
ہوجاتی ہے علاوہ بران اغنیا کا کہانا ہی ثواب سی خالی نہین اگرچہ اسمین فقرا کی کہانی سی کم ثواب ہے
پس اگر یہی نیت اس زمانہ مین ہی ہی تو کچہ مضائقہ نہین اور اگر اہل محلہ اور رشتہ دارون کو ہی نیت سے
کہلاوین کہ آج مین اسکو کہلاؤنگا تو کل یہ مجہکو کہلاوے گا اس صورت مین ثواب ندارد ہوگا ایسی کہ ارادہ
معاوضہ یعنی کا ہی پہر ثواب کہان فلیکن ہذا آخر ما اردنا ایرادہ فی ہذا الباب واللہ ہو الہادی للصدق و
الصواب **نور سیوم** مین نو ملی مین **لمعہ اولی اثبات محفل مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم**
فرمایا حق سبحانہ نی واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اس آیہ کریمہ مین منعم حقیقی اپنی نعمتون کی ذکر اور یادگاری کا حکم دیتا ہی
کہ ذکر کرو اور یاد کرو اللہ کی نعمت کو جو تم پر ہے اور اسمین شک نہین کہ پیدا ہونا اور تشریف لانا صاحب لولاک صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا اللہ تعالی کی نعمتون مین ایک بڑی نعمت ہی قال اللہ تعالی لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیہم
رسولا من انفسہم یتلوا علیہم آیاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ شاہ ولی اللہ صاحب اسکا ترجمہ لکہتی ہین ہر آئینہ
نعمت فراوان داد خدا بر مومنان آنگاہ کہ فرستاد در میان ایشان پیغامبری از قوم ایشان میخواند بر ایشان
آیات خدا و پاک میسازد ایشان را و می آموزد ایشان را کتاب و علم الہی اور شاہ عبد القادر لکہتی ہین اللہ نے
احسان کیا ایمان والون پر جو بہیجا اونمین رسول اونہی مین کا انی آخرہ ثابت ہوا کہ وجود بنی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم کا نعمت ہے کہ جسکا احسان حق سبحانہ نی ظاہر فرمایا ہے اور اسکی سما مبارک جہاں ہزارہا محدثین
نی شمار کیے ہین اور دن مین ایک نام نامی آپکا (نعمۃ الہیہ) بہی ہے جیسا کہ قسطلانی وغیرہ نی ذکر کیا ہی اور شیخ
محمد سلیمان جزولی نی بہی دلایل الخیرات مین آپکا یہ نام مبارک لکہا ہی اور فرمایا حضرت سہل ابن عبد اللہ
تستری نی تفسیر آیہ کریمہ ان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوہا مین کہ وہ نعمت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ہین کیونکہ وہ نعمت عظمی ہین یعنی اسلئی کہ آپ رحمۃ للعالمین ہین اور آپ کی سبب منافع و فوائد حاصل ہوئے
شمار سے خارج ہین زمین و آسمان اور جو کچہ اونکی درمیان ہے سب آپ ہی کی وجود باجود کا خیل سے پہر کیونکر
شمار کہان ہو سکے اور زجاج اور سدی تفسیر آیہ کریمہ یعرفون نعمۃ اللہ ثم ینکرونہا مین فرماتی ہین کہ

نعمتہ اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین یعنی کفار آپکو نبی جانتی ہین معجزات ظاہرہ دیکھ کر پھر انکار کرتے ہین علماء
اور سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سی بخاری وغیرہ فی تفسیر آیہ کریمہ الذین بدلوا نعمت
اللہ کفرا ہین روایت کی ہی قال ہم واللہ کفار قریش و محمد نعمۃ اللہ تعالیٰ یعنی قسم اللہ کی وہ لوگ
نعمت کو ناشکری سی بدلنی والی کفار قریش ہین اور نعمت اللہ تعالیٰ کی محمد ہین صلی اللہ علیہ وسلم
زرقانی صفحہ ۲۱۲ شرح مواہب ہین یہ تینون تفسیرین مرقوم ہین جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نعمت ہونا
کلام مفسرین و محدثین سی ثابت ہوگیا تو آپکی یاد گاری اور تذکرہ کرنا منطوق آیہ واذکروا نعمۃ اللہ علیکم
ہین بعموم الفاظہ اچھی طرح داخل ہوگیا اور اسیطرح فرمایا حق سبحانہ تعالیٰ شانہ نی کہ واشکروا نعمۃ اللہ
ان کنتم ایاہ تعبدون یعنی شکر کرو اللہ کی نعمت کا اگر تم اوسکی عبادت کرتی ہو اور اوسکو معبود جانتی ہو
اور اوسکی عبد بنتی ہو اس آیہ کریمہ مین حق سبحانہ اپنی بندونکو شکر گذاری نعمتون کا حکم دیتا ہے اور اوپر
ثابت ہوچکا کہ نعمتون مین بڑی نعمت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود ہی پس شکریہ اس نعمت کا
بجالانا اور سرور کرنا اور تذکرہ کرنا اہل ایمان کو بحکم خداوندی ضروری ٹہرا اور فرمایا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم فی التحدث بنعمۃ اللہ شکر و ترکہ کفر یعنی اللہ کی نعمت کا بیان کرنا شکر ہے اور نہ کرنا کفران نعمت ہے
یہ حدیث شیخ محی السنہ فی معالم مین روایت کی ہی مع الاسناد تحت آیہ واما بنعمۃ ربک فحدث پس نعمت وجود
باجود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان کرنا شکر گذاری انعام رب العزت اور چھوڑ دینا اوسکا کفران نعمت ہوا
اور فرمایا حق سبحانہ نی وذکرہم بایام اللہ یعنی یاد دلاانکو دن اللہ کی لکھا امام رازی نی کہ مراد
دنون سی واقعات عظیمہ ہین جو اون دنون مین واقع ہوئی پھر اہل ایمان کو دیکھنا چاہئی کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی ظہور سے بڑھکر کونسا واقعہ ہے جسمین ایوان کسری کا شق ہونا اور ستون کا سر کی بل گر جانا اور
آتشخانہ فارس کا بجھ جانا اور رود خانہ سماوہ کا جاری ہونا اور آسمان کے تارون کا نیچے جھک آنا اور کعبۃ اللہ
کا جھک کر شکر الٰہی بجالانا ایسی ایسی بہت واقعات کو شامل ہی پس یاد دلانا یوم میلاد کا سب ایام کی یاد
دلانے سے اہل ایمان کی نزدیک بڑھکر ہے اور تفسیر روح البیان مین یہ تفسیر ہی بعض مفسرین سے نقل کے
ہے وذکرہم بایام اللہ ای وذکرہم نعمائی لیومنوا بی یعنی یاد دلاانکو میری نعمت تاکہ ایمان لاوین وہ مجھپر

انتہی اور یہہ بات ظاہر ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نعمت ہین اور آپکا تذکرہ موجب زیادتی ایمان ہے
اور فرمایا اللہ تعالیٰ فی ورفعنا لک ذکرک یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
تحقیق بلند کیا ہمنے ذکر تیرا یعنے تمکو نبی بنایا اور مشہور کیا زمین اور آسمان مین اور پھیلا دیا ذکر تمہارا دنیا
کی انتہا کنارون تک اور تمہارا ذکر دونون مین محبوب و مطلوب کردیا امام رازی نی یہ سبب مطلب لکھکر بعد
اسکے یہ لکھا کان اللہ تعالیٰ یقول ملائکۃ العالم من ابتاعک فانہم مثنون علیک یصلون علیک یعنی یہ حق
اللہ تعالیٰ رفعنا لک ذکرک فرمایا اسکی یہ معنی ہین گویا اللہ تعالیٰ یون فرماتا ہی کہ ہم ہر فرینگے عالم کو تمہارا فرمانبردار
وہ سب تمہاری تعریف کیا کرینگی اور درود پڑہا کرینگی انتہی فی التفسیر الکبیر خیال کرنا چاہئی کہ یہ معنی بخوبی
صادق آتی ہین مجلس میلاد شریف پر بیشک یہ محفل قدس منزل مضمون آیہ ورفعنا لک ذکرک مین داخل ہوگی اسلئے
کہ اس محفل مین کثرت ہوتی ہی درود شریف کی اسقدر کہ نہین ہوتی کسی مجالس وعظ و تدریس مین اور بیان
ہوتا ہی حضرت کی نور کا اور ظہور معجزات و کرامات کا جو وقت ولادت و رضاع اور قبل نبوت اور بعد نبوت ظاہر
ہوئی اور بیان ہوتا ہی حلیہ شریف کا یہ سب ثنا اور صفت ہی حضرات صلی اللہ علیہ وسلم کی پس مضمون مثنون علیک
ویصلون علیک خوب صادق آیا اسپر اور آواز بلند اور پاکیزہ سی ایک مقام بلند مثل منبر یا چوکی پر بیٹھکر
پڑہنی سی ایک اور ہی شان رفعت و رفعنا لک ذکرک کی ظاہر ہوتی ہی اور جو کچھ معجزات و فضایل حضرت
سید الکائنات بیان کئی جاتی ہین وہ روایتین ہین کہ انکو صحابہ نی مجالس تابعین مین اور تابعین نے مجالس
تبع تابعین مین بیان فرمایا اسی طرح طبقہ بعد طبقہ ذکر ہوتا ہم تک پہنچا اگر یہ قصہ اور ذکر ممنوع ہوتا صحابہ اول
طبقہ مین زبان اس سی بند کرلیتی نہ ہم تک وہ فضایل پہنچتی نہ ہم مجالس اور محافل مین اون مدائح اور مناقب
کو بفحوای آیتہ کریمہ ورفعنا لک ذکرک آفاق مین منتشر اور مشتہر کرتی خلاصہ یہ کہ یہہ ذکر ثابت الاصل ہے
عہد صحابہ مین تقاضا کرکی وصف حضرت کا سنتی تھی اور اوسمین دل لگاتی تھی ترمذی فی شمایل مین روایت
کی ہی کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتی ہین کہ مینی سوال کیا ہند ابن ابی ہالہ سی کان وصاف عن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی وہ بہت وصف کیا کرتی تھی حلیہ شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وانا اشتہی ان
یصف لی شیئا اتعلق بہ اور مین یہ چاہتا تھا کہ وہ مجھکو وصف سنادین کچھ صورت مبارک کا اور دل لگادون مین

اوس سی الی آخرہ اب دیکھنی یہ حضرت امام حسن نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وقت وفات حضرت
سات برس کی تہی اتنی عمر والا اپنی اقربا کی صورت بہولا نہین کرتا حالانکہ یہہ صاحبزادہ رضی اللہ عنہ تو
کمال ذہین اور رقوی الحفظ تہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی حدیث حفظ کرکی روایت فرماتی
تہی چنانچہ صحاح ستہ کی چند ائمہ حدیث نی قنوت ترکی حدیث ان سی روایت فرمائی ہی اور اسمار الرجال
مین انکو صحابہ مین شمار کیا ہی پس ظاہری کہ ایسا صاحب حفظ ایسی پیاری نانا جان کی صورت جو ہر دم گود
مین رکہتی تہی کندہی پر چڑہا لیتی تہی نہین ہوسکتی تہی بلکہ مرایتی کی لئی کہ تذکرہ حضرت کا موجب سرور
قلب ہو اور خوب سنکر دلمین اچہی طرح منضبط کرین سائلی ہند ابن ابی ہالہ سی سوال کیا کہ سنا و مجہکو وصف شکل
مبارک کا پس بیان کیا ہند ابن ابی ہالہ نی وہ حدیث طویل ہے شمایل مین مذکور ہی اور ہند ابن ابی ہالہ
کی نسبت جو یہہ لفظ آیا کان وصافا عن حلیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لفظ وصافا صیغہ مبالغہ کا ہی اور مبالغہ
کثرت سی ہوتا ہی معلوم ہوا کہ وہ کثرت سی بیان فرماتی رہتی تہی حلیہ شریف اور اسیطرح دارمی وغیرہ محدثین
ابو عبیدہ سی کہ وہ تابعی اور مقبول بین المحدثین ہین روایت کرتی ہین کہ ابو عبیدہ نی پوچہا مسماۃ ربیع
صحابیہ سی کہ وصف سنا مجہکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ بولی لو رایتہ لقلت الشمس طالعۃ اور اسیطرح
بیہقی نی روایت کی کہ ابو اسحق جو ایک تابعی جلیل القدر ہے اسنی ایک عورت صحابیہ سے پوچہا کہ بیان کر مجہسے
کہ کیسی تہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قالت کالبدر لیلۃ المقمر ارقبلہ ولا بعدہ مثلہ صلی اللہ علیہ وسلم غرضکہ
اس قسم کی بہت روایتین موجود ہین جس سی معلوم ہوتا ہی کہ صحابہ اور تابعین مین بہت تذکرہ آپکی اوصاف کا رہتا
تہا عہد صحابہ اور اس زمانہ مین بس اسیقدر فرق ہی کہ اوسوقت مین مختصر طور پر روایتین بیان ہوتی تہین اب
تفصیل اور تطویل سی ہوتی ہین جسطرح علم حدیث کا حال ہے حضرت شاہ ولی اللہ انتباہ مین لکہتی ہین کہ صدر اول
مین حدیث لکہنی کا دستور نہا یعنی صحابہ مین حدیث کا تذکرہ اور یادگاری زبانی ہوتی تہی بعد اوکی حدیثین
لکہی جانی لگین اور ایک صدی کی بعد بہت اہتمام کتابت کا ہوا پہر دوسری صدی کی بعد پوری طرح پر
کامل تصنیفین ہونی لگین انتہی غرضکہ یہ جو کتب احادیث مین ہے کہ ایک قسم کی حدیثون کا باب لگ نماز کی حدیثین
حدیثین ہین وہ محدثون نی ایک جگہہ جمع کردین اور زکوۃ کی ایک جگہہ یہہ بات پہلی نہی پس اسیطرح وہ جو روایتین

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حلیہ شریف کی بابت اور وقائع میلاد و رضاع وغیرہ کی بابت صحابہ مین منتشر متفرق
تہین ایک وقت وہ آیا کہ محدثین کی دلمین آیا دانکو ایک جگہہ جمع کردی جب محدثین نی اونکو جمع کیا وہ رسالے بنگئی
سیکڑون رسایل میلاد یہ تصنیف ہوگئی از انجملہ مولد شریف حافظ شمس الدین محدث دمشقی کا ہی مورد الصادی
فی مولد الہادی اور لکہا محمد بن عثمان لولوی دمشقی نی الدر المنظم فی مولد النبی الاعظم اور لکہا امام القراء
والمحدثین ابن جزری نی عرف التعریف فی مولد الشریف اور لکہا مجد الدین صاحب قاموس نی نفحات العنبر
فی مولد خیر البریہ سب کا نام لکہنا طول کو پہونچاتا ہی غرضکہ علامہ سخاوی اور ابن حجر وغیرہ محدثین ہر کسی نی
شریک ہونا اس خیر مین اور جمع کردینا اس قسم کی روایات کا ایک الفاظ پاکیزہ اور ترکیب انفیس مین نظما و
نثرا اپنی مایہ سعادت سمجہا اور پڑہی جانی لگی وہ رسایل محافل مین پہر فارسی زبانون نی فارسی زبان
مین اور بلاد رومیہ مین ترکی زبان مین اور ہندوستان مین ہندی زبان مین ترجمہ ہوکر پڑہی جانی
لگی اور یہہ ذکر پاک بسکہ موجب فرحت سرور تہا اسمین بعض سامان سرور مثل زینت مجالس اور استعمال بخور
وعطریات اور اطعام طعام و شیرینی و اجتماع اخوان و خلان بہی داخل اور شامل ہوگئی ان امور کی شامل ہونے
کو علمای دین نی جایز رکہا چنانچہ جلال الدین سیوطی فی حسن المقصد مین اور ملا علی قاری فی مورد الروی
مین علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ سی نقل کیا ہی وما اتبعہ من السماع واللہو وغیرہما

فینبغی ان یقال ما کان من ذلک مباحا بحیث تعین السرور بذلک الیوم فلا باس بالحاقہ وما کان حراما او مکروہا
فیمنع اور اس عمل کو تخصیص دیگئی ساتہہ مہینہ مبارک ربیع الاول کی ہر چندہ تذکرہ رہتا آی ساتو قدیم یعنی
وقت صحابہ سی چلا آتا تہا لیکن یہہ سامان فرحت سرور کرنا اور اوسکو ہی مخصوص شہر ربیع الاول کی ساتہہ
اور اوسمین ہی خاص دہی بارہوان دن میلاد شریف کا معین کرنا بعد مین ہوا یعنی چہٹی صدی کی آخر مین اور
اول عمل ربیع الاول مین کرنا تخصیص اور تعین کے ساتہہ شہر موصل مین ہوا کہ ایک شہر ہے ملک عراق مین وہان
ایک متقی دیندار شیخ عمر جو صلحا روزگار سی تہا اونہون نی یہ عمل ایجاد کیا یہ جو لوگون مین مشہور ہے کہ سات سو
برس سی مولد شریف نکلا ہی اوسکی یہ معنی کہ بعض خصوصیات کی ساتہہ آتی دنون سی ہے ورنہ اصل تذکرہ
مولد شریف تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وقت سی چلا آتا ہی اور بادشاہون مین اول بادشاہ ابو سعید مظفر نی

مولد شریف تخصیص و تعین کے ساتھ ربیع الاول مین کیا غرض کہ اس بادشاہ دی شیخ عمر مذکور کی پیروی مین ہر سال ربیع الاول مین تین لاکھ اشرفی لگا کر بڑی محفل کیا کرتا تھا اوسکی زمانہ مین ایک عالم ابو الخطاب بن دحیہ حضرت دحیہ کلبی صحابی کی نسل اور اولاد مین تھا جسکی بابت شہرہ علامہ زرقانی اور دوسری تواریخ عربی مین لکھتے ہین کہ وہ علم حدیث مین بڑا ماہر پختہ کار تھا علم نحو اور لغت اور تاریخ عرب مین کامل تھا بہت ملکون مین پھر کی اوسنی علم حاصل کیا تھا اکثر شہرون ملک اندلس مین اور مراکش اور افریقہ اور دیار مصر اور شام و دیار شرقیہ عراق و خراسان و ماوراء النہر وغیرہ مین علم حدیث حاصل کرتا اور دوسرون کو فائدہ دیتا پھرا انجام کار سنہ چھ سو چار ہجری مین وہ شہر اربل مین آیا یہان سلطان ابو سعید مظفر کی لئی مولد شریف تصنیف کیا اوسکا نام رکھا کتاب التنویر فی مولد السراج المنیر اور خاص آپ اوسکی سامنے پڑھا ایک ہزار اشرفی انعام مین سلطان سے پائی سنکر مین لوگ اس عالم محدث کو بباعث مولد شریف لکھنے اور پڑھنی کی دشمن جانتی ہین اور انکی برائی لکھتی ہین حالانکہ کتب معتبرہ مین اونکی تعریف مندرج ہی اور اسیطرح سلطان مظفر کو بھی برا کہتی ہین اوسکی پلٹنون مین طبل غازی بجتا تھا اسباب سے سنکر ہین اوسپر مزامیر سنی کا عیب لگاتے ہین حالانکہ وہ آلات تہیہ جہاد مین داخل تھا اس قسم کی طبل وغیرہ چیزدیگر ہین اور مزامیر لہو و لعب چیز دیگر اور محفل مین مدایح مصطفوی سنکر شدت سرور ملی اوسکو وجد ہوتا تھا اوسکا نام ان اہل ملا نسون نے رکھا کہ وہ محفل مین ناچتا تھا اور لکھا کہ اوسکی محفل مین جنیال گای جاتی تھی یہ خاکا اوڑایا اسکا کہ یہ اشعار نعت پڑہی جاتی تھی اور اشعار کی تعریف خود کتابون مین تصریحا لکھی ہے کہ اشعار و قصدات خیالی کو کہتی ہین پس کہان تو یہ خیال اور کہان وہ پتا اور خیال تو اریخ عربی مین طبع مارکی طرح مارکی تعریف مین بہری ہوی ہین یہ موقع طول کا نہین اسلیے ایک مختصر عبارت علامہ زرقانی شارح مواہب کے لکھتا ہون

کما وہنون فی علامہ ابن کثیر کی تاریخ سی نقل فرمائی ہی کان شہما شجاعا بطلا عاقلا عادلا محمودا السیرۃ الحاصل اوس بادشاہ کی وقت مین ہوم سی محفل ہونی لگی اور شامل ہونی لگی اوسمین بڑی بڑی علما اور مشایخ صوفیہ بسبب اجازت الجزری فی لکھا ہی کان یحضر عندہ فی المولد اعیان العلماء و الصوفیاء اور جلال الدین سیوطی فی فتوی حسن المقصد مین لکھا ہے احدثہ ملک عادل عالم و قصد بہ التقرب الی اللہ عزوجل و حضر عندہ فیہ العلماء و الصلحاء من غیر نکیر یعنی جاری کیا اس عمل کو ایک بادشاہ عادل عالم نی اور ارادہ کیا اوسنی اللہ عزوجل کی نزدیکی کا اور حاضر ہوی اوسمین

علما اور صالحین اور کسینی اوسمین انکار نہ کیا انتہی اس سی معلوم ہوا کہ بلا انکار سب علما و صلحا کا اوسپر اجماع ہو گیا لیکن اس اجماع کی پچاس برس بعد تاج الدین فاکھانی مغربی پیدا ہوا کیونکہ ولادت اوسکی سنہ ٦٥٤ چھ سو چون مین ہے اور اول محفل ابو سعید مظفر کی سنہ ٦٠٤ چھ سو چار مین ہوئی اور انتقال اس بادشاہ مظفر کا سنہ چھ سو تیس مین غرضکہ اس اجماع کی بعد اور وفات شاہ مظفر کی بھی بعد اس عالم یعنی فاکھانی نی مخالف جمہور ہو کر عدم جواز مولد شریف مین فتوی لکھا سو فقہا و محدثین نی اوسکو رد کیا اور بدستور قدیم جاری رہا یہ عمل مستحق التعظیم رائج ہو گیا تمام بلاد اسلامیہ مین شرقا و غربا جنوبا و شمالا چنانچہ ملا علی قاری اور علامہ حلبی و قسطلانی وغیرہ نقل کرتی ہین ثم لازال اہل الاسلام فی سائر الاقطار و المدن الکبار یحتفلون فی شہر مولدہ و یعتنون بقراءۃ مولدہ الکریم و یظہر علیہم من برکاتہ کل فضل عمیم اور علی قاری فی کل ملکوین مولد شریف کا ہونا ثابت کیا ہی جسکا ہی چاہی اونکی رسالہ مورد الروی مین دیکھی کہ وہ لکھتی ہین یہ بات کہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا و تعظیما اور ملک مصر اور ملک اندلس اور ممالک مغربی اور ملک عجم اور ملک ہندوستان وغیرہ مین کمال اہتمام اور خشام سی ہوتی ہین محفلین مولد شریف کی اور یہ بھی لکھا ہی من تعظیم مشائخہم و علمائہم ہذا المولد المعظم و المجلس المکرم انہ لا یاباہ احد فی حضورہ حیاء ادراک نورہ ضمیر غائب نفظہم راجع ہی جمیع مذکورین دیار و امصار مذکورہ بالا کی طرف پس معنی یہ ہوی کہ اس محفل اور مجلس کے تعظیم اون سب ملکون کی مشایخ طریقت اور علماء شریعت سی قدر کرتی ہین کہ کوئی اوسمین حاضر ہونی سی انکار نہین کرتا انتہی کلامہ پس مقبولیت اور شہرت اور کثرت اس عمل پاک کی کلام ملا علی قاری وغیرہم سی ظاہر ہو گئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ علما اور مشایخ مین کوئی انکار نہین کرتا تھا اس سی ظاہر ہوا کہ وہ جو کوئی ایک دو آدمی ادہر اودہر انکار کرتا رہا وہ مخالف ہزارون بلکہ لاکھون کی اور خلاف سواد اعظم سمجھا گیا ہر دورہ اور ہر عہد مین غیر مقبول اور متروک العمل رہا اور کلام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ ثم لازال اہل الاسلام فی سائر الاقطار و المدن الکبار یعملون المولد جو سیرت حلبی مین منقول ہی اور اسیطرح کلام ابن الجزری و لازال اہل الاسلام یحتفلون بشہر مولدہ علیہ الصلوۃ و السلام جو مواہب لدنیہ مولفہ شیخ شہاب الدین قسطلانی مین منقول ہے ان مین لفظ لازال اہل الاسلام جاری ہے اور ہمیشہ اس عمل مقبول انام کا فائدہ دی رہا ہے

چنانچہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا وتعظیما مین زمانہ قدیم سی اب تک اور ملک روم وشام اندلس وممالک مغربی وغیرہ
تمام بلاد اسلامیہ مین ہمیشہ سی اسوقت تک اسی استحباب اور استحسان محفل مولد شریف پر عمل ہی سوائے اس خطہ پاک
حضرت ہندوستان کی کہ اسمین طرح طرح کی انکار پیدا ہوگئی اور زمانہ قدیم مین ہندوستان مین بھی علماء ہند
کی مقبولین معتمدین متقدمین مثل شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور ملا محمد طاہر صاحب مجمع البحار استحباب عمل مولد کی
قایل ہی اور نیز بعض قصص وحکایات ہمایون وغیرہ بادشاہان دہلی سی اور نیز کلام حافظ ابوالخیر سخاوی سے
ملک ہندوستان مین رائج ہونا اس عمل پاک کا یقینی طور پر معلوم ہی انتہا یہ کہ اسوقت مین جو حکام فرمانروا
انگریز ہین کہ اونکو کچھ علاقہ تعظیم وآداب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی نہین بااینہمہ اونہون نی بھی اپنی کچہری
اور محکمہ مین جا بجا اہل اسلام کی خاطر مثل عید اور بقرعید اور شبرات کی ایکدن چھٹی اور تعطیل کا واسطی خوشی میلاد
حضرت خیر العباد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارہوین تاریخ ربیع الاول کو مقرر کر رکہا ہی افسوس صد افسوس کہ حکام
انگریز اپنی کاروبار ضروری مین حرج منظور کرین اور اپنی حقوق خدمت اور کارگذاری کو اوس روز واسطے
بجا آوری مراسم فرحت وسرور وتعظیم حضرت نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی موقوف کرین یہہ لوگ اسکی بجاے
مین زبان مبارک سی فرماوین معاذ اللہ منہا کہ یہ فعل بدعت ہی اور ضلالت ہے اس دینداری اور خوش عقیدتی
پر افسوس خیر انکار کرنیوالی انکار کرین اگر انکو یہی توفیق ہی کنارہ کیا کرین محفل پاک ذکر رسول صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم سی مگر ہم اسوقت تک کہ ثبوت کا بل دی چکی کہ مشرق سی مغرب تک کل ممالک اسلامیہ مین اہل اسلام
اس عمل پاک کو محمود اور مستحسن جانتی ہین پس کافی ہی ہمکو حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کی کہ فرماتی ہین
ما رآہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن یعنی جس چیز کو اہل اسلام اچہا جانین وہ اللہ کی نزدیک بھی اچہی ہی اور امام
احمد نی اپنی مسند مین اور طبرانی نی معجم کبیر مین مرفوعا روایت کی ہی سالت ربی ان لا یجمع امتی علی ضلالۃ
فاعطانیہا یعنی مینی اپنی پروردگار سی سوال کیا کہ میری امت گمراہی پر جمع نہو سو پورا کیا پروردگار نی میرا
سوال اور ابن عمر سے مرفوعا روایت ہی ان اللہ لا یجمع ہذہ الامۃ علی ضلالۃ ابدا یعنی اللہ تعالی اس امت کو
کبہی گمراہی پر جمع نکریگا اور معلوم ہوچکا کلام سیوطی ہی کہ سنہ چہہ سو چار سی علماء وصلحاء امت کا اجماع
بلانکیر اس عمل کی استحسان پر ہے پس مجتمع ہونا علماء امت کا دلیل شافی ہی از روی حدیث اسبات پر کہ یہ

عمل ضلالت نہین اور فاکہانی مغربی نی جو بعد مدت دراز پیدا ہوکر مخالفت کی یہ خود اونکی خطا ہے
آیہ ومن یتبع غیر سبیل المومنین سے اندیشہ کرنا ضروری تہا پس فاکہانی کی مخالفت اتفاق علماء سلف
کی خلاف ٹہیری والاصل علی الخلاف خرق الاجماع قاعدہ مسلمہ ہے یعنی اتفاق امت کی خلاف عمل کرنا اجماع
کا توڑ دینا ہی اور یہ بڑی خطا ہی اور فاکہانی کی بعد جو بعض آدمی انکارین اوسکی تابع ہوی وہ خلاف
کی پیروی ہی جو نا جایز ہی اصطلاح شرع مین اسکو اختلاف نہین کہہ سکتی اور اگر کوئی اسکو اختلاف ہی قرار دے
اور کسی ناحیہ کی دس پانچ مولوی ایک جرگہ باندہکر اور اس عمل پاک کا انکار کر کی صورت اختلاف ظاہر
کرین تب بہی کلام رسول صلی اللہ علیہ وسلم سی اسکا تصفیہ صاف ہی ابن ماجہ ودار قطنی وغیرہ محدثین
انس سی مرفوعا روایت کرتی ہین کہ فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اذا رایتم اختلافا فعلیکم بالسواد الاعظم
یعنی جب تم علماء امت مین اختلاف دیکہو تو جس بات پر سواد اعظم ہو اوسکی پیروی کرو اور جو لوگ سواد
اعظم کی معنی مین ہیر پہیر کر کی طرح طرح کی باتین پیش کرتی ہین وہ قابل التفات نہین جمہور محدثین کے نزدیک
اسکی معنی وہ ہین جو مولانا احمد علی محدث سہارنپوری مرحوم نی اپنی مطبوعہ مشکوۃ مین شرح ملا علی قاری سی
نقل کی ہین وہ یہہ ہین یعبر بہ عن الجماعۃ الکثیرۃ والمراد ما علیہ اکثر المسلمین یعنی سواد اعظم سی مراد جماعت کثیر
ہوتی ہی یعنی تم پیروی اوسکی کرو جس پر اکثر مسلمان ہون اور اسیطرح مولانا اسحق صاحب کی خلیفہ وشاگرد
رشید نواب قطب الدین خان صاحب نی مشکوۃ کی ترجمہ مظاہر الحق مین اس حدیث کی شرح مین لکہا ہی
جو اعتقاد اور قول وفعل اکثر علماء کی ہون اونکی پیروی کرو باقی رہی یہ بات کہ مراد اکثر علماء سی کس فریق کی
علماء ہین اسکو علم اصول کی کتاب توضیح مین واضح کردیا کہ وہ اہل السنۃ والجماعۃ سی ہونی چاہئین عبارت
یہہ ہی والسواد الاعظم عامۃ المسلمین ممن ہو امۃ مطلقۃ والمراد بالامۃ المطلقۃ اہل السنۃ والجماعۃ اور یہ بہی
علم اصول مین معلوم ہوچکا ہی کہ جس عمل پر مدت دراز سے اتفاق علماء تحقیقین کا ہووی وہ شرع مین حجت
اور دلیل حقیقت ہے مسلم الثبوت کی آخر تتمہ مین ہے ان اتفاق العلماء المحققین علی امر الاعصار حجۃ کالاجماع
اور شارح بحر العلوم نی اس مقام پر تحت قولہ المحققین یہہ لکہا کہ والمکانوا غیر مجتہدین مطلب یہ نکلا یا
کہ اتفاق علماء اہل تحقیق کسی امر پر جو مدت دراز سی چلا آتا ہووی اگر وہ علماء مجتہد بہی نہون تب

یہی حجت ہی مثل اجماع اب دیکھنا چاہی کہ علماء مجوزین مولد شریف مثل ابو شامہ و ابن حجر و ابن جزری
و سیوطی و علی قاری و غیرہم جنکی نام نامی لمعہ تاسعہ مین درج ہونگی سب اہل سنت و جماعت ہین کہ نہین یہ سنی معاند اللہ
اہلکو اہل بدع مین شمار نہین کیا اور یہ لوگ محققین یہی ہین بنا علیہ عمل مولد شریف پر ان سب کا اتفاق حجت ہوا
مثل اجماع و الحمد للہ علی ذلک **لمعہ ثانیہ مین یہ بیان کہ خاندان عزیزیہ کی مشایخ کرام**
شامل محفل مولد شریف ہوئی اور جناب مرشدی و مولائی حضرت حاجی امداد اللہ صاحب
عم فیوضہم بھی شریک محفل ہوتی ہین بیان مولنا **شاہ عبد العزیز دہلوی** رحمۃ اللہ علیہ یہی
کہ آپ نی علی محمد خان صاحب بیس مراد آباد کی نام جو خط رقم فرمایا ہی عبارت اوسکی ملخصا یہ ہی در تمام سال
دو مجلس در خانہ فقیر منعقد می شود اول کہ مردم روز عاشورا یا یکدو روز پیش ازین قریب چہار صد یا پانصد
کس بلکہ قریب ہزار کس زیادہ ازان فراہم می ایند درود میخوانند بعد ازان کہ فقیر می ایدمی نشینند و
ذکر فضایل حسنین کہ در حدیث شریف وارد شدہ و بیان مے آید و انچہ در احادیث اخبار شہادت این بزرگان
وارد شدہ نیز بیان کردہ می شود و بعد ازان ختم قرآن و پنج آیت خواندہ برما حضر فاتحہ نمودہ می ایدپس اگر
این چیزہا نزد فقیر جایز نمی بود اقدام بران اصلا نمی کرد باقی ماند مجلس مولد شریف پس حالش اینست کہ بتاریخ
دوازدہم شہر ربیع الاول ہمین کہ مردم موافق معمول سابق فراہم شدند درخواندن درود شریف مشغول
گشتند و فقیر می آید و لا بعضی از احادیث و فضایل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مذکور می شود و بعد ازان ذکر
ولادت باسعادت و بندی از حال رضاع و حلیہ شریف و بعضے از آثار کہ در این آوان بظہور آمد بعرض بیان
می آید پس برما حضر از طعام یا شیرینی فاتحہ خواندہ تقسیم آن بحاضرین مجلس مے شود یہ شاہ عبد العزیز صاحب
وہ ہین کہ شہرہ انکا زبان زد جمیع صغار و کبار ہی اور زمرہ منکرین کی نزدیک بھی سلسلہ سند حدیث ان تک
پہنچ جانا کمال درجہ مایہ افتخار ہے سو جسطرح ہم اوکی تحریرات سی ثبوت وجود بدعت حسنہ ثابت کر چکی ہین اور
صدقات مروجہ اموات مین بھی اوکی سند دی چکی اب اونہین کے کلام سی بدعت حسنہ کی اس فرد خاص ذی اختصاص
مروجہ فیما بین اہل اخلاص یعنی محفل مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سند گذاردی اور بتقاضا فاتحہ بر طعام کی بھی
اسمین تائید ہو گئی اب بیان **حضرت شاہ ولی اللہ** دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا سنیے یہ جناب شاہ عبد العزیز

موصوف الصدر کی باپ اور استاد اور پیر بھی آپ نی اپنا حال کتاب فیوض الحرمین مین لکھا ہی عبارت یہ ہے
کنت قبل ذلک بمکۃ المشرفۃ فی مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی یوم ولادتہ و الناس یصلون علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
و یذکرون ارہاصاتہا التی ظہرت فی ولادتہ و مشاہدہ قبل بعثتہ فرایت انوارا سطعت دفعۃ واحدۃ لا اقول انی
اوکتہا ببصر الجسد ولا اقول اوکتہا ببصر الروح فقط واللہ اعلم کیف کان لی المامرین ہذا و ذلک فتالمت تلک
الانوار فوجدتہا من قبیل الملئکۃ المقربین بامثال ہذہ المشاہدہ باشال ہذہ المجالس و رایت بخالط الانوار الملئکۃ
انوارا الرحمۃ انتہی بلفظہ یعنی شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتی ہین کہ مین اس سی پہلی کہ مکہ معظمہ مین تہا مولد النبی
صلی اللہ علیہ وسلم مین بروز ولادت یعنی بارہوین تاریخ ربیع الاول کی اور آدمی درود پڑہتی تہی نبی صلی اللہ
علیہ والہ وسلم پر اور ذکر کرتی تہی وہ کرامتین جو وقت ولادت شریف ظاہر ہوئین اور وہ حالتین جو قبل نبوت
وقوع مین آئین تب مینی دیکہا کہ یکایک بلند ہو گئی انوار غیبی مین نہین کہہ سکتا کہ مینی یہ واقعہ ظاہری آنکہ سے
دیکہا یا باطنی اور بصیرت روحی سی اللہ تعالی ہی خوب جانتا ہی کہ وہ کیا عالم تہا درمیان ظاہر و باطن کی
غرض مینی تامل کر کی غور سی اون انوار کو دیکہا تو وہ اون فرشتون کی انوار تہی جنکو حق تعالی نی مین
کر رکہا ہی اسبات پر کہ ایسی ایسی مقامات مین اور ایسی ایسی مجلسون مین حاضر ہوا کرو اور یہہ بھی مینی دیکہا کہ انوار
ملئکہ کی ساتہہ انوار رحمت کا خلط ملط ہو رہا تہا یعنی ایک تو ملائکہ خود اجسام نوری ہوتی ہین دوسری انوار
رحمت حاضرین مجلس کے لئی نازل ہوئی یہ دونو انوار ملکر مجلس نور علی نور ہو رہی تہی جسکو تعبیر کیا ہی اس
عبارت سی فرایت انوارا سطعت دفعۃ دیکہئے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب ایسی مجالس ذکر ولادت شریف
مین ورود ملائکہ اور نزول رحمت اپنی مشاہدہ سی ثابت کر رہی ہین اب حال انکی والد بزرگوار کا جو شریعت و
طریقت مین بھی انکی رہنما تہی یعنی **حضرت شاہ عبد الرحیم** رحمۃ اللہ علیہ کا حال سنیے حضرت شاہ ولی اللہ
رحمۃ اللہ علیہ فی جو چالیس حدیثین عالم رویا کی نقل فرما کر اوسکا نام الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین کیا ہے
اوسکی بائیسوین حدیث مین نقل کیا ہی اخبرنی سیدی الوالد قال کنت اصنع فی ایام المولد طعاما صلۃ
بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم یقع لی سنۃ من السنین شئی اصنع بہ طعاما فلم اجد الا حمصا مقلیا فقسمتہ
بین الناس فرایتہ صلی اللہ علیہ وسلم و بین یدیہ ہذا الحمص مبتہجا بشاشا فرماتی ہین شاہ ولی اللہ کہ

مجھکو میری سردار یعنی میری باب نی خبر دی کہ نین ایام مولد شریف مین کہانا کیا کرتا تہا تا کہ مجھکو اتصال
ہو اوسکی سبب ساتہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سال مجھکو کچہ یاد نہ آیا جس سے کہانا پکواتا صرف رہنے
بھنے ہوی موجود تہی وہی لوگون مین بانٹ دیئے پہر مینی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کی آگی
وہ چنے رکہے ہوی ہین اور آپ ایسے خوش ہین کہ چہرہ پر بشاشت ظاہر ہی اب شاہ ولی اللہ صاحب کے
پیران پیر کا حال جو چہہ طبقہ اوپر اونکی مشایخ طریقت اور مشایخ حدیث مین ہین یعنی **مولنا**
جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ جیسا کہ شروع کتاب لمعہ رابعہ مین رسالہ انتباہ سلی ونکا
سلسلہ نقل کیا گیا ہے یعنی وہ فرماتی ہین حسن المقصد فی عمل المولد مین یستحب لنا اظہار الشکر لمولدہ علیہ
السلام بالاجتماع والاطعام وغیر ذلک من وجوہ القربات المسرات یعنی مستحب ہے ہمکو ظاہر کرنا شکر میلاد
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتہ جمع ہونی اہل اسلام اور کہانا کہلانیکی اور اسکی سوا اُمور مستحسنہ اور خوشحالیونکی
ساتہ یہ عبارت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر روح البیان اور سیرت شامی وغیرہ کتب معتبرہ متداول
مین ہی سنداً نقل کی ہی اب حال سُنی **شیخ القراء والمحدثین حضرت شیخ الاسلام شمس الدین**
ابوالخیر ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ کا جو حضرت شاہ ولی اللہ کی نوین طبقہ اوپر مشایخ
حدیث و مشایخ طریقت مین منسلک ہین کتاب عرف التعریف بالمولد الشریف مین فرماتی ہین فما حال
المسلم الموحد من امتہ علیہ السلام یُسَرّ بمولدہ ویبذل ما تصل الیہ قدرتہ فی محبتہ صلی اللہ علیہ وسلم بل انما یکون
جزاءہ من اللہ الکریم ان یدخلہ بفضلہ العمیم جنات النعیم یعنی کیا حال پوچہتی ہو اوس مسلمان موحد کا جو مہتی
ہے آپ کا خوش ہوتا ہی آپ کی مولد سی اور جہان تک پہنچتا ہی اوسکا دسترس خرچ کرتا ہی بخضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مین قسم ہے مجھکو کہ اوسکی جزا خدای کریم کی طرف سی اور کچہ نہین سوا اسکے
کہ اپنی فضل عام سی اوسکو جنات نعیم مین داخل فرماوی اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مورد
الروی فی مولد النبی مین ایک نقل حضرت ابوالخیر شمس الدین ابن الجزری کی تحریر کی ہی جسکا خلاصہ
یہ ہی قال ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ وقد حضرت فی سنۃ خمس وثمانین فی سبعۃ لیلۃ المولد عند الملک
الظاہر برقوق رحمۃ اللہ بقلعۃ الجبل فرایت ما سرنی وحررت ما الحق فی تلک اللیلۃ علی القراء والحاضرین

من الوعاظ والمنشدین وغیرہم بمجوعشرۃ آلاف مثقال من الذہب باین خلع ومطعوم ومشروب ومشموم و
شموع وغیرہا وعدوت ذلک خمسا وعشرین حلقۃ من القراء الصبیین یعنی فرمایا ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ
نی کہ مین حاضر ہوا واقعہ تاریخ سنہ سات سو پچاسی رات کی وقت مولد شریف مین بادشاہ مصر ملک
ظاہر برقوق رحمۃ اللہ علیہ کی پاس پہاڑ کی قلعہ پر جو سلاطین مصر کا تختگاہ تہا یعنی وہ باتین دیکہین جنہون نے
مجھکو خوش کیا مین اندازہ کرتا ہون کہ اوس رات جمع قاریون اور واعظون اور شعر خوانون وغیرہم حاضرین
پر دس ہزار مثقال طلا خرچ کیا ہوگا خلعت دینی اور کہلانی پلانی مین اور خوشبویون اور رد شنی وغیرہ
مین اور مینی شمار کئی تو مجلس مین پچیس حلقی لڑکون نو آموز قاریونکی تہی تمام ہوا ملخصا جو مورد الروی
مین ہی اور سیطرح بعینہ یہہ حال ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ کا نور الدین ابو سعید بورانی رحمۃ اللہ علیہ نی اپنے
مولد فارسی زبان مین نقل کیا ہی **تتمہ** اسوقت عمل مولد شریف مین دو فریق ہین **ایک وہ ہین**
جو کراہت و حرمت ثابت کرتی ہین اول پیشوا اونکا تاج الدین فاکہانی مغربی ہی جسکا قول رسالہ مورد
فی الکلام علی المولد مین یہ ہی ہو بدعۃ احدثہا البطالون وشہوۃ نفس اغنی بہا الاکالون اور اسکی چند
سطر بعد لکہا لم یاذن فیہ الشرع ولا بقیۃ الصحابۃ ولا التابعون پہر اسکی دو تین سطر بعد لکہا وحینئذ یکون
الکلام فیہ فی فصلین احدہما ان یعمل رجل من عین مالہ لاہلہ واصحابہ وعیالہ لا یجاوز فی ذلک الاجتماع علی
اکل الطعام ولا یقربون شیئا من الآثام وہذا الذی وصفناہ بانہ بدعۃ مکروہۃ وشناعۃ والثانی ان یدخلہ
الجنابۃ وہذا لا یختلف فی تحریمہ اثنان انتہی ملخصا یعنی یہ عمل مولد جاری کیا ہی بطال آدمیون نے یہ شہوت
نفس کی بات ہی اہتمام کیا اسکا بڑی کہاؤ آدمیون نے نہین اجازت دی اسکی شرع نی اور نہ صحابہ و
تابعین فی اسمین کلام یہ کہ اسکی دو طریقی ہین ایک یہہ کہ آدمی اپنی مال سی کری اور اپنی بال بچون اور
دوستون اور کنبی کی آدمیونکو کہلای اور کچہہ بھی نکری سوا اسکی کہ سبکو جمع کر کی کہانا کہلاوی اور وہ لوگ
کوئی گناہ کی بات نکرین تو یہ طریق وہ ہی جسکو ہمنی بیان کیا ہی کہ بدعت مکروہہ ہے اور بڑا فضل ہی اس
دوسرا طریق مولد کا یہ ہی کہ اوسمین گناہ کی باتین داخل ہون وہ تو ایسا حرام ہے کہ ہرگز اوسمین دو آدمی
اختلاف نہین کر سکتی کہ ایک بہی اوسمین اوسکو درست کہدی **اور دوسرا فریق وہ ہے**

جوکہتی ہین کہ صحابہ و تابعین سے کسی فعل کا منقول نہونا موجب حرمت و قباحت نہین ہوتا اگر عمل مولد امور
مباحہ و مستحسنہ پر شامل ہوگا تو عروض ہیئت جدیدہ اور اجتماع امور مباحۃ الاصل سی ہرگز حرمت یا کراہت
لاحق نہین ہوسکتی پس یہ عمل مباح و مستحسن ہے یہ مذہب ہے سواد اعظم و جم غفیر و جماہیر محققین و صالحین امت محمدیہ صلے اللہ
علیہ وسلم کا سلفاً و خلفاً یہان تک کہ وہ مشایخ کرام جنکو ہماری وقت کی منکرین بہی محقق اور متورع اور اپنا
پیشوا سمجہتی ہین وہ بہی اسیطرف ہین چنانچہ انہی اونکی افعال و اقوال شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ سے لیکر حضرت
امام القراء والمحدثین ابن جزری قدس سرہ تک نقل کی گئی **اے ہماری** دیس کے رہنی والی مسلمان
بہائیو تم غفلت مین بغیر سمجہی بوجہی کدہر چلی گئی جمہور اہل السنۃ والجماعۃ سی منہ موڑا اپنی خاندان عزیزیہ کی
پیشواؤنکو چہوڑا اور اتباع کیا تو کسکا تاج الدین فاکہانی مغربی کا العجب العجب امام المحدثین ابن جزری اہتمام
واحتشام مولد شریف کو پسند فرمائین علامہ سیوطی مجدد مائۃ تاسع اوسکی استحباب کا حکم لگائین شاہ عبد الرحیم سال
بسال بلا ناغہ مولد شریف مین کہانا تیار کرکی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہشاش بشاش پائین اور
ہماری ہم عصر منکرین قول فاکہانی اپنا دستور العمل بناکر اون سب مشایخ کبار کی افعال و اقوال کو بقول
فاکہانی شہوت نفس و بدعت و کراہت و شناعت اور شاہ عبد الرحیم کی ہر سال کہانا تیار کرنیکو احدثہا
الہطالون والاکالون مین شامل ٹہرائین معاذ اللہ ای بہائیو آداب بہی خواب غفلت سی بیدار ہوجاؤ اور ہمارے
ساتہہ ہوکر جمہور علماء و صلحاء امت اور اپنی خاندان عزیزیہ کی مقتولین فی کرامت کو اس مغربی کی تقبیح و شناعت
سی بچاؤ اور اگر کوئی یہ وسوسہ لائی کہ مولنا شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بعد بعض علماء خلف نے حضرت مولنا
کا خلاف کیا ہی سو معلوم رہی کہ یہ بالکل خلاف ہی کیونکہ اونکی شاگرد جانشین اور خاص فی سہ مشہور آفاق جناب مولنا
محمد اسحق صاحب مرحوم کتاب مأتہ مسایل کی جواب سوال پانزدہم مین لکہتی ہین و قیاس عین سر مولد شریف

غیر صحیح ست زیرا کہ در مولود ذکر ولادت خیر البشر است و آن موجب فرحت و سرور ست و در شرع اجتماع برای
فرحت و سرور کہ خالی از منکرات و بدعات باشد آمدہ و برای اجتماع خرن و غرور ثابت نشدہ و فی الواقع فرحت
ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در دیگر امر نیست پس دیگر امر برین قیاس صحیح نخواہد شد و مہذا در مولود ہم اختلاف است
زیرا کہ در قرون ثلثہ کہ مشہود بہم بالخیر است این امر معمول نبود بعد قرون ثلثہ این امر احداث شدہ بنا برین علماے

در جواز و عدم جواز آن مختلف شدہ اند چنانچہ بہ تفصیل و بسط در کتاب سیرت شامی مذکور ست من شاء فلینظر فیہ
اس عبارت مین چند امور مطلب مخالفین کے مخالف موجود ہین **اول** یہ کہ ہماری عصر کی منکرین دعوی کرتی ہین
کہ عمل مولد شریف بالاتفاق ضلالت ہی یہ کہنا انکا روہوگیا مانہ مسائل کی اس تقریر سے کہ علماء در جواز و عدم
جواز آن مختلف شدہ اند اس عبارت سی صاف ظاہر ہی کہ اگر کسینی منع کیا ہی تو دوسری علما جواز پر بہی
گئی ہین پس مولنا اسحق صاحب چودہوین صدی مین تہی اونکی تحریر تک بہی منع پر اتفاق نہوا تہا بنا علیہ
دعوی اتفاق منع باطل **ثانی** یہ کہ سیرت شامی کا حوالہ دیکر ظاہر کردیا کہ اس اختلاف علماء مین مذہب
صحیح عمل مولد شریف کا استحباب ہے سو اسطرح کہ شامی نے کثرت سی علمای مجوزین مولد شریف کی اقوال نقل کرکے
جواز و استحباب ثابت کیا ہی اور اقوال منکرین کو مرجوح و مغلوب و غیر معتمد علیہ رکھا ہی اور اپنی شیخ سیوطی
رحمۃ اللہ علیہ کا وہی قول نقل کیا جو ہم اوپر نقل کرچکی ہین فیستحب لنا اظہار شکر لمولدہ الخ اور نیز نقل کیا شامی
نے قول امام القراء ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ کا استحسان مولد مین اور یہ دونون محدث بواسطہ شاہ ولی اللہ
صاحب مولنا اسحق صاحب کی مشایخ حدیث مین ہین پس حوالہ دینا مولنا اسحق صاحب کا عبارت کتاب شامی پر گویا
تصریحا یہ بیان فرمانا ہی کہ ہماری مشایخ اور اساتذہ کی نزدیک یہ محفل مبارک مستحسن ہے **ثالث** یہ کہ
جو عمل قرون ثلثہ مین بنا یا گیا ہو لیکن اوسکی اصل شرع مین موجود ہو تو وہ عمل بالاتفاق فریقین صحیح و درست
ہوتا ہی پس مولنا اسحق صاحب نے اس عمل کی اصل بیان فرمادی کہ در مولود ذکر ولادت خیر البشر ست و آن
موجب فرحت و سرور ست و در شرع اجتماع برای فرحت سرور کہ خالی از منکرات بدعت باشد آمدہ اس
عبارت سی صاف واضح ہوگیا کہ یہ اجتماع عمل مولد مین اسباب سرور کی ساتہہ بشرطیکہ منہیات شرعیہ سے
خالی ہو از روی شرع شریف جایز ہی اور یہی ہمارا دعوی ہے اور مولنا اسحق صاحب محفل مولد شریف مین
برابر شریک ہوتی تہی چنانچہ مولوی نور الحسن صاحب کی مجموعہ رسایل عشرہ بطبوعہ مطبع انصاری دہلی کی صفحہ ۱۹ سطر ۱۵
مین یہ مضمون موجود ہی اور راقم فی بذات خود جناب مولنا فضل الرحمن صاحب صوفی صافی فقیہ و محدث کافی
ساکن گنج مراد آباد ملک اودہ ہی جو شاگرد رشید مولنا محمد اسحق صاحب مرحوم کی ہین بذریعہ خط دریافت کیا تو
آپنے بہ سبیل ڈاک یہ جواب تحریر فرمایا (ما ہمراہ حضرت مولنا محمد اسحق رفتہ ایم در میلاد آنحضرت) علاوہ

اسکی جناب مولنا مشہور زمن ماہر ہر فن جناب مولنا فیض الحسن صاحب مرحوم سہارنپوری شفاء الصدور مطبوعہ لاہور
مورخہ پانزدہم دسمبر ۱۸۸۵ع کی صفحہ ۱ مین تحریر فرماتی ہین ومن جاہ مجلس المیلاد فلہ ان یقوم ان قاموا والا
فلا وہکذا یقول المولوی احمد علی المحدث المرحوم تعالا استاذہ مولنا محمد اسحق المغفور یعنی جو کوئی آدمی مجلس مولود
شریف مین اوسکو چاہیی کہ کہڑا ہووے جب سب کہڑی ہووین اور اگر نہ کہڑی ہون اہل مجلس تو وہ بہی کہڑا ہووے
ایسا ہی کہتی ہتی مولوی احمد علی صاحب محدث مرحوم سہارنپوری تابع ہوکر اپنی اوستاد مولنا محمد اسحق صاحب مغفور
کی انہتی یہان ان دو محدثون یعنی مولنا فضل الرحمن صاحب مولنا احمد علی صاحب سے جو کہ شاگرد ہین مولنا
محمد اسحق صاحب مرحوم کی شامل ہونا اونکا محفل میلاد مین اور مستحسن سمجہنا ثابت ہوگیا پس مخالف نہ ٹہری یہ حضرت
اپنی نانا اور اوستاد شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی آپ بیان کرین ہم شاہ عبد العزیز صاحب کی دوسری
شاگرد رشید کا یعنی حقایق ومعارف دستگاہ جناب مولنا **شاہ سلامت اللہ صاحب** مرحوم کا۔ آپ
مولد شریف وایم کرتی ہتی اور اثبات میلاد مین دلایل قاطعہ قایم کرتی ہتی نظماً ونثراً اس محفل قدس کی ترغیب
دلاتی اشعار دلکش اس باب مین ارشاد فرماتی از انجملہ دو شعر جو اونکی رسالہ موسومہ خدا کی رحمت مین ہین رقم کرتا ہون

پیدا ہوا جسدن ہی محمد سانبی ہی	یہہ شادی میلاد رسول عربی ہی
تعظیم کہڑی ہو کی بجا لاؤ ادب ہی	اس کام کا انکار بڑی بی ادبی ہی

اب بیان نہئی حضرت شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خلیفہ طریقت جناب **سید احمد صاحب**
کا جو مرشد اور رہنما ہتی مولوی اسمعیل صاحب دہلوی کی اونکی حالات مین اونکی مرید خاص مولوی سید محمد علیفا
نی ایک کتاب مسمی بمخزن احمدی بزبان فارسی لکہی ہی جسکو نواب محمد علیخان صاحب ٹالی ٹونک نی مطبع
مفید عام آگرہ مین ۱۲۹۰ھ بارہ سو ننانوے مین طبع کرائی ہی اوسمین سید احمد صاحب کا سفر عرب جس مقام پر لکہا
ہے یون رقم کیا ہے صفحہ ۸۰ مقدار مدت ہیجو فصل بہار در گذار کلکتہ ابواب ہدایت مفتوح داشتہ العزم
سفر بازدہ جہاز بطریق کرایہ مقرر فرمودہ دوازدہ ہزار روپیہ بنول آن مقرر کردہ ومراکب را بر اہل قافلہ تقسیم
فرمودہ وبر ہر مرکب شخصی را امیر ساختہ وبرای زاد راہ این سفر وسیلۃ النظفر بقیمت دوازدہ ہزار روپیہ
غلجات از قسم گندم وبرنج وغیرہ خرید فرمودہ بر ہر جہاز تقسیم نمودہ زستاند جہاز موسوم بدریا بقی کہ ناخدایش

سید عبد الرحمن خضر موتی بود ومعلم آن داؤد ساکن بندر سورت بڑی ممکن خود مقرر ساختند وباناث و
ذکور زوالقربی خویش کہ باطفال وجواری قریب بہل کس میرسند بر جہاز مذکور جاگرفتند وباقی اہل قافلہ بر مراکب
خود ہا نیز بہشستند وبجدت دو شبانہ روز مراکب را در گنگا ساگر جریان نمودہ روز سوم مقدار یکپاس روز
برآمدہ در بحر ذخار در معبری کہ مشہور بگیلا کا ہی است داخل گردیدند اسکی بعد جہازون کا کلی کوٹ اور یلیبار جانا بعد ازان
سنگلدیپ پہر وہان سی لنکا جسکو عرب قلعۃ الغفاریت کہتی ہین پہنچنا لکہا وہ مقام ہولناک تہا اوسکا بیان اس
الفاظ سی لکہا ہی صفحہ ۸۵ مین وبر ہر کس از شما امروز وقت شب یاد الہی وتسبیح وتہلیل تا منتہای استغفار از جمع
جرایم ومناہی واجب ومتحتم است چون شب در آمد آن حضرت بعد از نماز عشا این خرب البحر مذکور را شب سہ بار
خواندند ومیفرمودند کہ عفاریت وشیاطین اگر زہرہ تقابل باین گروہ قلیل میدارند انیک گوی وانیک میدان و
دران شب تاریک آنحضرت اکثر بیداری بودند ومانند پاسبانان دور وسیر گاہ بالادگاہ زیر مرتہ بعد آخری
وکرۃ بعد اولی در تمام جہاز میفرمودند تا آنکہ شب بپایان رسید وصبح صادق بدمید وجہاز از مکان خوف وہولناک بخیریت
تمام بدر آمد وہر گاہیکہ روز روشن شد ناخدای چند طبق حلوای از حجرہ خویش بیرون اوردہ مجلس مولد شریف
منعقد کردہ بعد از اختتام قصاید مولودیہ شیرینی تقسیم نمودہ انتہی بلفظہ دیکہئی اس بیان سی صاف واضح ہوا کہ
مولد شریف بڑی برکت کی چیز ہے جو ایسی مواقع خطرناک مین کہ خود جناب سید احمد صاحب کو بہی رات بہر تردد رہا
تہا پڑہا گیا اور خاص اوس جہاز مین کہ جسمین خاص سید احمد صاحب اور اونکا کنبا اور متعلقین خاص ہتی غیر کا
اوسمین دخل بہی نہ تہا یہ محفل فیض منزل منعقد ہوئی اور یہہ امر جو اوپر مذکور ہوا کہ سید صاحب کی چالیس آدمی ایک جہاز
مین سوار ہتی اوسکی وجہ یہ ہتی کہ وہ جہاز ذخانی مروجہ حال کی طرح کلان نہ ہتی بلکہ وہ مرکب ہوائی چہوٹی
ہتی الحاصل خاص سید صاحب کی جہاز مین مولد شریف وقصاید کا پڑہا جانا اور شیرینی کا تقسیم ہونا ثابت ہوگیا
وکفی بہ حجۃً اب باقی رہی سید صاحب کی مرید خاص **مولوی اسمعیل صاحب** دہلوی سو ہمکو اونکا شامل
ہونا محفل مولد شریف مین نہین پہنچا البتہ ایک تقریر اونکی ایسی پہنچی ہے کہ ضمناً مولد شریف کا اثبات اونکی منہ
سی صاف ثابت ہی وہ یہہ ہی جناب مولنا رشید الدین خان صاحب مرحوم دہلوی نی چودہ شوال مولوی
اسمعیل صاحب سے کیے ہتی اوسمین تیرہوین سوال کا جواب جو رقم فرمایا ہی اوسکی عبارت بعینہا جسطرح شان

امانت ہی لکھی جاتی ہی **سیزدہم آنکہ** اعراب قرآن بدعت است یا نہ و اگر بہت حسنہ است یا سیئہ و این جزم قرآن
بحکم قرآن بود و یا بکدام حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا بحکم ہر دو نبود پس بدعت ست یا نہ و ہمچنین ہر حکمی کہ از نص
قرآن شریف یا ظاہر احادیث متین نبود بدعت ست یا نہ **جواب ازسیزدہم آنکہ** اعراب قرآن بدعۃ حسنہ ست
کہ صحت قرأت عجمیان بل عربیان حال بران موقوف ست لیکن جمع قرآن ظاہرانہ بحکم کدام آیت قرانی ست و نہ
بحکم کدام حدیث ثبوت پس بدعۃ باشد لیکن بدعۃ حسنہ چرا کہ مقصود ازان ضبط و حفظ قرآن ست از ضیاع و غلط
و در حین بودن بعضی بدعات شبہ نیست و اثبات آن از اکثر احادیث میتوان نمود مثل حدیث من سن سنۃ
حسنۃ فلہ اجرہا و اجر من عملہا و تقیید بدعۃ مردود بہ بدعۃ ضلالۃ چنانکہ در حدیث ست من ابتدع بدعۃ
ضلالۃ لا یرضاہا اللہ و رسولہ الحدیث و حدیث من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد چہ ازان مردود بودن
بدعتی ثابت میشود کہ تعلقی بدین نداشتہ باشد پس بدعتی کہ اصل آن از شرع ثابت باشد مثل اخذ اجرت تسبیح و
تراویح حسنہ باشد پس حکمی از نص صریح قرآن و حدیث ثابت نباشد بر دو قسم ست یکی بدلیل شرعی دیگر مثل
اجماع و قیاس ثابت شود یا اصلی شرعی داشتہ باشد آن خود ہرگز بدعۃ سیئہ نیست بلکہ چون بدلیل شرعی و بحکم
آیۂ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم قواعد استنباط و غیرہ آن در دین داخل ست در سنت یا بدعت حسنہ کہ در معنی سنت ست
داخل باشد بلکہ بعمل آوردن بعضی بدعات حسنہ فرض کفایہ چنانکہ در کتب بسیار مصرح ست منجملہ آن فتح المبین شرح
اربعین امام نووی ست از شیخ ابن الحجر ہیتمی کہ در وی در شرح حدیث خامس گفتہ قال الشافعی رضی اللہ تعالی
ما احدث و خالف کتابا او سنۃ او اجماعا او اثرا فہو البدعۃ الضلالۃ و ما احدث من الخیر و لم یخالف شیئا من
ذلک فہو البدعۃ المحمودۃ و الحاصل ان البدعۃ الحسنۃ متفق علی ندبہا و ہی ما وافق شیئا مما مر و لم یلزم من فعلہ
محذور شرعی و منہا ما ہو فرض کفایۃ کتصنیف العلوم و نحوہا مما قال الامام ابو شامہ شیخ المصنف رحمۃ اللہ علیہ
و من احسن ما ابتدع فی زماننا ما یفعل کل عام فی الیوم الموافق لیوم مولدہ صلے اللہ علیہ وسلم من الصدقات
و المعروف و اظہار النعمۃ و السرور فان ذلک مع ما فیہ من الاحسان الی الفقراء مشعر بمحبتہ صلی اللہ علیہ وسلم و تعظیمہ و جلالہ فی قلب فاعل ذلک و شکر اللہ تعالی علی ما من بہ
من ایجاد رسولہ الذی ارسلہ للعالمین رحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم انتہی بجز فہ دیکھی مولوی اسمعیل صاحب

اسمقام پیزد کر بدعۃ حسنہ بین وہ عبارت ابو شامہ محدث کی لائی جسمیں صاف تصریح استحسان محفل مولد شریف کی ہی اور سوائے انکی اور اکابر
علماء دہلی مثل مولنا محمد کریم اللہ صاحب مرحوم جامع علوم عقلیہ و نقلیہ و استاذ و مولینا و مولی العالمین مفتی محمد صدر الدین خان
صاحب صدر العلماء و الفضلاء اور جناب مولنا احمد سعید صاحب دہلوی عارف و محدث و فقیہ استحباب محفل مولد شریف کی قائل ہوئے ہی
قادی مہری راقم الحروف کی پاس موجود ہی اور جناب مولنا شاہ عبد الغنی صاحب دہلوی زبدہ متورعان روزگار عمدہ محدثین
کبار جن سی مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نی بھی کچھ پڑہا ہے بزم میلاد شریف کے معتقد تھے
قیام کرتی تھی اور ایک عبارت مختصر آنکی رسالہ شفاء السایل مین جو ایام اقامت ہندوستان مین بتصنیف فرمایا تہا موجود ہے
وہ یہ ہی حق آن ست کہ نفس ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سرور و فاتحہ نمودن یعنی ایصال ثواب برروح پرفتوح
سید الثقلین از کمال سعادت انسان ست چنانچہ شیخ ابن حجر مکی و شیخ عبد الحق دہلوی و غیرہما تصریح نمودہ اند آری چیزہای دیگر اگر
مقرن شدند کہ خلاف شرع ہستند پس البتہ ممنوع خواہد بود مثل مراثی و سرود خوانی الی آخرہ دیکھی اس مختصر مین آپ سب کچھ فرماگئے
یعنے جب کوئی شخص ممنوع باتین خلاف شرع مثل مرثیہ و سرود خوانی کرنی لگی گا اوسکو منع کیا جائیگا اور اگر یہہ نہین تو فاتحہ آپکا بعد
طعام یا غیر ہی ایصال ثواب کیواسطے مسلمانونکو دینا اور کہلانا اور آپکی ولادت شریف کا سرور کرنا انسانکی کمال سعادت ہے جسکے کرنا
کمال سعادت ہوا تو جمیع سامان سرور مثل اجتماع احباب و اخوان و استعمال خوشبو و تقسیم شیرینی و طعام طعام و ذکر ولادت کے وقت غلبہ محبت
و جوش فرحت سرور مین کھڑا ہوجانا اظہار اللفرحۃ و السرور بمولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور درود و سلام پڑہنا سرور کرنین داخل اور
موجب سعادت انسانی ہوا اور شاہ صاحب موصوف اسی رسالہ مین علماء ربانی کا حوالہ دیتی ہین انمین سے شیخ عبد الحق محدث دہلوی خود صراحۃ
عمل مولد کو مع سامان سرور و تعیین یوم مانبت ان السنۃ غیرہ تصنیفات مین درست مان ہی ہین دوسری ابن حجر مکی وہ ہی امور مذکورہ
بقیام مروجہ کو اپنی تصنیف مولد کبیر وغیرہ مین صراحۃ لکھہ رہی ہین پس شاہ صاحب ان دو نو بزرگوار و نکا نام عبارت مذکورہ بالا مین لکھکر
ہر مرد عاقل کے لئی کامل اشارہ فرمادیا کہ جسطرح علماء مجوزین کا فریق اس عمل کو مستحسن مان رہے ہین ہی مانتا ہون اور فی الواقع ایسا ہی
اسیطرح صراحۃ زبانی ارشاد فرمایا کرتی تھی اور یہ ہی آپکا خود دستور العمل تہا جسکو شک ہو آپکی مقبول تلمیذ اور شاگرد عزیز جناب
مولنا محمد عبد الحق صاحب سے جو بالفعل حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا و دیگر بلاد اسلامیہ مین دورہ حدیث کرکے معروف و مشہور ہوئے
دریافت کری افسوس ہے کہ وہ حضرات کالیلین مسبوق الذکر ابھی جو دنیا مین تھے انتقال فرماگئے لیکن ہم انکی انتقال و فات پر صبر کرکی بہی
ہی اوس منعم حقیقی کا شکر بجا لاتی ہین کہ اب بہی حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا مین ہماری ہندوستان کے
و در کہ یکہ جامع و مرجع شرح متین قبلہ ارباب یقین موجود ہین یعنی استادی و ملجائی و ملاذی شیخ العلماء حضرت

مولنا رحمۃ اللہ صاحب عمت فیوضہم و مرشدی مولائی و قبلتی و رجائی الحاج الحافظ المہاجر مولنا امداد اللہ
نفعنا اللہ بانوارہ و اسرارہ یہ دونون حضرات بابرکات اس محفل اقدس کو موجب خیر و برکت فرماتی ہین
جو کوئی صاحب محفل آپکو بلائی بر غبت اوسکی گہر کشریف لیجاتی ہین غرض کہ مسلک آپکا مشرب صدق و
سداد ہی قیام کی بابت یہ ارشاد ہی کہ نہ ہمین یہ افراط و غلو جاہی کہ اسکو فرض و واجب کہا جائی نہ اسقدر
تفریط کہ حرام اور بدعت ضلالت ٹھہرایا جائی صراط مستقیم اور طریقہ بین بین ہین یہ کہ موافق فتوای علماء حرمین
شریفین زادہما اللہ شرفا و مطابق تحقیق علماء روم و شام و یمن اسکو مستحب و مستحسن تسلیم کیا جائی اور یہہی
اس راقم السطور کا مشرب ہے رہنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین **قول اضح** ہو کہ اگرچہ
ثبوت محفل میلاد شریف راقم فی سلف سی خلف تک کامل طور سی ثابت کردیا لیکن چونکہ بعض غیر متعصب
مانعین ایدہرا و دہر قلوب مومنین مین وسوسہ اندازی کر رہی ہین بنا علیہ اب اون وساوس و اعتراضات
کا جواب قلم بند کرتا ہون و اللہ ولی التوفیق **لمعہ ثالثہ** اعتراض کرتی ہین کہ یہہ لوگ ہر سال محفل کرتی ہین
یہ مشابہت کرتی ہین کنہیا کی جنم کی اور نیز اسمین تشبہ ہی نصاری کی بڑی دن کا نعوذ باللہ من ہذا القول
و الاعتقاد جواب اوسکا یہ ہی کہ اگر فقط ہندوستان مین یہ فعل ہوتا تو یہہ بات کہہ سکتی تہی کہ مسلمانون نے
ہندوون سے یہ بات سیکہلی اونکی مشابہت کا قصد کرتی ہین تم اصل حال سن چکی کہ اول یہہ عمل عراق کی شہر
موصل مین ایجاد ہوا وہ لوگ تو خود کنہیا کو نہین جانتی کہ کس چیز کا نام ہی اور اوسکی جنم کی مشابہت کا قصد کرنا
تو درکنار رہیلا اگر ہندوستان کی مسلمان جنم کنہیا کی مشابہت کرتی ہین تو بیان کرو کہ روم شام کی مسلمان
اور حرمین شریفین کے علما جو یہ عمل کرتی ہین وہ کسکی جنم کی مشابہت کرتی ہین نعوذ باللہ منہا پس خوب سمجہہ لو کہ
ہم اس عمل مین تابع ہین دستور العمل سلاطین روم اور فرمان روایان ملک شام اور ملوک ممالک مغربیہ اور اندلس
اور مفتیان عرب کی سلمہم اللہ الی یوم الدین اب سمجہنا چاہئی کہ جسطرح جنم کنہیا کی اسمین مشابہت نہین اسیطرح
نصاری کی مشابہت بہی نہین اسکی کئی وجہ ہین **ایک** تو یہ کہ اگر خدانخواستہ مسلمان لوگ نصاری کی
بڑی دن کو اونکی طرحکی افعال کرنی لگتی تو جو شعار اوس قوم کا ہی اوسمین کت لازم آتی اور مانند اونکی
ہوجاتی اوسوقت مین ما و نہ صادق آتا من تشبہ بقوم فہو منہم کیونکہ تشبہ کی معنی ہین مانند ہونا اور یہان یہ

بات تو ہرگز نہین پہر اعتراض کیسا **دوسری وجہ** یہ کہ ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اجتماع
اہل اسلام اور استعمال عطریات و حلویات وغیرہ ہرگز شرع مین مذموم یعنی بری بات نہین کیونکہ یہ چیزین شعار
اہل کفر سی نہین بلکہ اصول شرعیہ سی انکا ثبوت ہی اور پیدا ہونا نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کا رحمت ہے کیونکہ آپ
رحمۃ اللعالمین ہین اور رحمت الہی پر فرحت و سرور کرنیکو حق تعالی امر فرماتا ہی قل بفضل اللہ و برحمتہ فبذلک
فلیفرحوا یعنی کہہ اہل ایمان سی کہ ساتہہ فضل اور رحمت الہی کی فرحت اور سرور کرین اور مسلم کی حدیث مین ہے کہ آپ سے
پوچہا گیا سبب استحباب پیر کی دن روزہ رکہنی کا جو آپ رکہتی تہی ارشاد فرمایا مین اسدن مین پیدا ہوا اسی مین
وحی اوتری پس ولادت شریف کی فرحت اور اوسکا شکر ادا کرنا اہل اسلام فی اصول شرعیہ سی ثابت کیا ہی شعار
کفار سی نہین لیا ہی اور تشبہ اوس امر مین مکروہ ہوتا ہی جو مذموم شرعی اور شعار کفار ہو چنانچہ در مختار اور بحر الرائق
وغیرہ سی عبارتین نقل کرکہ فاتحہ سیوم مین ہم نقل کرچکی اور یہی جواب ابن حجر ی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سی بہی ہوسکتا ہے
جو تشبہ بالنصاری کا اعتراض اونپر کیا ہے اور اونکی طرف سے دوسرا جواب یہہ بہی ہی کہ پہلی اہل اسلام مین
تیر اندازی تہی جب اہل اسلام کو کفار سی مقابلے واقع ہوی اور اونکی پاس توپ و بندوقین تہین اہل اسلام کی
لشکر مجاہدین و غزات مین بہی یہی آلات تجویز کئے گئی چنانچہ تیر اندازی کو فقہا لکہتی ہین فی زماننا استغنی
عنہ بالمدافع یعنی اب ہماری زمانہ مین اوسکی حاجت نہی بباعث توپون کی اور جسطرح قواعد حرب پلٹن اور
رسالہ وغیرہ کی اونکی پہچان تہی اسطرف بہی اوسیطرح کرکی مقابلہ کیا گیا اسکو تشبہ نہین کہتی یہ آیت فمن اعتدی
علیکم فاعتدوا علیہ بمثل اعتدی علیکم کی تعمیل ہے اس آیہ کریمہ کی ذیل مین صاحب روح البیان لکہتی ہین
ای بعقوبۃ مماثلۃ بجنایۃ اعتدا یعنی تم بہی اوسکو ویسا ہی عذاب دو جیسی اونہون نی زیادتی کی ہے
پس جیسا فریق ثانی توپ بندوق سی مسلمانونکو بہونچنے لگی یہہ بہی جواب مین اوسیطرح پیش آنی لگی
الحاصل ممالک مغربی وغیرہ مین کہ حدود اقوام نصاری سی ملحق ہین جب وہ لوگ اپنی پیمبر مسیح کی یوم ولادت
مین اہتمام و شوکت اظہار کرکی فخر کہلاتی تہی اور ضعفاء اہل اسلام وہ اظہاری شوکت دیکہکر فسردہ خاطر
خستہ دل ہوتی تہی تب ملوک مصر و اندلس و مغربی نی جو اہل اسلام تہی قوم نصاری سی بہت زیادہ رونق و
جلال کی ساتہہ اعلاء کلمۃ الحق اور اظہار شان اسلامی کی لی اپنی نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی روز میلاد و

ماہ ربیع الاول مین تزک و احتشام ظاہر کیا تاکہ شوکت سلامی اونکی مقابل مین بخوبی ظاہر ہو اور طرح طرح کی خوشیان
کا پرسنا شروع کیا تاکہ عمدہ طور پر حضرت کی جاہ و جلال اور جمال و کمال کل عالم پر ہر طرف مشہور و منتشر ہو یہ تشبیہ
درحقیقت یہ پست کرنا ہی مخالفین کا اور فروغ دینا ہی شعائر دین کا چنانچہ کلام حافظ ابو الخیر سخاوی مین تصریح ہو
اس مرکی نقل کیا علی قاری نی اپنی رسالہ مورد الروی مین و املوک الاندلس المغرب فلہم فیہ یعنی فی ربیع الاول
لیلۃ تسیر بہا الرکبان و تجتمع فیہا ائمۃ العلماء الاعیان من کل مکان و یعلو بین اہل الکفر کلمۃ الایمان اور اسیطرح
نور الدین ابو سعید بورانی نی لکہا ہے علما از اطراف عالم جمع آیند و در تعظیم آن شب یعنی شب میلاد شریف ارغام
اہل کفر و ضلال نمایند اور خود کلام ابن جزری مین اسکی تصریح ہی لم یکن فی ذلک الا ارغام الشیطان و سرور اہل
الایمان یعنی کہا ابن جزری نی کہ نہین ہے محفل مولد شریف مین مگر ذلیل کرنا شیطان کا اور سرور اہل
ایمان کا تماشا یہ ہی کسی دورہ مین کفار اس محفل سی جلتی ہی اس دورہ آخری مین بعضی مسلمان جلتی ہین
اور تیسرا جواب اور یہی ابن جزری کی طرف سی ہو سکتا ہی کہ یہ دستور ہی جو کسی نیک کام کی طرف لوگون کو ترغیب
دیتی ہین تو ادنی کا ذکر کرکی اعلی کا شوق دلاتی ہین مثلاً گاوکشی وغیرہ مقدمات مدینہ مین جب اہل اسلام کو بی
رغبت دیکہین تو اونکو یہہ کہا جاوے کہ قوم ہنود باوجودیکہ مذہب انکا باطل ہے وہ تو باطل پر جان فشانی کرین تم حق
پر ہو کی کچہہ نکرو تم کو ادنسی زیادہ عرق ریزی اور جان نثاری چاہیئی اسکو کوئی عاقل تشبہ کفار نکہی گا اسی قبیل
پر نازل ہوا قرآن مین ان تکونوا تالمون فانہم یالمون کما تالمون ترجون من اللہ مالا یرجون اسکی تفسیر دیکہنی چاہیئے
اور اسی رجہ مین ہی قول محمد بن مسعود گازرونی کا کہ وہ لکہتے ہین جب بادشاہ یا امیر ذی اقتدار اپنی گہر مین لڑکا
پیدا ہونیکی خوشی مین طرح طرح کی تکلفات و ضیافت وغیرہ کرین حالانکہ وہ ابنا ردیناسی ہی پہر میلاد
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی مین کیون نہ کیا جاوی کہ سبب نجات ہی پس اسی قبیل ہی قول ابن جزری کا
ترغیب محفل میلاد مین واقع ہوا ہی کہ جب نصاری اپنی پیغمبر کی میلاد کی ایسی خوشی کرین ہم تو ادنسی زیادہ مستحق
ہین کہ اپنی نبی کی خوشی کرین اور سیدرجہ مین قول ہماری رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی واقع ہوا ہے
کہ یہودی جب کہا کہ ہم روزہ عاشورا شکریہ نجات موسی کا رکہتے ہین آپ نے فرمایا انا احق
بموسی منکم یعنی جب تم یہود اونکا شکریہ ادا کرو تو مین زیادہ مستحق ہون اس کا

کیونکہ مجہہ کو زیادہ مناسبت ہی موسی سی علی نبینا و علیہ السلام اور ایک خوبی یہان اور ہے کہ اگر ان
چیزون کو بہی مقبول فرماکر محفل میلاد شریف کی بنا ذاتی تو یہ بہی گمان ہوتا کہ اسی دلیل پر عمل مبنی ہوا ہے
انہون نی یہ عمل نصاری سی سیکہا ہی حالانکہ عمل اس کلام سی تقریباً دو سو برس پہلی تخصیص و تعیین
روز میلاد شریف ایجاد ہو چکا تہا اور علماء دین اوسکی اصل و نظیر شریعت سی نکالکر فتوی دی چکے تہے
پس بی سمجہی بوجہی اس شیخ معظم مرحوم پر تشبہ نصاری کا الزام نہ لگانا چاہیئی خیر یہ ذکر زوائد افتراض تہا
اتفاقی آگیا تہا اب ہم رجوع کرین اصل کلام کی طرف اور بیان کرین اسطال اجمال وجہ تشبہ کی وجہ تسمیہ
یہ ہی کہ نصاری کا بڑا دن اور ہندوون کا جنم کہنیا معین ہے وہ لوگ اوسی یکتان مین جو کچہ کرنا ہی کرتی
ہین اور اہل اسلام کی یہان یہہ بات نہین کہ خاص بارہوین تاریخ ربیع الاول کی سوا کسی اور دن محفل مولد
میلاد شریف منعقد نکرین ربیع الاول کی کل تاریخون مین مولد شریف ہوتا ہی کبہی کسی دن کیا کبہی کسی دن
بلکہ علاوہ ربیع الاول کی اور مہینون مین بہی اہل اسلام مولد شریف کرتی ہین اور یہود اور نصاری مین
نہین ہوتا اگر اوسی ایک دن مین اور یہہ مثال ہم اول دی چکی ہین کہ صوم عاشورا مین ہم اور اہل کتاب شریک
ہین لیکن ایک روزا اول مین جو ہم رکہہ لیتی ہین اتنی مین تشبہ اہل کتاب کا جاتا رہتا ہے اور ہمارا فعل اون سے
جدا گنا جاتا ہے فقہاء اور حدیث کی کتابون سی معلوم کرو پس جب اسقدر مخالفت کرنی سی تشبہ باطل ہو گیا
حالانکہ ہم اونکی اصل فعل مین یعنی صوم یوم معین عاشورا مین شریک ہین پہر کیا خیال کرتی ہو نصاری کی بڑی
کہانی جنم مین کہ ہم اونکی اون دونون دنونمین اونکی افعال کی شریک نہین اور ہم جو محفل میلاد شریف کرتی ہین اونکی
اون اور ترتیب جدا اور اونکی رسوم و قواعد جدا اندون مین شرکت کاروبار مین شایبہ استعفار اشر یہ چوتہا جواب
یہ ابن جزری کیطرف خلاصہ یہ کہ امام القراء و المحدثین علامہ ابن جزری اور جملہ اہل سنت و الجماعت کا شریعت صاف اور
تشبہات کفریہ سی بالکل پاک ہی ان حضرات ایسی تشبہات جنم کہنیا وغیرہ کی محفل اک کی نسبت پیدا کرنی کچہہ اپنی عاقبت خراب کرنا
سمجہتے ہین اگرچہ مجہکو اکثر مبتدعین کی تکفیر مین سکوت ہے کیونکہ اگر وہ کافر ہو گئی تو اللہ رب ہے اونکی تعذیب کو مین کیون
بیچ مین آؤن البتہ بعض اہل علم تحریر فرماتی ہین کہ ایسی تشبہ دینی سی اور محفل ذکر پاک سید الابرار کو اس
ہیئت اور استحقار کرنی سی آدمی کافر ہو جاتا ہے پس اہل اسلام کو بہت ضرور ہے کہ ایسی الفاظ خطرناک سے

پرہیز کرین وما علینا الا البلاغ **فائدہ** چونکہ ابن جرزی وغیرہ علماء کبار تک یہ لفظ تشبہ بالیہود والنصاری کا پہنچا یا ہے اسلئے ہم شرع سی ایک نظیر پیش کرتی ہین تاکہ وہ ابرار اس دہبی سی پاک نظر آجائین وہ یہ ہے کہ اگر کسی کام مین بظاہر تشبہ معلوم ہوتا ہو لیکن مسلمانون کی غرض قصد تشبہ نہین بلکہ کوئی مصلحت دراعلاء شان اسلام مقصود ہی تو وہ فعل مکروہ نہین رہتا دیکھئی مساجد کی زینت اور تجمل مین حدیث وارد ہوئی ہے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما امرت بتشیید المساجد قال ابن عباس لتزخرفنہا کما زخرفت الیہود والنصاری یعنی مشکوۃ مین بروایت ابوداود حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی کہ مجھکو حکم نہین دیا گیا مسجدون کی بلند بنانی اور چونہ گچ وغیرہ سی سجانیکا فرمایا ابن عباس نی کہ جسطرح یہود و نصاری نی اپنی عبادت گاہونکو نقوش زرین و دیگر تکلفات سی سجایا ہی البتہ تم بھی اسیطرح مساجد کو سجاؤگی اور ابن ماجہ مین ہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکم ستشرفون مساجدکم بعدی کما شرفت الیہود کنائسہا وکما شرفت النصاری بیعہا یعنی فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی کہ مین جانتا ہون تم میری بعد مسجدون کی عمارتین عالی کروگی جیسی یہودی عالیشان بنایا اپنی عباد تگاہون کو اور نصاری نی بلند بنایا اپنی معابد کو دیکھئی یہان خود کلام رسول صلی اللہ علیہ وسلم مین لفظ تشبہ وارد ہی جس سے یہ ثابت ہی کہ اگر مسلمان اپنی مساجد کو بلند بنائین یا تکلفات نقوش وغیرہ کی ساتھ سجائین تو یہ فعل یہود و نصاری کی مشابہ ہی لیکن باینہمہ جائز رکہا اسکو محققین اہل سنت و اجتہاد و فتاوی نی ہدایہ مین ہے

لا باس بان ینقش المسجد بالجص والساج وما ر الذہب یعنی کچھ مضائقہ نہین اسبات مین کہ مسجد مین نقش کئے جائین چونہ سے یا ساج کی لکڑی یا سونیکی پانی سے اور اسیطرح درمختار مین لکہا ہی اور فتح القدیر مین ہے کہ مسجد کی زینت کرنی مین تین قول ہین ہمارا مذہب یہ ہی کہ کچھ مضائقہ نہین عبارت یہ ہی والاقوال ثلثۃ وعندنا لا باس بہ اور بحر الرائق سے طحطاوی نی نقل کیا ہی واصحابنا قالوا بالجواز من غیر کراہۃ یعنی ہمارے اصحاب قایل ہوی ہین کہ زینت دینی مسجد کی جایز ہے بلا کراہت اور ان تین قول مین دوسرا قول یہ ہی کہ مستحب ہے زینت دینا مسجد کا یہ قول ہی ہدایہ اور شامی وغیرہ مین ہے عبارت شامی یہ ہی وقیل یستحب لما فیہ من تعظیم المسجد اور تیسرا قول یہ ہی کہ مساجد کا تجمل و تزین مکروہ ہی سو یہ قول

ضعیف مرجوح ہی علامہ عینی نی شرح ہدایہ مین قرار دیا ہے کہ مانعین کی حجت ضعیف ہی اسلئی کہ باجماع جمیع مسلمین کعبۃ اللہ کو زینت دی گئی اسطرح کہ اندر سے منہ رام کیا گیا ہے اور باہر سے غلاف دیا اوپر چڑہایا گیا اور خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نی غلاف چڑہایا اور مسجد کی زینت مین لوگون کو رغبت ہوتی ہی مسجدین اینکی یہ کثیر جماعت کا سامان ہی اور تعظیم ہے اسمین خانہ خدا کی انتہی کلامہ اور مجمع البحار کی تقریر ہم اوپر لکہچکی ذکر چہلم وغیرہ مین کہ لوگ اپنی مکانات عمدہ عمدہ بنانی لگی اگر مساجد کی زینت نہ کیجئی تو خانہ خدا کی تحقیر لازم آتی ہی انتہی اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات مین یہ ہی مضمون رقم فرماتی ہین عبارت یہ ہے کہ مردم خانہای مشید و مزخرف و مطلا میسازند اگر ما مسجد ا بخشت گل سادہ بنا کنیم شاید کہ در نظر عوام خوار نماید و حقیر در آید انتہی خلاصہ یہ ہی کہ کرنہ سمجھے پر محققین کا عمل نہین بلکہ عالم مین پھر کر دیکھو جمیع اہل اسلام چونہ اور گچ وغیرہ سی خوبصورتی پیدا کرتی ہین تعمیر مساجد مین اور جنکو مقدور ہی وہ فروش و قنادیل و نقوش وغیرہ سی زینت دیتی ہین حتی کہ مولف براہین قاطعہ گنگوہی نی اس مقام پر اسیطرح لکہا ہی صفحہ ۱۲۳ سطرہ زینت مساجد کی بوجہ ازالہ شئین اسلام کی ہی اور رفع شئین اسلام کا فرض ہی الی آخرہ پہلا جب وہ تشبہ جو منصوص حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم مین ہی کسی غرض دین کی باعث کراہت سی نکل کر منصب علی فرضیت پر پہنچ گیا مولف براہین قاطعہ پہنچ گیا اور سب اقوال علماء سلف مستحب اور مباح ہو گیا تو کیا غفلت کا پردہ پڑ گیا انکی فہم پر مولد شریف مین کیون نہین سمجھتی کہ بالفرض اگر تمکو تشبہ اسمین نظر آتا ہی تو اسکو بمقتضای تبدیل کیفیت زمان اب مستحب سمجھو جیسا کہ ہم اوپر قول سخاوی کتاب علی قاری رحمۃ اللہ علیہ سی نقل کر چکی کہ یجتمع ائمۃ العلما الاعیان من کل مکان و یعلوا بین اہل الکفر کلمۃ الایمان یعنی جمع ہوتی ہین مولد شریف مین بڑی بڑی علمای دین ہر طرف اور بلند ہوتا ہے درمیان اہل کفر کی کلمہ ایمان یہ فائدہ مبنی بطور تنزل لکہا ہی یعنی درحقیقت اسمین تشبہ نہین اور اگر تشبہ بہی ہوتا تب بہی یہ عمل بباعث ایک دوسری خوبی کی کہ اسمین پیدا ہوتا ہی کلمۃ الحق مستحب اور مستحسن ہوتا جیسا کہ مساجد کی زینت مین گو تشبہ یہود و نصاری کا موجود ہی لیکن بباعث دوسری خوبی کی کہ تعظیم نکلتی ہی خانہ خدا کی مستحب اور مستحسن ہی **ملعہ رابعہ** یہ اعتراض کرتی ہین اگر تشبہ کفار اسمین نہین پھر بہی یہ عمل بدعت سیئہ ضرور ہی کیونکہ قرون ثلثہ مین بانی نہین گئی جواب

مولوی اسمٰعیل صاحب اپنی تصنیفات تذکیر الاخوان وغیرہ مین لکھتے ہین کہ جو عمل ایسا ہو کہ زمانہ بعوث مین علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور تین زمانہ ما بعد یعنی صحابہ و تابعین و تبع تابعین مین وہ عمل بعینہ نہ پایا جاوے اور نہ اون چار زمانون مین اسکی نظیر اور مثل پائی جاوی وہ عمل بدعت ہی اور جو کچھ مجتہدون نے اپنی اجتہاد سی نکالا وہ مخترع مین داخل ہی انتہی پس اس بنا پر ہم کہتے ہین کہ عمل مولد شریف بدعت نہین اسکی اصل بھی پائی گئی اور اسکی نظیر اور مثل ہی **اصل وجود** تو یہہ ہی کہ نصوص قرآنی شروع بحث مولد شریف مین ہم لکھہ چکے ہین اونکو دیکھنا چاہئے علاوہ اوسکی فرمایا حق سبحانہ تعالیٰ نے لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم یعنی بیشک آیا ہی تمہاری پاس رسول تمہین مین سے بہاری ہی اوسپر جو تم تکلیف اوٹھاؤ حرص رکھتا ہی تمہاری ہدایت پر مسلمانون پر شفقت رکھنی والا مہربان انتہی دیکھیے اللہ تعالیٰ نے اس آیت مین آپکی آنی کا ذکر فرمایا اوسکی بعد آپکی صفتین بیان فرمائین مولد شریف مین ہی یہ ہی ہوتا ہے آپکی آنیکا ذکر کرتی ہین کہ آپ پیدا ہوی یعنی عالم غیب کے بطون سی عالم شہادت کے ظہور مین تشریف لائی اور بیان آپکی صفات کا کیا جاتا ہی نظماً و نثراً اور اس سے بھی واضح تر سنو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی انی عند اللہ مکتوب خاتم النبیین ان آدم لمنجدل فی طینتہ وسا خبرکم باول امری دعوۃ ابراہیم و بشارت عیسیٰ و رؤیا امی التی رات حین وضعتنی و قد خرج لہا ضاء لہا منہ قصور الشام یعنی فرمایا رسول اللہ علیہ وسلم نے تحقیق مین لکھا ہوا تھا اللہ کی نزدیک ختم کرنیوالا نبیون کا اوس حال مین کہ تحقیق آدم پڑی ہوئی تھی زمین پر اپنی مٹی گندھی ہوئی مین اور خبر دیتا ہون مین تمکو اپنی اول امر کی کہ وہ دعا ہی ابراہیم کی اور خوشخبری عیسیٰ کی اور عجائبات دیکھنا میری والدہ کا جب جنا مجھکو اور تحقیق نکلا واسطی اوسکی ایک نور کہ چمک گئی اوس سی محل شام کی انتہی یہ روایت مشکوٰۃ کی باب فضایل سید المرسلین مین موجود ہی اور کہا قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مواہب لدنیہ مین کہ روایت کیا اس حدیث کو امام احمد اور بیہقی اور حاکم نے اور کہا حاکم نے یہ حدیث صحیح الاسناد ہی اور کہا زرقانی نے شرح مواہب مین کہ روایت کیا اسکو ابن حبان نے ہی اپنی صحیح مین دیکھیے حدیث صحیح الاسناد سی ثابت ہی کہ آپ نے خود ذکر فرمائی اپنی اولیت اور سابقیت اور ولادت باسعادت کا بیان فرمایا اور جماعت صحابہ حاضرین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے سنا جنکو حضور نے مخاطب کرکے فرمایا تھا سنا خبرکم باول امری

اب دوسری روایت ہم وہ بیان کرین جسمین یہہ بات ہی کہ ایک صحابی جلیل القدر نے مجمع عام صحابہ مین رضی اللہ عنہم اجمعین ایسی اشعار پڑہی جنمین ولادت شریف کا ذکر ہی اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے برضا و رغبت سنا مواہب لدنیہ و دیگر کتب مین بروایت حاکم و طبرانی و دیگر محدثین روایت ہی کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سی واپس آئی اول مسجد مین تشریف لائی وہان آپنی مجلس عام مین جلاس فرمایا جیسا کہ کعب بن مالک نے صحیح مین روایت کی ہی پھر عباس ابن عبد المطلب نے اجازت چاہی آپنے دعای خیر دیکر اونکو اجازت فرمائی اونہون نے یہ اشعار پڑہے۔

من قبلہا طبت فی الظلال وفی	مستودع حیث یخصف الورق
ثم ہبطت البلاد لا بشر	انت ولا مضغۃ ولا علق
بل نطفۃ ترکب السفین وقد	الجم نسرا واہلہ الغرق
تنقل من صالب الی رحم	اذا مضی عالم بدا طبق
وردت نار الخلیل مکتتما	فی صلبہ انت کیف یحترق
حتی حتوی بیتک المہیمن من	خندف علیاء تحتہا النطق
وانت لما ولدت اشرقت الارض	وضاءت بنورک الافق
فنحن فی ذلک الضیاء وفی	النور وسبل الرشاد نخترق

اب دیکھیے اس حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولیت کا اور پھر منتقل ہونا ایک صلب سے دوسری صلب مین اور حضرت ابراہیم اور نوح علیہ السلام کا نجات پانا آپکی برکت سی کہ آپکا نور اونکی ساتھ تہا پھر بعد تقلبات جلیلہ رحمی بنظام کار پیدا ہونا اور اوسوقت نور کا نکلنا پھر اوس نور سے تمام عالم کا روشن ہو جانا جو کچھ محل مولد شریف مین تفصیل ہوتا ہی اس جلسہ مین بالاجمال وہ سب مذکور ہوا ہی پس مردود ہوا قول اون لوگون کا جو کہتی ہین بالاستقلال یہہ ذکر نکری اگر وعظ کی اندر ذکر مین ذکر یہہ ہی کردی درست ہے اور بعض یہہ کہتی ہین کہ تنہا پڑہنی تو جایز ہے مجمع مین نہ پڑہین اب لوگون کو آنکھ کہول کر دیکھنا چاہئے کہ اس مجلس مین کل قصیدہ حضرت عباس کا بالاستقلال اسی ذکر مین ہے اور نہین اوسکی اول و آخر مین پند و موعظت اور

عین مجمع مین پڑہتا ہے اور اسیطرح روایت سابقہ مین نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم فی بالاستقلال یہ ہے
ایک ذکر مجمع عام مین بیان فرمایا تو ثابت ہوگئی مجلس ذکر میلاد مبارک کی اصل اصیل اب ثابت کرین ہم دوسری
بات یعنی اسکی نظیر اور مثل بھی ثابت ہی بیان اسکا یہ ہی کہ مجلس میلاد شریف شکریہ ہی نعمت خداوندی کا ایسا
ہادی حق سبحانہ نے ہماری ہدایت کی لئی بیجدیا جیساکہ کلام امام نووی کی ابتدا مین تصریح اس مضمون کی موجود ہے
لقد من اللہ علی المؤمنین الخ بعث فیہم رسولا الآیہ پس نظیر اور مثل اسکی جلسہ شکریہ صحابہ مین ہی ہوتا تھا چنانچہ صحیح مسلم
مین ہی ایک روز رسول صلی اللہ علیہ وسلم حلقہ صحابہ مین تشریف لائے پوچھا تم کیون بیٹھی ہو کہا ہم بیٹھے ہین
اللہ کی یاد کرتی ہین اور شکر اوسکا ادا کرتی ہین علی ہدانا اللہ للاسلام ومن بہ علینا یعنی اسبات کا شکریہ ادا
کرتی ہین کہ خدا نی ہمکو ہدایت فرمائی اسلام پر اور احسان کیا ہمپر اسبات کا کہ راست پر لگا دیا تب فرمایا حضرت
نی تمکو قسم اللہ کی تم محض شکریہ کی لئی بیٹھی ہو اونہون نی عرض کی قسم اللہ کی ہم اسلیے بیٹھی ہین آپنے فرمایا مینے
تمکو اسکی قسم نہین دی کہ تم پر یہہ گمان ہو کہ تم جھوٹ بولتے ہو بلکہ میرے پاس جبریل آیا اور اوسنی یہ خبر دی
کہ ان اللہ عزوجل یباہی بکم الملئکہ یعنے اللہ تعالی فرشتون مین تمہارا فخر ظاہر کرتا ہے کہ دیکھو میری نعمت کا
شکر کرتی ہین دیکھئی صحابہ نی نعمت اسلام کا شکریہ ادا کرکی وہ درجہ پایا مجلس میلاد مین اوس نعمت عالی کا
شکر ہی کہ جو دین اسلام کا اصل مبدء ہی ہے کہ اللہ تعالی اپنی فضل وکرم سی ملئکہ مین بانیان محفل
میلاد اقدس کا ہی فخر ظاہر فرمائی کیونکہ علت وہی شکر نعمت ہے جب معلوم ہوا کہ مجلس ذکر مولد شریف کی
اصل اور نظیر ومثل دونو ثابت ہین پھر بدعت سیئہ کہنا اسکا باطل ہوا اب اگر کوئی امور بالائی مروجہ
مجلس مین بحث کری تو جواب اوسکا یہ ہی کہ امور مروجہ محافل مثل فروش وچوکی یا منبر واستعمال عطریات
وتقسیم شیرینی یا طعام وغیرہ سب امور مباحات شرعیہ سی ہین جیساکہ عنقریب واضح ہوگا اور بعض مباحات کا
منضم ومجتمع ہونا بعض مباحات کی ساتھ کسی اصولی کی نزدیک موجب کراہت وحرمت نہین اور یہہ عرض
پیش کرنا کہ ایک آدمی ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کی برابر مین چھینکا اور یہہ کہا کہ الحمد للہ والسلام علی
رسول اللہ ابن عمر نی فرمایا مین ہی کہتا ہون الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ لیکن ایسے موقع مین ہمکو ایسا تعلیم
نہین فرمایا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی یہ تعلیم فرمایا ہی کہ کہا کرین الحمد للہ علی کل حال اس حدیث سی

یہہ سند ہوئی کہ جو شرع مین ثابت ہوا اوسپر زیادہ کرنا منع ہی **جواب** مختصر طور پر یہہ ہے کہ درمختار کی کتاب
الذبائح مین ہے موطنان لا اذکر فیہما عند العطاس وعند الذبح پس السلام علی رسول اللہ کہنا اوسکا متبادل
نہی کی واقع ہوا تھا پھر الحاق امر منہی عنہ کو کسطرح وہ رضی اللہ عنہ منع نفرماتی امور منہیہ کہ ہم بھی منع کرتی ہین
اور براہین قاطعہ مین ہی کہ ایک شخص نی چھینک کر کہا السلام علیکم حضرت ابن عمر نی اوسپر بھی انکار کیا
انتہی ہم کہتی ہین وہ انکار اسلئی تھا کہ وہ صیغہ معینہ شرع کا جو الحمد للہ تھا اوسنی چھوڑ کر تحیت ملاقات کا وظیفہ
اوسکی جگہ قایم کیا تھا یہ تشریع جدید اور تبدیل دین ہے مولد شریف کو اس ہی کیا علاقہ امور خیر کا اضافہ وایجاد فحوا
من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ کی تعمیل ہے نہ یہ تبدیل دین ہی نہ تشریع جدید اب ہم پیش کرتی ہین یہ تقریر
کہ زیادہ کر دینا کسی امر مستحسن یا مباح کا جو پیشتر نہ تھا جائز ہی اسکی دو نظیرین لکھتا ہون باقی جس شخص کی
نظر فتادی پر ہوگی وہ اور بھی نظیرین نکال لیگا نظیر اول یہ کہ سب جانتی ہین کہ صحاح ستہ مین حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا درود تعلیم فرمایا ہوا اوسطی جلسہ التحیات کی یہہ ہی اللھم صل علی محمد الی آخرہ لیکن اگر کوئی آدمی
اسمین لفظ سیدنا زیادہ کری واسطی آداب وتعظیم کی یعنی یون کہی اللھم صل علی سیدنا محمد اسکو صحابہ درمختار نے
افضل اور مندوب لکھا ہی وندب السیادۃ لان زیادۃ الاخبار الواقع عین سلوک الادب فہو افضل من ترکہ
دوسری نظیر یہہ کہ فقہا زیارت مدینہ منورہ مین زادہا اللہ شرفا وتعظیما یون لکھتی ہین وکل ما کان ادخل
فی الادب والاجلال کان حسنا اس عبارت سی یہی معلوم ہوا کہ رعایت اوس بات کی کرنی کہ جو سلف سی منقول
وہی ہووی اور ایک بات یہی زیادہ ہو یہہ کہ جہہ ضرور نہین بلکہ اپنی طرف سی جو کچھ حرکات وسکنات مودبانہ
کریگا سب بہتر ہین اون تعظیمات مین زائر مخیر ہے خلاصہ یہہ کہ حدیث عطاس مین اوس شخص کا زاید کرنا لفظ
السلام علی رسول اللہ مقابل نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھا اسلئی ابن عمر رضی اللہ عنہما نی اوسکو منع
کیا اور مولد شریف مین جو بعض امور ملحقہ ہین انکی نہی شرع مین وارد نہین پس قیاس کرنا امور غیر منہیہ کو منہیہ
پر صحیح نہین **آجکل کی کیفیت مروجہ مدارس کو خیال نہین** فرماتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی زمانہ مین بھی تعلیم دین ہوتی تھی اور اب بھی مدارس اسلامیہ مین ہوتی ہی لیکن اسقدر فرق ہی اول
شروع اسبات کو تھا کہ استاد پڑہتی تھی شاگرد سنتی تھی چنانچہ بخاری ومسلم وابوداؤد وغیرہ یہ سب محدث

لکھتی ہین کہ ہماری استادون نے یہہ حدیثین ہماری سامنی پڑہین اور ہمکو تعلیم کین جا بجا لفظ حدثنا اسپر
شاہدہی اور امام احمد اور ابن مبارک اور یحی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک لفظ اخبرنا بہی مثل حدثنا
وہی سماع عن الاستاد کی معنی مین ہی مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفا مین ابتک تیرہ سو برس ہوچکی وہی دستور
جاری ہی کہ استاد پڑہتاہی اور شاگرد سنتی ہین جو شبہہ ہوتاہی استاد سی دریافت کرلیتی ہین اور ہندوستان
کی مدارس کا یہہ طریق ہی کہ شاگرد پڑہتاہی استاد سنتاہی جو سلف مین بکثرت تہا اب بالکل ہمارے ملک
اور تعمیر مدرسے کے : حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی ثابت نہ ابوبکر نہ عمر نہ عثمان نہ علی سے رضوان اللہ علیہم
اجمعین اور پہلی صحابہ اور تابعین حتی کہ امام اعظم اور امام محمد و ابو یوسف تک بہی تعلیم علم دین کی اجرت
نہ لیتی ہتی اب علم دین کی پڑہانی پر تنخواہین معین ہین اور آئین تعلیم مین صرف و نحو وغیرہ کی حدود
مقرر ہین کہ فلان فلان کتاب تک ہو پہلی یہ نہ تہا اور علاوہ اسکی منطق اور علم ہیئت و ہندسہ وغیرہ
جنکا سلسلہ یونانیون تک پہنچتاہی اور سلسلہ کی جو یونون تک کو ان علوم کی گرد نہ لگی ہتی اب تحصیل مین
داخل ہین اور پہلی جو کوئی روپیہ دیتا ہتا مخفی طور پر دینی کو خالی ریا سے جانتا ہتا اب چندہ دینی والون
کی نمایش ہوتی ہی اونکی نام سال بسال کتابون مین چہپتی ہین چندہ والا اگر دینی مین کچھ تامل کری
تو ایک پیادہ متقاضی اوسپر معین کیا جاتاہی خلاصہ یہہ کہ اس زمانہ کی طور تعلیم مدارس کو کہان تک بیان
کرون کہ سے کم علم آدمی بہی تامل کریگا کہ بیشک مدرسہ تعلیم دین کا اس ہیئت کذائی اور
ہیئت مجموعی کی ساتہ ہرگز قرون ثلثہ مین پایا نہین گیا لیکن بلا ہیئہ جایز کہتی ہین اسکو فقط ہیات پر
نظر کری کہ گویہ عوارض اور لوازم بالائی سلف سے نہین لیکن اصل تعلیم دین تو ثابت ہی ان عوارض سے
اوسکی اصلیت باطل نہین ہوتی اور یہہ نہین کہتی کہ یہ تعلیم جو اس ہیئت کذائی سے ہی بدعت اور ضلالت ہے
علی ہذا القیاس عارض ہوتی اس ہیئت کذائی سی محض مولد شریف بہی سنت ہوتی سی خارج نہین ہوسکتی اور
بدعت ضلالت کہنا اسکا لغو اور ضلالت ہی **فائدہ** اس مقام پر مولف براہین قاطعہ گنگوہی تی مدرسہ
مروجہ حال کو بوجہ وجوہ سنت ثابت کیا ہی صفحہ ۱۸۵ تعمیر مدرسہ کی لئی لکہا صفحہ کہ جیسے اصحاب صفہ طالب علم
دین مع فقرا و مہاجرین رہتی ہتی مدرسے تو ہتا نام کا فرق ہی لہذا اصل سنت وہی ہی اور عثمان کو یعنی ذی

دخل کرتی ہتی اونکو عمالہ یعنی اجرملتا ہتا سو وہ ہی اب تنخواہ مدرسین کی ہی یہہ بہی امر دین پر لینا ہی صفحہ ۱۸۶
اور چندہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی خود لیا ہی غزوہ تبوک مین صفحہ ۱۸۷ بیشک تہوڑی علم والا بہی جانتا ہے
کہ مدارس کی سب امور سنت ہین قرون ثلثہ مین موجود تہی انتہی کلامہ تلخیصا **ہم کہتی ہین** امور مندرجہ محفل میلاد
کا ثبوت اس سی بہت اعلی طور پر ہی **ذکر ولادت** یہ خود ثابت الاصل ہی جیسا ذکر اوپر گذر چکا
اور فروش و استعمال عطر اور کہانا اور شیرینی دینا خاطرداری اور ضیافت مہمانونکی
صحیحین کی حدیث ہی من کان یومن باللہ والیوم الاخر فلیکرم ضیفہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کمال
تاکید سے ارشاد فرماتی ہین کہ جسکو اللہ تعالی اور روز قیامت پر ایمان ہی اوسکو چاہیئی کہ خاطرداری اور
توضع کری اپنی گہر آئی ہوئی کی پس فرش زیبا پر اونکو بٹہانا اور عطر لگانا مہمانون کی تعظیم و اکرام ہے اور
مجلس کی میوانون سی پوچہہ لیجی کہ اونکی نسبت بیشک یہہ ہوتی ہے کہ جو کچہہ ہمنی تیار کیا ہی شیرینی یا کہجور یا
فیرنی وغیرہ وہ سب صلحا جنکو جو ہماری گہر آئینگے کہلا پینگے اور شریعت سے یہہ بات معلوم کیجی کہ ضیافت شرع
مین کس چیز کا نام ہی چیز کہانیکی خواہ تہوڑی یا بہت جب اوسکی لئی آدمیونکو بلاویگا وہ شرع مین ضیافت
کہلاویگی صحابی روٹی کا ٹکڑا یا کہجور جو ہوتا پیش کرتی اور حدیث مین ہی لو دعیت الی کراع لاجبت یعنی
ایک پایہ بکری کی لئی بہی کوئی دعوت کری تو مین قبول کرون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہہ اخلاق عالی
تہا اوس اہل ضیافت کا خوش کردینا منظور ہوتا تہا اپنا پیٹ بہرنا منظور نہوتا اور یہہ ہی امت کو ارشاد
فرمایا جیسا کہ بخاری مین ہے ان دعیتم الی کراع فاجیبوا یعنی اگر کوئی تمکو ایک پایہ بکری پر دعوت کری
تو قبول کرو اور فقہا بہی یہی حکم دیتی ہین فتاوی برہنہ مین ہی از جہت بعد و فقرا متناع نیارد و قصد
نکند حاجت علم را بلکہ نیت کند اقتدای سنت داد خال سرور دل مسلم پس اگر کوئی متمول ذی مقدور
شکم سیر کہانا کہلاوے محفل مولد شریف مین یا کم مقدور والا محض شیرینی اور کہجور ا حضر کی لئی اہل اسلام
کو تکلیف دی اسکو شرع مین ضیافت کہتی ہین اور ہدایہ مین ہے من لم یجب الدعوۃ فقد عصی ابا القاسم
یعنی جو مسلمان دعوت کیا ہوا بغیر عذر نہ آیا اوسنی نافرمانی کی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی افسوس وہ لوگ
تعمیل سنت کی لئی آدین قلیل و کثیر پر نظر نہ کرین اور منکرین اون عاملان سنت پر طعن کرین اور اس

بات کا خیال نہ کرین کہ سُنت کی استہزا مین زوال ایمان کا اندیشہ ہوتا ہی اور یہ جو طعنہ دیتے ہین

مٹھائی کی للچ سی آتی ہین اور بعضی یہ کہتی ہین کہ مٹھائی بانٹنے کی کیا اصل ہے یہ

اعتراض بھی صحیح نہین شاہ عبدالعزیز صاحب رسالہ اہل لغیر الیہ مطبوعہ مطبع محمدی کی صفحہ ۴۴

مین لکھتی ہین و تقسیم طعام و شیرینی امر مستحسن و خوب است باجماع علما انتہی بلفظہ فتاوی خزانۃ الروایات کی

فصل ضیافت اور روح البیان کی جلد دوسری مین لکھا ہی فی بطن المومن زاویۃ لا یملاہا الا الحلو

یعنی مومن کی پیٹ مین ایک گوشہ ہی جسکو نہین بھرتی کوئی چیز سوا مٹھائی کی انتہی اب خیال کرنا چاہیے

کہ گوشہ شکم مومن جو کہین سے نہین بہرتا مٹھائی سی اوسکا طور فرع کرنا کیا کچھ اجر کی بات ہوگی اور فرمایا

اللہ تعالی فی لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون یعنی نہین پہنچوگی تم نیکی کی حد کو جبتک نہین خرچ کروگی

وہ چیز جسکو دوست رکھتی ہو اور حدیث سے معلوم ہوا ہی جن چیزون کو مومن دوست رکھتا ہے انمین

مٹھائی بہی ہی چنانچہ خزانۃ الروایات اور نیز تفسیر روح البیان مین آیا ہی قال علیہ السلام ان المومن

حلو و یحب الحلاوۃ پس جو چیز خود قاسم مومن اور نیز مومنین مقسوم علیہم کو محبوب ہوا میدہی کہ آدمی اوسکی

تقسیم کرنی مین نیکوکاری کی حد کو پہنچی اور کچھ شک نہین کہ اسیطرح کی وجوہات سی شاہ عبدالعزیز صاحب نے

اسکو مستحسن اور خوب باجماع علما لکھا ہے **منبر یا چوکی اور اشعار** کا ثبوت یہ کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ

وسلم مین حضرت حسان منبر پر کہڑی ہوکر خود حضرت کی سامنی اشعار پڑہتی تہی یہ حدیث صحیح بخاری مین ہے

تداعی یعنی بلانا آدمیونکا اسکی دو شکلین ہین یا یہ بلانا تناول طعام کی لئی ہی یہ خود سُنت دعوت ہے

یا بلانا اسلئی ہی کہ وہ اکر سیرت و صفات نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم سُنین یہ بہی سُنت ہی اسلئی نبی کریم

علیہ الصلوۃ والتسلیم بہی صحابہ کو خبر بہیجکر بلاتی اور جمع کرکی اونکو کچھ فرماتی آپکا زبان سے کچھ فرمانا حدیث

ہی پس سُنت ہوا سماع حدیث کی لئی بلانا اور اصطلاح دین مین حدیث شامل ہی رسول کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کی قول و فعل و تقریر و صفات و شمائل و فضائل و حلیہ وغیرہ کو اور موضوع علم حدیث ذات رسول

ہے صلی اللہ علیہ وسلم اور غایت اوسکی حصول سعادت دارین ہی و شک نہین کہ محفل مولد شریف مین بیان ہوتی

ہین افراد علم حدیث تو اعلام کرکے بلانا گویا حدیث رسول اللہ کی لی بلانا ہی اس تداعی کو مکروہ و حرام کہنا

عجیب بات ہی یہ لوگ آیہ کریمہ ادع الی سبیل ربک سی بہی اگر اپنی تسلی کرلین یہ بہی ممکن ہے تعجب ہے کہ مدرسے

لیے اسقدر دور دراز فکر کو دوڑایا کہان عمارہ عالمین کہان تنخواہ مدرسین کہان صفہ کہان مدرسہ

کہان جہاد کا چندہ کہان مدرسکا چندہ اور ہماری دلایل در باب مولد شریف جو مدلولات دعاوی پر صریح

الدلالت ہین اونکی طرف خیال بہی نہین فرماتی اوسکو بدعت ٹہراتی ہین اللہ اللہ کمال بوالعجبی کا مقام ہے

اگر کوئی یہ کہی کہ یہ چیزین فرادی فرادی بیشک جایز لیکن ہم انکا جمع ہونا جائز نہین جانتی جواب

اوسکا یہ ہی کہ مدرسہ کی ہیئت مجموعی ہی قرون ثلثہ سی ثابت نہین اوسکی اثبات مین بہی فرادی اجزا کا

ثبوت دیا گیا ہی یہان بہی وہی قبول کرنا چاہئی ثانیا یہ کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم مین فرماتی

ہین فان افراد المباحات اذا اجتمعت کان ذلک المجموع مباحا وربما انضم مباح لم یحرم الا اذا تضمن المجموع

محظورا لا تتضمنہ الاحاد پس مجتمع ہونی مباحات و مستحسنات سے یہ محفل ممنوع نہوگی اور براہین قاطعہ صفحہ ۶۰

مین جو اعتراض اس قاعدہ مسلمہ سلف پر کیا ہی اور یہ لکھا ہی (تمر اور پانی دونونکا نبیذ بنایا بادی بعد

کف دینی کی جو ہیئت حاصل ہوئی حرام ہوگیا) جواب اوسکا یہ ہی کہ جبتک محض تمر اور پانی تہا اوسوقت

تک مباح تہا اب طول مدت اور تاثیر زمان سے ایک شی ثالث حادث ہوئی جو نشہ آوری کا سبب ہوگیا

پس موجب حرمت یہ شی ثالث مذموم شرعی ہی نہ وہ اشیاء مباح ورنہ تعلیل مولف براہین کی موافق

تو اجتماع مباحات سی قطع نظر ایک چیز منفرد بہی حرام ہوجائیگی اسلئی کہ شیرۂ انگور بعد سکر خود شراب بنجاتا ہے

تو چاہئی منفرد چیز کو بہی حرام کہا جاوی اور یہہ صحیح نہین احکام شرعیہ مین تامل درکار ہی بنا علیہ صحیح ہی ہے کہ

اگر اجتماع مباحات مین کوئی محظور شرعی لازم نہ آتا ہو وہ درست اور مباح ہی اس سے وہ دوسری دو اعتراض

مخالفین کی بہی رد ہوگئی جو کہتی ہتی کہ قرآن دیکہہ کر پڑہنا سنت تہا اور نماز سنت ہتی مجموعہ ملکر مشابہ

باہل کتاب ہوگیا اور رکوع مشروع اور قرآن مشروع جمع دونون کا مکروہ ہوا جواب اوسکا یہ ہے کہ صورت

اول مین محظور شرعی یہ لازم آیا کہ تشبہ اہل کتاب سی ہوا اور صورت ثانیہ مین یہ کہ حدیث شریف کی مخالف

یہ فعل ہوگیا جو فرمایا ہی الا انی نہیت ان اقرء القران راکعا او ساجدا ذکر مولد شریف مین امور مذکورہ بالا

شریک ہونی مین نہ تشبہ اہل کتاب سی ہی جیسا کہ لمعہ ثالثہ مین اوسکا ابطال بخوبی ہوچکا اور نہ کوئی نہی

شرعی انضمام مباحات مین وارد ہی بنا علیہ مجلس مع انضمام اُمور مباحہ و مستحسنہ مروجہ درست اور مستحسن رہی

دوسری تقریر اُمور مذکورہ کی جواز پر یہ ہے

کہ فرمایا حق سبحانہ تعالیٰ نی سورہ اعراف کی رکوع مین قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق یعنی تو کہدای محمد صلی اللہ علیہ وسلم کسنے حرام کردیا اللہ کی زینت کو جو پیدا کی ہی اپنی بندونکی واسطے اور ستھری چیزین کہانے کی اول یہ بات سمجھنی چاہئی کہ آیات کا نزول خواہ کسی موقع مین ہوا ہو لیکن حکم اونکا مفید بہ شان نزول نہین ہوتا بلکہ جہانتک دلالت الفاظ جاری ہوتی ہی وہان تک حکم جاری کیا جاتا ہی یہ علما اصول قرار دی چکی ہین چنانچہ توضیح وغیرہ مین مندرج ہے العبرۃ لعموم الالفاظ لا لخصوص السبب یہ بات ہماری کل آیات استدلالات مین یاد رکہنا چاہئی پس یہ آیہ کریمہ گو موقع خاص مین نازل ہوئی لیکن جمیع مفسرین و اصولیین و فقہا اس آیہ کو عام لیتے ہین جسکی نظیر مختار اور تفسیر بیضاوی و رازی وغیرہ پر ہوگی اوس سے یہ بات مخفی نہین کہ زینت بچھانا اور محفل کا سجانا اور عطریات سی لباس بسانا چوکی اور بہنر اور مسند لگانا یہ سب زینت اللہ مین داخل ہے اور جو کچہ حاضرین کو کہلایا جائیگا یا ان الایحی چاہی کہجور شیرینی یا کہانا اوسکو لفظ طیبات من الرزق شامل ہے علامہ بیضاوی نی آیہ مذکورہ کی تفسیر مین لکہا ہی فیہ دلیل ان الاصل فی المطاعم والملابس والانواع التجملات الاباحۃ بنا علیہ یہ سب چیزین ازروی قواعد اصول وحسب تصریح مفسرین فی حول جایز اور مباح ہوئین منع کرنیوالا انکا خطر عظیم مین ہی حق تعالیٰ نی فرمایا ہے یا ایہا الذین امنوا لا تحرموا طیبات ما احل اللہ لکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین چاہئی کہ مانعین اندیشہ کرین اس سے کہ وہ معتدین مین شامل نہو جائین جنکو اللہ تعالیٰ نہین چاہتا

تیسری تقریر جمیع اُمور مجلس میلاد کی لئی یہ ہی کہ دلیل

پکڑنی چاہئی اس آیہ کریمہ سے جو سورہ یونس کی چوتہی رکوع مین ہے قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا ہو خیر مما یجمعون بارہ برس گذری یہ خیف اس آیہ کو اپنی کتاب بہارجنت مین درج کرچکا ہے لیکن عام آدمیونکو جب تک تشریح بخانہ سمجہایا جای اصل مدعا کو نہین پہنچتے بنا علیہ اب اوسکی تفسیر کرتا ہون واضح ہو کہ حق سبحانہ اس آیہ ہدایت پیرایہ مین حکم دیتا ہی اہل ایمان کو کہ وہ اللہ ہی کی فضل اور اللہ ہی کی رحمت سے فرحت اور سرور کرین امام رازی اور بیضاوی رحمۃ اللہ علیہما فرماتی ہین کہ یہان ایک فعل فلیفرحوا محذوف ہی اور ایک

۱۲ یعنی باعتبار عام ہونی لفظونکا ہوتا ہے نہ بسبب خاص کا

۱۲ یعنی دلیل ہمہ اسبات پر کہ سبب کہلاون اور کہلاون اور کہلاون اور طرح کی اور بیشتر مین ہوں حکم ہمہ کو جاری ہے ۱۲

۱۲ اگی ایمان والون حرام ہمراہ ستھری چیزین جو اللہ نے تمکو حلال کین اور حد سے مت بڑہو اللہ شریر نہین چاہتا زیادہ والون کو ۱۲

۱۲

۱۲

مذکور یعنی اہل ایمان کو چاہئی اللہ کی فضل و رحمت پر خوشی کرین پہر فرمایا دوبارہ کہ چاہیے اسی پر خوشی کرین اور تکریر امر تاکید کی لئی ہی اور لفظ فبذلک مفید حصر ہے یعنی واجب ہے انسان پر کہ فرحت خاص اللہ ہی کی فضل و رحمت پر کرے کیونکہ جو لذات جسمانی و نفسانی اور نعیم دنیاوی ہین یہ سب فانی ہین یہ چیزین قابل فرحت و سرور نہین اور فضل و رحمت خداوندی کو فرمایا ہو خیر مما یجمعون یعنی وہ بہتر ہی اون سب لذات و نعمائے فانیہ سی جو دنیا مین جمع کرتی اور سمیٹتی ہین اس آیہ کریمہ سی ثابت ہوا فرحت و سرور کرنا ساتہ فضل و رحمت خداوندی کی اور شک نہین کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی رحمت اور فضل ہین علامہ اوردی نی آیہ لولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ لاتبعتم الشیطان الا قلیلا کی تفسیر مین نقل کیا ہی کہ فضل اللہ رسول نحذا ہین صلی اللہ علیہ وسلم اور رحمت ہی ہی ہین و مکر کیا اسکو زرقانی شارح مواہب نے اور تفسیر روح البیان مین سورہ نساء تحت آیہ مذکورہ لکہا ہے

وفی الحقیقۃ کان النبی علیہ السلام فضل اللہ ورحمتہ یدل علیہ قولہ تعالیٰ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اسیواسطی کتب احادیث وسیر مین منجملہ اسمار مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضل اللہ اور رحمت للعالمین و رحمۃ مہداۃ و رحمۃ الامہ و رسول الرحمہ بہی شمار کئی ہین جیساکہ زرقانی اور قسطلانی وغیرہ محدثین نی لکہا ہی پس ثابت ہوا فرحت و سرور کرنا آپکی وجود باجود کا اور جب فرحت کرنا ثابت ہوگیا تو فرحت کی جسقدر اسباب مباح ہین وہ سب ثابت ہوگئی کہ اذا ثبت الشیٔ ثبت بلوازمہ قاعدہ مسلمہ ہے پس اجتماع اخوان و تزئین مکان اور شیرینی کی خوان و جمیع مباحات مروجہ زمان حتی کہ وقت ذکر ولادت شریف جوش فرحت و سرور مین کہڑا ہو جانا اور شکر الٰہی اس فضل و رحمت مہداۃ کی بابت بجالانا سب منطوق فلیفرحوا سی ثابت ہوگیا اور آیہ واشکروا نعمۃ اللہ ان کنتم ایاہ تعبدون سی بہی یہ امور ثابت ہوسکتی ہین اسلئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑی نعمت ہین اور شکر اوا ہوتا ہی طرح طرح کی اعمال و اعمال سے مثل قرارت آیات و تلاوت احادیث معجزات و درود و سلام و اطعام طعام وغیرہ اور یہ خامسہ مین ہے

تقریر اُمور ملحقہ آنکی اور اگر مانعین اسطرح کی نظر اور مثل طلب

کرتی ہین کہ ایسا جلسہ مسنونہ بتاؤ جسمین چند سنتین مثل خطبہ مولد شریف کی مجتمع ہون تو اوسکی بہی نظیر شرع مین موجود ہی مثلاً شادی عروسی کہ اوسمین اجتماع ہی مومنین کا اور ذکر اللہ بہی اوسمین ہی اسلئی کہ خطبہ نکاح کا

۱۲ جسکو یہ فضل اور رحمت تم سمجہے ہو وہ شیطان سے بہتر ہے جسکے تم پیچھے جاتے ہو ۱۲

جو سنت ہی جلسہ نکاح مین پڑہا جاتا ہی بعد ازان خرما وغیرہ تقسیم کر دیا جاتا ہی یا حاضرین کے ہاتھون لٹا دیا جاتا ہی

قتاوی عالمگیری مین ہی لاباس بنثر السکر والدراہم فی الضیافۃ وعقد النکاح اور مولوی اسحٰق صاحب کی مسائل اربعین مین لکہا ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا مین لوگون کو جمع کر کی خطبہ پڑہا ایجاب و قبول کیا پہوارے لٹائی اور نیز جسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت ام حبیبہ سے نجاشی بادشاہ حبشہ نے اپنی ملک حبش مین کیا تو حضرت جعفر اور جمیع مہاجرین کو جمع کر کی خطبہ پڑہا ایجاب و قبول کیا بعد ازان سبکو کہانا کہلایا ہمکو کہا کہ ابھی بیٹہی رہو یہ سنت پیغمبرون کی ہی کہ بعد نکاح کی کچہہ کہانا کہاوین تب کہانا منگا کر سب کو کہلایا یہہ بہی مسایل اربعین مین ہے اب دیکہئے اگر نکاح مین عقد نکاح کا سرور ہے یہان یعنی مجلس میلاد شریف مین اوس سے کہین زیادہ بڑی نعمت یعنی وجود باعث ایجاد عالم کا سرور ہے وہان خطبہ مین توحید اور اقرار رسالت ہے یہان یہی وہ مضمون بہ تفصیل و شرح موجود وہان تقسیم شیرینی و خرما و اطعام طعام ہی یہان بہی علی ہذا القیاس یہ باتین موجود ہین اور اگر سال بسال دائمی ہونیکی مثلیت مطلوب ہو تو محدثین صوم عاشورا کی نظیر دی چکی ہین کہ موسی علیہ السلام کی نجات کا شکریہ سال بسال کب سے چلا آتا ہی غرض کہ میلاد شریف کی اصل بہی شرع مین موجود ہے اور نظیر اور مثل بہی بنا علیہ موافق قول مولوی اسمعیل صاحب کی یہ محفل بدعت نہین اب ایک اور تقریر سی ثابت کرتی ہین کہ یہہ محفل سنت ہی مولوی اسمعیل صاحب تذکیر الاخوان مین محدثون کی نکالی چیز کو سنت مین داخل کرتی ہین اور مجلس میلاد اگرچہ بدین ہیئت مجموعی کسی مجتہد مطلق نے خود ایجاد نہین فرمائی لیکن مجتہدان مطلق نے ایسی عمدہ قاعدی کلیہ ایجاد کی کہ یہ مجالس ان قاعدون مین داخل ہوگئی مثلاً حضرت امام مالک حدیث کی تعظیم اسطرح کرتی تہی کہ اول غسل کرتی تہی پہر فرش ہوتا چوکی کی وہ بیٹہتی عود و لوبان وغیرہ بخور خوشبو سلگتی پہر منبر پر بیٹہہ کر کمال تعظیم سی بیان فرماتی لوگون نے پوچہا یہ اہتمام کیون کرتی ہو فرمایا تعظیم کرتا ہون حدیث رسول اللہ کی تب کہینی اعتراض نکیا اور چپ ہوگئی امام مالک خیر القرون تبع تابعین مین تہی اور مجتہد تہی اونکی فعل سی یہ آداب ثابت ہوی پہر جسنی اوپر اعتراض کیا وہ انکی دلیل معقول سنکر چپ ہوا کہ واقعی حدیث رسول اللہ کی تعظیم ہے پس دوسرون کا سکوت کرنا بعد اعتراض کی یہ بہی قول امام مالک کو موید ہو گیا علاوہ بریں اوسوقت سی آج تک جمیع کتب حنفیہ المکیہ شافعیہ مین یہ دستور العمل مکتوب ہوگیا کہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی لئی مکان عالی پر بیٹہنا خوشبو لگانا تعظیم مد نظر کہنا مستحب ہے مدارج النبوۃ اور مواہب اور شرح مواہب وغیرہ سی یہ بات ظاہر ہے اور معلوم ہی سب کو یہ بات کہ محفل مولد شریف مین احادیث و معجزات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے اوسمین اس قسم کے آداب کی جاتی ہین پس یہان تک تو محفل مولد شریف فس خیر القرون مین داخل اور سنت مین شامل ہی باقی رہا درود و سلام وقت کہڑی ہو کر پڑہنا تعظیما اسکی اصل بہی مجتہدون سی ثابت ہے یعنی احمد بن حنبل کی استاد یحیی بن سعید مینارہ مسجد سی پشت لگا کر بیان کرنا شروع کرتی تہی اور بڑی بڑے عالم مجتہد محدث مثل علی ابن مدینی اور ابن خالد اور امام احمد وغیرہ کہڑی رہتی تہی اور تحقیق کرتی حدیثون اور کوئی اونکی ہیبت اور جلال سی بیٹہہ نہ سکتا تہا یہ حال فتاوی برتہہ مین موجود ہی ان محدثون اور مجتہدون کے فعل سی ثابت ہوگیا اگر کوئی شخص ذکر الرسول کہڑا ہو کر کرے صحیح ہی اور حضرت حسان منبر پر کہڑی ہو کر اشعار پڑہا کرتی تہی اور فخر بیان کرتی تہی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا لیکن قاری اور سامعین اول سی آخر تک کہڑا رہنے مین مثقت سمجہہ کر کہ ہر کسیکو کہڑا رہنا دشوار ہی لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا پس وسیقدر مین کہڑی ہو جاتی ہین جسمین اصل ولادت شریف کا ذکر ہوتا ہی کہ یہہ جلسہ اوسکی فرحت و سرور کا ہی الحاصل امور مندرجہ مجالس میلاد کا ثبوت مجتہدین مطلق کی قواعد و اعمال سی ہوگیا اور جسوقت ملک ابو سعید مظفر نی محفل مولد کا سامان کیا اور مفتیان دین مین اس مسئلہ کا ۶۰۴ھ مین اعلان کیا اوسوقت اگرچہ کوئی مجتہد مطلق موجود نہ تہا لیکن مجتہدین کی چند طبقہ ہین اونمین ہی ایک مجتہدین فی المسایل ہوتی ہین کہ قوت نظر یا اونکی قوی ہوتی ہی اور اپنی امام کی اصل پر نظر کر کی مسایل غیر منصوصہ مین بنظر اجتہادی حکم دیتی ہین اس قسم کی مجتہد شافعی و مالکی وغیرہ موجود تہی تواریخ سی ثابت ہی کہ اوسوقت جمیع علماء فی محفل مولد شریف کو مع امور مروجہ الطعام طعام و تعین یوم میلاد وغیرہ جایز رکہا پس ان خصوصیات کی اسناد بہی مجتہدین تک پہنچ گئی اور مولوی اسمعیل صاحب نے مجتہد مطلق اور مجتہد فی الشرع کی قید تو لگائی نہین کیونکہ اونکی غرض یہہ ہی کہ کوئی فعل ایسا نہو کہ عوام یا علماء کم مایہ اوسکو پسند کر لین بلکہ وہ ایسی مجتہد ہون کہ اونکو قوت نظر یہ لایق اصل و نظیر پہچاننی کی ہو وی اور مولوی اسمعیل صاحب نے تذکیر الاخوان کی باب تقلید مین یہہ بہی بیان کیا ہی کہ اگر اکثر عالم دیندار متقی اس مسئلہ کو قبول کر لین تو البتہ وہ بہی معتبر ہے انتہی دیکہئی یہان اجتہاد کی بہی قید

مدار دہی اب ہم کہتی ہین کہ اس محفل کو اکثر علماء دیندار متقیون نے معتبر رکھا ہی اور استحباب کا فتوی دیا ہی
اور ابو سعید مظفر کی عہد مین علما بڑی عالی درجہ صحیح النظر جامع فروع و اصول تھی قوت اخذ مسائل غیر منصوصہ
اپنی عقل اور ادراک مین رکھتی تھی علاوہ برین امام شافعی کی قاعدہ مین جو کہ مجتہد فی الشرع تھی محفل مع جمیع
خصوصیات و تعینات مروجہ اہل اسلام داخل ہی وہ قاعدہ یہ ہی کہ امام شافعی سی بیہقی نی یہہ روایت کیا ہی
کہ نئی بات اگر ایسی ایجاد ہو کہ قرآن اور حدیث اور اجماع کی حکمون کو نہ مٹاتی اور نہ رد کرتی ہو وہ بدعت
حسنہ اور محمود ہی اور سکو بر انہ کھنا چاہئی پس محفل میلاد اس مجتہد کی قول مین داخل ہو گئی کیونکہ یہ کسی حکم
قرآن و حدیث و اجماع کو رد نہین کرتی اور اگر رد کرتی ہی بیان کرو من ادعی فعلیہ البیان الحال ہر نیچ سلی سی
اسناد مجتہدین تک پہنچتی ہی خواہ تصریحاً خواہ استنباطاً پس یہ محفل سنت مین داخل ہی اور بدعت نہین ہو افق
قاعدہ مقررہ مولوی سمیل صاحب کے **سوال** تم ساکنان ہندوستان حنفی المذہب ہو امام مالک اور
شافعی سی کیون استدلال کرتی ہو جواب جو مسئلہ ہمارے امام سی تصریحاً بیان نہوا اور دوسرے امامون نے
اوسکو تصریح کیا ہو اور وہ ہماری قواعد کی مخالف نہو پس تسلیم کیا جاتا ہی وہ ہماری مذہب حنیفہ مین اسکی
نظیرین ناظر کتب فقہ کو ملجاوینگی بالفعل ایک مثال لکھتا ہون درمختار مین ہی واما تقبیل الجنز فجوزہ الشافعیۃ
انہ بدعۃ مباحۃ وقیل حسنۃ یعنی کہا صاحب درمختار نی کہ روٹی کو چومنا یعنی بوسہ دینا جایز رکھا ہے
شافعیون نی کہ یہہ بدعت مباح یا مستحب ہے یہ مذہب شافعیون کا لکھکر صاحب درمختار جو مذہب کا حنفی ہے
لکھتا ہی کہ قواعدنا لا تابا وہ یعنی ہم حنفیون کی قاعدے کچھہ اس سی مخالفت نہین رکھتی پس ثابت ہوا کہ غیر
امامون کی مذہب مین جو بات ایسی ہو کہ ہماری مذہب مین اوسکا ذکر نہو اور ہماری مخالف بھی نہو اوسکا
لیلینا درست ہی چنانچہ تقسیم بدعت حسنہ اور سیئہ کی ہماری کتب فقہ شامی وغیرہ مین برابر مثل مذہب امام
شافعی کی مندرج ہی اور اسیطرح قرأۃ حدیث مین لبان وغیرہ سلگانا خوشبو لگانا اونچی جگہ پر بیٹھنا باقتدا
امام مالک کتب حنفیہ مین موجود ہی **لمعہ خامسہ** اعتراض کرتی ہین کہ اگر یہ محفل کبھی کبھی کرنی جائز
بھی ہو تو خیر لیکن خاص ربیع الاول کی بارہوین تاریخ مین کرنا اسکا اور وہ بھی ہر سال دائما کرین اسکی
تو کوئی دلیل نہین ہی **جواب** محفل مولد شریف کی تخصیص اسطور پر کہ خاص بارہوین تاریخ ربیع الاول

کی ہو اور پھر جائز ٹھہرے کسی عالم اہل سنت نی تصریح نہین فرمائی بلکہ اہل ایمان جب کہ سکین کہین عبارتین متاخرین
متقدمین کی صریح موجود ہین ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی مورد الروی مین ہی ہل یحسن فی ایام الشہر کلہا ولیالیہا
اسکی بعد ابن حاجہ رحمہ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہی کہ ان یقول لو تمکنت عملت بطول الشہر کل یوم مولداً اور
سیرت شامی مین علامہ ظہیر الدین ابن جعفر کا فتوی یہہ ہی ہی بدعۃ حسنۃ اذا قصد فاعلہا جمع الصالحین
الصلوۃ علی النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم واطعام الطعام للفقراء والمساکین ہذا القدر ثواب علیہ بہذہ الشرط
کل وقت اور اصل تحقیق امین یہہ ہی کہ نصوص قرانی مطلق مین داخل کرو انعمت اللہ علیکم اور اسیطرح قل بفضل اللہ
وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا اور اسیطرح واشکروا نعمۃ اللہ ان کنتم ایاہ تعبدون پس شکریہ نعمت وجود باجود حضرت رحمت
العالمین کا ہمپر فرض ہوا اور اسیطرح فرحت کا ہی حکم ہوا کہ رحمت خداوندی پر فرحت و سرور کرو اور ظاہر ہے کہ
حق سبحانہ تعالی شانہ نی اس فرحت و سرور اور شکریہ کو موقت کسی وقت کی ساتھ نہین فرمایا بنا بر علیہ حضرت
کی ولادت کا فرحت و سرور دلیل ہوا اسیواسطی جمیع اہل اسلام جمیع بلاد اسلامیہ مین شہر قادوغ یا بارہ مہینہ جب
کسی سے بن پڑتا ہی مولد شریف کرتی ہین اور اسیطرح شکر ولادت نبی کریم علیہ التسلیم جمیع افراد عبادت مین
عام رہا اور یہہ بات علمای اصول سی مخفی نہین کہ فرضیت امر الہی کسی فرد مین پائی جانیسی ادا ہو جاتی ہی خواہ
وہ کتنا ہی قلیل ہو لیکن قدر مفروض مشروع سی زیادہ کرنا تکمیل فرض کی لئی جہانتک بوجہ مشروع ہو سکی مستحب
اور مطلوب ہے شرعاً جب یہہ بات معلوم ہو چکی تو ثابت ہو گیا یہہ کہ شکریہ و فرحت و سرور وجود نبی کریم علیہ الصلوۃ
والتسلیم دائمی ہی جب ہو سکی اور جس فرد مین ہو سکی عمل مین لائی خواہ اطعام طعام یا تقسیم غربی اہل ایمان مین
خواہ قرأت قرآن و تلاوت معجزات و انشاد مدائح و محامد و مناقب بہیئت ادب و تعظیم کری خواہ ان سب باتو کو
جمع کردی پھر شہر ربیع الاول کی بارہوین تاریخ یہہ افعال و اعمال بجالائی یا کسی اور تاریخ اور کسی مہینہ مین سب
جایز ہے اس تقریر سی مطلق کی سب فرد جایز ہی اگر کوئی یہہ ذکر نعمت اللہ بلا قید کری وہ بھی جایز ہے اور
جو مقید قیود آداب و مستحسنات سے کری جنکا ذکر لمعہ رابعہ مین گذر چکا وہ بھی جایز ہے اور یہہ ابداہت معلوم ہے
کہ جسقدر مستحسنات و مستحبات شرعیہ محفل مین زیادہ ہونگی خیر و برکت زیادہ ہوگی اسیوجہ سے اکثر آدمی اس ذکر
اقدس کو جہان تک ہو سکی تعظیم و احترام و ترتیب و احتشام سی کرتے ہین کہ اجتماع افراد مستحسنات سے حسن معنوی کا

تضاعف اور زیب و زینت ظاہری ہی شان اسلام کا تجمل ظاہر ہو یہ نہین جو مانعین کہتی ہین کہ ان لوگون کی
نزدیک بغیر امور مروجہ محفل ذکر اقدس منعقد ہی حاشا و کلا جب جی چاہی خالی قیود سی بہی مدح و قصاید میلاد غیر
پڑہتی ہین بنا علیہ اونپر کوئی غبار نہین ہان مانعین ایک اندیشہ عظیم مین ہین زیب و تجمل اور تقسیم شیرینی اور
اجتماع مومنین کو منع کرتی ہین گویا اونہون نی مطلق کو مقید کردیا کہ اس ہیئت تجمل کے ساتہ نہو سو کلام شرع مین
نسخ ہی معاذ اللہ اور یہہ اعتراض کہ صحابہ نی اس تجمل و زینت کی ساتہ کیون نکیا جواب یہ ہی کہ اونکی
وقتون مین چند مصارف ایسی پیش تہی کہ صرف ہونا روپیہ کا اونمین قرین مصلحت تہا وہ اپنی زینت اور تکلف
طعام و لباس مین بہی نہ لگاتی جو کچہ باقی اونہین مونفع مین اوٹہاتی لیکن پہر بہی اصل فرحت و سرور ذکر نبی مین ہمارے
شریک ہتی تجمل سی جلسہ گو نکیا اصل عمل تو اونمین پایا گیا فرحت و سرور و شکریہ مفرد ضایک فرد قلیل مین بہی ادا
ہو سکتا ہی جیسا افراد کثیرہ مین ادا ہوتا ہی اور بہت صحیح طور پر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہمکو
پہنچ چکا ہی اپنی امت کو ارشاد فرمایا ہی قسم اوس ذات پاک کی جسکی قبضہ مین میری جان ہی میری صحابہ کی وہ
شان ہی کہ اگر تم احد پہاڑ کی برابر سونا خدا کی راہ مین لٹادوگی تب بہی اونکی تین پاؤ جو کی برابر ثواب ملیگا
اور نہ ڈیڑہ اونکی برابر یہہ حدیث صحیحین مین ہے اس صورت مین اہل اسلام بنظر تحقیق دیکہین کہ حضرت عباس
کا وہ قصیدہ در باب ذکر مولد خوشی حضوری حضرت سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم مین پڑہ دینا
اور حضرت حسان کا اشعار فخریہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مواجہہ مین اکثر پڑہنا اس تمام ہیئت مجموعی کی
افراد کثیرہ کی خیر و برکت سی کہین زیادہ ہوگا جبلہ و نکا ڈیڑہ پاؤ خرچ کیا ہوا ہماری پہاڑ کی برابر سونی سی
زیادہ نہوا تو یہ اعتراض لغو ہو گیا جو کہتی ہین کہ تم صحابہ سی بہی بڑہ گئی کہ اونہون نی یہ تجمل نکیا تم کرتی ہو وجہ لغو
ہونیکی یہہ کہ اونکا ایک ذکر فرحت اور سرور قلبی سے کرنا ہماری بہت سی سامان فرحت و سرور سے افضل ہے
از روی حدیث پہر ہم کہان پڑہ گئی اونسی ان صحابہ اصل اس تذکرہ اور فرحت و سرور وجود باجود نبی صلی اللہ
علیہ وسلم مین ہماری شریک ہین بنا علیہ ہمارا سلسلہ اونسی ملا ہوا ہی جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ
علیہ دیباچہ انتباہ مین فرماتی ہین باید دانست کہ یکی از نعم خدا تعالی بر امت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوات
والتسلیمات آنست کہ تا امروز سلسلہا ریشان تا حضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم صحیح و ثابت است و

جو کو نقطہ
تا ہی نبی
نی حضرت
اس حضرت
مین سو

اگرچہ اوایل امت را با واخر امت در بعض امور اختلاف بودہ است پس صوفیہ صافیہ ارتباط ایشان در زمن
اول بصحبت و تعلیم و تادب باداب و تہذیب نفس بودہ است۔ بخر قہ بیعت و در زمن الطائفہ جنیدیہ بغدادی
رحم خرقہ ظاہر شد و بعد ازان رسم بیعت پیدا گشت و ارتباط سلسلہا بہمدیگر متحقق است اختلاف صور ارتباط
ضرر نمیکند الی ان قال و علماء کرام ارتباط ایشان در زمن اول باستماع احادیث و حفظ آن در وعای
قلب بود بعد ازان بتصنیف کتب و قرارۃ و مناولہ و اجازت آن پیدا شد و ارتباط سلسلہا بہمدیگر بنوع
این امور صحیح است اختلاف صور را اثری نیست بنا علیہ اگر فرحت و سرور از میلاد خوانی مین ہماری اور صحابہ
رضوان اللہ علیہم کی مابین کچہ ہیئت کا اختلاف ہو تو ہرگز مضر نہین جب اصل امر ہم مین اور اونمین مشترک ہے
باقی رہی تحقیق تعیین تاریخ سو مراد اون لوگون کی یہ نہین کہ بارہوین ربیع الاول سے غیر دنون مین
جایز نہین بلکہ اوسمین ایک قسم کی مناسبت سمجہہ کر اوسمین زیادہ تر یہ محفل پاک کرتی ہین اور دلیل شرعی
اوپر ہی موجود ہی وہ یہہ ہے کہ شرع شریف مین یہہ مضمون پایا گیا ہی کہ **جس روز کسی نعمت عظمی کا**
ظہور ہو ہر سال اوسی روز خوشی کیا کرین قرآن شریف مین اس تعین یوم کی مثال یہ ہی کہ جب حواریون
نی عیسی علیہ السلام سی درخواست کی کہ آسمان ہی ہماری لئی خوان کہانیکا اوتری تب عیسی علی نبینا
وعلیہ السلام نی یہ فرمایا اللہم ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء تکون لنا عیدا لاولنا و آخرنا کما امام رازی نی تفسیر
کبیر مین کہ اسکی یہ معنی ہین یا اللہ اوتار ایک خوان کہانیکا آسمان سی کہ ہو جاوی وہ ہماری پہلون اور پچہلون
کی لئی عید یعنی جسدن مین وہ مائدہ اوتری اوسکو ہم عید بنالین اور ہماری بعد جو پیدا ہو دین وہ بہی
اوسکو عید بناوین اوسدن کی تعظیم جاری رہی پس اوترا وہ مائدہ اتوار یعنی یکشنبہ کو اور بنا لیا انصاری
نی اوسکو خوشی کا دن کہ اسمین خوشی کرتے ہین انتہی یعنی وہ لوگ اپنی عبادت گاہ مین جمع ہوتی ہین یکشنبہ کو
مثل جمعہ اہل اسلام کی اور اوس روز اپنی محکمون مین تعطیل کرتی ہین استرحت پاتی ہین دیکہیے قرآن شریف سے
اصل ثابت ہوئی کہ روز حصول نعمت کو ابدا عید بنالیا جاوے **اور حدیث سی یہ سند ہے** کہ ابن
جریر محدث نی مسلم اور بخاری کی حدیث سی نکالی ہی یعنی جسوقت رسول صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین تشریف
لائے یہود کو دیکہا کہ عاشورا محرم کو روزہ رکہتی ہین آپ نی پوچہا کیون رکہتی ہو بولے یہ وہ دن ہے کہ

اسمین فرعون کو بچالیا موسیٰ علیہ السلام کو پس روزہ رکھا موسیٰ نے شکرانے تحن نصور
شکر اللہ تعالیٰ یعنی ہم اسدن کو روزہ واسطے شکر گذاری اللہ تعالیٰ کی رکھتی ہین حضرت نے یہ سُنکر ارشاد
فرمایا تمہاری نسبت ہمکو زیادہ مناسب ہے موسیٰ ہی تب سے پنے روزہ عاشورا رکھا اور صحابہ کو بھی حکم دیا
یہ حدیث صحیح ہے مسلم اور بخاری مین موجود ہی اب دیکھئے کہ کب فرعون ڈوبا اور کب موسیٰ علیہ السلام کی
نجات پائی اور جب سے انہوں نے شکریہ ادا کیا نعمت کا جاری ہی کہ جب دہ روز عاشورا محرم کا آتا ہے ہر سال اہل
اسلام اوسکا شکریہ ادا کرتی ہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیدا ہونا تو ایسی بڑی نعمت ہے کہ نزول
مائدہ عیسیٰ و نجات موسیٰ علیہ السلام سی کہین فایق اور افضل اور اکمل ہے پس یہ دن جب ہر سال آوے
کیون اوسمین فرحت سرور ظاہر نہ کیا جاوے اور شکر الٰہی کیون ادا نہ کیا جاوے جب روز معین کا
ہر سال ہونا جب عادہ شکر و سرور ہونا قرآن و حدیث سی ثابت ہوگیا تو روز میلاد رسول صلی اللہ
علیہ وسلم تو نہایت درجہ کو قابل اسکی ہی کہ اوسکو یوم سرور کیا جاوے علاوہ ان دلایل کی اور یہی حدیث
صحیح در باب تعین و قراریابی یوم سرور بباعث ظہور نعمت علماء محققین نے مثل مفتی سعد اللہ صاحب وغیرہ نے
بیان فرمائی ہی اور یہ بات تو اس قسم کی ہی کہ ابو عبد اللہ بن الحاج جنکو یہ صاحب بناظر فدر شمار کرتی
ہین یعنی اونکو مانع عمل مولد شریف جانتی ہین اونہون نے اس تخصیص و فضیلت دربیع الاول کو مسلم رکھکے
عبارت اونکی مدخل مین یہی ہے ہذا الشہر العظیم الذی فضل اللہ تعالیٰ و فضلنا فیہ بہذا النبی الکریم الذی من
اللہ تعالیٰ علینا فیہ بسید الاولین و الاخرین کان یجب ان یزاد فیہ
من العبادۃ و اخیر شکر اللہ علی ما اولانا بہ من ہذہ النعم الجلیلۃ وقد اشار علیہ الصلوٰۃ والسلام الی تعظیم
ہذا الشہر العظیم بقولہ علیہ السلام للسایل الذی سالہ عن صوم یوم الاثنین فقال لہ علیہ السلام فی ذاک الیوم
ولدت فیہ فتشریف بذا الیوم متضمن لتشریف ہذا الشہر یعنی یہ مہینہ ربیع الاول کا بزرگ ہی اللہ نے اسمین ہمپر احسان کیا کہ
ایسا سید الاولین و الآخرین پیدا کیا جب یہ مہینہ آیا کرے ہمکو چاہیے کہ بطور شکریہ بہت زیادہ اسمین نیکیان کیا کرین
اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اوسکی بزرگی کیطرف اشارہ کردیا کیونکہ آپ روزہ پیر کا رکھا کرتی تھے جب کسینے پوچھا
کیون رکھتی ہو آپنے فرمایا میں اس روز پیدا ہوا ہون پس اس سے ثابت ہوگیا کہ جب پیر کا دن بباعث پیدا ہونے

آپکی شرف اور مکرم ہوگیا کل دنون کی نسبت پس لا بد وہ مہینا بھی مکرم اور معظم ٹھہرا کل مہینون سے یہ معنی ہین کلام ابن
حاج کی اور ایک اعتراض دوسرا جو وارد ہوتا ہے کہ یہ مہینا اگر افضل تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کیون
اسمین اظہار شکریہ وغیرہ کا نکیا اسبات کا جواب بھی اپنی حضرت ابن حاج نے مدخل مین دیا وانکا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
لم یزد فیہ علی غیرہ من الشہور شیا من العبادات ما ذاک الا لرحمتہ صلی اللہ علیہ وسلم بامتہ و رفقا بہم لانہ علیہ السلام کان یحب
ان یعمل جمیع ما یفرض علی امتہ یہ عبارت پہلی عبارت سے ملی ہوئی ہی یعنی ہمکو واجب ہے ربیع الاول مین زیادہ کرنا نیک
کاموں کا اگرچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کوئی بات زیادہ اس مہینہ مین نہین فرمائی یا سوائے تہا کہ آپ بعض کام
ضرور دیا کرتی تھی کہ میری ہے امت پر یہ کام فرض ہوجاوی پس اونکی محقق مسلم الثبوت کا کلام اعتراض مختصر
ربیع الاول کی فضیلت مین کافی وافی ہے والحمد للہ علی ذالک **دوسری دلیل** اس عمل کی علی الدوام یعنی
ہر سال کرنیکی یہ ہی کہ حدیث صحیح مین آیا ہی احب الاعمال الی اللہ دوہا وان قل یعنی اللہ کو بہت پیارا وہ
عمل ہی جو سدا کو ہووی اگرچہ تہوڑا ہو پس جو شخص سال بھر مین ایکدفعہ یہ محفل کریگا تو ظاہر ہی کہ تین سو ساٹھ دن
مین ایکدن ملیگا دوون اس عمل پاک کی حصہ مین آوی پس یہ قلیل ہی جب قلیل ہوا تو اب اسکو دائمی ہی کرین
تو کیا اللہ تعالیٰ کو پیارا ہوگا بنا علیہ طالب حسنات کو لازم ہوا کہ یہ عمل ہر سال کیا کری **تیسری دلیل**
اسکی دوام کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نی سورہ حدید مین ارشاد فرمایا ہی رہبانیۃ ابتدعوہا ما کتبناہا علیہم الا ابتغاء رضوان
اللہ فما رعوہا حق رعایتہا یہ آیت بطرح بدعت حسنہ کی جواز کی دلیل ہی اسیطرح اسپر بھی دلیل ہے کہ اگر کوئی کام نیک اپنی طرف
سے ایجاد کری تو اوسکا نباہنا اور حق ادا کرنا بھی مناسب ہے تفصیل اسکی یہ کہ جب بنی اسرائیل نی خاص اللہ تعالیٰ کی
خوشنودی حاصل کرنیکی اور اپنی نفس کشی کیواسطے اپنی طرف سے یہ ایجاد کیا کہ پہاڑون اور جنگلون مین اکیلی جلیٹھے موٹی کپڑی پہنے
اور کبھی نکرتی لیکن انجام کار پوری حق گذاری دا نہوئی تب اللہ تعالیٰ نی اونکو فرمایا کہ اونہون نی بدعتین ہماری
خوشنودی کی لئی ایجاد کین اور ہمنی حکم نہین دیا تہا اونکا پہرا اونکو نہ بنانا جسطرح چاہئی بنا نہانا دیکھی اسمین
یہ کیسا تو دلیل پیدا ہوئی کہ بعضے بدعتین اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے ہی ہوتی ہین دوسری یہ کہ اگر ایسی بدعت نکالی تو
اوسکو پوری طرح نباہ کری کیونکہ اللہ تعالیٰ نی بنی اسرائیل کو اسبات پر ملامت فرمائی کہ کیون اونہون نے یہ بدعتین
ایجاد کین بلکہ اسبات پر ملامت فرمائی کہ اونہون نے نہ نباہا حق نباہنے کا جیسے

یہ مضمون قرآن سے ثابت ہوگیا تو معلوم کرنا چاہئی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی نماز تراویح تین راتون پڑھکر
چھوڑدی تھی نہ اوسمین یہ بیان ہوا تھا کہ اول شب مین اونکو پڑھنا چاہئی یا آخر شب مین اور تمام رمضان
کی راتون مین پڑھنا چاہئی یا کسی رات مین پڑھ لینا کافی ہی اور نہ مقدار قرأت کا بیان ہوا تھا کہ ختم قرآن ہو
یا نہو اور نہ یہ بیان کہ اپنی گھر مین پڑہین یا مسجد مین اور نہ کچھ اوسکی لئی اہتمام و انتظام جماعت کا ارشاد ہوا تھا
اور اسیطرح حضرت ابوبکر کی دورہ مین بھی رہا پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نی اوسمین اہتمام زیادہ کیا اور حکم
دیا تمیم داری کو کہ عورتون کو تراویح پڑہادی اور ابی بن کعب کو حکم دیا کہ مردون کو نماز تراویح پڑہاوین
اور مردون کو مسجد مین جماعت تراویح کا حکم دیا اور پہلی صحابہ اپنی اپنی گھر مین بلا جماعت پڑہتی تھی اور
حضرت عمر نی مسجد مین قندیل روشن کیے اور حجۃ اللہ البالغہ مین ہی کہ یہ بھی حکم دیا کہ بعد عشا کی شروع
رات مین پڑہا کرو یعنی بطور تہجد پچھلی رات کو مت پڑہو غرض کہ جب حضرت عمرؓ نے اوس نماز کو کہ حضرتؐ نے
کچھ پڑہکر چہوڑدی تھی جاری فرمائی اور بعضی خصوصیات و تعینات اوسمین مدفرمائین تب بباعث عارض
ہونی ہیئت کذائی جدید کی آپنے بزبان خود اوسکو بدعت فرمایا لیکن تعریف کی ساتہ فرمایا کہ نعمت
البدعۃ یعنی یہہ اچھی بدعت ہی اوسوقت صحابہ مین یہہ ٹہہرا کہ دیکھو اس نماز کو تمنی اہتمام اور جماعت اور
قیود کی ساتھ خود ایجاد کیا ہی اب اسکو ترک مت کیجو اور خوب مداومت کی ساتہ پڑہیو ایسا مت کیجو
جیسا بنی اسرائیل نی کچھ باتین ایجاد کرکی پھر اوسپر پوری عامل نہوی اونکو اللہ تعالی نی عتاب کیا مارعوا
حق رعایتہا کا اونہون نی نہ نباہا حق نباہنی کا یہ قصہ کشف الغمہ مین اور تفسیر روح البیان کی سورہ حدید مین
مذکور ہی و کان ابو امامۃ الباہلی رضی اللہ تعالی عنہ یقول احدثتم قیام رمضان ولم یکتب علیکم فدوموا علیہ
فاعلتم ولا تترکوہ فان اللہ عاتب بنی اسرائیل فی قولہ ورہبانیۃ ابتدعوہا ما کتبناہا علیہم الا ابتغاء رضوان اللہ
فما رعوہا حق رعایتہا انتہی جب معنی آیۃ کریمہ کی اور استدلال صحابہ کا اس آیۃ سی در باب جواز احداث
بدعت حسنہ اور تاکید مداومت اوسکی سن چکے تو اب مسئلہ میلاد شریف کا حال سنو کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نی ماہ ربیع الاول مین کوئی عمل مقرر نہین فرمایا تہا ابن حاج رحمۃ اللہ علیہ نے اوسکا عذر بیان کیا ہی
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ڈرتی تہی کہ مبادا امت سے کرنے سی امت پر فرض ہوجاوی لیکن اشارہ

اوسکی فضیلت کا کردیا کہ مین پیر کے دن اسلئی روزہ رکھتا ہون کہ اسمین مین پیدا ہوا ہون یعنی اسمین امت
کو اشارہ نکل آیا کہ جب ہفتہ کی سات دنون مین یہ ایک دن محل عبادت شکریہ ہوگیا بباعث وقوع ولادت کے
بس برس دن کی بارہ مہینون مین ایک مہینہ بھی بلاشک محل عبادت شکریہ ہوگا جسمین میلاد شریف ہوا
اس بنا اور اصل پر اہل اسلام نی اس مہینہ مین مجالس شکریہ جو مشتمل چند عبادات بدنی و مالی پر ہی ایجاد کی
اور اکابر علما محدثین و فقہا جنکا نام ہم خاتمہ مین شمار کرینگی اوسکی بانی اور مجوز اور ثناخوان ہوی اور دلیل
اللہ جواہل کشف تھی اونہون نے مکاشفات اور منامات مین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سی راضی
پایا غرضکہ علما رطریقت اور شریعت کے اتفاق سی یہہ عمل مستحسن ٹہہرا پس صادق آیا اسپر وہی مضمون آیۃ کریمہ ابتدعوہا
کتبناہا علیہم الا ابتغاء رضوان اللہ اور مطابق ہوا اسپر قصہ صحابہ کا در باب تراویح پس اگر ہم اس عمل پاکیزہ پر مداومت
نکرین اور ہر سال بطور اور دمینہ ادا نکرین تو ہم کو بھی وہی اندیشہ ہوگا جو ابو امامہ باہلی کو ہوا جسکی سبب اونہون نے
فرمایا دوموا علیہ ما فعلتم ولا تترکوہ **اور طیبی کا یہ قول** من امر علی مندوب وجعل عزما ولم یعمل بالرخصۃ
فقد صاب منہ الشیطان اسکی معنی یہ ہین کہ جو آدمی امر مستحب کو واجب اعتقاد کرکی ترک نکری اوسمین
دخل ہی شیطان کا علامہ طیبی نی یہ بات قول عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سی پیدا کی ہی کہ اونہون
نی فرمایا نکری کوئی تم مین سے اپنی نماز مین حصہ شیطان کا کہ اعتقاد کری نماز مین یہہ بھی واجب ہے کہ بعد سلام
پہیرنی کی نہ پہری وہ مگر دہنی ہاتہ کی طرف سی اسواسطی کہ مینی دیکہا ہی بہت دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ
سلام پہیر کر پھر جاتی تھی اپنی بائین طرف سی انتہی اب ہم سی تحقیق اسکی سنو نماز کی بعد دہنی طرف
پہر جانی سے جو عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نی منع فرمایا اوسمین دو باتین خلاف شرع تہین ایک تو
یہ کہ دانہی طرف سی پھرنا سنت ہی پہر اگر کوئی اسکو واجب اعتقاد کریگا تو ظاہر ہے کہ وہ بدل دیگا حکم
شرع کو دیکھو تمہاری عالم مسلم الثبوت مولوی قطب الدین خان صاحب اس حدیث کی تحقیق مین لکہتی
ہین سنت مین اعتقاد واجب ہونیکا نکری انتہی کلامہ دوسری یہ کہ جب عبداللہ ابن مسعود نی فرمایا کہ
مینی بہت دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بائین طرف سی پہرتے دیکہا ہے اس سی معلوم ہوا کہ بائین
طرف سی پہر جانا بھی سنت ہی حالانکہ جو شخص دانہی طرف سے پھر جانا واجب اعتقاد کریگا اوسکی نمود یہہ

بائین طرف سی پہرنا موافق قانون شرع کی مکروہ تحریمہ ٹہریگا کیونکہ واجب کا ترک عمداً مکروہ تحریمہ ہوتا ہی اسپر اوسکا
اعتقاد کی موافق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل یعنی بائین طرف سی پہرنا جو کہ سُنت تہا وہ مکروہ تحریمہ ٹہریگا
ان دو قباحتون پر صحابی موصوف نی منع فرمایا کہ تم ایسی اعتقاد کرکی شیطان کا حصہ یعنی گمراہی اپنی دین مین
پیدا مت کرو اس حدیث کی موافق طیبی نی یہ فرمایا کہ من اصر علی مندوب الی آخرہ پس جو معنی اثر صحابی کی ہین
کہ سُنت کو واجب اعتقاد نکری یہ ہی معنی کلام طیبی کی ہوی اور اگر کوئی شخص مستحب کو مستحب جانکر مداومت کرے
اوسکی بُرائی کلام طیبی سے ثابت نہین ہوتی اور کسطرح ہووی جب خود حدیث شریف مین عمل کا دوام محبوب
ثابت ہوچکا اور مولوی قطب الدین خان اس حدیث کی شرح مین لکہتی ہین کہ بسبب اس حدیث کی بُرا جانتے
ہین اہل تصوف ترک اوراد کو جیسا بُرا جانتی ہین ترک فرایض کو انتہی ہم کہتی ہین پس اسیطرح اہل مولد ذکر
معمولی مولد کو ترک کرنا اچہا نہین جانتی **اعتراضات براہین قاطعہ گنگوہی معہ جواب**

(۱) یکشنبہ کا عید ہونا اور نیز صوم عاشورا بحکم الٰہی تہا **جواب** اگر بحکم الٰہی ہوتا تو ہم اوسپر قیاس
بہی نکرتی جب وہ بحکم الٰہی ہوا تو خوب صحیح ہوگیا یہ استنباط کہ حصول نعمت کا شکریہ اور سرور ہر سال ابداً گرنا بحکم الٰہی
ہے بنا علیہ ان افراد سابقہ کو نظیر قرار دیکر وہی حکم نعمت وجود بنی کریم علیہ التسلیم مین جاری کیا (۲) روز یکشنبہ
کا عید ہونا منسوخ ہوچکا اور شریعت عیسی علیہ السلام منسوخ ہوچکی **جواب** کچہہ حرج نہین اگر اونکی لئی وہ دن
کہ جسمین مائدہ نازل ہوا تہا عید ٹہرا تو ہماری لئی جس رات کو مادۂ وجود بنی کریم علیہ التسلیم شکم جناب آمنہ مین
نزول فرما ہوا اوسکی صبح یعنی جمعہ کا دن عید ٹہرایا گیا اور صحیح تر یہ ہی کہ استقرار دُرّہ نور محمدیہ صدف رحم آمنہ
زہریہ مین شب جمعہ ہوا تہا جیسا کہ مدارج النبوۃ مین سے قطع نظر اس سے اگر پہلی ملتین نسخ ہوگئین تو سب ملتون
کا یہ حکم تو نسخ نہین ہوتا ہم کہتی ہین بروز حصول نعمت شکریہ ابداً ادا ہونا نسخ نہین ہوا یہ خود
آپکے فعل سی ثابت ہی کہ آپنے شکریہ نجات موسی مین روزہ عاشورہ رکہا (۳) یہود نے
حضرت سی کہا تہا نحن نصومہ فقط اب اوسپر شکراً للہ تعالی مولف انوار ساطعہ نی افترا علی الحدیث
کیا ہے براہین قاطعہ صفحہ ۱۹۴ **جواب** یہود کا نحن نصومہ شکراً للہ تعالی کہنا خود ابن حجر عسقلانی
رحمۃ اللہ علیہ نی نقل کیا ہے پہر نقل کیا اونسے جلال الدین سیوطی نی حسن المقصد مین

طاب الہ ثراہ اونہی نقل کیا علی قاری نی مورد الروی مین نور اللہ مرقدہ ذرا کتابون پر نظر بہی چاہیئے
یون ہی زبان اوٹہا کر مفتری کہنا اچہا نہین قیامت کو ہر لفظ کا محاسبہ ہوگا اور واضح ہو کہ لفظ
شکراً للہ کی جگہہ تعظیماً کا لفظ بہی روایت مین آیا ہی یہ عبارت کہ (نحن نصومہ تعظیماً لہ) بخاری اور
مسلم نی صحیحین مین اور حضرت غوث الثقلین نے غنیہ مین اور ابو اللیث سمرقندی نی تنبیہ الغافلین
مین روایت کی ہی یہ بہی وہ ہی معنی دیتی ہی جو شکراً کی روایت دیتی ہی (۴) صفحہ ۱۶۵ رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نی صوم عاشورا شکراً و سروراً نہین کہا اور معنی احق بموسی منکم کی یہ ہین کہ ابتاعاً لا
سروراً و شکراً **جواب** آپ انکار فرماتی ہین اور مذہب حنفیہ کے بڑی امام ابو جعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ شرح
معانی الآثار مین ہماری معنی کی تصریح فرماتی ہین صفحہ ۳۴۷ مطبوعہ مصطفائی فی ہذا الحدیث ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما صامہ شکراً للہ عز وجل فی اظہار موسی علی فرعون پہر اکیس سطر بعد لکہا ہے
قد اخبر ابن عباس فی حدیثہ بالعلۃ التی من اجلہا کانت الیہود تصومہ انہا علی الشکر منہم للہ تعالی فی اظہار
موسی علی فرعون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایضا صامہ کذلک و الصوم للشکر اختیاراً لا فرض پس جسطرح کلام ابن حجر و سیوطی
سمجہا گیا تہا اوسیطرح امام کبیر مذہب حنفیہ سی بہی ثابت ہوگیا کہ یہود اوس روزہ کو شکریہ رکہتی ہی پہر
حضرت نی بہی شکریہ رکہا اور خود مولف براہین نی جب بیان کیا سطر ۱۶ صفحہ ۱۶۵ مین کہ حضرت
رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہم متبع موسی کی ہین انتہی اور معلوم ہی یہ بات کہ موسی علیہ السلام نی روزہ
شکراً رکہا تہا کہ اونکو نجات ہوئی صفحہ ۱۶۴ براہین مین ہی فصامہ موسی شکراً پس حضرت کا روزہ اس تقریر سے
بہی شکراً ہوگیا بعبارت اتباع کیونکہ تابع و متبوع کا حکم ایک ہوتا ہے اب واضح ہو کہ وہ روزہ ہم بہی کہتی ہین تو وہ
شکریہ اتباک باقی ہی ہزار ہا سال ہوچکی پہر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعمت وجود باجود کا شکریہ اگر ابداً جاری رہے
تو کیا بڑی بات ہے اور اسکو شرع سی کیا منافات ہی **ملحقہ سادسہ** اعتراض کرتی ہین کہ قیام بدعت سیئہ اور
شرک ہی بچند دلایل ایک یہ کہ ہاتہ باندہ کر کہڑا ہونا محفل مین شرک ہے اسلئی کہ یہ عبادت ہے اور
خاص صورت نماز کی ہے اور کرنا عبادت کا غیر اللہ کی واسطی شرک فی العبادۃ ہے دوسری قیام

اسیوقت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شکم مادر سی تشریف باھر لاتی ہین اور یہان حاضر ہین یہ کفر اور شرک ہی تیسری قباحت یہ کہ یون سمجھتی ہین کہ روح نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محفل مین آیا کرتی ہی اور یہان حاضر ہے یہ اعتقاد شرک ہی **جواب** ان اُمور کا یہ ہی کہ ذکر اللہ اور ذکر الرسول اگر کوئی کریگا تین حالت سی خالی نہین یا کھڑا ہوکر کریگا یا بیٹھ کر یا لیٹی ہوی اللہ تعالی کی طرف سی ان تینون حالتون کی بابت یہ ارشاد ہوا ہے فاذکروا اللہ قیاما وقعودا علی جنوبکم لیکن لیٹ کر تو وہ اذکار ہین جو خاص وقت سونیکی احادیث مین وارد ہوی ہین یا کوئی تھکا ہوا سستی چڑھا ہوا یا مریض ہو اسلیی کہ جب آدمی تندرست اور چاق ہوتا ہی تو ذکر اللہ اور ذکر الرسول لیٹ کر کرنا ادب نہین سمجھتا چنانچہ نماز مین بھی قیام وقعود کی تاکید ہوا لیٹنا نہین اگر وسط مریض کے پس عبادت کی لیی حالت ادب دو مقرر ہوئین قیام اور قعود اب اسکی تین شکلین ہین یا کل ذکر قیام مین کری یا کل قعود مین یا کچھ قیام مین کری اور کچھ قعود مین یہ تینون شکلین مضمون کلام اللہ مین داخل ہین اور تینون کی ایک شکل بالکل منطبق ہی جلسہ مولد شریف پر کیونکہ اسمین کچھ روایات و معجزات بیٹھکر پڑہی جاتی ہین اور کچھ درود و سلام یا مدح کھڑی ہوکر یہ ایک مضمون ہوا جو تین مضامین مندرجہ آیتہ کریمہ کی اور ایک فرد ہوا افراد ثلثہ ثابتہ بالکتاب ہے پس لفظ بدعت کا اطلاق اوپر صحیح نہین بدعت وہ ہی جسکی کچھ سند نہو نہ کتاب ہے نہ سنت ہے نہ لفظا نہ اشارۃ جیساکہ مولوی اسحق صاحب نی مائۃ مسایل مین لکھا ہی وان ایک وجہ خاص کے سبب کے وہ قیام اوسیوقت کیا جاتا ہی کہ جب میلاد شریف کا ذکر آتا ہی نہ قبل اسکی اور نہ بعد اور نیز بباعث مداومت کی کہ دایمی قیام کیا جاتا ہی اس موقع مین اگر لفظ بدعت کا اطلاق اسپر کرین صحیح ہی لیکن بدعت موافق مذہب صحیح مفتی بہ جمہور اسلام کی دو طرح ہے سیئہ اور حسنہ سیئہ وہ جو مخالف قرآن یا حدیث یا اجماع کی ہو سو یہ بات تو اس قیام مین نہین اسلیی کہ اگر کوئی آیت قرآن کی یا کوئی حدیث اسبات مین آئی ہوتی کہ ایسی موقع مین کھڑا ہوکر مدح اور سلام پڑہنا منع ہی یا اسبات پر علمای امت کا اجماع ہوگیا ہوتا تب تو اوسکی مخالف یہ حکم استحباب قیام کا بدعت سیئہ ہوتا اور نہی تو ہرگز وارد نہین اس موقع خاص کے کیا علی العموم **قیام تعظیمی کے لیے** شرع مین نہی وارد نہین ہوی سوا رقیام مروجہ عجمیون کی چنانچہ شاہ ولی اللہ نی حجۃ اللہ البالغہ مین لکھا ہی

پس جبکہ نہی ثابت نہوئی تو موافق اصل قواعد مقررہ مسلمہ علمای فقہ کی جنکو علامہ شامی اور محقق ابن ہمام وغیرہ لکھتے ہین کہ جمہور حنفیہ اور شافعیہ کی نزدیک اصل اشیا مین اباحت ہی یہ قیام مباح امر ٹھہرا اور بدعت سیئہ نہوا بلکہ بباعث مقرون ہونی نیت تعظیم شان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مستحب اور مستحسن ہوگیا بیان اسکا یہ ہے کہ نصوص قرانی و تقریر وہ و تو قیر وہ اور آیہ من تعظیم شعائر اللہ ناطق ہین کہ تعظیم آپ کی مطلوب ہے شرعا اسواسطے لکھا ہے مجمع البحار کی جلد دوسری تحقیق لفظ صدق مین قیل تعظیمہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل القرب یعنی تعظیم آپ کی افضل قربات و عبادات سے ہی اور شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ مین لکھتی ہین وذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالتعظیم و طلب الخیر من اللہ تعالی فی حقہ آلہ صالحۃ للتوجہ الیہ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ساتھ تعظیم اور آداب کی اور آپ کی حق مین اللہ تعالی سی خیر کا طلب کرنا عمدہ آلہ ہی آپ کی توجہ کی لیی اور لکھا قاضی عیاض نی شفا مین واجب علی کل مومن عند ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یتوقر ویاخذ فی ہیبتہ واجلالہ الخ واجب ہے ہر مسلمان پر جب ذکر ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا توقیر کری اور دلمین ہیبت اور بزرگی اوسکی ٹہلائی کہ جب یہ معلوم ہوا کہ توقیر و تعظیم آپ کی مطلوب ہے تو یہ قیام بھی چونکہ مفید تعظیم شان رسول ہے مطلوب ہوا بنا علیہ اس قیام کو اگر اس سبب سے کہ خاص اس موقع مین صدر اول سی منقول نہین بدعت کہینگی تو بباعث داخل ہونی اسکی تحت قاعدہ شرعیہ تعظیم کی حسن اور مستحسن کہینگی مجمع البحار اور شرح مسلم نووی کی عبارت بیان بدعت مین گذر چکی کہ بدعت حسنہ کی ایجاد مین ثواب ملتا ہی خواہ وہ طریقہ تعلیم علم کا ہو یا عبادت کا یا ادب کا سواء کان فی ذلک تعلیم علم او عبادۃ او ادب پس یہ قیام جو ایجاد کیا گیا ہے یہ طریقہ ادب کا ہے بنا علیہ یہ مستحسن ہوا چنانچہ مولد کبیر ابن حجر اور سیرت حلبی اور تفسیر روح البیان و عقد الجوہر وغیرہ مین اسکی استحسان پر تصریح ہی اور عمل ہی اسی پر حرمین شریفین اور جمیع بلاد اسلامیہ مین جن ملکونکا ذکر اس رسالہ مین بملا علی قاری وغیرہ کی کلام سی نقل کیا گیا ہی بھلا جو عمل باتفاق سواد اعظم مستحب اور مستحسن ہوا اوسکو بدعت سیئہ اور بدعت ضلالت کہنا کسقدر آئین انصاف و تدین کی خلاف ہے

اور شرک اور کفر کہنا اسکا تو محض فضول ہی اسلیی کہ شرع عقائد نسفی مین معنی شرک کی یہ لکھی ہین کہ شرک اسکو کہتی ہین کہ کسیکو خدائی مین شریک کری یعنی جیسی اللہ تعالی واجب الوجود ہی ایسا ہی کسی

دوسرے کو مستقل بالذات واجب الوجود سمجھی یا جسطرح خدا کو مستحق عبادت جانتی ہین دوسرے کو مستحق عبادت جانتی
اور وقت ذکر ولادت شریف کھڑا ہوکر مدح وسلام پڑہتی ہین یہ دونو باتین نہین پھر شرک کیسا اور اگر
متقدمین یعنی عقاید حنفی کا کلام نہین سنتی اپنی متاخرین ہی کا کلام سنو مولوی اسمعیل صاحب تقویت الایمان کی
فصل شرک فی العبادۃ مین کہتی ہین اللہ کی سی تعظیم کسی اور کی نکی چاہیئی اور جو کام اوسکی تعظیم کی ہین دو
اور وہ کسی واسطی تجویز کی ہی کلامہ اب قیام کو دیکھنا چاہیئی کہ خاص اللہ تعالی کی واسطی ہی یا اور کسی کی واسطے
بھی ہی اور قیام دست بستہ عبادت بھی ہی یا نہین سو مولوی اسمعیل صاحب کی دادا پیر شاہ عبدالعزیز تفسیر
عزیزی پارہ الم مین لکھتی ہین درحقیقت چیزیکہ نماز از غیر نماز تمیز پیدا کند ہمین دو فعل اند رکوع و سجود و قیام
اختصاص بنماز بلکہ بعبادت ہم ندارد انتہی اور علامہ حلبی نی لکھا ہی شرح کبیر منیہ مین القیام لم یشرع عبادۃ
وحدہ وذلک لانہ لا یسجود غایۃ التخضوع حتی لو سجد لغیر اللہ یکفر بخلاف القیام شاہ صاحب اور حلبی کی عبارت
سی ظاہر ہوگیا کہ قیام خود فی نفسہ عبادت نہین اور نہ کہ نماز اور عبادت کی ساتھ اسکو خصوصیت پس اللہ
کی خاص تعظیمو مین قیام کو شمار کرنا خود اپنی بزرگون کی کلام کو رد کرنا ہی خلاصہ یہہ کہ نماز مین جو قیام عبادت
گنا جاتا ہی وہ بباعث اشتمال چند قیود کی عبادت گنا گیا ہی طہارت کاملہ اور استقبال قبلہ کا شرط ہونا
قرأت کا واقع ہونا اور وسیلہ للتکرار الرکوع والسجود ہونا اگر نماز مین ان باتون کا خیال نہوتا تو نماز مین قیام
مشروع نہوتا بخلاف سجدہ ورکوع کی کہ یہہ خود عبادت اصل مقصود ہے اور خاص خدا تعالی کا حق ہی اسلیی قرآن
حدیث ناطق ہین اسپر کہ غیر اللہ کو سجدہ جایز نہین اب اس سجدہ کا حال کتب معتبرہ سی سنیئی مولوی اسحق صاحب
ماتہ مسایل کی مسئلہ سی ۳۳ وسوم مین لکھتی ہین سجدہ کردن غیر خدا را قبر باشد یا غیر قبر حرام و کبیرہ است و اگر بجہت
عبادت غیر خدا را سجدہ کند موجب کفر و شرک است انتہی اور یہی مضمون تفسیر عزیزی پارہ الم مین ہے اب دیکھنی
انکی بزرگوار تو عین سجدہ مین بھی تفریق کرتی ہین کہ عبادت کی لئی دوسری کو سجدہ کرنا شرک ہی اور
اگر نیت عبادت کی نہین تو حرام ہی شرک نہین حضرت مجدد الف ثانی جلد ثانی مکتوبات کی مکتوب نود و دوم
مین لکھتی ہین بعضی از فقہا ہر چند سجدہ تحیت بسلاطین تجویز نمودہ اند اما لایق حال سلاطین عظام آن ست کہ
درین امر بحضرت حق سبحانہ وتعالی تواضع نمایند انتہی اس عبارت سی معلوم ہوا کہ بادشاہونکی لئی بھی بعض

فقہانی سجدہ کرنا جایز لکھا ہی لیکن حضرت مجدد فرماتی ہین کہ بادشاہونکو تواضع اور عاجزی چاہیئی لوگون
سی سجدہ نکراوین جب عبادت مخصوصہ جو خاص خدا کا حق تھا یعنی سجدہ بغیر نیت عبادت کی شرک نہوا بلکہ بعض
فقہانی جایز بھی رکھا بقول حضرت مجدد افسوس ان زبان دراز ونکی تعدی اور عدم مبالات پر کہ بغیر فقط قیام
جو ہر گز اصل عبادت نہین شرک اور کفر کسطرح ہوسکتا ہی واضح ہو کہ پہلے امت مین سجدہ بھی دوسرونکو واسطے
تعظیم کی جایز تھا یوسف علیہ السلام کی پاس جب وہ مکی باپ یعقوب علیہ السلام اور اونکی خالہ اور سب بھائی
ملک مصر مین آئی جب ملاقات یوسف علیہ السلام سی ہوئی تو اوسوقت کا حال قرآن شریف مین ہے خروا لہ سجدا
یعنی حضرت یوسف کی والد اور خالہ اور بھائی یہ سب حضرت یوسف کی آگی سجدہ مین گر پڑی تحیۃ کا اور اسیطرح جب
آدم علیہ السلام کی لئی فرشتون کو حکم دیا سجدہ کا قلنا للملئکۃ اسجدوا لادم اوسوقت سب فرشتون نی سجدہ
کیا آدم کو سوای شیطان ملعون کی چنانچہ قرآن شریف مین ہے فسجدوا الا ابلیس یہہ ذات شریف اوسوقت غرور
مین رہے سجدہ نکیا جھنمی بن گئے لعنت کا طوق گلی مین پڑا امام فخرالدین رازی نی پارہ تلک الرسل مین لکھا ہی
ان الملئکۃ امروا بالسجود لاجل ان نور محمد علیہ السلام فی جبہۃ آدم اور شاہ عبدالعزیز نی لکھا ہی کہ فرشتون نے
جو سجدہ کیا آدم علیہ السلام کو اور اخوان یوسف نی یوسف علیہ السلام کو وہ عبادت کی لئی نہ تھا ایسا سجدہ
کبھی جایز نہین ہوا کیونکہ یہہ محرمات عقلیہ سی ہی اور محرمات عقلیہ کبھی نہین بدلتی بلکہ وہ سجدہ تعظیمی تھا اب
اس امت مین وہ بھی حرام ہی انتہی المحضا اس تحقیق سی معلوم ہوا سجدہ تعظیمی اس امت مین حرام تو ہی لیکن
شرک اور کفر نہین جب عبادت خاصہ مخصوصہ باریتعالی کا یہ حال ہو پھر قیام کسطرح شرک ہوسکتا ہے اگر ہاتہ
باندہ کر کھڑا ہونا شرک ہوتا کبھی علماء دین واسطہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جایز نہ کہتی قبر شریف کی زیارت
مین صاحب جذب القلوب لکھتی ہین وقت سلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقوف در انجناب باعظمت
دست راست را بر دست چپ نہد چنانچہ در حالت نماز کردانی کہ از علماء حنفیہ است تصریح باین معنی کردہ اند انتہی
اور ملا علی قاری نی بھی کردانی سی یہ ہاتہ باندہنا مثل نماز کی نقل کیا کتاب در المضیئہ مین اور مدینہ جاوے
خوب جانتی ہین کہ وہان اسی پر عمل ہی اور اسکی خلاف پر کہ ہاتہ باندہ کر کھڑا ہونیکو منع کرین ہر گز عمل نہین
اور علامہ محمد بن سلیمان مکی شافعی نی کتاب حاشیہ منا سک خطیب شربینی مین لکھا ہی خالا ولی لہ وضع

یمینہ علی یسارہ کما اقتصر علیہ فی الحاشیۃ واقرہ ابن علان و آخر کلامہ فی البحر ہو شیر الی المیل الیہ انتہی اور فتاوی عالمگیریہ مین ہے درباب زیارت قبر شریف وقیف کما یقف فی الصلوۃ اب دیکھی سب علما شافعی وحنفی نماز کی سا ہاتھ باندہ کر کہتی ہین کہ جسطرح نماز مین ہاتھ باندہ کر کھڑی ہوتی ہین اوسیطرح حضرت کی روضہ مبارک کی سامنی باادب کھڑا ہو اب اسمین دو احتمال ہین یا تو یہہ علما سمجھی ہین کہ ہاتھ باندہکر باادب کھڑا ہونا کچھ عبادت نہین اور نہ مخصوص خدا کی ساتھہ جیساکہ کلام شاہ عبدالعزیز وغیرہم سی ہم نقل کرچکی پس جب کہ مخصوص خدا کی ساتھہ نہین تو کیا مضائقہ جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیواسطی اسطرح کھڑی ہون اور دوسرا احتمال یہہ ہی کہ اگر ہاتھہ باندہ کر کھڑا ہونا خاص ہے اللہ تعالی کی ساتھہ تو شاید یہہ سمجھا ہو کہ رسول اللہ کی تعظیم مین کھڑا ہونا غیر اللہ کی تعظیم نہین بلکہ یہہ گویا خود اللہ کی تعظیم ہے چنانچہ بعض آیات سی یہہ مضمون مفہوم ہوتا ہی قرآن شریف مین من یطع الرسول فقد اطاع اللہ یعنی جسنی رسول کی اطاعت کی تحقیق اوسنی اللہ ہی کی اطاعت کی اور دوسری جگہہ فرمایا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ شاہ عبدالقادر صاحب نے اس آیتہ کا ترجمہ یہ کیا ہی جو لوگ ہاتھہ ملاتی ہین تجھسی وہ ہاتھہ ملاتی ہین اللہ سی انتہی اور تفسیر روح البیان مین ہے کان المقصود بالمبایعۃ منہ علیہ السلام المبایعۃ مع اللہ وانہ علیہ السلام انما ہو سفیر ومعبر عنہ تعالی وبھذا الاعتبار صاروا کانہم یبایعون اللہ وبالفارسیۃ آنانکہ بیعت می کنند باتو جزین نیست کہ بیعت می کنند باخدای چہ مقصود بیعت اوست برای طلب رضای اوست انتہی کلام روح البیان اور وقت بیعت جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھہ لوگون کے ہاتھہ پر تھا اوسکو قرآن شریف مین یون فرمایا ہی ید اللہ فوق ایدیھم شاہ عبدالقادر نی معنی اسکی لکھی کہ اللہ تعالی کا ہاتھہ ہی اوپر اونکی ہاتھون کی اور تفسیر مدارک مین ہے ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التی تعلو ایدی المبایعین ہے ید اللہ تعالی واللہ منزہ عن الجوارح وعن صفات الاجسام وانما المعنی تقدیر ان عقد المیثاق مع الرسول کعقدہ مع اللہ من غیر تفاوت بینہما یعنی رسول کی بیعت گویا اللہ کی بیعت ہے کچھہ فرق نہین خلاصہ کلام یہہ کہ اگر یہہ قیام دست بستہ عبادت نہین چنانچہ مذہب علما وقول فقہا یہی ہی تو محفل مولد شریف مین کھڑا ہونا شرک اور کفر ہرگز نہوا اور اگر اسکو زبان زوری ہی خواہ نخواہ خلاف علما دین کی عبادت قرار دیتی ہو تو بہی ہم جواب دینگی

کہ اگر یہہ عبادت ہی تو بہی اللہ ہی کیواسطی ہی یعنی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پیدا ہونا ہماری لئی بڑی نعمت ہے اور اللہ تعالی کی رحمت ہی جسوقت اس ظہور نعمت کا بیان ہوتا ہی ہم تعظیما کھڑی ہوجاتی ہین بدا نیتی کہ ای اللہ تعالی سہی تیری اس نعمت بھیجی ہوئی کو عظیم جانا اسمین دو باتین حاصل ہوئین ایک یہہ کہ تعظیم مثل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کیونکہ اسکی تشریف آوری عالم دنیا کا ذکر سنکر بہیئت تعظیم کھڑی ہوگئی دوسرے یہہ کہ یہی تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم بعینہ تعظیم ہوگئی اللہ تعالی کی کیونکہ نعمت کی تعریف خود منعم کی تعریف ہے اور نعمت کی تعظیم سلسلہ منعم کی تعظیم ہے پس یہہ دست بستہ کھڑا ہونا درحقیقت منعم حقیقی کی سامنی سے شکریہ عطاء نعمت مین اب خیال فرمایئی کہ اس معنی کو شرک اور کفر سی کیا علاقہ فماذا بعد الحق الا الضلال

ایک قباحت کا جواب تو ہوچکا اب **دوسری قباحت کا جواب** سینی کہ تمام مولد شریف پڑہنی والی اپنی زبان سی خوب تصریح اور توضیح سی تعین یوم ولادت کی شرح کرتی ہین مثلا شاہ اسمٰعیل صاحب کی مولد شریف مین ہے بارہوین تاریخ ربیع الاول کی صبح صادق کی وقت پیر کی دن حضرت پیدا ہوی اور مولد شریف غلام امام شہید مین ہی بارہوین تاریخ ربیع الاول دوشنبہ کی دن وقت صبح صادق بعد چہہ ہزار سات سو پچاس برس کی زمانہ آدم سی اسی قسم کی عبارتین بالقلوب وغیرہ رسایل میلاد یہ اردو زبان مین ہین اور عربی مولد برزنجی مین ہے ولما تم من حملہ تسعۃ اشہر قمریۃ ولدتہ صلی اللہ علیہ وسلم بیتا الآسناہ اور علامہ عرب مدنی کی مولد مین ہے ثمان عشر من ربیع اول ہو فی یوم الاثنین المفخم فی المجد بس مکتوب ہونا ان رسایل مین روز وشہر وسال ولادت کا صاف اقرار ہی کہ آپ اوس زمانہ مین پیدا ہوی شبہ کہ اب محفل مین پیدا ہوی نعوذ باللہ منہا **اب تیسری قباحت کا جواب بہ نسبت تشریف لانی روح پرفتوح صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سُننا چاہیئی** کہتی ہین کہ حضرت کی نسبت یہ عقیدہ رکھنا کہ جہان مولود پڑہا جاتا ہی وہان تشریف لاتی ہین شرک ہی ہر جگہہ موجود خدای تعالی ہی اللہ سبحانہ اپنی صفت دوسری کو عنایت نہین فرمائی **جواب** خدای تعالی کی حاضر ہونی کی حقیقت یہہ ہی کہ عظمت اور وسعت عرش عظیم کی اور فراخی کرسی کی خیال کرو کہ اونکی آگی سات آسمانون کی کیا حقیقت ہی پھر کرہ ناری اور ہوائی اور مائی کو خیال کرو کہ آسمان کی آگی اونکی کیا وسعت ہے پھر اون کرات کی

آگی زمین کو دیکھو کہ اوسکی وسعت کو کرات سی کیا نسبت ہے پھر زمین کی چوتھائی حصہ کو دیکھو جو پانی سی
باہر نکلا ہوا ہی پہر اوس پر باہر نکلے ہوئی مین جنگل اور پہاڑ اور ریستان کسقدر ہین اور آدمیون سے آباد کسقدر ہین
اور اوس آباد مین کھار کسقدر ہین اور مسلمانون مین مولد شریف کرنیوالی کسقدر ہین اور نہ
کرنی والی کسقدر پس ان سب مراتب کی خیال اور فکر کرنی سی فرق معلوم ہوجاویگا مرد منصف کو کہ
اللہ تعالی کا حاضر ہونا تو اس درجہ مین ہی کہ عرش کرسی آسمان لوح وقلم ساتون زمین اور جمیع جبال
وبحار ویران وعمرانات وغیرہ ہر مکان ہر زمان ہر آن کی نسبت وہ حاضر اعتقاد کیا گیا ہے اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جسنے یہ اعتقاد کیا کہ وہ مواقع مولود خوانی مین تشریف لی آتی ہین تو یہہ زمانہ اور وہ
مواقع بہ نسبت دن تمام ازمنہ اور مقامات مذکورہ بالا کی کس شمار اور کس حصہ مین داخل ہین کہ بس ان مواقع
مین تشریف لانیسی اللہ تعالی کی ساتھہ برابری لازم آگئی اور شرک ہوگیا نعوذ باللہ منہ اور عقیدہ اہل سنت
والجماعت کا یہہ ہی کہ اللہ تعالی کی صفت اوسیطرح اور اوسی حقیقت سے کہ اللہ تعالی کی ساتھہ خاص ہی دوسرے
مین نہین ہوتی اور خصوصیت کی معنی یہہ ہین کہ یوجد فیہ ولا یوجد فی غیرہ اور روی زمین پر کل جگہ موجود ہوجانا
کچھہ خاصہ مخصوص خدا کی ساتھہ نہین تفسیر معالم التنزیل اور رسالہ برزخ جلال الدین سیوطی اور شرح مواہب علامہ
زرقانی مین ہے کہ ملک الموت قابض ہے جمیع ارواح جن وانس وبہایم اور جمیع مخلوقات کا اور اللہ تعالی نی
کردیا ہی دنیا کو اوسکی گی مثل چھوٹی خوان کی اور ایک روایت مین آیا ہی مثل طشت کی فیقبض من ہہنا
وہہنا یعنی ادہر سے لیلیتا ہے جانکو اور اودہر سے اب خیال کرو کہ ایک آن مین مشرق سی مغرب تک
کسقدر چیونٹی مچھر کیڑی مکوڑی اور چرند پرند درند اور آدمی مرتی ہین ہر جگہ ملک الموت موجود ہوتا ہے
اور مشکوۃ مین ہی کہ ملک الموت وقت موت میت کی سرہانی ہوتا ہی مومن کی بھی اور کافر کی بھی یہ
حدیث طویل ہی اور قاضی ثناء اللہ نی تذکرہ الموتی مین نقل کیا ہی ایک حدیث کو طبرانی اور ابن مندہ
سے اوسمین یہہ بھی ہی کہ ملک الموت نی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی بیان کیا کہ ایسا کوئی گھر نہین نیک
یا بد آدمیونکا جسکی طرف مجھکو توجہ نہو رات دن دیکھتا رہتا ہون اور ہر چھوٹی بڑی کو ایسا پہچانتا ہون
کہ وہ خود بھی نی کو اسقدر نہین پہچانتی اور یہہ بھی روایت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سی کی ہی کہ ملک الموت

نماز ونکی وقت آدمیونکو دیکھتا ہی جسکو دیکھتا ہی کہ یہہ ہمیشہ نماز پڑہتا رہا اوس سے شیاطین کو دفع کرتا ہے
اور کلمہ طیبہ تلقین کرتا ہی ان احادیث سی معلوم ہوا کہ ملک الموت ہر جگہ حاضر ہے پہلا ملک الموت علیہ السلام
تو ایک فرشتہ مقرب ہی دیکھو شیطان ہر جگہ موجود ہے درمختار کی مسائل نماز مین لکہا ہی کہ شیطان اولاد
آدم کی ساتھہ دن کو رہتا ہی اور اوسکا بیٹا آدمیون کی ساتھہ رات کو رہتا ہی علامہ شامی نی اوسکی شرح مین
لکہا ہے کہ شیطان تمام نی آدم کی ساتھہ رہتا ہی مگر جسکو اللہ نی بچا لیا بعد اسکی لکہا ہی واقدرہ علی ذلک
کما اقدر ملک الموت علی قبض روحک یعنی اللہ تعالی نی شیطان کو اسبات کی قدرت دیدی ہی جسطرح ملک الموت
کو سب جگہہ موجود ہونی پر قادر کردیا ہی انتہی کلام اب عالم اجسام محسوسہ مین اسکی مثال سمجہنی کو کوئی آدمی مشرق
سے مغرب تک آبادی دنیا کی اگر سیر کری جہان جاویگا چاند کو موجود پاویگا اور سورج کو بہی پاویگا پہر اگر وہ
کہی کہ ایک چاند سب جگہہ موجود ہی اور ایک سورج سب جگہہ موجود تمہاری قاعدہ سی چاہیئی وہ کافر ہوجاوی کہ اوسنے
چاند کو ہر جگہہ موجود کہا حال آنکہ تحقیق یہہ ہے کہ وہ مشرک ہی نہ کافر خاصہ مسلمان ہی پس اسیطرح سمجہو کہ جب سورج
سب جگہہ یعنی اقالیم سبعہ مین موجود ہو کہ وہ چوتھی آسمان پر ہے روح نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو ساتوین آسمان پر
علیین مین موجود ہی اگر وہان سے آپکی نظر مبارک کل زمین کی چند مواضع ومقامات پر پڑجاوے اور ترشح
انوار فیضان احمدی سی کل مجالس مطہرہ کو ہر طرف سی مثل شعاع شمس محیط ہوجاوے کیا محال اور کیا بعید ہے علامہ زرقانی
نی ابو الطیب کا شعر شرح مواہب لدنیہ کی فصل زیارت قبر شریف مین نقل کیا ہی

کالشمس فی وسط السماء ونورہا	یغشی البلاد مشارقا ومغاربا	کالبدر من حیث التفت رایتہ
یہدی الی عینیک نورا ثاقبا		

یعنی جسطرح سورج آسمان کی بیچ مین ہے اور روشنی اوسکی پہیلی ہوئی ہی مشرق
سے مغرب تک اور جسطرح چاند جہان سے تو اوسکو دیکھی اوسی جگہہ سی تیری آنکہون مین نور بخشے گا انتہی کلامہ فرق
یہہ ہی کہ سورج اور چاند کی دیکہنے کی آنکہ اللہ تعالی نی کہول رکہی ہی اوسکی ذریعہ سی بینا آدمی دیکہکر کہدیتا ہی چاند
ہر جگہہ موجود ہی اندہا مادرزاد یون کہیگا کہ چاند کہین نہین پس اسیطرح روح نبوی کا دیکہنا موقوف ہی اللہ تعالی
کی عنایت پر اگر وہ آنکہ باطنی کہول دی اور پردہ اوٹہادی ہر جگہہ انسان جلوہ احمدی دیکہہ سکتا ہے علامہ زرقانی
شرح مواہب جلد ثالث مین تذکرہ قرطبی سے نقل کرتی ہین ان موت الانبیا انما ہو راجع الی ان غیبوا عنا

بحیث لا ندرکہم و انکانوا موجودین احیاء ولا یراہم احد من نوعنا الا من خصہ اللہ تعالی بکرامۃ من اولیاءہ یعنی
موت انبیاء کی مثل اتنی ہی کہ وہ ہمسی چھپائی گئی ہمکو نظر نہیں آتی اگرچہ وہ زندہ موجود ہین پر ہم مین سی
کوئی اونکو دیکھ نہین سکتا مگر یہ کہ کسی ولی کو خدا تعالی دکھلاوی امام شعرانی نی میزان مین لکھای قد بلغنا

عن ابی الحسن الشاذلی تلمیذہ ابی العباس المرسی و غیرہما انہم کانوا یقولون لو احتجبت لہ رویۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
طرفۃ عین لاعددنا نفسنا من جملۃ المسلمین دیکھیو ابوالحسن شاذلی وغیرہ اولیا فرماتی ہین کہ اگر ایک پل جھپکنے کی
برابر بھی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمسی چھپ جاوین تو ہم اپنی تئین مسلمان نجانین اتنی اور ہونا روح انبیا علیہم
السلام کا علیین مین ساتوین آسمان پر جو منہی بیان کیا یہ تفسیر عزیزی کی بیان علیین ہین دیکھو لیکن
باوجود ہونی علیین کے آپکی روح کو قبر شریف سی بھی اتصال قوی ہی ہر زائر کو جانتی ہین کہ کون زیارت کو
آیا اور سب کو سلام کا جواب دیتی ہین قبر مین جسم مبارک زندہ ہی زرقانی نی لکھای ان نبینا بالرفیق
الاعلی و بدنہ فی قبرہ یرد السلام علی من یسلم علیہ اب فکر کرنا چاہیے جب چاند سورج ہر جگہ موجود اور ہر جگہ زمین
پر شیطان موجود ہی اور ملک الموت ہر جگہ موجود ہی تو یہ صفت خاص خدا کی کہان ہوئی جسمین رسول کریم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شریک کرنے سے مشرک اور کافر ہوجاوین معاذ اللہ اور تماشا یہ کہ اصحاب محفل میلاد
تو زمین کی تمام جگہ پاک ناپاک مجالس مذہبی و غیر مذہبی مین حاضر ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں دعوی
کرتی ملک الموت اور ابلیس کا حاضر ہونا اوس سے بھی زیادہ تر مقامات پاک ناپاک کفر غیر کفر مین پایا جاتا ہی

اب تحقیق لکھی جاتی ہی سیر ارواح کی واضح ہو کہ ارواح انبیا کا چلنا پھرنا فقہ اور حدیث سے
ثابت ہی معراج کی حدیثون مین وارد ہی کہ آپ ارشاد فرماتی ہین کہ مینی اپنی تئین انبیا کی جماعت مین دیکھا
یہ موسی علیہ السلام نماز پڑھتی ہین یہ عیسی پڑھتی ہین یہ ابراہیم پڑھتی ہین فحانت الصلوۃ فاممتہم یعنی
اتنی مین نماز کا وقت آگیا مین اونکا امام ہوا روایت کیا اسکو مسلم نی اور قرطبی نی ابن عباسؓ سی بھی
روایت کی ہی کہ بیت المقدس مین اللہ تعالی نی آدم سی لیکر کل انبیا کو جمع کر دیا ثمات جماعتین حضرت کے
پیچھی تھین اور فتاوی سراجیہ کی باب سمایل متفرقہ مین ہے امامۃ النبی علیہ السلام لیلۃ المعراج للارواح الانبیاء
علیہم السلام کانت فی السماء ان روایات فقہ وحدیث سی ثابت ہوا کہ سب پیغمبرون کی روحین

اپنی اپنی مقامات سی سمٹ کر بیت المقدس مین حاضر ہوگئین اور نماز یہان آکر پڑھی اور مشکوۃ مین مسلم سی روایت ہے
کہ ابن عباس فرماتی تھین کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساتھ چلی جاتی تھی مکہ اور مدینہ کی بیچ مین جب
ایک جنگل مین گذری پوچھا حضرت نی یہ کونسا جنگل ہی صحابہ نی کہا یہ وادی الازرق ہی فرمایا حضرت نے
گویا مین دیکھتا ہون موسی علیہ السلام کو پھر حضرت نی اونکا رنگ اور بالونکا حال بیان فرمایا کہ موسی رکھی ہوئی ہین
دونون کانون مین انگلیان جیسی جسطرح اذان مین اور آواز بلند ہے اونکی ساتھ تلبیک کی گذری چلی جاتی
ہین اسی جنگل سی کہا ابن عباس نے کہ ہم آگی چلی تو ایک پہاڑ کی گھاٹی پر پہنچی پوچھا حضرت نی یہ کونسی گھاٹی
کونسا پہاڑ ہی صحابہ نے کہا یہ پہاڑ یا تو ہرشا ہی یا لفت ہی آپ نی فرمایا گویا مین دیکھتا ہون یونس علیہ السلام
کو سرخ اونٹنی پر سوار پشمینہ کا جبہ پہنی ہوی اوسکی اونٹنی کی مہار پوست خرما کی ہی اسی جنگل مین چلا جاتا ہے
حج کی لئی تلبیک کہتا ہوا روایت کی یہ حدیث مسلم نی کہا شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نی چون اتفاق است

بر حیات انبیا علیہم السلام بحیات حقیقی دنیاوی لیکن محجوب از نظر عوام پس بتحقیقت نمود ایشان را بجمیع جمع و
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی منام و فی مثال و فی اشتباہ و فی اشکال اور قسطلانی نی بھی مواہب مین اس معنے
کی طرف اشارہ کیا ہے و قیل ہو علی الحقیقۃ لان الانبیاء احیاء عند ربہم یرزقون فلا مانع ان یحجوا فی ہذہ الحالۃ
کما فی صحیح مسلم عن انس انہ صلی اللہ علیہ وسلم رای موسی قائما فی قبرہ یصلی قال القرطبی حینئذ لیہم العبادۃ کما ہم
یتعبدون بہا بعد وفاتہ ان احادیث و عبارات محدثین سی معلوم ہوا کہ ارواح انبیا حج اور نماز وغیرہ عبادتین
کرتی پھرتی ہین جو اونکی دل مین آوی اور مشکوۃ کی باب المعراج مین بخاری اور مسلم کی حدیث سب کو یاد ہوگی کہ
اوسمین بیان ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہلی آسمان پر حضرت آدم ملی دوسرے پر حضرت یحیی اور عیسی تیسرے
مین حضرت یوسف چوتھی مین حضرت ادریس پانچوین مین حضرت ہارون چھٹی مین حضرت موسی

ساتوین مین حضرت ابراہیم اب دیکھی آسمان پر جانی سی پہلی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام
ارواح کل انبیا کی بیت المقدس مین ملی تھین اور نماز حضرت کی پیچھی پڑھی تھی اب یہ ارواح انبیا آسمانون
ملین اور روایت ہی کہ جب آپ معراج کو تشریف لیجاتی تھی موسی علیہ السلام کو دیکھا قبر مین نماز پڑھتی ہین
پھر اوٹھون نے بیت المقدس مین آپکی پیچھی نماز پڑھی پھر چھٹی آسمان پر ملے یہ تینون روایتین صحیح مسلم مین ہین

امام ہونا
نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کا مسجد
کی رات دو مرتبہ
ارواح انبیا
علیہم السلام
کی نفل نماز
مین اقتدا ۱۲

۱۲ ۱۲ ۱۲
۱۲ ۱۲ ۱۲

صاحب موصوف نے
دو قسمین حیاتی مین بیان کئے
اور مین اب یہ
دیکھنا حقیقی اپنا کیا کہ
زندہ ہین آپ
پروردگار کی تو دیکھی
مین اونکو روزی دی جاتی
کہ پھر یہ مشکل نہین
کہ دو قسم کی حیات مین اس
حیات مین جو حضرت
سلم مین ہے کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے موسی
علیہ السلام کو قبر مین
نماز پڑھتی دیکھا اپنی کی
قبر مین نماز پڑھنی
روز مرہ کی عبادت
سے دو عبادت
کرتی ہین جو عبادت
اونکی دل مین آوی ۱۲

۱۲
۱۲
۱۲

زرقانی فی موضع حیات فی القبر مین اس تعارض کو یون اوٹھایا ہی کہ انبیا علیہم السلام کی کہانی مینی کی یی فراغت
کی مقامات ہین جہان چاہین جائین پھر چلے آئین فللانبیا مراتع ومسارح یتصرفون فیہا شاؤ ثم یرجعون خیال کا مقام
کہ یہ کسقدر حرکت ہوئی ہر آسمان اسقدر موٹا ہے جسقدر پانسو برس کا رستہ ہو وی ادر زمین سی آسمان تک اور
ہر آسمان سی دوسری آسمان تک پانسو پانسو برس کا رستہ ہے پس اس تحقیق کی موافق ایک وقت عرصہ مین آدم علیہ السلام
کی روح ایک ہزار برس کا رستہ اور یحیی وعیسی علیہما السلام کی دو دو ہزار برس کا رستہ علی ہذا القیاس باقی
علیہ السلام کی روح چھ ہزار برس کا رستہ اور ابراہیم علیہ السلام کی روح سات ہزار برس کا رستہ طی کرگی
اس سرعت سیر کو یاد رکھو عنقریب ہم کچھ فائدہ اسپر مرتب کرینگی اور لکھا شرح مواہب لدنیہ مین خاتمۃ المحدثین علامہ
زرقانی فی لایمنع رؤیتہ ذاتہ علیہ السلام بجسدہ وبروحہ وذلک لانہ وسائر الانبیا صلی اللہ علیہم وسلم اموات
الیہم وارواحہم بعد ما قبضوا واذن لہم فی الخروج من قبورہم للتصرف فی الملکوت علوی وسفلی یہ مضمون تفسیر
الحلک سی جلد اول کی شروع مین نقل کیا ہی فائدہ مولف براہین قاطعہ کا یہ اعتراض اور وہابا لگانا
مین کہ مولف انوار نی کلام زرقانی مین لفظ والتصرف کی جگہ للتصرف بنا دیا اور تصرف کی معنی عرفی بنالئے
یہ دونون دعوی بالکل غلط ہین دیکھو مطبع میریہ مصر سنہ ١٢٧٨ بارہ سو اٹہتر کی چھپی ہوئی شرح مواہب زرقانی
جلد اول صفحہ ١١ کی سطر اول کہ اوسمین للتصرف لکھا ہوا ہی یا اللہ ہوئی تہمتون سی بچایئو اور دوسری اعتراض
کا یہ حال ہی کہ مینی حاشیہ پر جو ترجمہ اس عبارت کا لکھا ہی انوار ساطعہ مطبوعہ اولی وثانیہ دونون مین بعینہ
لفظ تصرف نقل کردیا ہے دیکھی جسکا جی چاہے وجہ یہ تہی کہ تصرف جسوقت باب تفعیل کا مطاوع واقع ہوتا ہے
اوسوقت اوسکی پہرنی کی معنی ہوتی ہین مرفتہ فتصرف یعنی مینی پہرایا اوسکو وہ پہر گیا یہ قاموس مین ہے
اور جب موقع مطاوعت کا نہین ہوتا تو معنی یہہ ہوتی ہین (تصرف دست در کاری کردن) جیسا کہ
صراح اور منتخب مین ہے اب جاننا چاہئی کہ ارواح کاملہ کی نسبت دونون معنی ثابت ہین بنا علیہ تصرف
کی معنی مین مینی تصرف نہ کیا تہا وہ ہی لفظ تصرف قایم رکھا تہا جسکا جی جس معنی کو چاہی وہ ہی سمجہ لی
پس یہہ اعتراض بھی غلط ہے کیونکہ مینی تصرف کی معنی اردو نہین بنائی اور معلوم نہین معترض کو تصرف
ارواح کاملہ مین کیون بحث ہی اسبات کو علما معقول تک مان چکی ہین کہ نفس ناطقہ قدسیہ جو کامل

درجہ کی حکمت علمیہ وعملیہ کو جامع ہوتا ہی جسوقت بدن سے نکل جاتا ہی عقول مدبرہ مین داخل ہوجاتا ہی اور
اس عالم مین اپنا اثر پہنچاتا ہی شیخ الرئیس اور ارسطاطالیس وغیرہ کی کلام مین اسکی تصریح موجود ہے اور ہمارے
حکمار دین بھی اسکو تسلیم کرتی ہین علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فالمدبرات امرا کی تفسیر مین لکھتی ہین
او صفات النفوس الفاضلۃ حال المفارقۃ فانہا تنزع عن الابدان غرقا ای تنزع شدیدا من اغراقی النازع
فی القوس فتنشط الی عالم الملکوت وتسبح فیہ فتسبق الی حظائر القدس فتصیر بہا قوۃ تہا من المدبرات
یعنے یا یہہ بات ہی کہ نفوس فاضلہ کی صفتین مراد ہین کہ قہر سے نفوس ناطقہ فاضلہ کی جب وہ بدن سے نکلتی
ہین خوش ہوکر عالم ملکوت مین جاتی ہین وہان تیرتی پہرتی ہین اور اپنی شرف وقوت کی باعث داخل ہوجاتے
ہین مدبرات مین یعنی اونمین جو کہ تدبیر عالم کرتی ہین اور روح البیان مین ہے ثم ان النفوس الشریفۃ
للابعدان تظہر منہا اثار فی ہذا العالم سواء کانت مفارقۃ عن الابدان اولا بعد ان سمعت کہا
بل ہو بعد مفارقۃ البدن اشد تاثیرا وتدبیرا لان الجسد حجاب فی الجملہ یعنی کچھ بعید نہین کہ نفوس شریفہ سے
اثر ظاہر ہوون اس عالم مین خواہ وہ اپنی بدن مین موجود ہون یا نکل گئی ہون بلکہ مفارقت بدن کی بعد
زیادہ تر تاثیر اور تدبیر اونکی ظاہر ہوتی ہی کیونکہ بدن عنصری ایک قسم کا حجاب تہا وہ اوٹھہ گیا اور
نقل کرچکی ہم نور دوم لمعہ ثانیہ جمعرات کی فاتحہ مین تذکرۃ الموتی والقبور سی کہ اولیا حکم شہدا مین ہین
اور انبیا وصدیقین شہدا سی بہی افضل ہین اونکی روحین زمین وآسمان وبہشت مین جہان چاہتی ہین جاتی ہین
اپنی دوست اور معتقدونکی مدد کرتی ہین دشمنون کو ہلاک کرتی ہین انتہی اور انتباہ الاذکیا تصنیف
علامہ سیوطی رحمۃ اللہ مین ہی المنظر فی اعمال امتہ والاستغفار لہم من السیئات والدعاء بکشف البلاء عنہم و
التردد فی اقطار الارض بحلول البرکۃ فیہا وحضور جنازۃ من مات من صالحی امتہ فان ہذہ الامور من اشغالہ
کما ورد بذلک الاحادیث والآثار اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہہ بات احادیث واثار سے ثابت ہی کہ آپ
نظر فرماتی ہین اعمال امت مین اونکی گناہونکی بخشش مانگتی ہین اور موقع بلا کی لئی دعا فرماتی ہین اور حدود زمین
مین پہرتی ہین برکت دیتی ہوئی اور جب امت کا کوئی نیک آدمی مری اوسکی جنازہ پر تشریف لاتی ہین
یہ آپ کی اشغال ہین عالم برزخ مین اور روح البیان آخر سورۂ تبارک الذی مین ہے قال الامام الغزالی

رحمہ اللہ تعالی والرسول علیہ السلام لہ الخیار فی طواف العوالم مع ارواح الصحابۃ رضی اللہ عنہم بقدر ما یشاء من الاولیاء اس سے معلوم ہوا کہ کچھ ہی زمین کی خصوصیت نہیں بلکہ تمام عالمون میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع ارواح صحابہ پھرتی ہین ہمت اولیائی آپ کو دیکھا ہی اور شاہ ولی اللہ صاحب در تہمین کی حدیث سابع عشر من لکھتی ہین اخبرنی سیدی الوالد قال اخبرنی شیخ السید عبد اللہ القاری قال حفظت القران علی قاری زاہد کان لیکن فی البریۃ فبینا نحن نتدارس القران اذ جار قوم من العرب یقدمہم سید ہم فاستمع قراءۃ القاری وقال بارک اللہ اویت حق القران ثم رجع وجار رجل آخر بذلک لذی فاخبران النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخبرہم البارحۃ انہ سیذہب لی البریۃ الفلانیہ لاستماع قراءۃ قاری ہناک فعلمنا ان السید الذی کان یقدمہم ہو النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال وقد رایتہ بعینی ہاتین یعنی خبر دی مجکو میری والد سردار نی اور کہا اونہون نے کہ خبر دی مجکو سید سے پیر سید عبد اللہ قاری نی کہا سید عبد اللہ نی کہ مینی قرآن حفظ کیا ایک قاری زاہد سی جو جنگل مین رہتی تہی ایک بار ہم قرآن پڑہ رہی تہی اتنی مین عرب کی آدمی آئی اونکا سردار آگی تہا اوسنی قاری کا پڑہنا سنکر کہا اللہ تعالی برکت کری کہ تونی قرآن کا حق ادا کیا پہر وہ چلی گئی اور ایک آدمی دوسرا اونہی عرب والونکی وضع کا آیا اور کہنی لگا کہ کل رات کو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی خبر دی تہی کہ ہم فلان جنگل مین رہتا ہی قاری کا قرآن سنی جائینگے جسلیے وس آدمی نی یہ بات سنائی ہمنی جان لیا کہ وہ سردار جو آئی تہی وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تہی اور مینی اپنی ان آنکھون سی آپکو دیکہا تہی اور نیز شاہ ولی اللہ صاحب فیوض الحرمین مین لکھتی ہین ورایتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اکثر الامور بیدی ای صورتہ الکریمۃ التی کان علیہا مرۃ بعد مرۃ فتفطنت ان لہ خاصیۃ من تقویم روحہ بصورۃ جسدہ علیہ السلام وانہ الذی اشار الیہ بقولہ ان الانبیاء لا یموتون وانہم یصلون فی قبورہم ویحجون وانہم احیاء اور حضرت مجدد الف ثانی جلد اول مکتوبات کی مکتوب ۶۶ لیست و ہشتاد و دوم ۲۸۲ مین لکھتی ہین امروز در حلقہ بامدادی ہمیم کہ حضرات انبیاء وحضرت حضر علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام بصورت روحانیان حاضر شدند وبتلقی روحانی حضرت خضر فرمودند کہ راز عالم ارواحیم حضرت سبحانہ وتعالی ارواح ما را قدرت کاملہ عطا فرمودہ است کہ بصورت اجسام متمثل شدہ را کہ از اجسام بوقوع می آید از ارواح باید ورمی یابد اور اسی جلد اول مکتوب ۶۰ صد و بستم ۱۲۰ مین ہے درین اثنا عنایت

خداوندی در رسید وحقیقت معاملہ را کما ینبغی وانمود روحانیت حضرت رسالت خاتمیت علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام کہ رحمت عالمیانست در حوصلہ حضور ارزانی فرمود وتسلی خاطر حزین بنمود وامام غزالی گفتہ کہ ارباب طوب مشاہدہ می کنند در یقظہ ملائکہ وارواح انبیاء را کذا فی اشعۃ اللمعات فی کتاب الرویا اور اسی جگہ لکھا ہے شیخ عبد الحق فی ازیخ ابو المسعود کہ مصافحہ میکرد آنحضرت را بعد از ہر نماز اور اسی جگہ لکھا ہے شیخ فی قصہ غوث پاک کہ روزی غوث الثقلین شیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ عنہ بر کرسی نشستہ بود وعظ میفرمود وقریب ہزار کس بر پایہ وغطوی حاضر وشیخ علی بن ہیتی در زیر پای کرسی شیخ نشستہ ناگاہ شیخ علی ہیتی را خوابی بردہ پس شیخ عبد القادر قوم را فرمود کہ ساکت باشید ہمہ ساکت شدند تا آنکہ جز انفاس از ایشان شنیدہ نمیشد پس فرمود آمد شیخ از کرسی وبایستاد با ادب پیش علی مذکور می نگریست در وی پس بیدار شد شیخ علی دگفت شیخ عبد القادر راوی کہ دیدی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را در خواب گفت نعم فرمود از ین جہت ادب ورزیدم باتو وایستادم در پیش تو فرمود بچہ وصیت کرد ترا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفت بملازمت من مجلس تو پس شیخ علی گفت آنچہ من در خواب دیدم شیخ عبد القادر در بیداری دیدو روایت کردہ اند کہ ہفت کس از مردان راہ دران روز از عالم رفتند رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اس سے تین باتین ثابت ہوین ایک تو روح پاک مصطفوی کا مجلس خیر مین آنا دوسرے تعظیم روح نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لیئے حضرت غوث اعظم سے پیر دستگیر کا کہڑا ہونا یہ سنت ہوئی استحباب قیام کی واسطی تشریف آوری ارباب فضل واکرام کی تیسری حضرت غوث پاک کی علو شان اور قوت ادراک کہ جسکو دوسری آدمی خواب مین دیکھین آپنے بیداری مین دیکھا قصہ مختصر یہ کہ روح نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمین پر آمد ورفت فرماتی ہی اور اگر کوئی یہ سمجھی کہ وہ خدا تعالی کی حضوری مین مستغرق ہی اونکو دنیا کی طرف کب توجہ ہوتی ہوگی جواب وسکایہ ہی کہ شاہ عبد العزیز صاحب فرماتی ہین والقمر اذا اتسق کی تفسیر مین وبعضی از خواص اولیاء اللہ را کہ آلہ جارحہ تکمیل وارشاد بنی نوع خود گردانیدہ درین حالت ہم تصرف در دنیا دادہ واستغراق انہا بحمت کمال وسعت مدارک آنہا مانع توجہ باین سمت نمی گردد وجب اولیاء اللہ کا یہ حال تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال تو بدرجہا اس سی فایق ہوگا چنانچہ خاتمۃ المحدثین زرقانی صفحہ ۱۶۵ مقصد عاشر مین لکھتی ہین ولا ریب ان حالہ صلی اللہ علیہ وسلم فی البرزخ افضل واکمل من

حال الملائکہ ہذا سیدنا عزرائیل علیہ السلام یقبض الف مائۃ روح احیانا فی وقت واحد ولا یشغلہ قبض عن قبض

ذلک مشغول بعبادۃ اللہ تعالیٰ مقبل علی التسبیح والتقدیس فنبینا صلی اللہ علیہ وسلم حی فی قبرہ یصلی ویعبد ربہ و

یشاہدہ ولا یزال فی حضرۃ اقترابہ ای ولوۃ متلذذا بسماع خطابہ وکذا کان شانہ وعادتہ فی الدنیا الفیض علی امتہ من

سبحات الوجی الالہی مما افاضہ اللہ علیہ ولا یشغلہ ہذا شان مہ شان افاضتہ الانوار القدسیۃ علی امتہ عن شغلہ

باکحضرۃ الالاہیتہ یعنی آپکا قبر مین بھی یہی حال ہی اور دنیا مین بھی یہی تہا کہ امت پر فیضان جاری رہتا

تھا اور خدا سی لو لگی ہتی ایدہر کی مشغولی سی اور دہر کی مشغولی مین فرق نہ آتا تھا ؎

ادھر اللہ سی واصل اودھر مخلوق مین شامل	خواص اوس برزخ کبری مین تھا حرف مشدد کا

پس ایدہر توسع ادراک وعلم وقوت استعداد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر اوسہر روح انبیا کی سرعت سیر معلوم

کہ حضرت ابراہیم معراج رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رات بیت المقدس سے ساتوین آسمان پر سات ہزار

برس کا رستہ کی ادنی فرصت مین پہنچ گئی چنانچہ ہم روایت اسکی بیان کر چکی پہر کیا اشکال اور خلجان

ہورہا ہی منکرین کو کہ صرف چند محافل میلاد یہ جو چند شہر مین منعقد ہورہی ہین اونمین بسرعت سیر حاضر

ہوجانیکی قدرت روح پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین نہین مانتی پیغمبر سید المرسلین ابراہیم خلیل اللہ سی اعلی وافضل

بالاتفاق ہین پہر مفضول تو سات ہزار برس کی راہ طی کری ایکدم مین اور فاضل فضل چند مقامات

کی سیر نکر سکی بڑی ناقدردانی کی بات ہی اور اوسپر طرہ یہ کہ جو ایسا اعتقاد کری اونکو مشرک قرار دین

سبحان اللہ مشرک کی معنی بھی یہ حضرات خوب سمجہی **واضح ہو کہ نفس ناطقہ قدسیہ کا ایک**

آن مین ظاہر ہوجانا بہت مکانون مین حکمار اشراقیین اور ہمارے عرفا کاملین اور

محققین شرع متین کے نزدیک صحیح ہی اسمعیل افندی علامہ قسطلانی وزرقانی وحلبی ومحدث دہلوی ومجدد الف

ثانی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سب قایل ہین سیرت حلبی جلد اول مین ہے فالارواح تتجسد وتتظہر فی صور

مختلفۃ من عالم المثال اور فرمایا جلال الدین سیوطی نے تعدد الصور بالتخیل والتشکل ممکن کما یقع للجان اور ان

دونون عبارتون کا مضمون حضرت مجدد الف ثانی کی جلد ثانی مکتوبات مین ہے ہر گاہ جنیان را تبقدیر

اللہ سبحانہ این قدرت بود کہ بمشکل اشکال گشتہ کمال عزیمہ بوقوع آرند ارواح کمل را اگر این قدرت عطا فرمائند

چہ جای تعجب است و چہ احتیاج بمبدن دیگر ازین قبیلہ است انچہ از بعضے اولیاء اللہ نقل میکنند کہ در یک آن

در اکثر متعددہ حاضر میگردند و افعال مبائنہ بوقوع می آرند اینجا نیز لطایف انسان متجسد باجسام مختلفہ

ومتشکل باشکال متبائنہ می شوند اور مدارج النبوۃ مین ہے دیدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد از موت بہ مثال ا

چنانکہ در نوم مرئی می شود و بیقظہ نیز می نماید و آن شخص شریف کہ در مدینہ در قبر آسودہ وحی است ہمان

متمثل میگردد و در یک آن متصور بصور متعددہ عوام را در منام می نماید وخواص را در یقظہ اس عبارت مدارج

سے بہی آن واحد مین بہت شکلون مین متشکل اور متصور ہوکر ظاہر ہونا حضور کی جوہر پاک کا ظاہر ہی تعجب ہے

کہ مولف برہان قاطعہ نے صفحہ ۲۱۱ مین صور متعددہ کا لفظ عبارت مدارج سی نقل کرنی مین حذف کردیا کہین

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصرف روحانی کی قوت ثابت ہوجائی پھر طرفہ یہ کہ اس عبارت مذکورہ سے

اپنی سند پکڑی کہ وہ تو مثال ظاہر ہونی کو لکہتی ہین اور تشریف آوری حضور کا کہین نام ونشان بھی نہین انتہی

افسوس عبارت کا مضمون بھی آپنی نہ سمجہا یعنی محدث دہلوی فرماتی ہین کہ وہ بدن جو قبر مبارک مین ہے

وہی خود متمثل ہوکر نظر آتا ہی عوام کو خواب مین اور خواص کو جاگتی مین یہ کہین کہ یہ کچہ اور چیز نظر آتی ہے

مغائر ومنافی جسم اقدس کی اس مقام پر حدیث صحاح کی بہی یاد نہ آئی من رآنی فی المنام فقد رآنی

فانہ لا ینبغی للشیطان ان یتمثل بی حضرت ارشاد فرماتی ہین جسنے مجہکو خواب مین دیکہا اوسنی مجہی کو دیکہا

شیطان میری شکل نہین بن سکتا جب خواب کی دیکہنی کی تصدیق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہین جاگتی کی

خواب ایک غفلت کا عالم ہے پہر بیداری کا دیکہا ہوا بدرجہ اولی آپ ہی کا جوہر مقدس ہوگا نہ کسی

غیر کا بنا بر علیہذا وس بدن مثالی کی آنیکو اگر آپکا تشریف لانا کہا جائی تو موافق حدیث کی ہوگا نہ مخالف

اور اسیواسطے حضرت مجدد بہی تمثیل الیاس وخضر کو فرماتی ہین کہ بصورت روحانیان حاضر شدند اور

دوسری جگہ لکہتی ہین روحانیت حضرت خاتمیت حضور ارزانی فرمود اور یہی قصہ سید احمد صاحب کا ہی

جو لفظ روح سے تعبیر فرمایا ہی کہ روح حضرت غوث الثقلین وحضرت نقشبند متوجہ حضرت ایشان گردید

اور واضح ہو کہ وہ مثال کوئی شی وہم وخیال محض نہین جیسا کہ مولف برہان قاطعہ نے خیال کیا بلکہ ایک شی

متصرف واقعی ہوتی ہی جیسا کہ علامہ زرقانی وغیرہم رقم فرماتی ہین لیکن اس مقام پر ہم عبارت حضرت

مجدد الف ثانی کی نقل کرتی ہین جسکی انکار کی گنجایش فریق ثانی کو نہین جلد ثانی مکتوبات مین فرماتی ہین
این تشکل گاہ در عالم شہادت بود وگاہ در عالم مثال چنانچہ در یک شب ہزار کس آن سرور را علیہ الصلوٰۃ والسلام
بصور مختلفہ در خواب می بینند و استفادہا می نمایند اینہمہ بتشکل صفات و لطایف اوست علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ
والسلام بصورتہای مثالی ہمچنین مریدان از صور مثالی پیران استفادہا می نمایند و حل مشکلات میفرمایند
پہلا انبیا علیہم السلام کا درجہ تو بہت عالی ہی حضرت مجدد تو پیرون کی صور مثالی سی بہی حل مشکلات
ثابت کرتی ہین یہ امر وہمی وخیالی نہین اور اسیطرح متشکل کشائی حوائج الناس کی بہ نسبت اولیاء اللہ کی
مفسر روح البیان نی سورۂ ملک مین لکہی ہی مثال اقامہ اللہ تعالیٰ علی صورۃ لتنفیذ ما شاء اللہ تعالیٰ
من حوائج الناس وغیرہا اور یہہ بات سب پر ظاہر ہی کہ جب صورت مثالی ایک شخص کی متخیلہ مین آئی اور وہ
شخص مجلس مین ہے تو مجلس مین آنا مثال کا ثابت ہوا اور متعدد اشخاص کا یہ واقعہ دیکھنا دلیل ہی کہ مرغوبیت
ومحبوبیت محفل کو دخل ہی اس توجہ روحانی مین اور وہ مثال خود جسطرح مثال کا جلوہ ہی علیہ افضل الصلوٰۃ و
التسلیمات کیونکہ آپ فرماتی ہین من رآنی فقد رآنی اور فرماتی ہین من رآنی فقد رای الحق یہ تقریر ہم
اوس صورت مین کرتی ہین جب کہا جائی کہ وہ مثال نظر آتی ہی اور جب متنباہ الاذکیا مین سیوطی رحمۃ
اللہ علیہ احادیث سی ثابت کرچکی کہ آپ اطراف زمین مین پہرتی ہین تو مثال کہنی کی کچہ ضرورت نہین
چنانچہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ مہمات المعارف مین لکہتی ہین فنبینا صلی اللہ علیہ وسلم تیصرف وکسیر بجسدہ ورو
حیث شاء فی اقطار الارض فی الملکوت انہ مغیب عن الابصار کما غیب الملئکۃ فاذا رفع الہ الحجاب
عمن اراد اکرامہ برویتہ رآہ علی ہیئتہ التی ہو علیہا لا مانع من ذلک لا داعی الی التخصیص ببرزتہ المثال
انتہی ملخصا کذا فی نور العین مین کہتا ہون کہ یہ قول سیوطی ہوا فق مسلہ تروح اجساد وتجسد ارواح کی ہی
جسکو اہل حقیقت مانتی ہین یعنی یہ بہی ممکن ہی کہ خود جسد پاک جو لطافت مین مثل روح ہی قبر سی بطور اعجاز
نکلکر چلتا پہرتا ہو جیسا کہ حضوری انبیا کی شب معراج بعض علما کی نزدیک باجساد ہم ہوئی تہی اور بعضونکی
نزدیک بارواحہم اور بعض اولیاء اللہ بند مکان سی بلا فتح باب باہر نکل آتی ہین غلبہ روحانیت کی
سبب لحاصل کسیطرح ہووی خواہ بجسدہ ورو حہ خواہ بمثالہ رونق افروزی ہت خستہ حال کی طرف

ثابت الاصل ہی اور یہہ لکہنا مولف براہین کا صفحہ ۲۰۰ مین کہ مشاہدہ کی واسطی ارواح کا مشاہدی گہرین آنا
ضرور نہین قلب منور بعبد سی دیکہتا ہے اس موقع پر صحیح نہین اسلیی کہ جب یہ نبی کسی مقام خاص کو حضرت
کی رونق افروزی سے مشرف دیکہا ہی وہان جلوہ محمدی یا یہ ہمہ وقت وقتاً فوقتاً آفتاب شمسی کی جو
مقام دہلی مین گذرا ہے اور خاص بیان واصل حضرت قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی قدس
سرہ سی فوائد السالکین مین اونکی خلیفہ صاحب جناب شیخ الاسلام فرید الدین گنج شکر اجودہنی رحمۃ اللہ
علیہ نی رقم فرمایا ہی لکہتا ہون شمس والی دہلی خواست کہ حوض بنا کند یکروز سوار شد با جمیع ارکان دولت
زمین برای راست کنایندن حوض مید ید چنانچہ رسید انجا کہ حوض است بایستاد کہ این زمین بہتر است
چون دید باز گشت و در قصر آمد چون آنمرد یکی از اصلان حق بود ہمدرین نیت دران شب ہمیران مصلی
قدری در خواب شد چنانچہ دید نزدیک چبوترہ کہ دران حوض است مردی باد و گیسو کشادہ خوب صورت
کہ صفت او نتوان کرد بر اسپ و چند نفر یار برابر او ایستادہ ہمین نظر مبارک ایشان برمن افتاد و
دست خود طلبید و فرمود کہ بیا چہ نیت داری گفتم نیت این دارم کہ اینجا حوض بنا کنم ہمدرین گفتگوی
بسیار نزدیک آنمرد استادہ بود مرا گفت ای شمس این رسو بحدمت عزوجل انچہ درخواست داری
باز نمای تا آنمرد بدامن تو رساند چون مرا اندیشہ این حوض بود ہمین التماس کردم و در پای
مبارک رسول علیہ السلام افتادم بعدہ بر خاستم دست بستہ استادہ شدم ہمانجا کہ چبوترہ است
اسپ رسول علیہ السلام دست بزد آب بیرون آمد رسول علیہ السلام فرمود کہ ای شمس ہمین جا حوض
راست بکنانی ایچنین آب بیرون خواہد آمد کہ در ہیچ شہر و مقامی نذرت آن آب نباشد ہمدرین گفتگوی
بیدار شدم ہمانروز بگاہ سوار شدم چون آنجا بیامدم کہ اسپ رسول علیہ السلام سم زدہ بود چہ نبینم کہ آب
بیرون آمدہ است و آنجا قرار گرفتہ ہر کس کہ برابر شمس آمدہ بود قدری ازان آب خوردند سوگند
بزبان راندند کہ صد ہزار شیرینی از ہر چہ جمع کنند و بخورند ہمچنین شیرین نیابند کہ لذت آن آب دارد
آنگاہ خواجہ قطب الاسلام فرمود کہ شیرینی آن آب بیرکت قدم مبارک رسول علیہ السلام بود
ازحکایت مین صاف ثبوت ہوا کہ جس مقام پر آپکی گہوڑیکا سم دیکہا ہتا وہان صبح کو پانی خوشگوار

قصہ تالاب شمسی دہلی

پایا اگر قلب منور ہی فقط دور سے دیکھتا تھا اور مکان رویت سی اوسکو علاقہ نہ تہا تو اوس زمین مین
پانی نکل آنی کی کیا وجہ ہوئی اور یہ حکایت اولیاء ابرار کی لکھی ہوئی ہے قطع نظر اس سے اہل دلی مین
ہی متوارث سنتی چلی آئی کہ بناء تالاب شمسی کی یہ ہے وجہ تہی بناء علیہ ہم کہتی ہین کہ جب اولیاء ابرار
اصحاب کشف وشہود فی روح یا روح کی مثال کو مجلس مین دیکھا تو اس مجمع اور اس مکان کا مشرف
ہونا فیضان نور محمدی سی تسلیم کرنا چاہیئے جیسا کہ محمد بن یحی جو کہ مظلہ مین مذہب حنبلی کی مفتی تہے علماء
اعلام ومعتبران اسلام سی نقل کرتی ہین کہ عند ذکر ولادۃ صلی اللہ علیہ وسلم یحضر روحانیۃ صلی اللہ علیہ وسلم اور
برزنجی کی رسالہ منظومہ اور نیز روح البیان کی جلد رابع وسادس مین حاضر ہونی روح مبارک کی تصریح ہے اور اس
مسئلہ کی رنگ بہ خود کلام شاہ ولی اللہ صاحب مین موجود ہی فیوض الحرمین مین اپنی مشاہدہ کی بیان
مین جو مدینہ طیبہ مین جاکر حاصل ہوئی فرماتی ہین ورایتہ مستقرا علی حالۃ واحدۃ متوجہا الی الخلق
لابسا لباس ملکوت فاذا توجہ الیہ انسان بجہد ہمتہ ولا اربد الانسان العالی الہمتہ فقط بل کل ذی کبد
یشتاق الی شئی ویتوجہ الیہ بقصدہ وشوقہ فانہ یتدلی الیہ ورایتہ صلی اللہ علیہ وسلم ینشرح انشراحا
عظیما لمن صلی علیہ وسلم ومدحہ اس عبارت مین صاف بیان ہے کہ حضرت کا خوب دل کہلتا ہے خوشی سے
اوسکیطرف جو مدح پڑہی حضرت کی اور درود وسلام بہیجی اور جب کوئی مشتاق عشق دلی سے ہمت
لگاتا ہے اور متوجہ ہوتا ہے حضرت کی طرف تو آپ اوتر آتی ہین اوسکی پاس یہ خلاصہ مضمون
شاہ ولی اللہ صاحب کا بعینہ اونکی الفاظ مین ہے اور جو کوئی زیادہ تحقیق چاہے تو اصل کتاب
فیوض الحرمین کی طرف رجوع کری پاویگا اوسمین زیادہ تشریح اور توضیح اس مطلب کی

اور کشف والہامات اولیا کی نسبت مولف براہین قاطعہ کا یہ لکہنا صفحہ ۴۰۸ مین کہ
(الہام وکشف اولیا کا مفید حکم اور حجت علی الغیر نہین ہوتا) عجب بات ہی کیون صاحب شاہ عبدالرحیم
وشاہ ولی اللہ وغیرہ عارفین رحمۃ اللہ علیہم سے آپ ایسے بالکل غیر بنگئے کہ آپ پر اونکا کشف حجت
نہین ہوسکتا اللہ اللہ ؎ گہے بر طارم اعلی نشینم ٭ گہے بر پشت پائے خود نہ بینم
اب ہم کشف اور رویا صادقہ کی حقیقت بیان کرتی ہین کشف نام اسکا ہے کہ جب مرد مرتاض کی

حواس قوی ظاہری شدت مجاہدات سے مضمحل ہوجاتی ہین تو جوہر عقل قوی ہوکر مورد نور الٰہی
ہوجاتا ہے اوس نور کی تائید سے حقایق اشیا کما ہی فی نفس الامر معلوم ہونی لگتی ہین حدیث مین
ایسے شخص کی نسبت وارد ہوا ہے کہ ینظر بنور اللہ اور سچا خواب وہ ہی کہ احادیث مین وارد ہوا ہے
کہ رویا صالحہ نبوت کا چھیالیسوان جزو ہے اور حدیث مین ہے کہ نبوت تو ہوچکی اب مبشرات یعنی
رویا صالحہ باقی ہین پس کشف ومنام صالحہ کو اس طرح تحقیر سے بالکل رد کرنا صحیح نہین اب ہم بیان
کرین بعض وہ مقامات کہ کشف پر عمل ہوا ہی حضرت خضر کو بعضون نے نبی کہا ہے اور معالم التنزیل
مین ہی کہ اکثر اہل علم کی نزدیک وہ نبی نہین تہی پہر دیکہئے اونہون نی الہام وکشف پر عمل کرکے
مساکین کی کشتی توڑ ڈالی اور ایک نوجوان لڑکا مار ڈالا حضرت موسی علیہ السلام کی والدہ
بالاتفاق نبی نہ تہین اونہون نی اپنی بیٹی کو تابوت مین بند کر کی دریا مین ڈالدیا یہ فعل بہی قریب
ہلاک کردینی کی ہے لیکن بالہام آلہی کیا یہ سب بے قایل قرآن شریف مین موجود ہین اگر انکو شریعت
سلف ہونیکا کوئی خیال کری تو لیجئی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال سنیئے مشکوۃ کی
باب الکرامات مین حدیث عایشہ رضی اللہ عنہا مین مروی ہی وہ فرماتی ہین کہ جب رسول صلی
اللہ علیہ وسلم کی غسل وفات کی نوبت پہنچی صحابہ کہنی لگی ہم نہین جانتی کہ کپڑی جسم مبارک سی اوتارکر
غسل دین یا ہم کپڑون کی سمیت غسل دین یہ ہوئی کیسکی وہ تب اللہ تعالی نی سب پر نیند بہیجدی وہ
سب سوگئی خواب مین کیا دیکہتی ہین کہ گہر کی گوشہ مین ایک بولنی والا بولتا ہی کہ غسل دو تم نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کو کپڑون سمیت تب وہ لوگ نیند سی اوٹہی اور آپکو کرتا پہنی ہوی غسل دیا اس حدیث
مین لفظ فاموا کا ترجمہ زرقانی شرح مواہب مین یہ کیا ہی کہ انتبہوا من النوم اب دیکہئی یہ بہی عمل صحابہ نے
الہام منامی پر کیا ہی اور بعد صحابہ بہی بہت الہامات پر فقہا ومحدثین نی عمل کیا ہی حضرت مجدد الف
ثانی اسکی بابت ایک سوال وجواب لکہتی ہین مکتوبات مین سوال چون مرین بہ کتاب وسنت کامل گشت
بعد از کمال بہ الہام چہ احتیاج بود وچہ نقصان ماندہ کہ بالہام کامل گردد جواب الہام مظہر کمالات خفیہ
دین ست نہ مثبت کمالات زائدہ بر دین چنانچہ اجتہاد مظہر احکام ست الہام مظہر دقایق واسرار

Scanned with CamScanner

کہ فہم اکثر مردم ازان کوتاہ ست ہر چند در اجتہاد والہام فرق واضح ست کہ آن مستند بخالق را
جل سلطانہ پس در الہام یک قسم ضلالت پیدا شد کہ در اجتہاد نیست الہام شبیہ اعلام نبی ست کہ
ماخذ سنت است چنانچہ بالا گذشت اگرچہ الہام ظنی ست وان اعلام قطعی انتہی اور شیخ عبدالحق
رحمہ اللہ مدارج النبوۃ مین لکہتی ہین کہ اگر خواب مین کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات قرآن کے
سے سُنی اوسپر عمل کری لیکن اوسمین یہ وجہ نہین کہ رویت رسول صلی اللہ علیہ وسلم مین شک ہووے
بلکہ یہ سبب ہے کہ خواب دیکہنی والی کا ضبط مفقود ہی پہر اسکی بعد لکہتی ہین کہ مراد ہماری احکام شرعیہ
وہ احکام ہین جو قرار داد دین کی خلاف ہون اور اگر وہ ایسی نہین تو اونکی قبول کرنے مین کسیکا
بہی خلاف نہین عبارت یہ ہی ومراد احکام شرعیہ کہ مخالف قرار داد دین ست والا یخفے علوم کہ
نمازین قبیل ما شد در قبول آن وعمل بدان خلافی نخواہد بود ولیکن بسیارے از محدثین تصحیح احادیث کہ
مروی است از حضرت ہی نمودہ وعرض کردہ کہ یا رسول اللہ فلان ابن حدیث از حضرت تو روایت
کردہ است پس فرمودہ آنحضرت نعم اولا دور رویت کہ در لفظ ست بعضے مشایخ نیز ہمچنین استفادہ
علوم نمودہ اند اور اسیطرح مفسر روح البیان نی بہی لکہا ہے کہ بہت علماء نی حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے حدیث حاصل کی ہین عالم رؤیا مین جب حقیقت کشف ومنامات اولیا کی ظاہر ہوئی
تو معلوم کرنا چاہیئے کہ جب اہل مکاشفہ نی عمل مولد سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش پایا اور انوار الٰہی محفل
مین دیکہی اور بعض مشرف بزیارت ہوئی عین مجلس مین اور بعضون کو منام مین فرمایا کہ ہم بہی وان
آتی ہین اب ہم اس کشف ومنام کو جب ہیں کہتے ہین شریعت پر تو نہین پاتی اوسکو مخالف
قرار داد دین متین کی اسلیے کہ مجلس کہ مکاں لابد کوئی نکرہ ازین کا ہوگا پس داخل ہوگا وہ
اقطار الارض مین وراقطار ارض مین آپکا چلنا پہر نا سیوطی رحمہ اللہ علیہ نی احادیث وآثار سے
ثابت کیا ہے پس مضمون اس مکالمہ کا ایک حصہ اور فرد ہوا افراد وحصص مضمون صدیث سے
اور مخالف نہوا کسی حکم کا احکام قرار داد دین سے اسلئی مقبول ہین امت محمدیہ نی اسکو بالرأس والعین
قبول کیا اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے بہی لکہیا کہ جب کوئی صاحب ذوق شوق سے

ہمت لگاتا ہے تو حضرت بہی اوسکی طرف نزول فرماتی ہین اگر کوئی کہی روح مبارک کو
خبر ہو جانی علم غیب ہے اور وہ کسیکو نہین ہوتا سوای اللہ تعالی کی فرمایا اللہ تعالی نی
سورہ نمل مین قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ اور نیز حکم کیا اللہ تعالی نی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سورہ اعراف مین کہ کہدی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگون سے لو کنت اعلم
الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء اگر جانتا مین غیب کو بہت حاصل کرتا مین منفعت اور نہ
پہنچتا مجہکو نقصان جواب اسکا یہ ہی کہ اگر آپ صاحبون کو ان آیتون پر ایمان ہی تو مبارک ہوئی
اچہی بات ہی لیکن چاہیئے کہ دوسری آیتون کو بہی سچی جانو سورہ ال عمران مین ہے وما کان اللہ لیطلعکم
علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء یعنی الہیون نہین کرتا کہ تمکو خبر دیدی غیب کی لیکن اللہ
چہانٹ لیتا ہی اپنی رسولون مین جسکو چاہے اور سورہ جن مین ہی عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا
الا من ارتضی من رسول یعنی اللہ تعالی عالم الغیب ہے اپنی غیب کی بات کسی کو نہین کہولتا مگر جو پسند
کر لیا کوئی رسول ان چارون آیتون کی ملا سے اہل سنت والجماعت کا جو مسئلہ اعتقادی ہی وہ کہلجاتا ہے
یعنی اصل عالم الغیب وعلام الغیوب اللہ تعالی ہے زمین وآسمان مین کوئی ایسا نہین جو یقینی طور پر
کسی بات کو بلا تعلیم والہام حق جانے ہان اللہ تعالی اپنی پیاری برگزیدہ رسول کو جسکو چاہی خبرین
غیب کی بتا دیتا ہی پس جو شخص یون کہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچہ بہی غیب کی بات نہین جانتے
وہ منکر ہوا اللہ تعالی کی کلام کا کہ فرمایا اللہ تعالی نی چہانٹ لیتا ہی وہ رسولون کو اخبار غیبی کی جسکو چاہی اور
نیز منکر ہوا حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ مشکوۃ کی باب المعجزات مین بروایت سمرو بن اخطب
انصاری ہی کہ نماز جماعت پڑہائی ہمکو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی فجر کی اور منبر پر چڑہ کی ہمکو نصیحت
فرمائی یہان تک کہ ظہر کا وقت آیا تب اتری منبر سی اور نماز پڑہی پہر چڑہے منبر پر فرماتے رہے نصیحت
پہر عصر کا وقت آگیا پہر اوتری اور نماز پڑہی پہر چڑہے منبر پر یہان تک کہ چہپ گیا سورج اوسدن
بتا دیا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی جو کچہ ہونیوالا تہا قیامت تک اب ہم مین زیادہ عالم وہ ہے
جسکو اوسدن کی زیادہ باتین یاد ہین روایت کی یہ حدیث مسلم نی اس حدیث سی ثابت ہوا

کہ بہت خبرین غیب کی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی دی ہین ولحذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہین کہ آپ نی
کوئی شی نچھوڑی قیامت تک ہونیوالی جو ہم کو نہ بتائی اور ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتی ہین کہ آپ اس عالم
سے تشریف فرما ہوی اور ہمکو بنا گئے ہر جز اگر کوئی جانور ہی بازو آسمان مین ہلاتا ہی وہ ہی آپ ہمسے
ذکر کر چکی یہ امام احمد اور طبرانی نی روایت کی ہی اور فرمایا آپنے مین اپنی سب اُمتی اگلون پچھلون کو
جانتا ہون جیسا تم اپنی رفیق کو پہچانو اوس سے زیادہ ہر آدمی کو پہچانتا ہون رواہ البزار فی قطع نظر اس سے
اعمال اُمت آپ کی سامنی عرض کئی جاتی ہین روی البزار بسند جید عن ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال حیوتی خیر لکم ومماتی خیر لکم تعرض علی اعمالکم فما کان من حسن حمدت اللہ علیہ
وما کان من سیی استغفرت اللہ لکم اور شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عزیزی سورہ بقرہ مین آیہ ویکون
الرسول علیکم شہیدا مین لکھتی ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مطلع ست بہ نوز نبوت بر رتبہ ہر متدین بدین
خود کہ ور کدام درجہ از دین من رسیدہ الی ان قال در روایات آمدہ ہر نبی را بر اعمال امتیان خود
مطلع می سازند کہ فلانی چنان می کند و فلانی چنان تا روز قیامت ادای شہادت توان کرد انتہی
اور نیز علامہ اسمٰعیل افندی اور قسطلانی اور زرقانی رحمۃ اللہ علیہم روایت کرتی ہین عن سعید بن
المسیب قال لیس من یوم الا وتعرض علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعمال امتہ غدوۃ وعشیتہ فیعرفہم بسیماہم
واعمالہم فلذلک یشہد علیہم یوم القیمۃ جیسا حدیث مین آچکا کہ صبح شام ہر روز دو بار امت کی اعمال آپکے
سامنے پیش ہوتی ہین پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو جانا جمیع محافل میلاد کا کون بڑی بات ہے
اور **مولف براہین نگلوہی کا یہ لکھنا** (تمام امت کا اعتقاد یہ ہے کہ جناب فخر عالم علیہ السلام
کو اور سب مخلوقات کو جسقدر علم حق تعالی نی عنایت کردیا اور بتلادیا اوس سے ایک ذرہ بھی زیادہ کا
علم ثابت کرنا شرک ہی انتہی) عجیب قانون ہے اس تقدیر پر ہر ایک عالم مشرک ہو جائیگا مثلاً کسینی اپنی
اوستاد کو اپنی ذہن مین بڑا عالم یا اپنے مرشد کو بڑا صاحب کشف سمجھ لیا حالانکہ حق تعالی نی اونکو
اوسقدر علم اور کشف ندیا تھا مولف براہین کے نزدیک ذرہ بھر زیادہ سمجھنی سی مشرک ٹھریگا معاذ اللہ پھر
قطع نظر اسکی ہم کہتی ہین کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت تو اوسیقدر ہم ثابت کرتی ہین جسقدر شرع مین

ثابت ہی نصوص اوپر گذر چکی دیکھو اور حرکت روحی ہی اوسیقدر ثابت کرتے ہین جو نصوص سے ثابت ہے
پھر مولف براہین صفحہ ۴ مین مسئلہ مختار وغیرہ سے لکھتے ہین (اگر کوئی نکاح کرے بشہادت حق تعالی
اور فخر عالم علیہ السلام کی کافر ہو جاتا ہے بسبب اعتقاد علم غیب کی فخر عالم کی نسبت انتہی) یہ مسئلہ ہی
آپنے صحیح نہ لکھا اصل تحقیق اسکی لکھتا ہون کہ اگر کوئی شخص نکاح کرے اور کوئی گواہ نہون فقط اللہ تعالی
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ کرکی نکاح کرلی تو وہ نکاح بالاتفاق ناجایز ہے اسواسطی کہ یہان
گواہ وہ ہونے چاہئین کہ اگر نکاح مین جھگڑا ہووی تو عدالت مین گواہی دے سکین اور یہ ہی ہے کہ خدا
تعالی تو ہر نکاح مین شاہد ہوتا ہی پھر شریعت مین علاوہ اوس ذات پاک کی اور دو گواہ مطلوب ہین
وہ یہان نہین بنا علیہ وہ نکاح ہرگز نہوا اسپر اتفاق ہے لیکن بعض علمائی اوسکو کافر بھی کہدیا جسکا
ذکر مولف براہین نی کیا اور یہ صحیح نہین اسواسطی کہ مختار مین اسکی تضعیف پر اشارہ کیا ہے قیل کہکر
قیل لفظ تضعیف ہے اور فتاوی قاضیخان کی کتاب النکاح مین لکھا وبعضہم جعلوا ذلک کفرا
کافر ہونیکو قول بعض علما بیان کیا لیکن اسپر یہ نہین کہا کہ خود قاضی خان کی رای اسکی موافق ہے
یا نہین یہ بات کلمات کفر مین کہولدی وہان اسطرح لکھا قالوا یکون کفرا شرح منیہ وغیرہ کتب مین صراحۃ
یہ اصطلاح لکھی ہی کہ لفظ قالوا ایسی موقع مین لکھتی ہین جہان اپنی رای مین وہ امر مستحسن نہین ہوتا شرح
منیہ کی ذکر قنوت مین لکھا ہی کہ قاضیخان کا لفظ قالوا لکھنا دلیل غیر مختار ہونیکی ہی عبارت یہ ہے
وکلام قاضیخان یشیر الی عدم اختیارہ لہ ففی قولہ قالوا اشارۃ الی عدم استحسانہ لہ پس معلوم ہو گیا
ان فتاوی سی کہ کافر کہنا ضعیف ہی اب ہم واضح تر دلیل لاتی ہین عدم کفر پر فقیہ شامی نی درمختار
کی قول مذکورہ بالا پر جسکی سند براہین مین پکڑی ہی تحریر کیا ہی قال فی التتارخانیۃ وفی الحجۃ
ذکر فی الملتقط انہ لا یکفر لان الاشیاء تعرض علی روح النبی صلی اللہ علیہ وسلم اب اس سے بھی قوی تر سنو
خزانۃ الروایات مین مضمرات سی نقل کیا ہے والصحیح انہ لا یکفر لان الانبیاء علیہم السلام یعلمون الغیب
ویعرض علیہم الاشیاء فلا یکون کفرا ہنے اس روایت اخیرہ کو قوی اسواسطہ لکھا کہ اسمین تصحیح جو الفاظ فتوی
سے ہے موجود ہی یعنی اس اختلاف علما مین صحیح یہ ہی بات ہی کہ کافر نہین ہوتا پس درمختار اور قاضیخان کی

تضعیف اور شامی اور تاتارخانیہ اور فتاوی حجہ اور ملتقط کی تصریح اور خزانۃ الروایات اور مضمرات
کی تصحیح سے صاف ثابت ہوگیا کہ وہ کافر نہین ہوتا اور دلیل اوسکی یہ ہے کہ چیزین علم کی پیش
کی جاتی ہین سامنے روح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور فتح القدیر وغیرہ مین ہی کہ جب روایت فقہ و
حدیث متفق ہو ہرگز اوسکو نہ چھوڑا جائی بنا علیہ یہ حکم ائمہ فتاوی کا موافق حدیث عرض اعمال جسکو
حکیم ترمذی اور بزاز اور عبد اللہ ابن مبارک محدثین رحمہم اللہ تعالی نقل فرماتی ہین صحیح رہا اور لکھا
زرقانی نی شرح مواہب مین کہ کل انبیا کو اور آبا اور امہات کو اونکی امت اور اولاد کی اعمال ما لا جمال
پیش کی جاتی ہین ہر جمعہ اور حضرت کو سب پر شرف یہ دیا گیا کہ آپکو ہر جمعہ بالاجمال اور ہر
روز دوبار بالتفصیل مطلع کیا جاتا ہے انتہی اب دیکھئے یہ عرض اعمال علم کا وسیلہ بہت اچھا ہے اور
شرعی ستایہ ہے جسکو مفتیان دین لچکی ہین بنا علیہ یہ جاننا کہ روح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو محفل
کی خبر ہو جاتی ہے ہرگز شرک نہین پس جو کوئی محفل کرتا ہے اکثر تو یہی کہ ایک دو دن پہلی سی اوسکی
اطلاع ہوتی ہی اور اوسکی سامان شروع ہوتی ہین ورنہ یہ تو ضرور ہوتا ہے کہ اگر شام کو محفل ہو
تو صبح سی کچھ انتظام شیرینی یا کہانی وغیرہ کا ہونی لگتا ہے اور اگر صبح کو محفل ہوتی ہی تو شام ہی شروع
ہو جاتا ہی اور اطلاع آدمیون کو شروع ہو جاتی ہے تو سمجھنا چاہیئے جبکہ سر روز دو مرتبہ صبح و شام
حضرت کو خبر اعمال امت کی کیجاتی ہی جسکی گہڑین شام کو محفل ہوگی جو کچھ اوسنی صبح کو سامان کیا
ہوگا یا کسیکو خبر دی ہوگی وہ عمل صبحکو حضرت کی پاس پہنچ چکا ہوگا کہ شام کو محفل ہمارے فلان امتی کی
گہر ہوگی اور اگر اوسکی گہر صبحکو محفل ہونیوالی ہے اور شام کو اوس شخص نے اسباب فراہم کیا ہوگا یا کسیکی
سامنی مونہہ سے نکالا ہوگا کہ مین صبحکو محفل کرونگا اسکی بہی خبر اسیقدر قبل انعقاد محفل پہنچ چکی ہوگی
علاوہ برین محفل مولد شریف مین کثرت سی درود و سلام پڑہتی ہین اور بفحوای حدیث ملک موکل
درود نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کو پہنچاتی ہین یہ بہی ایک ذریعہ ہی کہ حضرت کو درود خوانان مجلس کی
اطلاع نام بنام ہے حدیث مین آیا ہے کہ درود پڑہنی والی کا نام لیکر فرشتی حضرت کو درود پہنچاتی ہین اور
قصاید عشقیہ ہی محبت اور ذوق و شوق سی مجمین پڑہتے ہین اور شاہ ولی اللہ کا مکاشفہ

اوپر گذر چکا کہ جو کوئی ذوق و شوق سی متوجہ ہوتا ہی درود و سلام و مدح پڑہنا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم اوسکی طرف نزول فرماتی ہین اس مکاشفہ کی تائید بہی حدیث سی پائی جاتی ہی و بیاچہ دلایل الخیرات
مین ایک حدیث ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی پوچھا گیا کہ جو لوگ آپ سی دور اور غائب نظر سی ہین
یا بعد زمانہ آپکی پیدا ہونگی اونکی درود کا کیا حال ہی ارشاد فرمایا اسمع صلاۃ اہل محبتی و اعرفہم بالعرض
علی صلاۃ غیرہم عرضا یعنی اپنی محبت والونکا درود خود سنتا ہون اور اونکا درود مجہہ پر پیش کیا جاتا
اسکی معنی شرح دلایل الخیرات مین علامہ مہدی فاسی نی اسطرح لکہی ہین اسمع بلا واسطۃ صلاۃ اہل محبتی
الذین یصلون علی محبۃ لی و شوقا و تعظیما و ظاہرہ سواء صلی علیہ المحب لہ عند قبرہ او نائیا عنہ و اعرفہم
لتالف ارواحہم بروحہ و تعارفہا معہا بالمحبۃ الرابطۃ و الارواح جنود مجندۃ فما تعارف منہا ائتلف
و ما تناکر منہا اختلف و لتکرر صلاتہم علیہ اکتفا بہم لہا من اجل المحبۃ المقتضیۃ لذلک و تعرض علی صلاۃ غیرہم
عرضا فہو انما یسمعہا بواسطۃ انتہی ملخصا اور مزرع الحسنات شرح دلایل الخیرات مین ہی و اعرفہم فی شان کل
اہل محبت را بسبب اتصال روحی و قرب معنوی ایشان با روح مقدس **مصرعہ**
قرب جانی چو بود بعد مکانی سہل ست ۔ و تعرض صلاۃ غیرہم عرضا یعنی فرشتگان درود
غیر آنہا را بر من عرض می کنند بواسطۂ آنہا می شنوم و غیندان بلا واسطہ مخصوص بجہان و حاشقانی است
کہ مذکور شدند دلایل الخیرات کی حدیث کو دونو شارحون نے مسلم رکہا پس معلوم ہوا کہ محبت بہی قرب
روحی کا سبب ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی محبین کا درود خود سنتی ہین جسطرح مزار شریف کی قریب کا درود
سنتی ہین بعد ظاہری کچہ مانع نہین اور شاہ ولی اللہ کا مکاشفہ ظاہر کرتا ہی کہ غیر حالت درود خوانی مین
بہی حضور اپنی خاص محبین کی امداد فرماتی ہین چنانچہ اونہون نے اپنا حال کتاب و سنت کی بارہوین حدیث مین لکہا ہی
ثم اعلم انہ یتیسر من اللیالی فالہم بعض اصحابنا ان یہیدی الی انا من لبن فشربتہ ثم نمت علی الوضوء فرایت
روح النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاوماء الی و قال انا الذی ارسلت اللبن و اللبیت الخاطری فی قلب الرجل یعنی میں ایک رات
کو کہانا نہین کہایا تہا ہمارے ایک دوست کو الہام ہوا وہ دودہ لایا مین پیکر سو گیا باوضو تہا دیکہا روح نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو مجہسے فرمایا کہ مینی ہی دودہ بہیجا تہا اوس آدمی کی دل مین ڈالدیا تہا کہ دودہ لیجا انتہی اور

گذر چکی اس سی پہلی حکایت قاری قرآن کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسکا قرآن سُننی کو تشریف لائے
پس معلوم ہوا کہ آپ کو بذریعہ عرض اعمال ہی خبر ہوتی ہی اور اہل محبت کی خبر باعث قرب روحانی ہی
ہوجاتی ہی علاوہ براین ایک تیسرا طریق اور چوتھا طریق اور بھی خبردار ہوجانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا ہے لیکن وہ دو نو طریق دقیق ہین عام فہم نہین جو علی العموم ذکر کیجائین بہرکیف اطلاع پانی
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چند طریق ہین اور وہ سب خدا تعالی کی دیئی ہوی ہین تو علم غیب لگا مستقل
وبالذات نہوا جس سی شرک لازم آتا بلکہ آپ جس طریق سی حالات امت و اشیاء عالم پر مطلع ہونگی وہ قدرت
خداداد سی ہونگی اسکا نام شرک ہرگز نہین دیکھو عقاید و علم کلام کی کتابین جب حدیث عرض اعمال وغیرہ
وسایط سی آپ کو علم ہوجانا ثابت ہوچکا اور روح کا چلنا ہر نماز مین ہمارے درمیان سیر ارواح احادیث
سے معلوم ہوچکی اور آپ کی توجہ خالقت کی طرف ہی معلوم اور آیہ بالمومنین رؤف رحیم دلیل شفقت و
رحمت امت کی لئی موجود اور جب آپکے لیے اُمتی بذل مال اور درود و سلام و مدح خوانی باداب و
تعظیم کرین تو اوسکی جواب مین آپکی توجہ و احسان فرمانی پر آیہ کریمہ ہل جزاء الاحسان الا الاحسان
موجود پھر معلوم نہین فریق ثانی کیون شقاق و نفاق بجا اہل اسلام مین ڈال کر اپنی خاصی مسلمانونکو
مشرک بنارہی ہین ہان اگر کوئی جاہل عقیدہ شرکیہ رکھی مثلا نبی کریم کے لیے علم غیب
مستقل ذاتی سمجھی یون نہ جانی کہ خدا تعالی کا دیا ہوا ہی معاذ اللہ تو اوسکی کفر مین کسکو کلام ہے
شخص بالاتفاق مردود ہی موقف براہین گفتگو ہی یکتی ہین مجلس میلاد شریف مین اکثر ایسی ہی آدمی
ہین معلوم نہین ان لوگونکو گھر بیٹھی کسطرح مجلس لونکی خبر ملی ہوگئی اور وہ بھی اونکی لونکی ہمنی اپنی عمر بھر مین اب تک
اس عقیدہ کا آدمی نہین دیکھا اور یہ عقیدہ تو معاذ اللہ شرک کا بہت ہی بُرا ہے ہم تو جمیع منہیات شرعیہ کو
بُرا کہتے ہین چاہیئی کہ باقی محفل مردوا اخلاص خوش عقیدت محبت والا ہو مال مین احتیاط کری
اپنی محنت کی تنخواہ یا تجارت کا کمایا ہوا یا ہبہ و میراث غیر صحیح شرعی طریق سی پہنچا ہوا طعام و شیرینی
وعطر وغیرہ مین صرف کری فروش و ظروف وغیرہ سامان تجمل مین کوئی امر خلاف شریعت نہووی
روایات معتبرہ وہون جنکو ثقات محدثین نی باب المعجزات مین قبول کیا ہی اشعار وہ ہون

محفل مولد شریف چاہیئی کہ منہیات شرعیہ سی

بشکے پڑہنی پر مفتیان دین نے فتوی دیا ہی پہران امور کی بعد آداب و تسلیم شان نبی کریم علیہ التسلیم مدنظر
ہو دمبدم درود و سلام کثرت سے سامعین حاضرین مجلس کے زبان پر ہو فضایل و معجزات و قصائد و دق
و شوق محبت سے پڑہین پڑہوائین سُنین سُنوائین الحاصل جسقدر مجلس کی صفائی مین اور امور منہیہ سے
بچنے مین ہمت لگائینگے اوسیقدر رضامندی حق سبحانہ کی اور توجہ روح محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی
طرف پائینگے اگر محفل مقبول ہوئی ادنی درجہ یہ ہی کہ وہ شخص اپنی مقصد و مراد کو پہنچی اعلی درجہ ایک قسم
کی خاص جلوہ روح محمدی سی بھی مشرف ہووے اور یہ کچھ محفل ہی کی ساتھ خصوصیت نہین ہر عمل کا ثمرہ
جب پائیگا کہ اوسکی شروط سی بجا لائیگا دیکھو نماز کی باب مین حدیث وارد ہے ان العبد اذا قام
الی الصلوۃ رفع اللہ تعالی الحجاب بینہ و بینہ و قابلہ بوجہہ الکریم یعنی جب بندہ نماز پر کھڑا ہوتا ہے اللہ تعالی
اوٹھا دیتا ہی حجاب اپنی اور اوسکی بیچ مین سی اور سامنی اوسکی کر دیتا ہے اپنا وجہ کریم اور دوسرے
حدیث مین ہی کہ جب مسلمان وضو کرتا ہے شیطان اوس سے دور ہوجاتا ہے زمین کی کنارون تک بھاگ
جاتا ہے اس ڈر سی کہ یہ بندہ اپنی بادشاہ کی پاس جانیکا ارادہ کرتا ہے جب وضو کر کی کہتا ہی اللہ اکبر
چھپ جاتا ہے ابلیس اور اللہ جلشانہ اوس بندہ کی سامنی ہوجاتا ہے اور ایک اور حدیث مین آیا ہی کہ
اللہ کی عبادت اسطرح کر گویا تو اوسکو دیکھ رہا ہے خلاصہ یہ کہ یہی نماز ہم غافل لوگ پڑہتی ہین اور ایک
اولیاء اللہ کی نماز ہے کہ اونکو نماز مین مشاہدہ ربانی حاصل ہوتا ہی اور مقامات طی ہوتے ہین
اسیطرح مقبولیت محافل میلاد کی درجات ہین ۵ نہ انجر شد نام ہر میوہ ۵ نہ مثل بیدستر ہر میوہ
محفل مقبول تر وہ آدمی جو زیادہ تر اخلاص و محبت سے محفل کری **سوال** یہ قیام مروج تعظیم و تونق
افروزی روح محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی لئی ہے یا کسی اور وجہ سی ہے **جواب** اگرچہ اطلاع پانا آپکا
محفل پر منجملہ اعمال اُمت ثابت ہی اور متقین کو جلوہ خاص روحانی سی مشرف فرمانا ہی ممکن لیکن
ہر ایک محفل مین علی العموم قیام اس فرض اور علت پر مبنی نہین بلکہ وجہ اسکی اظہار فرحت و سرور و تعظیم
شان نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم ہی دیکھو علامہ مقتدی الایمہ امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ اور اونکی
مجلس مین اکابر علماء نی ایک شخص کو مسخرہ کرتے دیکھا تو اوسکو کافر کہدیا چنانچہ سیرت جلبی مین مذکور ہے

اور سیں روح کا آنا کچھ بھی مذکور نہیں بلکہ یہی قام الامام السبکی رحمہ اللہ وجمیع من فی المجلس فعصل الرکن
اور اسیطرح نقل کیا اسمعیل افندی نی تفسیر روح البیان میں اور سیرت شامی میں ہے جرت عادۃ کثیر من
المحبین اذا سمعوا بذکر وضعہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان یقوموا تعظیما لہ یعنی کہ محبین رسول صلعم جب سنتے ہیں ذکر ولادت
شریف اوٹھ کھڑی ہوتی ہیں یہ نہیں لکھا کہ روح مبارک کو دیکھکر اوٹھ کھڑی ہوتی ہیں اور رسالہ
عقد الجوہر فی مولد النبی الازہر میں امام برزنجی نی لکھا ہی قد استحسن القیام عند ذکر ولادتہ الشریفۃ اھ
دو در روایۃ در وہ اور یہ نہیں فرمایا استحسن القیام عند رویۃ روحہ او عند قدوم روحہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
جمیع بلاد اسلامیہ کا عرب و عجم مشرق و مغرب میں اسی بات پر ہی کہ بلا رویت روح پر فتوح بمجرد سماع
ذکر ولادت شریف جمیع اہل محافل کھڑی ہوجاتی ہیں اگر کوئی یہ کہی کہ اگر یہ تشریف آوری روح کی سبب
نہیں تو پھر تعظیم کس بات کی ہی جوابا وہ سکا یہی کہ قیام فقط تعظیم تشریف آوری پر منحصر نہیں بلکہ ذکر
شریف میں چند مقام پر قیام پایا گیا ہی ایک یہ کہ نیوالی کی تعظیم میں جیسی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا
وقت تشریف لانی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قیام فرماتی تھیں کما فی المشکوۃ دوسرا وضو کرکے
پانی پینے کی لئی کھڑا ہونا ترمذی نی روایت کیا کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ وضو کرچکی بچا ہوا پانی
کھڑی ہوکر اور یہ کہا مجھکو پسند آیا کہ دکھاؤں تمکو کسطرح وضو کرتی تھی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
اسسے معلوم ہوا کہ آپ بھی کھڑی ہوکر پیتی ہونگی تیسری زمزم کا پانی کھڑا ہوکر پینا بخاری اور مسلم
میں روایت ہی کہ ابن عباس فرماتی ہیں پلایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پانی زمزم کا پس پیا
آپ نی کھڑی ہوی الحاصل فقہا رحمہم اللہ ان دونو پانیون کو قبلہ رو کھڑا ہوکر پینا مستحب اور
مندوب لکھتی ہیں اس لفظ سی صاف تعظیم معلوم ہوتی ہی اور بعضون نی یہ مسئلہ ان الفاظ سے
لکھا ہی پانی کھڑی ہوکر پینا مکروہ تنزیہ ہی سو ان دونون پانیون کی کہ یہ مکروہ نہیں اسی
ہی قیام تعظیمی ثابت ہوگیا یعنی کھڑا ہوکر پینی کی جو کراہت شرع میں تھی وہ بباعث عظمت
ان دونون پانیون کی ساقط ہوگئی اسلئی کہ زمزم کا پانی حصول شفاء کا سبب ہے اور سیطرح
وضو کا پانی بچا ہوا موجب شفای شامی نی لکھا ہی کہ میری بزرگ عبد الغنی نابلسی جب

مریض ہوتی تھی وضو کا باقی پانی بارادہ حصول شفا پیتی تھی موافق فرمان سچی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پس آرام ہوجاتا تھا اونکو انتہی کلام الشامی یہان یہ بات اور بھی حاصل ہوئی یعنی کھڑی ہوکر پانی پینا مکروہ ہی شرع میں لیکن جب آب زمزم اور آب بقیہ وضو کی عظمت خیال کرکی کھڑا ہوکر پیے تو قصد تعظیم کی سبب کراہت جاتی رہتی ہی پس بفرض محال اگر قیام مکروہ ہی ہوتا تب بھی جو لوگ بارادہ تعظیم شان مصطفائی کھڑی ہوتی ہیں چاہئی کہ اونکی لئی درست ہو جاوی مکروہ یا شرک یا حرام ہونیکی کیا معنی **چوتھا** کھڑا ہونا صوت عمامہ ہما ہمی بعض فقہا اسکو مستحسن کہتے ہیں **پانچوان** کھڑا ہونا وقت سماع اذان کی در مختار میں ہے ویندب القیام عند سماع الاذان و در فتاوی برہنہ
آوردہ چون آواز اذان بشنود باید کہ ماشی با ایستد و شستہ زانو زند ہر چہ تعظیم تر دیکتر آن کند
چھٹا کھڑا ہونا وقت تعظیم مطلق ذکر کی تفسیر کشاف میں ابن عمر اور عروہ بن زبیر اور ایک جماعت سے
روایت ہی کہ وہ سب نکلی اور گئی عیدگاہ میں پھر وہ ذکر اللہ کرنی لگی اون میں سے بعضون نی کہا
کہ کیا فرمایا نہیں اللہ تعالی نی یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبہم وہ سب کھڑی ہوگئی اور ذکر اللہ کرنی لگی
کھڑی ہوکر **ساتوان** کھڑا ہوکر مدائح اور مفاخر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پڑھنی صحیح بخاری
میں ہی کہ حضرت حسان منبر پر کھڑی ہوکر اشعار فخریہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پڑھتی تھے
اٹھوان کھڑا ہونا دست بستہ وقت زیارت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سارے مدینہ
مطہرہ کی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام الی یوم القیام جیسا کہ ہم اوپر بیان کرچکے **نوان** جب کوئی
اپنا پیشوا مجلس سے اوٹھی اوسکی معیت میں تعظیما کھڑی ہوجانا چنانچہ مشکوۃ میں ابوہریرہ سے روایت ہے
کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں ہمکو حدیث سناتی تھی جبکہ پاوہتی ہم سب کھڑی ہوجاتی
تھی اور جسوقت تک آپ گھر میں داخل ہوجاتی ہم کھڑی رہتی تھی انہی علاوہ ان آٹھ مقاموں کی اور
بھی مواضع میں قیام آیا ہی جسکی نظر فتاوی اور احادیث پر ہوگی وہ دیکھیگا الحاصل ان نظائر سے
یہ ثابت ہوگیا کہ قیام مخصوص فقط تعظیم آنیوالی کی لئی نہیں بلکہ اور بھی مقامات میں قیام پایا گیا اور
قدر مشترک سب میں یہ مضمون ہے کہ قیام جس امر میں کیا جاتا ہی اوس امر کی تعظیم کا فائدہ دیتا

اسیواسطی بزرگان دین ہی طرح طرح کی مولد تعظیم مین قیام پایا گیا از انجملہ احمد ابن حنبل و علی بن مینی
وغیرہ جلسہ تعلیم حدیث مین کھڑی رہتی تہی چنانچہ ہم یہ روایت سابقا لکھ چکی از انجملہ بہاء الدین
ملک طاہر کا وزیر قصیدہ بردہ کو برہنہ پا اور برہنہ سر کھڑا ہو کر سنا کرتا تہا اور اوسکی گھر مین بہت خیر
دین و دنیا کی اس سے حاصل ہوئی کشف الظنون مین در باب قصیدہ بردہ لکھا ہے ولما بلغت الصاحب
بہاء الدین وزیر الملک الظاہر استحضارہا وندران لا یسمعہا الا حافیا واقفا کمشوف الراس کان تشرک بہاء
واہل بیتہ وراوا من برکاتہ امورا عظیمۃ فی دینہم ودنیاہم از انجملہ کھڑا ہونا ہمارے شیخ الرائقہ امام الشریعہ
خواجہ خواجگان معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا واسطی تعظیم روضہ مرشد کی شیخ الاسلام خواجہ فرید الدین
گنج شکر اپنے پیر صاحب کی ملفوظات مسمو بہ فوائد السالکین مین لکہتی ہین کہ ایک بار خواجہ
معین الدین قدس سرہ در باب سلوک وعظ فرما رہی تہی جب اونہی طرف نظر پڑتی تہی کھڑی ہو جاتی
تہی ایک سو بار کھڑی ہوی لوگ حیرت مین تہی بعد اختتام جلسہ ایک بی تکلف آدمی نی یہ عرض کی
کہ آپ کیون بار بار کھڑی ہوتی تہی فرمایا جب میری نظر مرشد خواجہ عثمان ہارونی کی روضہ پر پڑتی
کھڑا ہو جاتا تہا اسلیی کہ پیر کی تعظیم حالت حیات و ممات مین برابر واجب ہے بلکہ بعد موت کی زیادہ
انتہی کلامہ از انجملہ جسوقت کسی صاحب معرفت کو عشق الہی مین وجد صادق ظاہر ہوتو جلسہ حاضرین کو
کھڑا ہو جانا چاہئی ذکر کیا یہ مسئلا امام حجۃ الاسلام غزالی فی احیاء العلوم مین مرد منصف حق طلب کو مجمع
ان احادیث و آثار صحابہ اور فضل مشائخ طریقت مشائخ حدیث سی جو کچہ ہمنی یہان لکہا خوب واضح ہو جاوے گا کہ
بیشک قیام تعظیمی مخصوص کسی کی آمد کی ساتہ نہین بلکہ اور امور کی تعظیم مین بہی قیام پایا گیا ہی پہر کیا ضرور ہے
کہ قیام مروجہ محفل قدوم روح مبارک ہی کی اعتقاد سی کیا جاوے بلکہ اسمین تعظیم شان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم پر نظر رکہی جاوی اور بیان اسکا یہ ہی کہ فرمایا اللہ تعالی فی سورہ حج مین ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من
تقوی القلوب یعنی جو کوئی تعظیم کری نشانیون اللہ تعالی کی یہ دلون کی پرہیزگاری سی ہی مولوی
اسمعیل صاحب نے اولیاء اللہ کی محبت کو تحت اس آیت اور تعظیم شعائر اللہ مین داخل کیا ہی عبارت اونکی
صراط مستقیم مطبوعہ میرٹھ صفحہ ۳۴ مین یہ ہے اگر بنگاہ تامل کنی دریابی کہ محبت منتالین کرام خود شعار

ایمان محب و علامت تقوی است و ذلک قولہ ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب انتہی کلامہ پس
اولیاء اللہ شعائر اللہ ہوی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معظم شعائر ہوے چنانچہ حجۃ اللہ مین شاہ ولی اللہ
نے بہی صفحہ ۱۰۱ مطبوعہ بریلی مین آپکو معظم شعائر اللہ مین شمار کیا ہی اور جب آپ معظم شعائر اللہ ہوی تو
پیدا ہونا آپکا گویا ظہور ہے اعظم شعائر اللہ کا اور ہمکو چاہئی کہ اعظم شعائر اللہ کی عظمت دلمین پیدا کرین
اور اوس نعمت عظمی کو بہت عظیم سمجہین جسکو فرمایا اللہ تعالی فی وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اور
احسان کہا اللہ تعالی فی ہماری گردنون پر اونکی موجود باجود کا حیث قال تبارک و تعالی لقد من اللہ
علی المومنین اذ بعث فیہم رسولا الایہ پس جسوقت تذکرہ آپکا باداب تعظیم اور ظہور جاہ و جلال جو وقت
ولادت باسعادت آفاق عالم مین وہ انوار و آثار جلوہ گر تہی بیان ہوتا ہی دل کی رگ و ریشہ مین
اوسوقت کا جلوہ سما جاتا ہے اور آنکہونکی آگی نقشہ حضور ملائکہ و حورعین کا جو وقت میلاد شریف تہا
سما بند ہو جاتا ہی لابد دل پر ہو جاتا ہے عظمت شان حضور سی اور پیدا ہوتی ہی دلمین تعظیم عظیم اوسوقت
کہڑی ہو جاتی ہین سب با آداب تعظیم اور بدلتی ہین ہیئت جلوس کو قیام سی چنانچہ شرع شریف مین
ظاہر کو عنوان باطن قرار دیا ہی اگر قلب مین توحید اور رسالت کی تصدیق ہی تو اقرار باللسان
اوسکی تطبیق ہے اسیطرح اگر دل مین اللہ تعالی سی کسی چیز کی خواہش اور حاجت ہے تو دعا مین دونو ہاتہ
بہیلا نگنی والون کی طرح پہیلا دینا سنت ہی تاکہ نقشہ ظاہر و باطن کا ایک ہو جاوے اسیطرح جو ہای
غوامض کو بہت مثالین شرع شریف سی ملجاوینگی از انجملہ چند مثالین دافع الاوہام مین در باب نیت
محفل مذکور ہین خلاصہ یہ کہ اسوقت اظہار عظمت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لئی جو کہ دلمین بہری ہوئی ہی
قیام کیا جاتا ہی تاکہ ظاہر و باطن دونو ایک ہو جاوین جسطرح دل کی اندر حضور کی عظمت ہے اوسیطرح قیام
باداب تعظیم اوس عظمت کا نقشہ اور صورت ہے اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسوقت بذاتہ
آنکہونکی سامنی مجلس مین حاضر نہون لیکن آگی بالذکر ظہور تو موجود اور ظاہر ہے ذکر ظہور کی تعظیم بعینہ آگی
تعظیم ہے مولوی اسمعیل صاحب صراط مستقیم مطبوعہ میرٹھ کی صفحہ ۱۴۱ مین لکہتی ہین از فروع جنس ہست تعظیم
شعائر او مثل تعظیم نام او و کلام او و لباس او انتہی جب آپکی تعظیم دلمین ہوئی تو آپکے نام اور

بیان اور ذکر کی تعظیم ہی ہی گئی تو یہ ذکر کی تعظیم بعینہ آپکی تعظیم ہی اور آپکی تعظیم خدا کی تعظیم ہی ہیسا کہ
شاہ ولی اللہ نی محجۃ اللہ مین لکہا ہی حتی صار تعظیمہا اعظم تعظیما للہ یعنی اون شعائر کی تعظیم
اللہ ہی کی تعظیم ہی اونکی تردید اور موافق اس مضمون کی آیتین بھی ہم لکہہ چکی ہین من یطع الرسول
فقد اطاع اللہ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ الحاصل یہ قیام نہ شرک ہی نہ بدعت ضلالت
بلکہ مستحب و مستحسن ہے باتفاق جمہور علماء امت اور قایم ہین اسپر ادلہ از روی شریعت **فائدہ** اب ہم ایک
قاعدہ مسلم مولف براہین گنگوہی کی موافق ہی اس قیام کا ثبوت دیتی ہین وہ یہ ہی کہ ہمنی امور مروجہ مجلس میلاد
کے لیے لکہا ہی کہ زیادہ کرنا کسی مستحسن یا مباح کا جو مشتبر نہ تہا جایز ہی اوسکی نظیر یہ لکہی کہ اگر کوئی بنظر ادائے
تعظیم التحیات مین اللہم صل علی سیدنا محمد پڑہے تو درمختار مین اوسکو نقل لکہا ہے حالانکہ اس درود مین لفظ
سیدنا منقول نہین۔ اسکا جواب مولف براہین صفحہ ۱۲۰ مین لکہتی ہین (زیادہ لفظ سیدنا کی صیغہ درود
شریف مین یہ سمجہا کہ جہان کہین اجازت زیادت یا تبدیل کی صراحۃً یا دلالۃً موجود ہے وہان ہی کہان
ہوسکتی ہی وہ تو خود ماورد بہ الشرع مین داخل ہی سو اجازۃ زیادۃ لفظ سیادۃ کی خود یا ایہا الذین امنوا
صلوا علیہ الایہ مین موجود ہی کیونکہ معنی صلوۃ کی تعظیم کی ہین اور صلوا کی معنی عظموا کی ہین اور درود کے
اگر ہون اوسکو بہی تعظیم لازم ہی کہ جسکی دا سلی دعا کیجاویگی اوسکی توقیر و تعظیم لازم ہوویگی تہوڑا سی
عقل کی حاجت ہی سہر گاہ کہ تعظیم فخر عالم کی اپنی بندگان سے حق تعالی طلب فرماتی ہین تو جو لفظ
و صیغہ کہ تعظیم کی معنی دیویگا وہ خود مطلوب ہوویگا جب تک کہ اوسکی نہی وارد نہو انتہی) مین کہتا ہون
قیام زیادہ کرینگی اجازت بہی شرع مین موجود ہی لعموم ما یجب تعظیم و توقیری صلی اللہ علیہ وسلم
شروع بحث قیام مین ہم لکہہ چکی پس تعظیم و توقیر آپکی مطلوب ہے شرعاً تو یہ قیام بہی ایک فرد تعظیمی ہوکر افراد تعظیم
مطلوبہ مین شامل ہی اور ما ورد بہ الشرع مین داخل اور یہ بہی ہی کہ وقت ذکر ولادت شریف و درود سلام
بہی اٹہکر کہڑی ہتی ہین تو جیسا لفظ صلوا بمعنی عظموا اسی صیغہ تعظیم ایجاد کیا جو پہلے نہ تہا ایسا ہی درود
و سلام پڑہنی کی لیی یہ ہیئت تعظیمی یعنی قیام ایجاد کیا جو پہلی نہ تہا پس قیام بہی داخل تعظیم نبی افضل
موافق قیاس قول درمختار جسکو مولف براہین گنگوہی نے بہی نقل کیا ہے قیام صحیح ثابت الاصل ہے اور

ادلہ تعلم فریق ثانی بہی اسی سبب سید برزنجی وغیرہ مفتیان دین احسان قیام ہذا پر برابر فتوی
دی رہی ہین **اب قیام مین منکرین کی شبہات متفرقہ کا ذکر ہوتا ہی**
اول اعتراض حضرت کی حالت حیات مین صحابہ واسطے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قیام نہین
کرتی تہی جیسا کہ ترمذی مین ہی پہر اب قیام کسطرح جایز ہوجواب اول قیام نہین کرتی تہی لیکن اوسطرح کا
قیام جیسا سلاطین عجم مین تہا کہ جب رعایا اپنی بادشاہ کو آتی دیکہتی اسیوقت سی کہڑی ہوجاتی اور
جب تک وہ بیٹہا رہتا تخت پر اسوقت تک سب اوسکی آگی بکمال تواضع کہڑی رہتے ایسا قیام فی الواقع
ممنوع شرعی ہی جبکہ وہ بادشاہ یا امیر حکم کری اور پسند کری اوس قیام کو سو محفل میلاد شریف مین
یہ بات تو نہین کہ اوس محفل مین منبر یا چوکی یا تخت پر کوئی بادشاہ بیٹہا ہوا ہی اور سب لوگ اوسکی
آگی کہڑی ہین یا یہ کہ وہ بادشاہ حکم کررہا ہے کہ تم میری آگی قیام کرو یہان تو یہ بات ہے کہ قاری مولد
منبر پر کہڑا ہوا سلام و درود و اشعار نعت و مدح پڑہ رہا ہے یہ خود فعل صحابہ سی ثابت ہی صحیح بخاری
مین ہی کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یضع لحسان منبرا فی المسجد یقوم علیہ قائما یفاخر عن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حسان کیواسطی منبر رکھتی تہی مسجد مین
اور اوسپر حسان کہڑی ہوکر فخر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کرتی تہی پس محفل میلاد شریف مین
بہی قاری مولد منبر پر کہڑا ہوکر فخر رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتا ہی اور جسوقت قاری مولد کہڑا ہوجاتا ہے
حاضرین بہی کہڑی ہوجاتی ہین اسمین تعمیل دوسری حدیث کی ہوجاتی ہے جو مشکوۃ کی باب القیام فصل
ثالث مین ابوہریرہ سی روایت ہی رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجلس مجلسا فی المجلس
یحدثنا فاذا قام قمنا قیاما یعنی حضرت ہماری مجلسہ مین حدیث کرتی تہی پہر جب آپ کہڑی ہوتی ہم بہی
آپ کی ساتہہ کہڑی ہوجاتی اس سی ثابت ہوا کہ حاضرین مجالس کو قیام مین موافقت کرنا چاہیے
پس اس قیام مین اور ترمذی کی روایت منع قیام مین جسکو مانعین سند لاتی ہین بہت فرق ہی اور
اگر کوئی یہ کہی کہ صحابہ کیسیواسطے قیام نہین کرتی تہی تو یہ بالکل غلط ہی آہی گذرا کہ حضرت حسان کہڑی
ہوکر شعر پڑہتی تہی روح و فخر رسول صلی اللہ علیہ وسلم مین اور یہ بہی گذرا جب آپ کہڑی ہوتی صحابہ

کھڑی ہوجاتی اور جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لاتین تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کھڑی ہوجاتی تھی اور اسیطرح وقت تشریف آوری حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی فاطمہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا کھڑی ہوتی تہین اور نیز کھڑی ہوی صحابہ واسطی آپکی یہ اسامہ بن شریک سی بروایت
صحیح قسطلانی فی روایت کی ہی اور نیز کھڑی ہوی آپ واسطی آنی حلیمہ سعدیہ کی ایام حنین مین یہ
زرقانی شرح مواہب مین ہی اور نیز کھڑی ہوی آپ وقت آنی پدر رضاعی اپنی کی بہ سیرت حلبی
مین ہے اور دیکیا مانعین قیام کو شاہ ولی اللہ فی دیکھو حجۃ اللہ البالغہ **اعتراض** حضرت کا
نام سنکی کھڑی ہوجاوین یا اور اللہ تعالیٰ کی نام پر کھڑی نہین ہوتی حضرت کو اللہ تعالیٰ سی بہی فوقیت
دیدی **جواب** یہہ کمال کم فہمی ہے دیکھو ہم اللہ تعالیٰ کی واسطی قیام کرتی ہین نمازون مین بکمال ادب
رو بقبلہ اور اس سی بھی زیادہ یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ کی لئی خاک پر گرجاتی ہین سجدہ کی لئی ہر روز نماز فرض
واجب و نوافل مین ساٹھ ستر سے زیادہ سجدے کرتی ہین یہ کیسی بڑی تعظیم ہوئی کہ ماتہا زمین پر رگڑتی
ہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لئی صرف اسقدر کہ ذکر ولادت شریف پر تعظیماً نظہورہ تعظیم کہڑی
ہوجاتی ہین اب خیال کرو تعظیم رسول کی خدا سی زیادہ کہان ہوئی **اعتراض** حضرت کا نام
اذان اور خطبہ مین بہت جگہ آتا ہی کہین نہین کھڑی ہوتی سوای مولد شریف کی ادا دسمین بہی جب
خاص ذکر ولادت شریف آتا ہی جواب ذکر ولادت شریف مین یہ مناسبت ہے کہ ولادت کی معنی یہ ہوی
کہ آپ عالم بطون سی عالم ظہور مین آئی اور آنیوالی کی تعظیم کے لیے شرع مین قیام مستحسن ہے بر مذہب جمہور
فقہا و محدثین اور یہہ خوب معلوم ہی کہ شان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بس عظیم ہے اور بمرتبہ تعزروہ
وتوقروہ کی تفسیر مین لکہا ہی اسی بنا لتعوا فی تعظیمہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی مبالغہ کرو حضرت کی تعظیم مین
بنا علیہ مجسمین امت نی بطور مبالغہ تعظیم یہہ کیا کہ جو بادشاہ و امیر کی عین حالت قدوم مین تعظیماً قیام
کیا جاتا ہی وہ آپ کی ذکر قدوم مین کیا گیا اسپر کوئی اعتراض شرعی نہین پڑ سکتا سوا اسکی کہ ایجاد
سوء بجا و طریقہ آداب کا مستحب و مستحسن ہے سکا ذکر چند بار گذر چکا اور بدعت حسنہ کا وجود بہی شرع سے
ثابت ہوچکا **اعتراض** قیام کرنیوالونکو اگر اسبات کی تعظیم منظور ہوتی کہ حضرت کی قدوم کی

تعظیم کیجاوے تو فقط وقت ولادت کی کیا خصوصیت تہی چاہئی تہا کہ جب ذکر سنتی کہ فلان وقت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم مسجدمین یا مجلس مین تشریف لائی تہی یا جاتے یا ہوا کرکی پہر آی تھی ہر قدوم کا ذکر
سنکی کھڑی ہوجایا کرتے **جواب** آن قدومات مین اور قدوم وجودی یعنی ولادت شریف مین
بڑا فرق ہی یہ سب قدوم جزئی ہین مثلاً گھر سے جب مسجد یا مجلس مین تشریف لائی تو وہ دولت
مخصوص اوسی جماعت کی واسطی ہوئی دوسری لوگونکا اوسمین کیا حصہ ہی کہ جن مین آپ رونق افروز
نہوی برخلاف قدوم وجودی کی کہ وہ قدوم کلی ہی یعنی آپکا عالم وجود مین آنا رحمت ہی تمام عالم پر جو
کوئی اوسوقت دنیا مین موجود ہی یا نہین اور جو کوئی قیامت تک پیدا ہوتا چلا جائیگا اور جو چیز نئی
سے عرش تک ہی کل کی لئی آپکا پیدا ہونا رحمت ہی وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین پس اس قدوم اور
قدومات مذکورہ مین بڑا فرق ہی اسلئی قیام کرنا اس اعلیٰ درجہ کی قدوم مین امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم
مین رائج ہوا جب اس قدوم کلی کا ذکر آتا ہی اوسیوقت قیام کرتی ہین بخلاف اور قدومات کی کہ وہ
جزئیہ ہین **اعتراض** اگر یہہ قیام واسطی ذکر ولادت شریف کی خاص ہوا کہ اسمین معنی قدوم وجودی
کی ہین تو بہت وقتون مین یہ ذکر احادیث وغیرہ مین ہوتا ہی مثلاً قرآن شریف مین ہی لقد جاءکم
رسول اور حدیث مین ہی ولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مختونا اوسوقت کیون نہین کھڑی ہوتی علاوہ بریں
بہت مرتبہ آپکی ولادت کا مضمون کسی شعر مین یا فقرہ نثر مین چلتی پہرتے زبان پر آجاتا ہے وہان
بہی کوئی نہین کہڑا ہوتا **جواب** بنی آدم پر غفلت طاری ہی اللہ تعالیٰ کی نام پر کسی خاص موقع
مین جب دل راغب الی اللہ ہوتا ہے وہان تو شوق ذوق سی کہتی ہین جل جلالہ جل شانہ عم نوالہ باقی
اکثر اوقات مین دل غافل اور بیخبر ہوتا ہی سیکڑون بار تو نہین اللہ تعالیٰ کا نام آتا ہی جل جلالہ وغیرہ
الفاظ تعظیم کچھ بہی زبان پر نہین لاتی بس اسیطرح حال قیام ہی کہ بعض حالات مین نام رسول آتا ہے
دل کو اس تعظیم خاص یعنی قیام سی ذہول اور غفلت ہوتی ہی برخلاف مجلس کی کہ یہان ہر قسم کے
سامان آداب تعظیم موجود ہین خواہی نخواہی ہر عامی کی بہی آنکہین کہل جاتی ہین تعظیم بجالاتی ہین
دوسرا جواب یہ ہی کہ اگر ہم قیام کو فرض یا واجب کہتی تب یہ اعتراض پڑتا کہ کسی موقع مین بہی ترک

جایز نہو جب فرض نہین بلکہ مستحب اور مستحسن کہتے ہین تو موقع محفل مین کہ وہان جمیع اُمور استحسان و آداب
موجود و مہیا ہین قیام بہی کرتی ہین تاکہ لوازم اکرام بتمامہ مکمل ہوجاوین اور جہان جمیع لوازم مروجہ منعقی
ہین وہان یہ بہی بھلا تو کیا حرج ہی صرف درود شریف پڑہ دیا یہ بہی فائدہ تعظیم کا دیجاتا ہی اور ہم
اوپر لکھ چکی کہ تعظیم مفروضہ کسی فرد مین بہی ادا ہوجاتی ہی اور تعظیم و فرحت میلاد کو سامان کثیر اور
افراد متعددہ کی ساتھ ادا کرنا درجہ استحباب مین ہی باقی رہی یہ بات کہ تلاوت قرآن شریف و قرارت
حدیث مین جو یہ ذکر آوی وہان کیون نہین کھڑی ہوجاتی جواب اوسکا یہ ہی کہ ہر عمل کی ایک خصوصیت
ہوتی ہین کہ وہ سب جگہ نہین کی جاتی اسوقت ایک مثال لکھی جاتی ہی اور مثالین اسکی بہت ہین شاہ
ولی اللہ صاحب قول جمیل مین لکہتی ہین جب کوئی کسی زبردست سی ڈرتا ہو جسوقت اوسکی سامنی
جاوی پڑہی کہیص کفیت اور ہر حرف پر اونگلی داہنی ہاتھ کی بند کرتا جاوی پہر پڑہی جمعسق حمیت اور
ہر حرف پر اونگلی بائین ہاتھ کی بند کرتا جاوی پہر اوس حاکم کی سامنی دونون مٹہی کہولدی انتہی اب
سمجھنا چاہیئی کہ یہ مٹہی کا بند کرنا اور کہولنا خاصہ اس عمل کا ہی تو اب اگر کوئی اوسکو کہنی لگی کہ یہ تو قرآن شریف
کی حروف ہین جب قرآن مین کوئی کہیص جمعسق پڑہا کری وہان بہی اونگلیان بند کیا کری اور
کہولا کری سب عاقل کہین گی کہ ای بہائی وہ تو خاصہ اوس عمل کا ہی اوسی عمل کی ساتہ مخصوص رکھنا
چاہیئی جب قرآن پڑہین تب قرآن کی آداب تلاوت ملحوظ رکہنی چاہئین بس اسیطرح جب قرارت
حدیث بطور تعلم یا تعلیم یا موعظت جسطرح ہو وہان وہ آداب چاہئین اور جب اذان وغیرہ مین آپکا نام
آوی وہان جو کچہ ثوری ہی اوسکو ادا کری اور جب یہ ذکر اس جلسہ فرحت سرور و شکر مین آوی وہان
یہ حرکت سروری و تعظیمی کہ عبارت قیام سی ہی کیجاتی ہی اور مولد شریف باوجود شامل ہونی متبرکات آخر کی
کی ایک عمل بہی ہے واسطی حصول خیر و برکت کی چنانچہ ابو سعید نوالی و ابن جزری و سخاوی و علی قاری
وغیرہم نی اس عمل کرنی سی برکات کثیرہ کا حاصل ہونا منافع دینی و دنیوی مین لکہا ہی اور اس عمل کو
بہت اہل اسلام بلاد اسلامیہ مین کرتی ہین اور یہ بہی ظاہر اور کسی سی مخفی نہین کہ مشایخ عظام اور
علماء کرام نی اس عمل مین خاصۃ تزویک کر ولادت شریف کی قیام کیا ہی پس خاصہ ٹہہر گیا یہہ قیام

اس عمل کا خاص اسی موقع مین بنا رعایہ جاری نکیا جاویگا یہ قیام جمیع مواقع خارجی مین بشامل تلاوت
قرآن اور احادیث اور اذان وغیرہ مین جسطرح اونگلیون کا کہولنا بند کرنا کہیص مین اوسوقت ہوگا کہ
جب بطور عمل ہوگا قرآن شریف کی پڑہتی وقت نہوگا اور اعمال کی خصوصیات کو تعینات و تخصیصات
مکروہہ فقہا سی کچہ علاقہ نہین ہو لوی اسمٰعیل صاحب کی صراط مستقیم دیکہو کیا کچہ تعینات اذکار مثل یک ضربی
دو ضربی سہ ضربی و حبس نفس و خیالات وغیرہ اوسمین درج ہین علاوہ اسکی ہم کہتی ہین استحسان کرنا
علماء دین کا بہی ایک حجت اور دلیل ہی دلایل شرعیہ سی اور علماء عرب و عجم نی صدہا سال سی اس
موقع خاص مین مستحسن فرمایا ہی بنا رعایہ دوسری مواقع مین قیام معمول عام نکیا جاویگا جیتک ان
مواقع پر بہی علماء امت استحسان کا فتوی نہ لگائین امر استحسانی کو خاص موقع استحسان مین معمول کرنا
ثابت ہی نہ علی العموم دیکہو بیت اللہ سی رخصت ہوتی وقت اونٹی پانو پہرتی ہین اور دلیل علامہ
زیلعی نی یہ لکہی مقتضای ادب یہ ہی کہ دربار شاہی سی اسطرح اونٹی پانو بغیر پشت پہیری واپس
آتی ہین یہ مسئلہ مباحث بدعت حسنہ مین ہم مشروحا فقہ سی لکہچکی الحاصل حاجی لوگ جب اپنی وطن
آنیکا ارادہ کرتی ہین اوسوقت اونٹی پانو وہانسی پہرتی ہین اور پانچون وقت نماز پڑہ پڑہ کر بیت اللہ
سی نکلتی ہین اوسوقت اونٹی پانو نہین پہرتی حال آنکہ وہ علت کہ دربار شاہی سی یون ہی پہرا
کرتی ہین پانچون وقت موجود ہی پس وجہ اوسکی یہ کہ علمائی اوسیوقت خاص اونٹی پانو پہرنے کو مستحسن رکھا
ہے جمیع اوقات کی بابت نہین لکہا پہر اسیطرح اس قیام کو سمجھو کہ علماء کا استحسان اوسی موقع مین ہوا ہے
اعتراض قیام وقت وقوع ولادت شریف ہونا چاہیئی اب ہر روز کونسی ولادت مکرر ہوتی ہی
اور اس امر کی شرع مین کہین نظیر نہین کہ کوئی امر فرضی ٹہہرا کر حقیقت کا معاملہ اوسکی ساتہ کیا جاوی بلکہ
شریعت مین یہ حرام ہی لہذا یہ قیام حرام ہوا **جواب** ذکر ولادت شریف تو کوئی امر فرضی نہین بہر
تذکرہ تو امر حسی موجود فی الخارج ہے ربانو پہرا اوسکی الفاظ جاری کانون مین اوسکی صورت طاری
دلونمین اوسکا ذوق ساری پس ایسی حالت مین ذوق شوق محبت سی تعظما کہڑی ہوجائین تو
یہ محبوب ہے شرعا کیونکہ تعمیل آیہ ومن تعظیم شعائر اللہ مین داخل ہی اور یہ بات کہ بعد گذر جانے

واقعہ کی معاملہ اصل واقعہ کی طرح کرنا شرع مین نہین آیا یہ غلط ہے دیکھو صوم عاشورا کو کہان فرعون کا ڈوبنا
اور موسی علیہ السلام کا نجات پانا اور اس شکریہ مین موسی علیہ السلام کا روزہ رکھنا اور کہان یہ بہار
زمانہ کا اب تک وہ روزہ چلا جاتا ہی حال آنکہ حقیقت وقوع واقعہ غرق فرعون و نجات موسی تو اوسی
دورہ مین ہوئی تہی اب وہ اصل حقیقت موجود نہین لیکن معاملہ صوم کا وہی کرتی ہین جو اصل واقعہ
کی وقت کیا تھا اور دوسری نظیر اور بھی ہی جب سولنحد اصلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سی مکہ تشریف لاے
تو مدینہ مین بخار کی بیماری تھی مشرکون نی کہا کہ ان لوگون کو مدینہ کی بخاری نی سست و ناتوان کر دیا ہی
انسی طواف بھی نہو سکیگا یہہ کہا اور مقام حجر کی طرف کو مشرک لوگ انکا تماشا دیکہنی لگی تب حضرت
نی صحابہ کو فرمایا کہ ان مشرکونکی سامنی طواف کی وقت رمل کرو اونہون نی رمل کیا یعنی جسطرح
پہلوان لوگ وقت لڑائی کی کودتی ہوی اور مونڈہون کو ہلاتی ہوی بہادرانہ چال چلتی ہین
اوسیطرح صحابہ اون مشرکون کی سامنی چلتی تہی اور کفار یون بول اوٹہی یہ تو ہرن کی طرح چوکڑی
بہرتی ہین یہ روایتین صحاح ستہ مین موجود ہین خلاصہ یہ کہ رمل اوسوقت تو واسطی دکہانی کفار کے
کیا گیا تہا لیکن پہر بعد اس زمانہ کی جو حجۃ الوداع واقع ہوا اوسوقت بہی وہی قوت رفتار رمل کی
طور پر وقوع مین آئی حال آنکہ اوسوقت کوئی مشرک وہان نہ تہا قطعا اور قایم رکھا اوسوقت مین بہی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی اوس فتار تبختر کو اور پہر قایم رکھا بعد آپکی خلفاء راشدین نے پہر تا بعین
یہانتک کہ اب تک کیا جاتا ہی اب دیکہئے یہ معاملہ حقیقت کا سا بعد منقضی ہوجانی اصل حقیقت کی کیا جاتا
الی یومنا ہذا اور جاری رہیگا الی یوم القیمۃ حال آنکہ اصل علت موجود نہین یعنی اب حرم شریف مین ایک
کافر نہین جسکو ذاتی طاقت اور جوانمردی اور بہادری کی چال دکہائی چنانچہ صاحب ہدایہ اسمعنی کی طرف
اشارہ فرماتی ہین ثم بقی الحکم بعد زوال السبب فی زمن النبی علیہ السلام وبعدہ اور شیخ دہلوی نی شرح
سفر السعادۃ مین لکہا ہے معلوم شد کہ بعد از زوال علت نیز این حکم باقی ست تو حضرت سلامت
حقیقت کا سا معاملہ بعد انقضای حقیقت بہی کرینگے نظیرین شرع مین موجود ہین اور جس چیز کی نظیر
جاوی وہ معاقق قاعدہ مولوی اسمعیل صاحب کی بدعت نہین ہوتی الحاصل جب آپ قایل ہوچکی کہ اصل

حقیقت یعنی وقوع ولادت شریف مین قیام ہونا چاہیی اور ہم کہتی ہین کہ واقعی آپکا اس امر مین حق ہی چنانچہ بعض روایات موالید مین آیا ہی کہ اوسوقت ملائکہ اور حورین کہڑی ہوئی تہین آدمی کا تو وہان
گذر نہتا اور جسکا گذر ہتا وہ حالت قیام مین تہا تو اب بہی جب فرآدی تو وہی قیام ہمت مین جاری رہے
تنظیما تو ہرگز مخالف اصل غرض کی نہین ہوسکتا و اصلین اس تحقیق مین ابہی منقول ہوچکین اور تمامشابہ
کو جناب معترض صاحب صوفی ہی ہین اور آپ کی یہان تصور شیخ کا قاعدہ بہی چلا آتا ہی آپ کی بزرگوار
فرماتی ہین واارکن الاعظم ربط القلب بالشیخ علی وجہ التعظیم و ملاحظۃ صورتہ انتہی اور دوسری جگہ اسی
رسالہ مین فرماتی ہین فاحضر فی خیالک صورۃ شیخک فانہ یرجی بہ برکۃ تبدل التفرقۃ بالجمعیۃ یعنی سامنے
رکہہ خیال مین صورت اپنی پیر کی بیشک اسکی برکت سی تفرقہ بدل جائیگا جمعیت سے اور شاہ ولی اللہ
صاحب کی خلیفہ محمد عاشق پہلتی جنسی شاہ عبد العزیز صاحب نی بعد وفات والد اپنی کی تکمیل سلوک
کی ہی اپنی کتاب سبیل الرشاد مین مرشد کا تعلیم کیا ہوا یعنی شاہ ولی اللہ کا طریقہ لکہتے ہین اگر وقت
دوری شیخ کسی استفاضہ خواہد طریقش آنست کہ فارغ دل وضو ساختہ نماز گذارد و ہما نجا نشستہ
صورت شیخیکہ از وی فیض می جوید بجمع ہمت و دفع خطرات ملاحظہ نماید الی آخرہ اور امام ربانی جلد
ثانی مکتوبات کی مکتوب ۳۱ مین کثرت تصور شیخ کی لی لکہتی ہین این قسم دولت سعادتمند از ابتدا
تا در جمیع احوال صاحب را بطرز متوسط خود دارد و در جمیع اوقات متوجہ او باشد اور مولینا مرحوم شیخ
محمد محدث تہانوی جن سی مولوی رشید احمد صاحب نی بہی کچہہ حدیث پڑہی انوار محمدی مین لکہتی ہین
باید کہ مرشدوی را (یعنی مرید را) بوقت پراگندگی خاطر و عدم جمعیت برای ملاحظہ صورت خود بدہنمی
امر فرماید کہ صورت مراد او ضاع مراد اطوار مراد اخلاق مراد مثل ریش و خال و خد و لباس و غیرہ آنچنان
بصورت خیالیہ خود منقوش خاطر کن کہ دران محو گردی الخ خلاصہ یہ کہ جیسی مرید طالب اپنی پیر کے سامنے
مودب بیٹہتی ہین ویسی ہی حالت دوری مین یہہ تصور شیخ کرکے مودب بیٹہتے ہین اور تعظیم مدنظر رکہتے
ہین اس سے دو فائدہ پیدا ہوی ایک یہہ کہ جب تصور شیخ سے مرید کو فلاح و خیر ہوی رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم جو اوسی اور مرشد کے ہین اونکا تصور غلبہ محبت کی ساتہہ کیونکر نفع ندیگا دوسرا

ہم اہلحدیث کہتے ہین کہ بیٹہنا اور تعظیم کی راہ سے تصور شیخ کا جائز ہونا اور تصور کرنا اوسی صورت کا ۱۲

ہم اہلحدیث کہتے ہین کہ بیٹہنا اور تعظیم کی راہ سے تصور شیخ کا جائز ہونا اور تصور کرنا اوسی صورت کا ۱۲

فائدہ یہ کہ جب تعظیم مرشد حالت تصور مین بھی ہی تو یہہ حقیقت کا معاملہ عدم موجودگی حقیقت مین کیا جاتا ہی پس قایم ہوئی معترض صاحب پر یہہ حجت ہماری ازروی طریقت اور قایم ہوئین دو تین صوم عاشورا اور رمل کی ساتھہ چلنا حالت طواف مین ازروی شریعت والسلام علی من اتبع الہدی **اعتراض** کہتی ہین کہ شامی جو مجوزین عمل مولد شریف مین شمار کیا جاتا ہی وہ خود قیام کو بدعت لااصل لہا لکہتا ہے تو یہہ قیام بدعت سیئہ ضلالت ہوا اور عبارت اوسکی سیرت شامی مین یہہ ہی جرت عادۃ کثیر من المجبین اذا سمعوا ذکر وضعہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقوموا تعظیما لہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہذا القیام بدعۃ لااصل لہا جواب اسکا یہ ہی کہ اس عبارت سی جو یہہ لوگ ضلالت اور سیئہ ہونا قیام کا نکالتی ہین کمال بوا بجہی ہی اسلیی کہ بدعت ہونا تو اسکا مسلم کیونکہ رسول علیہ السلام کی دور مین اسکا رواج نہ تہا لیکن اوسوقت رائج نہونی سی یہ لازم نہین آتا کہ ضلالت ہو تقسیم بدعت طرف حسنہ اور سیئہ کی مجتہدین اور محدثین کی قول سی ثابت ہی چنانچہ نور اول کی لمعہ خامسہ مین ہم نقل کر چکی اور سیرت حلبی مین ہی وقد قال ابن حجر الہیتمی الحامل ان البدعۃ الحسنۃ متفق علی ندبہا وعمل المولد واجتماع الناس لہ کذلک ہی بدعۃ حسنہ انتہی اور یہہ ابن حجر قال جواز اس قیام مروجہ کی ہین چنانچہ اوسکی مولد کبیر کی عبارت جواز قیام مین عثمان حسن دمیاطی شافعی نی نقل فرمائی ہی پس جبکہ یہہ عمل مولد بہیئت مروجہ مع القیام بدعت حسنہ ٹہرا بالاتفاق اسلیی کا شمار بہ لفظ کذلک کا طرف متفق علی ندبہا کی ہی ہے جسطرح بدعت حسنہ کی طرف ہی کما لایخفی تو استدلال مانعین بدعت سیئہ ہونی قیام پر جو سیرت شامی سے کرتے ہین اس تقریر سے ساقط ہوگئی اور اگر بفرض لااصل لہا سی مانعین کو کچہ دہوکا ہی کہ اوسنی لااصل لہا جو لکہا ہی اس سی سیئہ ہونا ثابت ہی تو جواب اسکا یہ ہی کہ یہہ بات ضروری نہین جہان بفرض لااصل لہا آیا کرے وہان بدعت سیئہ مکروہہ یا محرومہ مراد ہوا کرے اس بات پر دو عبارتین دلیل گذار تا ہون مجمع البحار کی خاتمہ جلد ثالث صفحہ ۱۲ مطبوعہ نولکشوری مین ہی کہ صاحب مجمع نی اپنی شیخ سی مسئلہ یہہ پوچہا تہا کہ پہول یا خوشبو سونگہنی کی وقت درود پڑہنا کیسا ہے تو جواب اوسکا یہہ لکہا ہے اما الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند ذلک ونحوہ فلا اصل لہا ومنہ ذلک فلا کراہۃ فی ذلک عندنا الخ اس عبارت سے

واضح ہوگیا کہ لااصل لہا ہونیکو یہہ ضروری نہین کہ وہ ناجائز ہوا کری اور مولوی محمد اسحق صاحب مسائل اربعین کی مسئلہ چہاردہم مین کہ نوشہ کو بطریق سلامی کچہہ دینا اور دلہن کو موہنہ دکہائی مین کچہہ دینا کیسا ہی تحریر فرماتی ہین جواب در شریعت محمدی اصل این چیز یا فتہ نمیشود مگر ظاہر حال این چیز آنکہ دادن سلامی در وقتہائی است مباح باشد الی آخرہ ان عبارتون سی معلوم ہوا کہ کسی چیز کی بدعت ہونی اور عہد رسالت مین اصل وجود پنہانی جانی سی حرمت و کراہت لازم نہین آتی پس سیرت شامی مین عدم اصل لہا کہنی سی قیام کا ضلالت اور سیئہ ہونا ثابت نہوا اور جبکہ ٹوٹ گئی دلیل مانعین تو اب پیش کرین ہم وہ قرآن و دلایل کلام سیرت شامی کی جو قیام کی بدعۃ حسنہ ہونی پر دلالت کرتی ہین وہ یہہ ہین کہ اوسنی یہہ لفظ لکہے ہین جرت عادۃ کثیر من المحبین **اول** تو لفظ اجرای عادۃ ایک قسم کی مستند ہونی پر دلیل ہے جیسا کہ صاحب ہدایہ نی باب الاحرام مین لکہا ہی وبذلک جرت العادۃ الفاشیۃ وہی من احدی الحجج الثمانیۃ القاضیۃ یعنی ظاہرہ اگر عہد صحابہ سی ہو تو کمال درجہ کی قوی حجت ہی اور اگر بعد کی عادت ہی تو بہی ایک طرح کی سند ہے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سی روایت ہے ما راٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن اور مسلمون سی صحابہ مراد رکہنا غیر مسموع ہی اسلیی کہ نصوص مین اطلاق لفظ کیا جاتا ہی العبرۃ لعموم الالفاظ اور حدیث مین لفظ مسلمون ہی اور مطلق لفظ مین فرد کامل مراد ہوتا ہی پس جس زمرہ کی مسلمان کامل یعنے علماء کسی بات کو اچہا فرمائینگے وہ خدا کی نزدیک بہی اچہی ہونگی چند نظیرین لکہتا ہون مجمع البحار جلد سوم صفحہ ۱۰۰ مین ہی ان محبۃ قلوب العباد علامۃ محبۃ اللہ وما راٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن یعنی جسکو بندگان خدا محبوب کہیں اور قبول کرین یہہ علامت ہی کہ وہ محبوب خدا ہے جسکو مسلمان اچہا جانین وہ عند اللہ اچہا ہے اور فقیہ شامی نی لکہا ہے کہ اذان و تکبیر کی درمیان لوگون کو مطلع کرنا تیاری نماز کی لئی کسی عمل متعارف کی ساتھہ متحسن ہے دلیل اسکی ما راٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن اور چند مؤذن جمع ہو کر اذان کہنی کی بہی یہی سنت گذاری ما راٰہ المسلمون حسنا الخ اور درمختار مین ہی لاالتعامل یترک بالقیاس لحدیث ما راٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن اسکی ذیل مین فقیہ شامی نی لکہا ہے وظاہر ما مر فی مسئلۃ البقرۃ اعتبار العرف الحادث فلا یلزم کونہ من عہد الصحابہ یعنی تعامل مین کچہہ صحابہ کی قید نہین عرف حادث بہی مثل نص کام دیتا ہے

اور دلیل اسکی ما راٰہ المسلمون الی آخرہ پس منحصر صحابہ پر رکھنا حکم ماراٰہ المسلمون حسنًا کا مخالف ہی فتاوی و شروح
و متون و تصانیف اکابر مفتیان دین کی جو اونہون نی اس روایت سی سند پکڑی ہی استحسان امور مرجوحہ
بعد صحابہ پر جنکو علمای دین نی مستحسن کہا ہی اور نیز مفتیان دین جابجا الفاظ فتوی مین لکہتی ہین علیہ العمل
وعلیہ المسلمون و بہ جری التعامل و ہو المتوار فامام غزالی رحمۃ اللہ علیہ قیام کی تحقیق مین جلد دوم احیاء العلوم
مین لکہتی ہین ولکن اذا لم تثبت فیہ نہی عام فلا نری بمباسانی البلاد التی جرت العادۃ فیہ باکرام الداخل
بالقیام دوسرا قرینہ یہہ کہ شامی نی عادۃ لکہی تو کثیر کی عادۃ لکہی اور گروہ کثیر اہل اسلام کا ایک عمل پر
قایم ہوجانا یہہ ہی ایک سند ہی شامی شارح درمختار نی لکہا ہی والاعتماد علی ما علیہ الجم الکثیر اور حدیث
شریف مین ہی کہ اتبعوا السواد الاعظم پس عمل سواد اعظم کا ہونا یہہ بہی دلیل استحباب کی ہی تیسرا قرینہ یہہ کہ
وہ کثیر جنکا عمل ہی وہ کون ہین مجیبین اور یہہ بات بظاہر ہی احادیث صحیحہ سی کہ اہل ایمان مین بڑی کامل وہی ہین
جنکو محبت ہی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من ولدہ والدہ والناس اجمعین
جبکہ ایمان کامل ہی نہ ہوا جو اہل محبت ہین اور اہل محبت کا عمل اس قیام پر ہوا تو بڑی نادانی کی بات ہی جو فعل
ایسی مومنین کاملین کی گروہ کثیر کا ضلالت یا سیئہ قرار دین چوتھا قرینہ یہہ کہ شامی نی وجہ اوسکی قیام کی
کہدی کہ کوئی غرض نفسانی یا ہوای شیطانی کی لئی قیام نہین کرتی بلکہ خاص واسطہ تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم
کی ہی اور یہہ بات سب اہل اسلام جانتی ہین کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم شرع مین مطلوب ہی یا نہین
اور یہہ کہ بہ نیت ادب کہڑا ہونا مفید تعظیم ہی یا نہین پہر جبکہ قیام اونکا مبنی ہوا تعظیم پر تو بالضرور مستحب
اور مستحسن ٹہرا پانچوان قرینہ یہہ کہ اگر محدث شامی کو منع کرنا قیام کا منظور ہوتا تو وہ اوس قت کے الفاظ
لکہتے جو منکرین قیام نی لکہی ہین جیسا کہ جونپوری صاحب فرماتی ہین ما یفعلہ العوام عند ذکر وضع خیر الانام
علیہ التحیۃ والسلام لیس بشیء اہل مکروہ اور دوسری گجراتی صاحب لکہتے ہین قد احدث بعض جہال المشائخ امورا
کثیرۃ لا یجد لہا اصلا ولا اسما فی کتاب ولا سنۃ منہا القیام عند ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس یہ انہین
جنکو اس فعل پر انکار ہی وہ تو قیام کرنیوالونکو مجیبین رسول نہین کہتی بلکہ شدت غیض و غضب سی اونکو عوام اور
جہال وغیرہ الفاظ سی یاد کرتی ہین الحاصل یہ قرائن خاص سی ایک فقرہ کی قطع نظر قرائن عبارت ماقبل

و مابعد شامی اور قطع نظر انتظام سیاق و سباق اوسکی سی دلالت صریح کرتی ہین کہ مراد محدث شامی کی
یہہ ہی کہ اصل اس قیام کی صدر اول سی تو نہین پائی گئی لیکن جماعت کثیر اہل اسلام کی کہ جو مجیبین ہین وہ
تعظیما قیام کرتی ہین پس یہہ الفاظ تو فی الحقیقت ترغیب دیتی ہین اہل ایمان کو کہ جیکی دلمین محبت ہو اور
تعظیم رسول مد نظر ہو تو وہ قیام کری مطلب سمجہنی کی لئی ایک تو مادہ علمی درکار ہی دوسری ہدایت
من عند اللہ کہ قلب مومن مین القا ہوتی ہی جہان دونون مفقود ہون وہان کیا کہی ومن لم یجعل اللہ
لہ نورا فما لہ من نور اب دیکہئے اسی عبارت شامی کی بفضلہ تعالی اصل کو محدثین بیدار دل کسطرح شرح کرتی ہین
علامہ نورالدین حلبی نی یہہ عبارت شامی کی لکہکر اگی اوسکی لکہا ہی ای لکن ہو بدعۃ حسنۃ لانہ لیس کل بدعۃ مذمومۃ
چنانچہ یہہ عبارت سیرت حلبی مطبوعہ مصر کی صفحہ ۱۱۴ مین موجود ہی اور علامہ حلبی نے اپنی اصطلاح دیباجہ مین
لکہی ہی کہ جس جگہہ سیرۃ الشمس کی عبارت لیتا ہون شروع مین لفظ ای لاتا ہون پس اس مقام پر لفظ ای کا
آنا دلیل ہوا کہ صاحب سیرۃ الشمس بہی اس قیام کو بدعت حسنہ فرماتی ہین تو دونون محدثون یعنی حلبی و صاحب
سیرۃ الشمس کا اتفاق ثابت ہوا اسبات پر کہ سیرت شامی کی کلام سی جو قیام بدعت معلوم ہوتا ہے وہ سیئہ
نہین بلکہ حسنہ ہی پہر حلبی نی لکہا کہ بدعت حسنہ بالاتفاق جایز ہے پس تقریر حلبی و غیرہ سے معلوم ہوا کہ قیام
جایز ہے چنانچہ مولف براہین قاطعہ نی بہی اسکو صفحہ ۲۴۲ مین مان لیا مگر یہہ مغالطہ دیا کہ وہ ذکر مطلق کی قید
کیوجہ سی قیام کرتی ہی اور تقیید مطلق کا درجہ اس قیام مین نہین رہتا اور نہ عوام کا اندیشہ رہتا لہذا جایز جانتی ہے
اب وہ اندیشہ نہین رہا مگر رہ ہوگیا انتہی) مین کہتا ہون یہہ لکہنا مولف کا تقید مطلق کا درجہ اس قیام مین نہ رہتا
یہ غلطی اسلئی کہ خود سیرت حلبی مین یہہ لفظ موجود ہی: سمعوا بذکر وضعہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی جب ذکر سنتی ہین
ولادت شریف کا اوسوقت کہڑی ہوجاتی ہین پس قیام اونکا مقید اس قید کی ساتہہ رہتا دوسری بات کہ
اندیشہ عوام نہ رہنا یہہ بہی صحیح نہین سکتی کہ عہد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر آج تک کسی وقت مین عوام لوگ
صفحہ روزگار سے غالب نہین ہوی اور عوام کی طرف سی کبہی مطمئن اور بے اندیشہ نہین ہوی ناظرین دیکہئے
آثار و فتاوی سی یہ بات مخفی نہین بنا علیہ یہہ بات بہت بجا ہی کہ حلبی کیوقت مین اندیشہ عوام نہ رہنا کیون
صاحب کیون اندیشہ نہ رہنا خود تمہاری جونپوری کی عبارت اس قیام کی بابت عنقریب گذر چکی ما یفعلہ

العوام الی آخرہ اور دوسری حضرت گجراتی کی عبارت یہی اوپر گذر چکی قد احدث بعض جہال المشائخ الخ
دیکھتی آپکی پیشواؤن نی عوام کو اور جہال مشایخ کو قیام کرتی دیکھا لیکن یہ انسی غلطی ہوئی کہ انہون نی یہ سمجھا
کہ عوام اور جہال ہی نی یہ قیام ایجاد کیا ہی یہہ اونکو خبر نہ ملی کہ بڑی بڑی علماء مجتہدین رسول صلی اللہ علیہ وسلم
نی یہہ عمل کیا ہی جیسا کہ علامہ شیخ عبد اللہ سراج رحمۃ اللہ علیہ مفتی عرب نی لکھا ہی اما القیام اذا جاء ذکر
ولادتہ عند قراءۃ المولد الشریف توارثتہ الائمہ الاعلام واقرہ الائمۃ الحکام اور شیخ عبد الرحمن سراج
مفتی مکہ معظمہ زاد اللہ شرفاً در باب محفل مولد شریف مع القیام تحریر فرماتی ہین وعلماء العرب والعجم والشام
والروم والاندلس کلہم راوہ حسنا من زمان السلف الی الان الخ الحاصل اس قیام کو یہہ کہنا موئف براہین کا کہ علماء
اوسکو جائز جانتی ہی نہایت صحیح ہی پر یہ سناخ لگانی کہ اوسوقت اندیشہ عوام نہ تہا یا یہہ کہ وہ قیام مقید
نہ تہا بالکل غلط ہی اعتراض یہہ لوگ اگر قیام کو مباح یا مستحسن جانتے ہین تو واجب کی طرح دائمی کیون
کرتی ہین حالانکہ امر مستحب پہی اصرار کرنی سی مکروہ ہوجاتا ہی جواب دوام امور مستحبہ کا مکروہ نہین
ہے علی العموم بلکہ بعض صور خاصہ مین بعض فقہا تحریر فرماتی ہین وہ ہماری فحوای کلام سے سمجہ لیجو
تحقیق اس مسئلہ قیام کی یہہ ہی کہ ہم اسکو مستحسنات مین سمجہتی ہین مذہب جمہور یہی ہی اور اسی پر
عمل ہے تمام بلاد اسلامیہ مین اور منکرین مین ایک فرقہ ایسا ہے کہ وہ اس قیام کو حرام کہتی ہین
اور بعضی اونمین بدعت مطلقہ اور بعضی اونمین بدعت ضلالت اور بعضی اونمین شرک قرار دیتی ہین
پس اس صورت مین مجوزین قیام پہی اگر ترک کرنی لگین تو سبکے دلون مین سما جاوی یہ بات کہ یہہ قیام
بلا شک ممنوع ہی کہ انہون نی پہی ترک کردیا تو اس صورت مین بدل جاویگا حکم شرعی اور ثابت
کرچکی ہم دلایل شرعیہ سی اس کتاب مین باحت واستحسان قیام پس جبکہ امر مباح ومستحسن کو لوگ
شرک اور کفر یا حرام سمجہنے لگین تو اس سی زیادہ تعدی حدود الہیہ مین کیا ہوگی جسطرح مندوب کو
واجب سمجہنے مین تغیر شرع ہی اسیطرح مباح کو حرام اور شرک قرار دینی مین تبدیل احکام الہیہ اور
تغیر دین ہی بناءعلیہ مناسب سمجہا گیا کہ نہ ترک کیا کرین اس قیام کو واسطی اس مصلحت کی ہان
اگر یہہ قیام ایسا ہوتا کہ کسیکو اسکی استحباب مین کلام نہوتا تو اوس صورت مین دوام واہتمام

اور دوم اور اندلس کی سبکے سب نے اس محفل مروجہ مع القیام کو اچہا جانا ہے زمانہ سلف سے اب تک ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

اوسکا بقول اون بعضی فقہا کی کیا جاتا کیونکہ ایسا امر جو سبکی نزدیک محمود بالاتفاق ہو اوسکو کوئی
اوسمین انکار نکرتا ہو بلکہ سب اوسکو کمال اہتمام سے بجالاتی ہون تو اوسکی مداومت البتہ عوام کی
دلون مین شبہ وجوب یا فرضیت کا پیدا کرسکتی ہی وہ خیال کرسکتی ہین کہ اس امر کا کوئی منکر نہین اور سب
بالاتفاق کمال تاکید واہتمام والتزام سے کررہی ہین شاید یہہ کام فرض یا واجب ہوگا پس صاحب
مجمع البحار کا کلام جسکو بعض فضلا سند مین لاتی ہین درحقیقت وہ ایسی ہی مندوب اور مستحب
بالاتفاق کی حق مین ہی کہ المندوب ینقلب مکروہا اذا حیف ان یرفع عن رتبتہ برخلاف اس
قیام کی کہ اسمین لوگون کو کیا کیا گفتگوئین ہین بہلا اس چیز کی جواز وعدم جواز مین مباحثہ ہو
رہا ہو اور مجوزین قیام جابجا فتاوی اقرار استحسان قیام کی باب مین چہاپ چہاپ کر شہر
کرچکی ہون جب عقل سلیم بادر کریگی اسبات کو کہ اسکی فرضیت یا وجوب شرعی کا شائبہ کسی لمین
پیدا ہوگا حاشا وکلا قلب الدلیل ہم کہتی ہین کہ جسطرح مندوب کا مکروہ ہوجانا صاحب
مجمع البحار سی نقل فرمایا ہے یہہ بہی تو مجمع البحار مین لکہا ہے کہ بعض احکام بدلجاتی ہین بہ تبدیل زمان
اور مسجد کی زینت کو لکہا صاحب مجمع البحار نی کہ ممنوع ہی لیکن جبکہ لوگ اپنی مکانات عمدہ عمدہ بنانی لگی
تو اب اگر مسجد کو زینت نہ دیجئی تو تحقیر مسجد کی لازم آئیگی اور جلد دوم مجمع البحار ذیل تحقیق معنی شرف مین
قبر پر تعمیر کو لکہا کہ منع ہی پہر لکہا کہ علماء سلف نی بباعث بعض مصلحت جائز رکہا وہذا باح اسلف
ان یبنی علی قبور المشائخ والعلماء المشاہیر لئلا یوطاء ہم الناس ویستہجنون بالجلوس فیہ اور صاحب روح
البیان نی شیخ عبد الغنی نابلسی کی رسالہ کشف النور سی نقل کیا ہی ان البدعۃ الحسنۃ الموافقۃ لمقصود
الشرع کسمی سنتہ فبناء القباب علی قبور العلماء والاولیاء والصلحاء امر جائز اذا کان القصد بذلک التعظیم
فی اعین العامۃ حتی لا یحتقروا صاحب ہذا القبر اور اسیطرح شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ نی شرح سفر السعادت مین
لکہا ہے اور روح البیان جلد ثانی مین حیاء العلوم سی نقل کیا ہی کہ اکثر معروفات ہذہ الاعصار منکرات
فی عصر الصحابۃ یعنی اکثر باتین جو اس وقت عمدہ گنی جاتی ہین وہ صحابہ کی وقت مین بری گنی جاتی
تہین اسکی بعد لکہا کہ اب مساجد مین فرش عمدہ بچہانا عمدہ جانتی ہین اور پہلی آدمی مسجدین بوریون کا

بچھانا بھی پسند نہ کرتی تھی یون کہا کرتی تھی کہ ہمارے اور زمین کے بیچ مین کوئی حائل نہو یہان تک
کہ فقہانی لکھا ہی کہ زمین پر بلا حائل نماز پڑھنا افضل ہی تمام ہوا کلام صاحب روح البیان کا اور
خزانۃ الروایت مین ہی کہ رمضان مین جمع ہو کر دعا مانگنا ختم قرآن کیوقت بدعت اور مکروہ ہے
لیکن ابو قاسم صفار رحمہ اللہ فرماتی ہین اگر شہر کی آدمی یون نہ کہنے لگنے کہ یہ عالم دعا کو منع کرتا ہے
مین انکو منع کر دیتا ہذا شئی لا یفتی بہ لانہ لا ینبغی ان یقال للعامۃ شیئا لم یفہموا یعنی یہ بات ایسی ہے
کہ ہر فتوی نہ دینا چاہئی کیونکہ وہ بات عام مین نہ کہنی چاہئی جسکو وہ نہ سمجھین اور بسیط مین فتاوی سراجیہ
یہی ہی لیکن باختصار اب سننا چاہئی کہ اول تو فاتحہ اموات کی لئی تعیین ایام اور بسیط مین ہو
محفل مولد علیہ السلام مع القیام ہم دلیل شرعی سی ثابت کر چکی اب تنزل کر کے بطور الزام کہتی ہین کہ
اگر بالفرض التقدیر یہ امور مکروہ بھی ہوتی بقول تمہاری کہ قرون ثلثہ مین نہین پائی گئی تب بھی اب
یہ بتدل زمان حسب منتشا مجمع البحار و دیگر تصریحات مذکورہ بالا جایز ہونی چاہئین کیونکہ اس زمانہ
اسقدر مین تمام آدمی غیر مذاہب اپنی اپنی کفریات کی اعلان جا بجا کر رہی ہین تو اب مسلمانون
چاہئی کہ مجالس منعقد کر کی حضرت کی فضائل معجزات عالم مین پھلائین پڑہین پڑہوائین سُنین
سنوائین اور چونکہ اب ہر ہر بات مین تکلف اور زینت اظہار زمان مین چل گئی ہی تو موالد مین
بی آراستگی بھی نا پراستہ رکھنا موجب تحقیر ہی اور تعظیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم بجالانی سی قلوب مومنین
مین تغیر واقع ہوتی ہی اور کفار کی نظر مین شوکت اسلام ہوتی ہی اور فاتحہ اموات مین یہ بات ہے
کہ باوجود پابندی تعیین ایام کی بھی ثواب میت کو پہنچ جاتا ہے مساکین کا پیٹ بھر جاتا ہے اور کہانا بھی
انکو باوجود تعیین کے جائز ہے چنانچہ براہین قاطعہ مین ان باتونکو مان لیا ہی اب باقی رہی تمہاری تردید
کراہت تعیین اوس کہلانیوالی کی اوپر سو قطع نظر کر اوس سی یہ سمجھ کر کہ پابندی ایام کی یاد دہانی ہین تو
خیرات ہو بھی جاتی ہی جب یہ تقاضا اوٹھ گیا تو پھر کون صدقہ کرتا ہی خیرات بند ہو جائیگی مساکین
اس دورۂ عسرت مین دو کثرت سی ماری ماری پھرتی ہین کہ کہین سہارا نہین پاتی انکی حاجت
براری پر نظر چاہئی اور ان باتون کو منع کرنی سی یہ ہی چاہئی کہ

اور تعظیم رسول اور ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو منع کرتی ہین بنا علیہ بقول امام ابو قاسم صفار جو علماء حنفیہ
کی ائمہ کبار مین گذری ہین ہرگز فتوی منع پر نہ دینا چاہئی جسطرح اونہون نے ندیا گفتگو ہم اکثر اکیا کرتی ہین
اور تحقیقی ثبوت وہ ہین جو اس رسالہ مین جا بجا تحریر کیے گئے ہین **اعتراض** بایان محفل میلاد
شریف منکرین قیام پر ایسی ملامت کرتی ہین جیسی تارک فرض و واجب پر **جواب** سبب
اوسکا یہ ہی کہ جو لوگ قیام نہین کرتی اکثر اونمین سے ایسی ہین کہ اونکی عقاید وہابیہ نجدیہ کی طور پر ہین اور
وہ قیام کو کفر اور شرک اعتقاد کرتی ہین اب اسمین ایک تو یہ بات ہوئی کہ اس شخص کے نزدیک فاعلین
قیام مشرک اور کافر ٹہرتی ہین اگر کسیکو اس بات پر غیض آجاوی ہاتھ یا زبان سی کچھ سرزد ہو کچھ بعید
نہین دوسری یہ بات کہ اس ایک حرکت سے اوسکی دوسری عقاید خبیثہ کا بھی خیال آجاتا ہی تیسری
یہ کہ اوس فریق کو دیکھتی ہین کہ یہ سیکڑون باتین خوراک و پوشاک اور معاملات مین خلاف صحابہ و خلاف
قرون ثلثہ کرتی ہین اور فقط قیام کرنی اور مولد شریف کی محفل مین یہ گفتگو کہ قرون ثلثہ مین نہین ہوئی
کرتی ہی اور باہم عناد و فساد پیدا کرتی ہین اس وجہ سی محبین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ان مفسدون پر غیظ
آجاتا ہے البتہ اگر معلوم ہو جاوی کہ اس شخص کی سب عقاید عمدہ ہین اور قیام کرنے والون کو بھی یہ برا
نہین جانتا تو اوس شخص کو ہرگز کوئی آدمی زجر و توبیخ نکریگا ہان یہ تو کہینگے کہ آداب محفل کا مقتضا
یہ تھا کہ سبکی ساتھ آپ بھی قیام کرتی تو بہتر ہوتا چنانچہ امام غزالی نی لکھا ہے باب السماع مین کہ یہ بات
آداب حقوق الصحبت کی خلاف ہی کہ کھڑا ہونی مین مع افقت نکری پس اس تقریر سی معلوم ہو گیا
کہ عضا جانا تارک قیام پر اور سبب سے ہوتا ہی نہ اس سبب سے کہ یہ قیام فرض و واجب جانتی ہین یہ تو بالاتفاق
فتاوی ہین مفتیان دین تصریح فرما چکی ہین کہ فرض و واجب نہین بلکہ مستحسن امر ادب کی بات ہی اور غور سے
دیکھئے تو بعض اوقات مین یہ تارک قیام نص قرآنی کا مخالف بنجاتا ہے اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے
یا ایہا الذین اٰمنوا اذا قیل لکم تفسحوا فی المجالس فافسحوا یفسح اللہ لکم واذا قیل انشزوا فانشزوا یعنی ای ایمان والو
جب تمکو کہا جاوی کہ کھل بیٹھو مجلسون مین تو کھل بیٹھا کرو اور جب کہا جاوی اوٹھ کہڑی ہو تو اوٹھ کہڑی
ہوا کرو اب معلوم کرنا چاہئی کہ جب قاری مولد نی پڑہا ۵ اوہٹو کر میلاد حضرت ہے اب ۵

یا اسطرح پڑہا ع چاہیئی آداب سے کرنا قیام سے یہ کہ اوس کھڑی ہونیوالون نے اوس آدمی کو اشارہ کیا کہ اوٹھ کھڑا ہوا اور اوسنی نہ یہ کیا کہ کھڑا ہوجاتا نہ یہ کیا کہ اوٹھ کی باہر نکل جاتا تو دیکھئے وہ اوسوقت مین مخالف امر خداوندی کا ہوگیا کیونکہ نزول اس آیۃ کا منشا یہی ہوا تہا کہ لوگون کو وہ بات تعلیم کیجئے کہ آپس مین محبت پیدا ہو بغض و عناد وحشت نہو چنانچہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فی تفسیر کبیر مین اسی آیت مذکورۃ الصدر کی شروع مین لکہا ہی اعلم انہ تعالی لما نہی عباده المومنین عما یکون سببا للتباغض والتنافر امرہم بما یصیر لہم سببا لزیادۃ المحبۃ والمودۃ اب سبب رہا انصاف فیل فرماوین کہ اگر وہ شخص کھڑا ہوجاتا تو اتحاد و موانست باہمی کا سبب ہوجاتا اور کھڑا نہونا بغض اور نفرت کا سبب ہوگیا تو یہ فعل اوسکا کسقدر منشا حکم خداوندی سے بعید جا ٹہرا فاعتبروا یا اولی الابصار

لمعہ سابعہ یہہ اعتراض کہ محفل مولد شریف مین مخاطب حاضر کی اشعار پڑہتی ہین یہ نسبت رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے حالانکہ آپ غائب ہین نظرسے یہہ شرع مین جایز نہین بلکہ کفر ہے جواب اسکا یہ ہے کہ یہہ بات تو معلوم ہوتی ہی کہ عالم الغیب بالذات وہی ایک ہے جل جلالہ آسمان و زمین مین کوئی نہین جو بغیر اللہ کے الہام و کشف کردینی کی خود بخود یقینی طور پر امور غیبیہ کو جان لی اور یہہ بہی کہ کوئی ایسا نہین جو عرش سی لیکر تا تحت الثری ہر مکان ہر زبان ہر آن مین اللہ تعالی کی طرح حاضر ناظر ہو لیکن یہہ معلوم نہین ان لوگون پر کونسی کتاب نازل ہوئی ہی جسمین یہ الفاظ لکہی ہین کہ غائب کی بہ نسبت الفاظ حاضر بولنے کفر ہین ہم اس بات مین جزئی خاص پیش کرتی ہین قسطلانی و زرقانی وغیرہ محدثین لکہتی ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصائص مین سے ہی انہ یخاطب فی صلوتہ بقولہ السلام علیک ایہا النبی والصلاۃ صحیح ولا یخاطب بغیرہ اس عبارت سی ثابت ہوا کہ نمازی مین نماز مین خطاب کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور حاضر کا لفظ بولتا ہے حالت تشہد مین کہ السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یعنی سلام ہو تمپر ای نبی اور اس خطاب کرنے مین نماز صحیح ہے اور دوسری کو نماز مین خطاب نہین کرسکتا اگر کرے تو نماز فاسد ہوجاتی ہی انتہی اور بعضی آدمی جو یہہ کہتی ہین کہ یہہ تو نقل نکالتی ہین قصہ معراج کی ہمین خطاب حضرت کا نہین سورہ ہوگیا اونکا قول اس عبارت سی کیونکر اسمین صریح لفظ

بہی رد کیا ہی کہ لا یقصد الاخبار والحکایۃ عما وقع فی المعراج اور درمختار مین بہی رد کیا ہے و یقصد بالفاظ التشہد الانشاء کما فی سلیم علی منیۃ و رفیقہ ابو اللیث سمرقندی فی السلام علیک ایہا النبی کی اسطرح شرح کی ہی کتاب تنبیہ مین یعنی یا محمد علیک السلام صاحب احیاء العلوم نماز کی بیان تفصیل ما ینبغی ان یحضر فی القلب مین لکہتی ہین و احضر فی قلبک النبی صلی اللہ علیہ وسلم و شخصہ الکریم و قل سلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یعنے موجود کر اپنی دلمین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اپکی موجود گرامی کو اور عرض کر السلام علیک ایہا النبی الی آخرہ اور میزان الشعرانی مین ہی کہ اسواسطے مشارع فی ہر کیا ہی نماز کہ سلام اور درود کی ای التحیات مین تا کہ آگاہ کردی غافلونکو کہ جس پروردگار کی سامنی تم بیٹہی ہو اس بار مین تمہارے نبی موجود ہین فانہ لا یفارق حضرۃ اللہ تعالی ابدا فیخاطبونہ بالسلام مشافہۃ یعنی رسول صلی اللہ علیہ وسلم درگاہ الہی سی کبہی جدا نہین ہوتی پس نمازی خطاب کرتی ہین لفظ سلام کی ساتہ اپکو روبرو **مسئلہ** شفاء مین قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ لکہا ہی کہ کہا عمرو بن دینار فی جو کبار تابعین و فقہاء مکہ سی ہین کہ جب تم داخل ہو گہر مین اور وہان کوئی نہو تو کہو السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ الی آخرہ اسکی شرح مین ملا حسن حمزاوی لکہتی ہین لان روحہ حاضر فی بیوت اہل الاسلام یعنی آپ کی روح حاضر ہے اہل سلام کی گہرونمین انتہی اور مولوی عبد الحق صاحب نی بہی علی قاری کی شرح شفا سی مضمون حاضر ہونی روح مبارک کا اسیطرح نقل کیا ہے اصل حقیقت کو حق سبحانہ جانتا ہی جو کچہ عقل ناقص مولف مین آتا ہے لکہتا ہون کہ روح مبارک آپکی اب الارواح ہی اور حدیث مین ہے المومنون من فیض نوری یعنی مومنین میری فیض روح سی پیدا ہوی ہین یہ روح البیان اور کلام مجدد الف ثانی وغیرہ مین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین موجود ہی اور یہہ بہی کلام محدث دہلوی وغیرہ مین ہی کہ آپ کی روح اوس عالم مین مثل ارواح نبی انتہی اور قرآن شریف سورۂ احزاب مین ہے النبی اولی بالمومنین من انفسہم یعنی نبی سے لگاو ہی ایمان والونکو اپنی جانون سی زیادہ اور اس آیت مین بعد لفظ انفسہم یہ قرارت ہی آئی ہے و ہو اب لہم یعنی وہ مومنین کے باپ ہین علامہ بیضاوی اور مفسر روح البیان اس مقام پر لکہتی ہین کہ جب آپ مربی اور باپ مومنین کے ٹہری تو سیواسطے یہ ٹہر گیا کہ المومنون اخوۃ یعنی ایمان والی سب آپسمین بہائی ہین اور یہہ بہی ہی کہ امت کی اعمال آپ پر پیش کی جاتی ہین اور درود امت کا ہی آپکو نام بنام پہنچتا ہے

اور یہ سب وجوہ دلیل ہین اسپر کہ آپ کو اہل اسلام کی گھرون سے تعلق اور ارتباط شدید ہی اور یہی ہے کہ اہل اسلام کی گھرون مین نماز ہی جاری ہی بچی اور عورتین اور کبھی مرد ہی جو مسجد کو نہ گئے تو گھر مین پڑہ لیتی ہین غرض کہ سب مرد و زن التحیات مین پڑہتی ہین السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تو اہل اسلام کے گھرون ہی برابر سلام آپ کو پہنچتا ہے بنا علیہ آپ کی روح کو تعلق ہی بیوت اہل اسلام سی پس اول خلقت ارواح سی لیکر اسوقت تک برابر تعلق آپ کا ثابت ہی اور روح مبارک اگرچہ ملا اعلی مین ہی لیکن اسکے اشراق ابد ہر ہی ہی اور تعلق ہی عالم خاک سی بھی مثلاً قبر شریف مین بدن کی ساتھ ایسا تعلق ہے کہ اُس تعلق اور ربط سی بدن مبارک زندہ حساس و درّاک ہی صلی اللہ علیہ وسلم اور نیز اذن دیا گیا آپ کو اطراف زمین مین پہرنیکا اور اعمال امت مین نظر کرنیکا جیسا کہ سیوطی رحمۃ اللہ نے لکہا ہے اسیطرح تحریر حسن حمزادی وعلی قاری رحمہما اللہ کو سمجہنا چاہیئے کہ آپ کی روح کو تعلق اور ربط اہل اسلام کی گھرون سی ہی یہ مسئلہ اس مقام پر بباعث ذکر السلام علیک ایہا النبی کی لکہا گیا الحاصل تشہد کی سلام مین نقل و حکایت مراد رکہنا اور اپنی طرف سی سلام نہ بھیجنا نہایت ناصواب ہی تحقیق یہ ہی کہ نمازی اس سلام مین ارادہ کری کہ مین خود حضرت پر سلام بہیجتا ہون کہ سلام ہو جیو آپ پر ای نبی اللہ کی ورنہ کم نصیب تعمیل حکم الہی سی جو لفظ سلام قرآن مین ہی محروم رہیگا کیونکہ خود اس ہی سلام مطلوب تھا اسنی خود نہ کیا بلکہ معراج کی حکایت سمجھ لے

امر عجیب بعض دشمنان خطاب یہان تک غلو کرگئی کہ کہتی ہین نماز مین السلام علیک ایہا النبی نہ پڑہنا چاہیئی کہ صحابہ نی چہوڑ دیا ہتا اس عاجز نی ایک رسالہ مستقل مسمی بالقول البہی فی تحقیق السلام علیک ایہا النبی لکہا ہی اوسمین اس قول کو بیخ و بن سی مستاصل کیا ہی یہان طول کو گنجایش نہین مختصر یہ ہے کہ تشہد یعنی التحیات کی روایت منقول ہی عبد اللہ ابن عباس اور عمر بن الخطاب اور ابن عمر اور جابر بن عبد اللہ اور ابو موسی اشعری اور عبد اللہ ابن مسعود صحابہ سی رضوان اللہ علیہم اجمعین سب مین لفظ خطاب موجود ہے سوا عبد اللہ ابن مسعود کی اور اونکا بھی یہ حال کہ روایت کیا اونسی تشہد کو چند راویون نی یعنی شقیق و علقمہ و اسود و ابو الاحوص و ابو عبیدہ و عبد اللہ بن سخبرہ نی سو یہ بات کہ بعد وفات خطاب السلام علیک ترک کیا کسینی روایت نہین کی سوای ابن سخبرہ کی اور اونسی اگی دو راوی ہین ایک اعمش دوسرا سیف بن سلیمان

اعمش کی روایت مین وہ فقرہ نہین سیف بن سلیمان ہی ہے اور وہ اگرچہ ثقہ تہا لیکن وہ بدعت قدر کی ساتھ تہمت کیا گیا ہی پس جب کہ جمیع صحابہ سی طبقہ بعد طبقہ اسوقت تک یہی تعلیم خطاب ہوتی چلی آئی تہی ابن مسعود سی بہی سوا اس روایت کی جو بخاری مین سیف بن سلیمان سی ہی بنا علیہ اس روایت پر عمل نکیا جائیگا اور کیونکر عمل کیا جای حال آنکہ عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سی بہکو صحیح طور سی یہی تعلیم خطاب پہنچی ہے ہم مذہب حنفی رکہتی ہین اور ہماری امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو اسیطرح بصیغہ خطاب تعلیم ہوئی پہر بہکو اوسیطرح اونسی پہنچی اور اسناد ہماری امام اعظم کی یہ ہی وہ فرماتی ہین کہ میرا ہاتہ پکڑا حماد نی اور سیکہایا مجہکو تشہد اور کہا حماد نی کہ میرا ہاتہ پکڑا ابراہیم نی اور سیکہایا مجہکو تشہد اور کہا ابراہیم نی کہ میرا ہاتہ پکڑا علقمہ نے اور سیکہایا مجہکو تشہد اور کہا علقمہ نی میرا ہاتہ پکڑا عبد اللہ ابن مسعود نی اور سیکہایا مجہکو تشہد اور کہا عبد اللہ ابن مسعود نی میرا ہاتہ پکڑا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اور سیکہایا مجہکو تشہد جسطرح قرآن کی سورت سکہاتی ہین پہر وہ تشہد سیکہایا ہوا آپکا کتب حنفیہ فتاوی و شروح و متون مین موجود ہی اوسمین لفظ خطاب کی تعلیم ہے اور سوا اسکی دیگر مذاہب یعنی حنبلی اور مالکی اور شافعی مذہب کی کتابین بہی دیکہی گئین سب مین یہی خطاب کی تعلیم موجود ہی اللہ ری عناد دیکہو جمیع صحابہ کی روایتین اور خود عبد اللہ ابن مسعود کی روایتین سوا ایک روایت کی اور ائمہ مجتہدین اربعہ کی فتاوی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات مطلقہ یعنی بلا قید حیات و وفات و قرب و بعد مکانی و زمانی علی العموم یہ فرمانا اذا صلی احدکم فلیقل التحیات الی آخرہ اور اذا قعد احدکم فلیقل التحیات الی آخرہ فاذا جلستم فقولوا التحیات ان سب روایات مین خطاب موجود حتی کہ مولوی اسحق صاحب کی مائۃ مسائل سوال بست و چہارم مین بہی اقرار موجود (در التحیات خطاب برای رسانیدن سلام وارد شدہ) پہر ان سب احادیث و آثار و فتاوی و اجماع امت محمدیہ غرقاً و غرباً جنوباً و شمالاً نیز قول مولوی اسحق صاحب کہ جنکو اپنا مقتدا اور پیشوا جانتی ہین چہوڑ کر ایک روایت غیر معمول بہا پیش کرنی کیسی بی انصافی ہی اللہ تعالی ہدایت نصیب کری الحاصل اجماع امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم اسبات پر ہی کہ سب چہوٹی بڑی عورت مرد یہی کہتی ہین السلام علیک ایہا النبی پس رسول صلی اللہ علیہ وسلم غائب نظر سی ہین پہر بہی آپ کو خطاب حاضر ہورہا ہے نمازین بعضے کہتے ہین یہ امر تعہدی ہی منقول اسیطرح ہوا ہے جواب یہ کہ امر تعہدی ہو یہ کسی کلام نہین چلتا

اسلئی کہ خطاب جائز رکہنی کی روایت تو موجود ہی اب یہ بتاؤ کہ غائب کو خطاب کا لفظ بولنے کی حرمت اور
کراہت پر کونسی آیت یا حدیث ہی پیش کرو عقلی گھڑی ہوئی باتو نکو الگ کرو اور یہہ سمجہو کہ جب عبادت مین
شریک کرنیکا حکم نہین پہر خاص اوسی نماز مین خطاب آپکا شریک کیا گیا تو باہر منع ہونیکی کیا دلیل اب ہمہی حوالہ کی
سند مین شاہ ولی اللہ صاحب اوسطے پڑہنی اوراد فتحیہ کی ابتداء مین لکہتی ہین فریضہ نماز با مداد گذارد و چون
سلام دہد باوراد فتحیہ خواندن مشغول شود کہ از برکات انفاس ہزار و چہار صد ولی کامل شندہ است اخ حالانکہ
اس اوراد فتحیہ مین جسکا دل چاہے شمار کرلی ستر ہزار ندای رسول صلعم ان الفاظ سی ہی الصلوۃ والسلام علیک
یا رسول اللہ یا حبیب اللہ یا خلیل اللہ الی آخرہ علاوہ اسکی خود مولوی اسحق صاحب اپنی مسایل مین لکہتی ہین
اگر کسی یا رسول اللہ بگوید برای رسانیدن درود یا سلام جائز ست انتہی دیکہیے یہ علما باہر نماز کی بہی
خطاب کرنا رسول اللہ کا جایز لکہتی ہین اور شاہ ولی اللہ صاحب تو خود امر کرتی ہین لیکن ابہی تک مانعین کو
گنجایش ہی یہہ کہ سکتی ہین کہ یہ خطاب تو درود وسلام کی سابقہ ہے اسکو فرشتے پہنچادیتی ہین اسلئی
ہم ایسی نظیر پیش کرتی ہین جسمین درود وسلام کی پہنچنی کی نیت سی خطاب نہین بلکہ وسیلہ
پکڑنا ہی سابقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کشف حاجت مین ابن ماجہ قزوینی باب صلوۃ الحاجت
مین روایت کرتی ہین عثمان بن حنیف انصاری صحابی سی کہ ایک اندہا آدمی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی پاس آیا کہ میری آنکہون کی لئی دعا کیجی آپ نی فرمایا اگر تو چاہی اسیطرح رہنی دی یہ تجھکو اچہا ہے
اور اگر چاہی دعا کرانا تو دعا کرون اوسنی کہا دعا فرمایئی آپ نی حکم دیا اچہی طرح وضو کرو دو رکعت نماز
پڑہ اور یہ دعا پڑہ اللہم انی اسالک واتوجہ الیک بمحمد نبی الرحمۃ یا محمد انی قد توجہت بک الی ربی فی حاجتی
ہذہ لتقضی اللہم فشفعہ فی اس مقام پر زرقانی شارح مواہب نے لکہا ہی کہ اس دعا مین سوال اللہ تعالی ہی سے
کہ وہ اپنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت کا اذن بخشی پس کہا حاجت مندی (کہ یا اللہ مین اپنی حاجت
مانگتا ہون تجہسی اور متوجہ ہوتا ہون تیری طرف وسیلہ پکڑکی حضرت محمد کا جو نبی رحمت ہین) جب اللہ سے
شفاعت مانگ چکا تو متوجہ اور مخاطب ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور شفاعت طلبی کی اس طرح
(یا محمد مین متوجہ ہوا اپنی پروردگار کی طرف آپکی شفاعت کا وسیلہ پکڑکی اپنی حاجت مین تاکہ یہ حاجت

۱۲ جہاں موجود اسمین حاضر کی ضمیر سوال کی یا غائب کی سوال ہین ۱۲ چہارم مقدمہ دان الفاظ کا خطاب ہی کہا ہے ۱۲ ۱۲

روا کی جائی) یعنی تاکہ اللہ تعالی آپ کی شفاعت اور آپ کی وسیلہ سی اس حاجت کو روا کردی جیب
حاجت مند حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی شفاعت کی درخواست کرچکا اب پہر مکرر رجوع الی اللہ کرکی
درخواست کرتا ہی کہ اللہم شفعہ فی (یعنی یا اللہ حضرت کی شفاعت میری حاجت مین قبول کیجو) الحاصل حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نی حل مشکل مین اپنی شفاعت طلبی اور خطاب یا محمد تعلیم فرمایا ہی اس مقام پر ایک تماشا ہوا ہے
یعنی اس خطاب اور ندا کی منانی کی لئی ایک بڑی عالم مشہور نی اس حدیث کی اسناد مین اعتراض کیا اور
لکہدیا کہ اسکی اسناد مین ایک راوی عثمان بن خالد بن عمر آتا ہی اور تقریب مین اوسکو متروک الحدیث
لکہا ہی اس عاجز نی ابن ماجہ اور ترمذی مین یہ حدیث نکالکر اسکی اسناد نکالی تو ان دونو محدثون کے
اسناد مین عثمان بن عمر نکلا اوسکو تقریب مین متروک الحدیث نہین کہا اور عثمان بن خالد بن عمر کو
بیشک متروک الحدیث لکہا لیکن وہ اور آدمی ہی والحمد للہ علی ذلک اور یہ حدیث تو محدثونکی پرتالی
ہوئی ہی یہ کسطرح ضعیف اور غیر معتبر ہوسکتی ہی لکہا ترمذی نی اس حدیث کو حسن صحیح اور نیز صحیح کہا
اسکو بیہقی نی کذا فی شرح المواہب اور کہا حاکم نی کہ یہ روایت علی شرط الشیخین ہے یہ ہی شرح مواہب
زرقانی مین ہی اور نیز لکہا ابن ماجی قال ابو اسحق ہذا حدیث صحیح پس روایت کیا اس حدیث کو آٹہ
ائمہ حدیث ترمذی ونسائی وابن ماجہ وحاکم نی جیسا کہ حصن حصین و زرقانی مین ہے اور بیہقی اور طبرانی
ابونعیم اور بخاری نی اپنی تاریخ مین جیسا کہ شرح مواہب زرقانی مین ہے پہلا ایسی حدیث مین زبان دری کی
اگر کوئی مغالطہ دینی لگی تو کب ہوسکتا ہی خلاصہ یہ کہ جب اوس اندہی نے نماز پڑہکی یہ دعا مانگی تو بخاری
اور ابونعیم اور بیہقی کی روایت مین ہی فقام وقد ابصر بہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی وہ اندہا اوٹہہ کہڑا ہوا
اور آنکہہ اوسکی روشن ہوگئی حضرت کی برکت سی اور روایت کی طبرانی نی کان لم یکن بہ ضریر یعنی ایسی
روشن ہوگئی گویا اوسمین کچہہ خلل ہی نہین ہوا تہا واضح ہو کہ یہ دعا اور یہ خطاب یعنی یا محمد
کہنا اپکی زمانہ مبارک مین خاص آپ کی تعلیم سی ہوا اور شرح ابن ماجہ مین اور نیز جذب القلوب مین ہے
کہ یہ عمل عہد صحابہ مین بعد وفات رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہی کیا گیا ہی طبرانی نی معجم کبیر مین روایت
کی ہے کہ ایک آدمی کو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ سی ایک حاجت اتنی بار ہا جاتا

حضرت عثمان اوسکی طرف التفات نہ فرماتی اوس آدمی نی عثمان بن حنیف نصاری صحابی سے شکایت
کی عثمان بن حنیف نی کہا وضو کر کی مسجد مین آ دو رکعتین پڑہ پھر یہ دعا مانگ اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک
بنبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی فتقضی حاجتی اور یہ دعا پڑہ کی تو اپنی حاجت
کو عرض کر پھیو غرضکہ وہ آدمی موافق تعلیم عثمان ابن حنیف کی گیا اور وضو نماز دعا جسطرح اوسنی بتائی
تہی پڑہی بعد ازان حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ کی در دولت پر حاضر ہوا اوسوقت
دربان نی اس شخص کا ہاتہہ پکڑا اور اندر لیگیا حضرت عثمان نی اوسکو اپنی مسند خاص پر پاس بٹہلایا اور
پوچہا کیا حاجت ہی اوسنی بیان کی آپنے حاجت پوری کردی اور یہ فرمادیا کہ اب سی جو کچہہ مشکل یا
حاجت پیش آیا کری مجہسی آکر بیان کیا کرو وہ آدمی بہت خوشحال حضرت عثمان کی پاس سے نکلا اور
عثمان ابن حنیف کی پاس شکریہ ادا کرنیکو گیا اور کہا جزاک اللہ خیرا میری طرف حضرت عثمان نظر بھی
نہین فرماتی تہی اب شاید تمنی اونسی کچہہ میری سفارش کی ہی عثمان ابن حنیف صحابی نی جواب دیا
قسم اللہ تعالی کی مینی حضرت عثمان سی کچہہ نہین کہا لیکن اصل بات یہ ہی کہ مین ایکبار رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی پاس حاضر تہا ایک اندہا آیا اوسنی فریاد کی یارسول اللہ میری آنکہہ جاتی رہی آپنے فرمایا صبر کرو وہ
بولا کوئی میرا ہاتہہ یا لاٹہی پکڑکی لیجانی والا نہین مجہہ پر بڑی مصیبت ہی تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی
یہ نماز اوسکو اور یہ دعا تعلیم کی تہی وہی قصہ ابن ماجہ والا جو ہم اوپر بیان کر چکے عثمان بن حنیف نی بیان
کیا الحاصل بعد وفات صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد صحابہ مین بہی اس خطاب یعنی یا محمد کہنی پر عمل ہوا اوسوقت
سے اب تک یہ نماز تعلیم ہوتی چلی آتی ہی ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ کتاب حصن حصین مین فرماتی
ہین من کانت لہ ضرورۃ الی آخرہ یعنی جس کیلئے ضرورت اور حاجت مشکل آپڑی یہ نماز حاجت اور
یہ دعا پڑہے اور کتب فقہ حنفیہ مین بہی اسکی تعلیم ہے ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ علیہ نی شرح کبیر مینہ جو فعل
تعلیم کیے ہین اونمین صلوۃ الحاجت دو رکعتی ہین ایک کو بیان کیا اور لکہا کہ یہ ضعیف ہی اور دوسری
یہ نماز لکہی جو عثمان بن حنیف کی روایت سے ہم ذکر کر چکے ہین حلبی نی اوسکو لکہکر بیان کیا کہ یہ حسن اور
صحیح ہے الحاصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم اور صحابہ کی تلقین اور محدثین کی تعمیل اور فقہا کی

افتا اور تصحیح سی اب تک یہہ خطاب یا محمد جاری ہی ہے علاوہ برین اور بہی خطاب کی صیغہ ہم نقل
کرتے ہین اشعار وغیرہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپہی صفیہ نی بعد وفات آپکی بہت اشعار
غم مین پڑہی اونمین سی یہ ہین ؎ الا یا رسول اللہ کنت رجاءنا ۔ وکنت بنا برا رؤما رحیما ۔
فلو ان رب الناس ابقی محمدا ۔ مدی الدہر ما دلکن امرہ کان ماضیا ۔ اور حضرت حسان صحابی نی آپکی وفات
کی غم مین یہ پڑہا ؎ کنت السواد لناظری ۔ فعمی علیک الناظر ۔ من شاء بعدک فلیمت ۔ فعلیک کنت
احاذر ۔ اسیطرح اور بہی صحابہ کی اشعار بعد وفات پائی گئی جسمین خطاب یہی ساتہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے اور قاضی عیاض نی کتاب شفا کی باب لزوم محبت مین روایت کی ہی کہ ایکبار یا نو حضرت
عبد اللہ بن عمر کا سو گیا یعنی سنسنانی لگا اور بیحس و حرکت ہو گیا کسینی کہا کسی آدمی کو یاد کرو جو تمکو بہت
پیارا ہو تب وہ چلا کر پکارا وہی یا محمداہ اوسیوقت اونکا پانو درست ہو گیا اور قوت آگئی انتہی یہ عبد اللہ
ابن عمر کیسے جلیل القدر صحابی اتباع سنت مین نہایت غالی دیکہئی حالت غیبوبت مین رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو بلفظ حاضر یا محمداہ خطاب کرتی ہین اور فتوح الشام مین صفحہ ۲۹۰ مین ہے جبکہ حضرت
ابو عبیدہ بن الجراح نی قنسرین سی کعب بن ضمرہ کو ہزارہ حلب روانہ کیا ایک ہزار سوار دیکر اور کعب
بن ضمرہ کی لڑائی یوقناسی پڑی اوکی پانچ ہزار سپاہ تہی اور یہہ لڑائی ہو رہی تہی کہ پانچہزار سپاہ
یوقنا کی اور دوسری طرف سی مسلمانو پنر آپڑی غرض کہ دس ہزار کا مقابلہ ٹہر گیا اوسوقت مسلمان
ہایہایزبان کر رہی تہی اور کعب بن ضمرہ نہایت بی آرام اور بیچین گردا وادیتی تہی اور پکارتی
تہی یا محمد یا محمد یا نصر اللہ انزل اور مسلمانون کی طرف متوجہ ہو کر کہتی تہی یا معاشر المسلمین اتبتوا ہم
فانما ہی ساعۃ وانتم الاعلون پہر ایک اور نظیری خطاب کی حالت غیبت مین اور یہ کعب بن ضمرہ بہی
صحابہ مین ہین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساتہہ ہو کر بہی انہون نی جہاد کی تہی غرضکہ صحابہ کی وقت سے
یہ خطاب اور ندا یا رسول اللہ باوجود غیبوبت کی جاری رہی ہے علامہ شرف الدین بوصیری
رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۹۴ھ جو مقبولین روزگار سی تہی اونکا قصیدہ بردہ اوراد مشایخ مین داخل نہایت
مقبول بابرکت ہے اور بہاء الدین وزیر کا حال ہم نقل کر چکی کہ وہ کمال تعظیم سے برہنہ سر برہنہ پا کہڑا ہو کر

اس قصیدہ مقبولہ کو سنا کرتا تہا اور جلی و زرقانی اور قسطلانی سب صاحب بردہ کی مداح ہین اور حضرت
شاہ ولی اللہ صاحب نے بہی اس قصیدہ کو بڑہا اور اسناد حاصل کی رسالہ انتباہ مین لکہتی ہین و اما قصیدۃ البردۃ
فاجزنا بہا ابو طاہر عن الشیخ احمد النخلی عن محمد بن العلاء البابلی انہ قال عن ناظمہا شرف الدین محمد بن
سعید بن حماد البوصیری رحمۃ اللہ علیہ انتہی الحاصل اس مقبول قصیدہ مین خطاب حاضر ساتہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جا بجا ہی از انجملہ دو مقام مین تو خاص ندا بطور فریاد اور داد خواہی کے موجود ہے
؎ یا اکرم الخلق مالی من الوذ بہ ✤ سواک عند حلول الحادث العمم ✤ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو ندا کرتی ہین کہ ای بزرگترین خلایق کوئی میرا نہین جسکی پناہ پکڑون سوا آپکی وقت اترنے
بلای عام کی دوسرا شعر یہ ہی ؎ ولن یضیق رسول اللہ جاہک بی ✤ اذا الکریم تجلی باسم منتقم ✤
اسمین رسول اللہ منادی اور لفظ ندا محذوف بقاعدہ عربیت یعنی کچہ کم نہوگی شان آپ کی یا
رسول اللہ ہماری شفاعت کرنی سی جبوقت اللہ تعالی ہو رفرماویگا صفت انتقام سی انتہی اور اسی
معنی کی قریب **شیخ شرف الدین مصلح المعروف بسعدی شیرازی** متوفی سنہ ۶۹۱ھ
جو واصلین طریقت اور کاملین شریعت سی ہین حضرت خضر سے ملاقات کی ساتون ولایت پہری بارہا
پیادہ حج کیا یہ عالم فاضل ولی کامل خطاب حاضر کی ساتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان مین شعر
لکہتے ہین ؎ چہ کم گردد ای صدر فرخندہ پی ✤ ز قدر رفیعت بدرگاہ حی ✤ کہ باشند مشتے گدایان خیل
بہمان دار السلامت طفیل ✤ چہ وصفت کند سعدی ناتمام ✤ علیک الصلوۃ ای نبی و السلام ✤
اور نیز **مولانا احمد تہانیسری** کہ امیر تیمور کے عہد مین بڑے فاضل کامل مشہور تہے
صاحب ہدایہ کی نبیرہ شیخ الاسلام سے جب ایک موقع مین انکی گفتگو ہوئی امیر تیمور نے جو دیکہا
کہ شیخ الاسلام کو دبایا اونکی اظہار عظمت کی لئی یہ کہا کہ یہ نبیرہ ہین صاحب ہدایہ کی مولانا نہ ڈرے
اور یہ کہا کہ انکی دادا نی ہدایہ مین چند محل پر خطا کہائی اگر انہون نی اسوقت ایک خطا کہائی کیا ڈر ہے
غرضکہ یہ بڑی عالم فاضل اور عارف کامل تہے قلعہ کالپی مین انکا مزار ہی بہت لوگ زیارت کو آتی ہین
انہون نی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان مین ایک قصیدہ لکہا ہے

اسمین سی دو تین شعر لکہتا ہون ؎ یا حیوتی و یا روحی و یا جسدی ✤ و یا فؤادی و یا ظہری و یا عضدی
مالی الیک بقطع البید من قبل ✤ ولیس لی یا مطیا عنک من مدد ✤ دیکہئی اسمین پی ہندوستان سے
خطاب حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہو رہا ہے اور نیز **مولانا نظامی** متوفی سنہ ۹۵۶ھ علوم معقول
و منقول مین فاضل کامل تارک الدنیا عارف صاحب دل سلاطین روزگار انسی برکت چاہتی وہ کسکے
در پر نجاتی غرضکہ یہہ جامع شریعت و طریقت بہی اشعار مین خطاب حاضر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
پر نسبت کرتی ہین ؎ منی ز کمترین امتان خاک تو ✤ بدین لاغری صید فتراک تو ✤ نظامی کہ
در گنجہ ہند پای بند ✤ مبادا ز سلام تو نا بہرہ مند ✤ گنجہ شہر ہے ایران مین وہان سی یہ خطاب
رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہو رہا ہے اور **مولانا عبد الرحمن بن احمد جامی** متوفی سنہ ۸۹۸ھ جنکا
فضل و کمال کسی سی مخفی نہین شرح ملا اور شرح فصوص الحکم اور شرح لقایہ و شرح لمعات وغیرہ کتب مصنفہ
انکی مشہور ہین اپنی اشعار مین حضرت کو خطاب حاضر کرتی ہین ؎ زمجوری برآمد جان عالم ✤ ترحم یا
نبی اللہ ترحم ✤ نہ آخر رحمۃ للعالمینی ✤ زمہجوران چرا غافل نشینی ✤ ملک خراسان مین ایک ولایت
جام ہے جو وطن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے یہ خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غیبوبت مین وہان
سے ہو رہا ہے اور یہہ بہی نہین کہ مثل اہل کشف کی روی مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
وقت مناجات انکی سامنی تہا اسلئی کہ یہ شعر بہی اونکا انہین اشعار کے ساتہہ ہے ؎
شب اندوہ ما را روز گردان ✤ زر دولت روز ما فیروز گردان ✤ تو ابر رحمتی آن بہ کہ گاہے ✤
کنی بر حال لب خشکان نگاہے ✤ از انجملہ **مولانا عبد الحق محدث دہلوی** صوفی صافی
مشرب محدث فقیہ حنفی مشرب جنکی اکسیوتیس کتابین فارسی اور عربی مین تصنیف ہین تاریخ ولادت
اونکی شیخ اولیا ۹۵۸ھ اور تاریخ وفات فخر العلماء ہے اپنی قصیدہ مین جو کہ اخبار الاخیار کی آخر مین مطبوع ہے
لکہتی ہین ؎ بہر صورت کہ باشد یار سول اللہ گر مرا ✤ بلطف خود بسر و سامان جمع بی سر و پا کن ✤
محب آل و اصحاب تو ام کار من حیران ✤ بلطف خویش ہم امروز ہم در روز فردا کن ✤
اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نی ہمعات مین ایک قصیدہ لکہا ہے جسکا مطلع یہ ہے ؎ یا رسول اللہ ذات پاک تو ✤

ای ہندی ہندوستان سی
ای ہندی ہندوستان سی
ای ہندی ہندوستان سی
ای ہندی ہندوستان سی
ای ہندی ہندوستان سی

ہیچ پیغمبر نبردی دولت پیغمبری ٭ اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب فرماتی ہین قصیدہ اغلب النعم مین ہے

وصلی علیک اللہ یا خیر خلقہ ٭ ویا خیر مامول ویا خیر واہب ٭ ویا من یرجی للکشف رزیۃ ٭ ومن جودہ
قد فاق جود السحائب ٭ الیاس دورۂ آخری مین ہی جو علما و صلحاء اہل سنت والجماعت ہین وہ سب
خطاب حاضر یارسول اللہ کہنا جائز رکھتی ہین چنانچہ قدوۃ السالکین اسوۃ العارفین محی السنہ مائے
البدعہ حضرت مرشدی و مولائی المشتہر بالاسنۃ والافواہ باسمہ المقدس شاہ امداد اللہ الحافظ الحاج المہاجر
نفعنا اللہ بفیضہ الوافر المتکاثر فرماتی ہین

قصیدہ

ذرا چہرہ سے پردہ کو اوٹھاؤ یارسول اللہ	مجھے دیدار تم اپنا دکھاؤ یارسول اللہ
کرو روے منور سے مری آنکھونکو نورانی	مجھے فرقت کی ظلمت سے بچاؤ یارسول اللہ
اگرچہ نیک ہون یا بد تمہارا ہو چکا ہون مین	بس اب چاہو ہنساؤ یا رولاؤ یارسول اللہ
پھنسا ہون بیطرح گرداب غم مین ناخدا ہو کر	مری کشتی کنارے پر لگاؤ یارسول اللہ
اگرچہ ہون میں قابل وہان کے پر امید ہے تمسے	کہ پھر مجھکو مدینہ مین بلاؤ یارسول اللہ
جہاز امت کا حق نے کر دیا ہی آپکی ہاتھون	بس اب چاہو ڈبو دو یا تراؤ یارسول اللہ
پھنسا کر اپنی دام عشق مین امداد عاجز کو	بس اب قید دو عالم سے چھوڑاؤ یارسول اللہ

یہہ قصیدہ جسوقت حضور حج کرکے ہندوستان مین تشریف لائی تھی تب مشتاق مین فرمایا تھا جسکا
یہ مضمون ایکمصرعہ کا صاف ہی ع کہ پھر مجھکو مدینہ مین بلاؤ یارسول اللہ غرضکہ یہ ندای یارسول اللہ
اور یہ مدد مانگنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو اس قصیدہ مین ہے یہ سب ملک ہند خطاب و
استمداد کیا گیا ہے اور مقبول بھی ہوا چنانچہ پھر حضرت ممدوح الصدر ہندوستان سے
ملک عرب مین بلوائی گئے اور زیارت مدینہ سے مشرف ہوی اور تعریف اونکی محتاج بیان نہین
مختصر یہہ ہے کہ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی جنکو ہماری وقت کی منکرین ہی سب بالاتفاق معتمد
علیہ اور مسلم الثبوت مانتی ہین وہ حضور کی توصیف مین لکھتی ہین

اشعار

امام رہبر و پیشوا ہمچو شیخ عالم	ولی خاص صدیق معظم
شہ والا گہر امداد اللہ	کہ بہر عالم ست امداد اللہ

یہ اشعار شجرہ منظومہ صابریہ مین ہین جو قصائد قاسمی کے آخر اوراق مطبع عین الاخبار مراد آباد مین
مطبوع ہوئی ہین معلوم کرنا چاہیے کہ صدیق کی معنی شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر عزیزی
مین لکھی ہین صدیق اُنست کہ قوت نظریہ او مثل قوت نظریہ انبیا علیہم السلام کامل باشد انتہی پس
صدیق معظم فرمانا مولوی محمد قاسم صاحب کا حضور کو حجت کافی ہی اون بعقل ناانصافونکی تردید و تشنیع مین
جنہون نے حضور کی نسبت یہ کہدیا کہ معاذ اللہ آپ علم شریعت سے بھی واقف ہین اور ہم اونکی مرید ہین لیکن
پیر سے افضل ہین یہ نہ سمجھے جسکی قوت نظریہ ایسی بڑھی ہوئی ہوگی وہ تو حقایق احکام شریعت سے
ایسی واقف ہونگی کہ تم اوسکی عشر عشیر کو بھی نہ پہنچوگی خیر آمدم برسر مطلب جناب مرشدی و مولائی
نے خطاب یارسول اللہ جائز رکھا خود اسپر عمل کیا اور نیز مولوی محمد قاسم صاحب کی کلام مین ہم ثابت
کرتی ہین کہ انہون نے بھی خطاب و ندای رسول اللہ کو جائز رکھا چنانچہ اشعار اونکے قصاید قاسمی
مطبوعہ مراد آباد مین یہ ہین صفحہ ۷ ؎ ترے بہر دسہ پہ رکھا ہے عزۂ طاعت ٭
گناہ قاسم برگشتہ بخت بد اطوار اور صفحہ ۸ مین ہے ؎

اگر جواب دیا بیکسون کو تو نے ہی	تو کوئی اتنا نہین جو کرے کچھہ استفسار
کروڑون جرم کے آگے یہ نام کا اسلام	کرے گا یا نبی اللہ کیا یہ میری پکار
بہت دلون سے تمنا ہی کیجے عرض حال	اگر ہو اپنا کسی طرح تیرے در تک بار
مدد کرای کرم احمدی کہ تیرے سوا	نہین ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار

یہہ دیکھئے خطاب اور ندا کرنا اور مدد مانگنا سب کچھہ ان اشعار مین موجود ہی اللہ ہدایت کرے
منکرین کو کہ شور و شغب بیجا سے باز آئین اور مولف براہین کا یہ لکھنا کہ ان صاحبونکا خطاب و ندا کرنا
غلبہ شوق و محبت سی تھا وہ جائز ہی اور دوسری آدمی جو خطاب کرتی ہین وہ اس طرح نہین بلکہ

ہم بارہا کہہ چکی کہ کسیکا یہ عقیدہ نہین جو علم نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو ذاتی مستقل سمجھی بلکہ سب یہ اعتقاد رکھتی ہین کہ آپ کو علم اور قدرت جو کچھ ہے سب اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے اور جو کچھ ہوتا ہے اوسکی ارادہ اور اذن سی ہوتا ہی اب بیان کرین ہم توجیہات خطاب وندا واضح ہو کہ بعض مجبین درجہ عشق کو پہنچی ہوی ایسی ہوتی ہین کہ جیسی حضرت ابوالحسن شاذلی وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کہ ادنسی ایک دم مشاہدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فوت نہوتا تہا ایسی دمی اگر خطاب کرین تو اونکی نزدیک تو وہ خود حاضر ناظر ہین حاضر کی معنی موجود ناظر کی معنی دیکہنی والا جب موجود ہوی تو دیکہنی والی بہی ہوی ایسی شخصون کی حق مین تو خطاب یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کچھ محل کلام ہی نہین باقی رہی دوسری طرح کی آدمی کہ ادن کو حضوری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حاصل نہین اونکی حق مین بہی خطاب کرنا درست ہی قطب ربانی امام شعرانی میزان مین لکہتی ہین کہ محمد بن زین ایک مداح رسول تہا اکثر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت بیداری مین زیارت کرتا تہا ایک بار اوس سی ایک آدمی نی اپنی واسطے سفارش حاکم سے چاہی یہ گئی اور حاکم نی اونکو اپنی مسند پر بٹہلایا اوسی دن سی دیکہنا منقطع ہو گیا اس مقام مین خاص عبارت میزان کی یہی فلم یزل یتطلب من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المرئیۃ حتی قرأ لہ شعراً

فتراءی لہ من بعید فقال لطلبتہ من یسوءک علی بساط الظلمۃ قلم یبلغنا انہ رآہ بعد ذلک حتی مات یعنے ہمیشہ وہ مداح رسول سوال کرتا رہا حضرت سی کہ اپنا دیدار مبارک دیکہادی یہان تک کہ ایک دفعہ غور پڑا تب حضرت صلعم دور سی کچہ دکہائی دیئی اور فرمایا تو دیدار کا سوال کرتا ہے اور بٹہتا ہے ظالمون کی فرش پر پہر ہمکو خبر نہین ملی کہ اوسکو حضرت صلعم پہر نظر آئی یہان تک کہ وہ مر گیا انتہی اب دیکہنی کہ محمد بن زین مداح باوجودیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسکی نظر سے غائب تہی اور نظر نہین آتی تہی وہ اوسحالت غیبت مین بہی حضرت سی سوال کیا کرتا تہا کہ صورت مبارک دکہادیجی انتہی پس اس سے صاف معلوم ہوا کہ اگر وہ آدمی جنکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نظر نہین آتی وہ بہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی درخواست دیدار کرین اور اشعار مذکورہ خطابیہ غلبۂ شوق مین ایسی مضمون کے پڑہین جیسی حضرت عرشدی و مولائی نی بحالت فراق و درد و اشتیاق ہندوستان مین

پڑہے تہے ؎ ذرا چہرہ سی پردہ کو اوٹہاؤ یا رسول اللہ ۔ مجہے دیدار تم اپنا دکہاؤ یا رسول اللہ ۔ تو صحیح اور جایز ہے اگر نیم ملاحظہ ایمان اسکو شرک بتادی اور یہ کہی کہ تم رسول اللہ کو عالم الغیب جانتے ہو کہدو کہ اصل عالم الغیب بالذات اللہ تعالیٰ ہی لیکن اللہ تعالیٰ اپنی رسول کو غیب کی خبر دیتا ہے تو اونکو خبر ہو جاتی ہی حضرت شاہ عبدالعزیز کا کلام جو اونکی تفسیر سورہ بقر مین ہی یاد رکہو کہ حضرت مطلع ہین اپنی ہر امتی کی حال سی کیونکہ اونکو خبر دیجاتی ہی سب امتیونکی اور سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ امت کی اعمال صبح وشام آپ کی سامنی پیش کیی جاتی ہین بتصرہ حدیث مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فی جو ہرقل بادشاہ روم کو نامہ رقم فرمایا تہا بروایت بخاری اوسکی الفاظ یہ تہے اما بعد فانی ادعوک بدعایۃ الاسلام اسلم تسلم اسمین خطاب حاضر کا ہے بادشاہ روم کو حالانکہ آپ ملک عرب مین ہتی اور وہ روم مین تہا اور وہ اصحاب کشف سی تہا کہ حضرت کا خطاب کہان سی معلوم کر لیتا لیکن چونکہ یہ بات تہی کہ قاصد اس خط کو لیجا کر اوسکی ہاتہ مین دیدیگا یہ خطا اوسکی نظر کی سامنی گذریگا خطاب صحیح ہو جاویگا اسی طرح اب تک اسم جاری ہے کہ ہم خطوط مین مکتوب الیہ کو الفاظ خطاب لکہدیتی ہین کہ فلان چیز بہیجدو اور تاکید جانو فقط اسی اعتماد پر کہ جب قاصد یہ خط اونکو دیدیگا تو ہمارا خطاب حاضر لکہنا صحیح ہو جاویگا جب قاصدون کی چٹہی رسانی کی اعتماد پر یہ خطاب حالت غیبوبت مین جایز ہوا تو مضمون حدیث کی اعتماد پر کہ ہمارے اعمال و اقوال ہر روز دو بار صبح وشام آپ کی سامنی پیش کیی جاتے ہین کیونکر خطاب جایز نہو جب ہمارے اقوال مخفی نرہے بلکہ آپ تک پہنچائی گئی تو اگرچہ آپ کو ہمسے بعد مکانی ہو لیکن آپ مثل حاضر کی ہین پس خطاب حاضر کرنا جایز ہے اور اگر ضعیف الایمان آدمی اس تقریر پر بہی راضی نہون تو تیسری توجیہ اور بہی ہی یعنی جسکو کسیکا عشق ہوتا ہے اوسکا نقشہ آنکہون مین پہرا کرتا ہی اوس اعتبار سی بہی حاضر کا خطاب کرویتی ہین اشعار عرب مین اسکی بہت کثرت سی ہی از انجملہ دو شعر عبدالسلام ابن یوسف کی جذب القلوب سے نقل کرتا ہون ؎

یا ساکن البطن العقیق سلام ۔ وان ہبوبی بالفراق ناما ۔ حکم تم علی النوم وہو محلل ۔ وحلمتم التعذیب وہو حرام ۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی بی بی زلیخا کا حال جو مولوی جامی صاحب نی لکہا ہی وہ سب کو

یا دہوگا کہ شروع عشق مین جب تک نکاح نہوا تہا کس طرح تصورات مین باتین کیا کرتی تہی از انجملہ
دو شعر اوس مقام کی لکہتا ہون ؎ حیال یار پیش دیدہ بنشاند ۔ ہم از دیدہ ہم از لب گوہر افشاند
کہ ای پاکیزہ گوہر از چکانی ۔ کہ از تو دارم این گوہر فشانی ۔ دلم بردی و نام خود نہ گفتی ۔
نشانی از مقام خود نگفتی ۔ یہ زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام سی عالم غیبوبت مین خطاب کر رہی ہین نہ پرکہ
نہ کفر اور خود حضرت یوسف علیہ السلام راستہ مین جب بہائیونکی خشونت اور درشت خوئی اور آزار
اور دست درازی دیکہتی تہی جب اونکو کنوین یعنی چاہ مین ڈالنے لگے تہی باپ کو پکار کر فریاد کرتی تہی
قال الجامی قدس سرہٗ ؎ گہی در خون و گہ در خاک می خفت ۔ زاندوہ دل صد چاک می گفت ۔
کجائی ای پدر آخر کجائی ۔ ز حال من چنین غافل چرائی ۔ بیا بنگر مرا تا در چہ حالم ۔ بدست این جمع دون بی تمامم
پہر اسیطرح سمجہلو کہ جو اشعار شوقیہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب مین بطور خطاب حاضر کہتے ہین اوسکی
تصور آپکا دل مین بندہا ہوا ہی غلبہ اشتیاق مین خطاب حاضرانہ بباعث حضور فی الذہن کی کرتی ہین
لیکن جن لوگونکو ایسا تصور اور ایسا خیال بندہا ہوا نہین اونکی سمجہہ مین یہ بہی نہین آتیکا کذبوا بما لم یحیطوا بعلمہ
کلام الہی ہیچا ہی **اب ہم چوتہی توجیہہ خطاب** کی اور بناوین قرآن شریف مین وارد
یا حسرۃ علی العباد یہان لفظ یا حرف ندا ہی جس سی مخاطب حاضر کو پکارا کرتی ہین یہ لفظ یا داخل ہوا ہے
حسرت پر اور حسرت ایسی چیز ہے ادراک و شعور ہے کہ اوسکو قیامت تک کبہی خبر نہوگی کہ مجہکو کوئی
پکارتا ہی امام رازی کا کلام اس مقام مین یہ ہے المقصود ان فی ذلک وقت حسرۃ فان النداء مجاز و
المراد الاخبار غرض کہ سب مفسرین اس مقام مین لکہتے ہین کہ یہ ندا کلام عرب مین شائع ہے اور مراد
سے یہ ہوتی ہی کہ یہ وقت حسرت کا ہے یعنی یہ نہین کہ حسرت کو پکارتی ہین اور بلاتی ہین اس مقام
ندا مجاز ہی جب یہ بات ثابت ہوئی کہ کہین ندا مجاز ہوتی ہی اور مراد اوس سے خبر دینا ہوتا ہی
اسیطرح اس مقام مین سمجہہ لو جو کوئی کہتا ہی ؎ تمہاری نام پہ قربان یا رسول اللہ ۔ فدا ہے
میری جان یا رسول اللہ ۔ اوس کا اصل مطلب یہ ہے کہ میری جان حضرت پر قربان ہے مراد اوسکی
خبر یہ ہوگو اوسمین لفظ ندا یہ بولا گیا ہے کیا ضرور کہ یون کہو یہ شخص تو خدا کی طرح حاضر ناظر جانکر پکارتا ہے

ہان البتہ یہہ تم خود معنی شرک اور کفر کی لوگون کی ذہن مین جماتی ہو یہہ کہکر کہ لفظ یا نہین ہوتا مگر واسطے
حاضر کی اور خطاب نہین کیا جاتا مگر حاضر کو حال آنکہ یہ قاعدہ غلط ہی **کلام صحابہ مین غائب کو خطاب**
اور ندا موجود ہی روایتہا ہی کہ حضرت علیؓ جب وقت خلافت حضرت عثمان مین ایک رات مسجد کی
طرف آئی دیکہا چراغ مسجد مین کثرت سی روشن ہین تو حضرت عمر کو دعا دی اور دعا کی الفاظ سیرت
جلبی جلد ثانی صفحہ ۲۳۵ مین یہ ہین نورت مساجدنا نور اللہ قبرک یا ابن الخطاب یعنی روشن کیا تو نے
ہماری مسجدونکو اللہ روشن کری تیری قبر کو ای بیٹی خطاب کی دیکہئے یہان حضرت عمر کو حضرت علیؓ خطاب
فرماتی ہین بعد وفات عمر اور یہان حضرت عمر کو پکار کر اپنی طرف متوجہ کرنا یا بلانا جو فائدہ ندا کا ہوتا ہے
مقصود نہین غرض اونکی دعا دینی ہی یعنی اللہ روشن کری عمر کی قبر کو چنانچہ بعضی راویون نے جو
روایت بالمعنی کرتی ہین معنی مقصود کو قالب عاین ڈہالکر روایت کر دیا ہے نور اللہ قبر عمر کما نور مساجدنا
اب ایک مسئلہ فقہ کا بہی لکہتا ہون درمختار اور قہستانی وغیرہ کتب فقہ مین لکہا ہے
کہ جسوقت اذان مین موذن کہی الصلوۃ خیر من النوم یعنی نماز پڑہنا اچہا ہے سونے سے اوسوقت
چاہیئے سامعین جواب اوسکا اسطرح دین صدقت وبررت یعنی تو نی سچ کہا اور بہلا کہا لکہا
فقیہ شامی نی کہ یہ جواب دینا حدیث مین آیا ہے واضح ہو کہ یہ جواب دینا کتب فقہ مین ہرگز
مقید اسبات کی سنا نہین کہ موذن کی پاس آکر جواب دین دور سی نہ پڑہین پس اسیواسطے
یہ دستور ہے کہ جسوقت صبح صادق کو موذن اذان کہتا ہے اور آدمی اکثر اوسوقت اپنی اپنے
منازل اور مکانات مین ہوتی ہین دہ اونکو موذن وہان سے نظر آتا ہے غائب ہی نظر سے اور
نہ موذن خود ان کی جواب اور انکی خطاب کو سن سکتا ہے باینہمہ اس حالت غیبوبت مین جہان
موذن نی کہا الصلوۃ خیر من النوم سب مسئلہ دان آدمی جواب دیتی ہین صدقت وبررت یعنی تو نی
سچ کہا اور بہلا کہا یہ غائب کو خطاب حاضر کا ہوتا ہے پس چاہیئے ان فقہاء آخر الزمان کی نزدیک
یہ سب جواب دینی والی کافرہون حال آنکہ وہ مستحق ثواب ہوتی ہین اگرچہ انہون نی خطاب کیا
لیکن مراد اونکی یہ ہی کہ موذن نی سچ بات کہی پس اس طرح جو شخص کہتا ہے ؎

ماسوای تو یارسول اللہ ۔ شد برای تو یارسول اللہ ۔ اگرچہ خطاب کیا ہے لیکن مراد یہی ہے
کہ ہر مخلوق کو اللہ تعالی نی رسول اللہ کی واسطہ یعنی اونکی سبب پیدا کیا ہے اور جو کوئی فقط
یہ لفظ کہی کہ یارسول اللہ اوسکی بہ نسبت ہم یہ کہتی ہین کہ شرح ملا اور غایۃ التحقیق وغیرہ مین ہے
کہ لفظ یا بمعنے ادعو ہی اور ادعو کی معنی ہین ہندی مین کہ مین پکارتا ہون پس جسنی کہا یارسول اللہ
اوسکی معنی قاعدہ عربی سی یہ ہوی کہ پکارتا ہون رسول اللہ کو یعنی اونکو یاد کرتا ہون اونکا نام لیتا ہون
کہو اسمین کیا شرک کیا کفر ہو گیا اور یہ بہی ضابطہ کلام عرب مین لفظ یا کی نسبت ہو چکا ہے نیا دی بہا
القریب والبعید یعنی پکارا جاتا ہے لفظ یا کی ساتہ نزدیک و دور ہر طرح الحاصل ہم خطاب کو چند
توجیہات سی ثابت کر چکی اور نیز ثبوت کامل دی چکی عہد رسالت سی اسوقت تک آنحضرت کو
بالفاظ خطاب و بصیغہ حاضر یاد کرنا نمازین اور خارج نماز دعا اور غیر دعا مین نظم و نثر مین صحابہ
رضوان اللہ علیہم اجمعین اولیاء و علماء و صلحاء مقبولین سی اب دیکہنا چاہیئی کہ یہ سب مقبولین باوجود
حالت غیبوبت خطاب کرنیوالی معاذ اللہ معاذ اللہ ان منکرین کی تزدیک کافر ہین یا خود اونکی
تکفیر انہی پر منقلب ہوتی ہی ہماری سچی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی ارشاد فرمایا ہی من دعا رجلا
بالکفر او قال عدو اللہ ولیس کذلک الا حار علیہ متفق علیہ یعنی صحیح مسلم اور بخاری مین ہی جو شخص کسیکو
کافر یا اللہ کا دشمن کہیگا حالانکہ وہ ایسا نہین تو وہ کفر اور لعنت کا کلمہ اوسی کہنی والی پر اولٹ آئیگا انتہی
اب چاہیئے کہ مانعین اپنی ایمان کی خیر منائین کہی لفافہ گستاخانہ بی باکانہ زبان پر نہ لائین اور
ابہی تازہ ایام مین حرمین شریفین زادہا اللہ شرفاً سے فتوی جواز یارسول اللہ کا آیا ہے بطور تلخیص اوسکا
مضمون نقل ہوتا ہے تحریر مفتی مدینہ ماقولکم یاعلماء الملۃ السمحۃ البیضاء ومفاتی الشریعۃ الغراء
فی النداء بقول یارسول اللہ ہل یجوز ام لا ہل یکفر قائلہ ام لا الجواب الحمد للہ تعالی اسال اللہ
المولی الکریم ذالطول التوفیق والاعانۃ فی الفعل والقول نعم یجوز النداء برسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم والتوسل والاستغاثۃ بہ فی مہام الامور فنعم الوسیلۃ ہو الی ربنا فی مدۃ حیوتہ فی الدنیا وبعد موتہ
فی مدۃ البرزخ وبعد البعث فی عرصات القیمۃ ولا نعتقد تاثیرا ولا خلقا ولا نفعا ولا ضرا ولا ایجادا

ولا عدما الا للہ وحدہ لا شریک لہ ولا یقول بکفر المتوسل بہ الی ربہ علی ہذا الوجہ الا من انطوت علی
فساد العقیدۃ طویتہ ولا فرق بین ان یعبر بلفظ الاستغاثۃ او التوسل او التشفع او التوجہ وان کل منہا
واقع فی کل حال قبل خلقہ وفی مدۃ حیاتہ فی الدنیا وبعد موتہ فی البرزخ وفی القیمۃ قال فی المواہب
واما التوسل بہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد موتہ فی البرزخ فہو اکثر من ان تحصی الخ وبالجملۃ فالمسئلۃ واضحۃ
جلیۃ قد افرغت بالتالیف فلا حاجۃ الی الاطالۃ فان من نور اللہ بصیرتہ یکتفی باقل من ہذا ومن طمس اللہ
بصیرتہ فلا یغنی عنہ الایات والنذر ولم یزل السلف والخلف یتوسلون بسید الوجود ویستغیثون بہ
وقد شذت طائفۃ عن السواد الاعظم منہم من یجعلہ محرما ومنہم من یجعلہ کفرا واشرکا وکل ذلک باطل وللہ
در الشیخ محمد بن سلیمان الکردی رحمہ اللہ حیث قال فی رسالتہ یخاطب محمد بن عبد الوہاب حین قام
بالدعوۃ یا ابن عبد الوہاب سلام علی من اتبع الہدی فانی اصحک للہ تعالی ان تکف لسانک عن
المسلمین فان سمعت من شخص انہ یعتقد تاثیر ذلک المستغاث بہ من دون اللہ فاعرفہ الصواب واذکر لہ
الادلۃ علی انہ لا تاثیر لغیر اللہ تعالی فان ابی فکفرہ حینئذ بخصوصہ ولا سبیل لک الی تکفیر السواد الاعظم
من المسلمین وانت شاذ عن السواد الاعظم فنسبۃ الکفر الی من شذ عن السواد الاعظم اقرب لانہ اتبع غیر سبیل
المومنین وقال تعالی ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الہدی ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ
جہنم وساءت مصیرا وانما یاکل الذئب القاصیۃ والسد سبحانہ وتعالی ولی الہدایۃ وبہ العصمۃ والحمایۃ

عبد السلام عثمان ابن
واغستانی

کتبہ الفقیر الی عفو ربہ القدیر عثمان بن عبد السلام واغستانی مفتی المدینۃ المنورۃ الحنفی

ترجمہ بطور خلاصہ کیا کہتی ہوای مفتیان شریعت جو آدمی یارسول اللہ پکاری وہ کافر ہو جاتا ہے
یا نہین یہ پکارنا جائز ہی یا نہین الجواب الہ ہی کو تعریف ہی مانگتا ہون اوسی سے مدد اپنی قول و فعل مین
ہان جایز ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پکارنا اور وسیلہ پکڑنا اور فریادرسی کا مومنین و اچہی وسیلے ہین جسنے دنیا
مین بہی اور اب جو برزخ مین ہین اور جب قیامت ہوگی اوٹہینگے اور ہم نہین اعتقاد رکہتی سوای وحدہ لاشریک
کی کسی مین کہ کوئی موثر ہی یا خالق ہی یا نفع دی یا نقصان پہنچاوی ہست کری یا نیست کری اور رسول اللہ
کی وسیلہ پکڑنی کہینگا جسکی دلیل عقیدہ فاسدہ بہرا ہے اور کچہ فرق نہین حضرت کی نسبت لفظ

استغاثہ کی کہی یا توسل یا شفاعت طلبی یا توجہ کی لفظ کہی یہہ سب حضرت کی نسبت واقع ہین قبل پیدا ہونے آپکی اور حیات
عیاذ بنا بین اور بعد موت برزخ مین اور قیامت مین مواہب لدنیہ مین لکھا ہی کہ حضرت سی وسیلہ پکڑنا امت
آپکی وفات کی اسقدر واقع ہوا ہے کہ شمار نہین ہوسکتا خلاصہ یہ کہ مسئلہ صاف ہی مینی مستقل کتاب اسمین لکھی ہی اب
کیا طول دون جسکی آنکہہ مین اللہ تعالی کا نور ہی وہ اس سے بھی کم مین بس کریگا اور جسکی آنکہہ اللہ نے بی نور کردی
ہے اوسکو آیات اور دلائل بینہ کافی نہین اور ہمیشہ سی سلف وخلف وسیلہ پکڑتی رہی ہین اور فریاد چاہتی آئی
ہین آپ سی اب بچڑہ گئی سواد اعظم سی ایک جماعت کوئی اونمین اسکو حرام کہتا ہی کوئی کفر اور شرک اور یہ
سب جہوٹہی والہ کیا چیا کہا شیخ محمد بن سلیمان کردی نے اپنی رسالہ مین محمد بن عبد الوہاب کو خطاب
کرکی کہ مین تجہکو نصیحت کرتا ہون خدا کیوسطی اپنی زبان مسلمانون سی بند کرا گر تو کسیکو یہ سنی کہ وہ تاثیر غیر اللہ
کی سوا اوسمین اعتقاد کرتا ہی کہ جسکو وہ پکارتا ہی اوسکو راہ صواب تعلیم کر کہ تاثیر غیر اللہ مین نہین جب تمانے
اوسوقت خاص اوسکو کافر کہہ یہ نہین کہ مسلمانونکی سواد اعظم کو تو کافر کہنی لگی تو خود بچہڑا ہوا ہی سواد اعظم سے
پس کفر کی طرف نسبت کرنا اوسکا بہتر ہے جو جدا ہوا سواد اعظم سے بسواسطے کہ اوسنی وہ راہ لی جو مومنین
کی نہین اور اللہ تعالی نی فرمایا جو کوئی مخالفت کری رسول کی جب کہل چکی اوسپر ہدایت کی بات اور
چلے سوا راہ مومنین کے ہم اوسکو حوالہ کرین گے اوسی طرف جو اوسنی پکڑی اور ڈالین اوسکو دوزخ مین اور وہ رہنے
بری جگہہ ہی اور بہیڑیا اوسی بکری کو کہائیگا جو گلہ سے دور جا کہڑی ہوگی اور اللہ پاک مالک ہی ہدایت کا
اوسی سی عصمت اور حمایت ہی لکہا اسکو عفو الہی کی محتاج عثمان بن عبد السلام داغستانی نی جو مفتی حنفی
ہے مدینہ منورہ مین **عبارت مفتیان مکہ معظمہ** قول القایل یارسول اللہ بطریق الاستغاثہ جائز
کما فی المواہب اللدنیہ وغیرہا واللہ سبحانہ اعلم امر بر قمہ خادم الشریعہ والمنہاج عبد الرحمن بن عبد اللہ سراج
مفتی مکۃ المکرمۃ کان اللہ لہما یہ مفتی حنفی ہین مکہ معظمہ مین (۲) حامداً ومصلیاً
مسلماً اصاب من اجاب یہ حضرت استادنا ومولنا شیخ العلماء محمد رحمۃ اللہ امت فیوضہم
وہ ہین جنکا شہرہ تمام ہندوستان اور ملک حجاز اور روم وغیرہ مین ہے اور حضرت سلطان روم
اسوقت تک دو بار باعزاز تمام اونکو بلا چکی ہین اور اصل مولد آپ کا ملک ہندوستان ہے (۳) حامداً و

مصلیاً ومسلماً للہ در من اجاب الہہ سبحانہ وتعالی اعلم بالصواب **محمد عبد الحق** یہ عالم محدث اور صوفی
باہر کت ہین (۴) ماحررہ مفتی الاحناف ہو عن الصواب الموافق للحق بلا شک وارتیاب اللہ
سبحانہ وتعالی اعلم خادم الشریعہ ببلدۃ اللہ الحمیہ **ابو بکر جمی السیوطی** مفتی المالکیہ (۵) قول شخص
یارسول اللہ متضمن لندائہ وتوسل بہ صلی اللہ علیہ وسلم اما النداء فلا شک فی جوازہ اذا کان علی وجہ
التعظیم یا نبی اللہ واما التوسل بہ فہو ایضا جائز بل مطلوب روی الطبرانی وابو نعیم ان رجلا کان
یختلف الی عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ فی زمن خلافتہ فی حاجتہ فکان لا یلتفت الیہ
ولا ینظر الیہ فی حاجتہ فشکی ذلک لعثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فقال لہ ائت المیضأۃ فتوضأ ثم ایت
المسجد فصل ثم قل اللہم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبینا محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربک الحدیث
فہذا توسل ونداء بعد وفاتہ صلی اللہ علیہ وسلم وفی ہذا القدر کفایۃ لمن ہداہ اللہ تعالی واللہ سبحانہ وتعالی اعلم
وکیل مفتی الشافعیہ بمکۃ المحمیہ **محمد سعید بابصیل** محمد سعید بن محمد بابصیل عفی عنہ (۶) اما قول رسول اللہ
فہو من باب التوسل بہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الہہ وہو انفع الوسائل عند اللہ تعالی والہہ سبحانہ وتعالی
اعلم امر بر قمہ الحقیر خلف ابن ابراہیم خادم افتاء الحنابلہ بمکۃ المشرفہ **راجی عفو الرحیم خلف ابن ابراہیم** (۷) ما اجاب
بہ مفاتی الاسلام فوجدتہا فی غایۃ الصواب الموافق لمذہب ہداۃ الانام لا یخالفہا الا من طمس اللہ
بصرہ وبصیرتہ فیجب علی المسلمین اتباع ما قالوہ کتبہ راجی رضاء الخبیر عبد القادر بن محمد علی خوکیر المدرس
والامام بالمسجد الحرام **لمعہ ثامنہ اعتراضات متفرقہ** اعتراض اول - مولود شریف پڑہتی
ہین بڑی زیب وزینت کرتی ہین فروش مکلف بچہاتے ہین چوکی اور مسند لگاتی ہین جواب
یہ زیب وزینت کہ بانی محفل گہر مین چاندنی قالین وغیرہ جو کچہا وسکو بہم پہنچے بچہائے بفتوای
مفتیان دین متین جایز ہے فتاوای عالمگیریہ کی جلد خامس لباب العشرون فی الزینہ مین لکہا ہے
یجوز للانسان ان یبسط فی بیتہ ما شاء من الثیاب المتخذۃ من الصوف والقطن والکتان المصبوغۃ
وغیرہا والمنقشۃ وغیرہا - اور در مختار کی مسائل شتی آخر کتاب مین ہے واباح اللہ الزینۃ بقولہ
تعالی قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ الایہ اور چوکی اور خوشبو اور لوبان وغیرہ کا

جواب یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حلیہ و جمال و معجزات وغیرہ کا بیان کرنا اصطلاح محدثین میں
حدیث رسول اللہ ہی جیسا کہ اوپر تحقیق ہوچکا اور حدیث کی لئے استعمال امور مذکورہ کو محدثین بلا انکار
مستحب لکھتی ہین ویستحب الغسل والتطیب لقراۃ حدیثہ وروایتہ واستماعہ وان یقرء علی مکان مرتفع
عال اور امام مالک غسل کر کی کپڑی نفیس پہنکر چوکی پر بیٹھتی اور جب تک حدیث رسول اللہ پڑہتے
برابر خوشبو کی دہونی سلگتی رہتی ہتی علامہ زرقانی لکھتی ہین ولا یزال یبخر بالعود حتی یفرغ من
حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجلالا لہ فانہ کان یحب الرائحۃ الطیبہ فجعل مجلس حدیثہ کمجلسہ
حیا صلی اللہ علیہ وسلم اور لکہا زرقانی نی کہ امام مالک جو کچہہ یہ تعظیم حدیث رسول اللہ کرتی ہتی کہتی ہین
یہ سب موافق عمل سعید ابن مسیب تابعی کی کرتی ہتی بہلا جن امور کی اسناد تابعین اور تبع تابعین سے ملتی
ہو اوپر طعن کرنا کیسی کج فہمی ہی اللہ تعالی ہدایت نصیب کری اور بفوتان امور کا ایک دوسری
تقریر سے اوپر ہی گذر چکا **اعتراض ثالثی** قصائد و اشعار بہت خوش الحانی سی بنا کر پڑہتی ہین
جواب یہ کہ زینت دینا آواز کا شرع مین مطلوب ہی زینوا القران باصواتکم یعنی زینت دو قران
کو خوش آوازی سی روایت کیا اسکو امام احمد اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نی اور دارمی
کی روایت مین ہی فان الصوت الحسن یزید القران حسنا یعنی اچہی آوازسی قرآن کا حسن زیادہ
ہوجاتا ہی اور خود اس فریق کی مسلم الثبوت عالم ربانی مجدد الف ثانی جلد ثالث مکتوبات مین
فرماتی ہین دیگر در باب مولود خوانی اندراج یافتہ بود در نفس قرآن خواندن بصوت حسن و در قصاید
نعت و منقبت خواندن چہ مضائقہ ست ممنوع تحریف و تغیر حروف قرآن ست در التزام رعایت مقامات
نغمہ و ترویج صوت بآن بطریق الحان با تصفیق مناسب آن کہ در شعر نیز غیر مباح ست انتہی اس سے
معلوم ہوا کہ خوش آوازی سی مولود پڑہنا جائز ہے ہان البتہ تالی بجانا اور رعایت راگنی کی قواعد
کی بچانا ہی یہ اونکا قول ہی اور مواہب لدنیہ مین علامہ قسطلانی لکھتی ہین والحق ان السماع
اذا وقع بصوت حسن بشعر متضمن للصفات العلیۃ او النعوت النبویۃ المحمدیۃ عریا عن الالات المحرمۃ
واثارکا من المجۃ الشریفۃ العلیۃ کان من الحسن فی غایۃ ولتمام تزکیۃ النفس نہایۃ الی آخرہ اور

نیز مولوی اسمعیل صاحب صراط مستقیم مین لکہتی ہین حب عشقی کی بیان ہین از جملہ موجبات ان استماع
الحان خوش و اصوات دلکش و قصص شوق آمیز و اشعار عشق انگیز ست انتہی اب مولوی اسمعیل صاحب
کی دادا پیر شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کلام کو ملاحظہ کیجئی کہ وہ سماع کو درست فرماتی ہین
وسیلۃ النجات یعنی دس سوالات مسعہ از شاہ بخارا کی جواب مین فرماتی ہین جواب سوال ثامن انکہ
قال السرخسی فی البدیع والسماع فی اوقات السرور تاکیدا للسرور ومباح انکان ذلک السرور مباحا کالتہنئۃ
فی ایام العید وفی العرس وفی وقت مجئی الغائب وقت الولیمۃ والعقیقۃ وعند الولادۃ والختانۃ
وحفظ القران یعنی کہا امام سرخسی نی بدیع مین کہ گانا سننا خوشی کیوقت واسطی خوشی زیادہ ہونیکے
درست ہی بشرطیکہ وہ خوشی بہی درست ہو جسطرح گانا ایام عید اور نکاح مین اور پردیس سے آئی
ہوی کی خوشی مین اور ولیمہ اور عقیقہ اور بچا پیدا ہونی اور ختنہ اور ختم قرآن مین آور یاد رکہو کہ
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پسند کرتی ہتی خوش آواز کو روایت ہی کہ سنا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نی پڑہنا ابی موسی کا فرمایا لقد اوتی ہذا مزمارا من مزامیر آل داؤد جب یہ خبر ابی موسی
اللہ عنہ کو پہونچی اونہون نی عرض کی یا رسول اللہ لو علمت انک تسمع تجزرہ لک تحبیرا یعنی جو مین جانتا
کہ آپ سنتی ہین تو خوب ہی بنا کر پڑہتا غرضکہ حسن صوت اور خوش الحان ہر سلیم الطبع کو پسند ہے مگر
جو لوگ بلید الطبع بارد مزاج ہین وہ اسکی قدر نہین جانتی علامہ قسطلانی نی مواہب مین لکہا ہے
وہذا الجمل مع بلادۃ الطبع تباشر بالحمار تاثر ایدعنقہ ویصغی سمعہ الی الحادی فمن لم یحرکہ فہو فاسد
المزاج بعید العلاج انتہی ملخصا اسی معنی مین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتی ہین

اشتر بشعر عرب در حالت است وطرب ٭ گر ذوق نیست ترا کج طبع جانوری

جب منکرین سے کسیطرح خوش آوازی رو نہین ہوسکتی تو کہتے ہین کہ بی ریشی لڑکون سے
قصائد و مدح پڑہواتی ہین اور بلا ہین قاطعہ صفحہ ۹ مین لکہا ہی دیکہو درمختار مین امرد حسین کی
امامت کو مکروہ لکہا ہی تو مجالس مین مدح خوانی کب درست ہوگی انتہی ملخصا **الجواب** ہزارون
محافل میلاد ایسی ہوتی ہین کہ جوانان صلحا و علما و قراء و حفاظ پڑہتی ہین اور لڑکونکی پڑہنے تک نوبت ہی

نہین آتی منکرین اون سب کو چھوڑکر ایسی مجلس کو زبان پر لائی کہ جسمین بعض لڑکون کی مدح خوانی
بھی ہوئی سو اول تو یہ امر خود قابل استدلال نہین یعنی کسی مجلس مین لڑکو نکی بڑہنی سے علی العموم سب
مجالس میلاد پڑھنے نہین ہوسکتا قطع نظر اس سی ہم کہتی ہین کہ مانعین کے پاس کوئی سند ایسی نہین
جسمین صراحتہً یہہ مذکور ہو کہ لڑکون بالغ یا نابالغ کا نعت پڑہنا ناجایز ہے ناچار قیاس کی حاجت
ہوئی تو امامت امرد کا مسئلہ پیش کیا سو حقیقت اوسکی سُننی چاہئی ابو المکارم شرح نقایہ و نیز دیگر
کتب فقہ مین ہے کہ لڑکا جبتک ٹہیک بالغ نہوا وسکی پیچہے نماز پڑہنے کا یہہ حال ہے فی الافضل صح عند محمد رحمہ
اللہ و لم یصح عند ابی یوسف رحمہ اللہ یعنی امام محمد کی نزدیک نوافل نابالغ کی پیچہی ہوجاتی ہین اور امام
ابی یوسف کی نزدیک نہین ہوتی اور کافی مین ہی قال مشایخ بلخ جاز الاقتدار بالصبی فی التراویح
والسنن المطلقہ والنوافل یعنی بلخ کی بڑی بڑی علمار نی فرمایا ہی کہ نابالغ لڑکی کی پیچہی جائز ہی پڑہنا
تراویح اور مطلق سُنتونکا اور نفلون کا اور خلاصہ مین ہی جوز ذالک فی التراویح مشایخ خراسان بہ ناخذ
وعن الشافعی رحمہ اللہ انہا یجوز فی الفرایض ایضا یعنی خراسان کی بڑی علمانی تراویح پڑہنا نابالغونکی
پیچہے جائز رکہا ہے اور ہم اسیکو لیتی ہین عمل مین امام شافعی رحمۃ اللہ سے یہہ ہی کہ فرض تک ہی جایز ہین
اور جو علما ناجائز کہتی ہین اونکی یہی صحیح ہی اونکی دلیل یہہ ہین کہ نابالغون کو جہر کے ساتہ پڑہنا اور سامعین
کو سُننا اوسکا مفسد صلاۃ ہی بلکہ بالاتفاق یہہ دلیل قایم کرتی ہین کہ نابالغ پر نماز فرض نہین اور
بالغین جو اوسکی پیچہی پڑہینگے اونپر فرض ہی بنا علیہ فرض اپنی قوت اور شان کی سبب غیر فرض پر
جو کہ ضعیف ہی بنا نہین ہوسکتا جو دلیل منع یہہ ہی تو نابالغونکی نعت خوانی اوسپر قیاس نہین
ہوسکتی کیونکہ شیئ فی نفسہ بری ہوسکتا ہی کہ وہ بالاتفاق جایز ہو دی یہہ حال تو نابالغ کا تہا اور جب
لڑکا بالغ ہوگیا پہر تو کسیکا خلاف نہین بلکہ بالاتفاق اوسکی پیچہی نماز فرض و نفل جایز ہین اسلئی
کہ بالغ پر احکام فرض ہوجاتی ہین تو فرض پر فرض کی بنا صحیح ہے قہستانی شرح نقایہ مین ہے
و یقتدی بہ بالغ غیر متنح یعنی اقتدا کیا جاوی ساتہ بالغ بی ریش کی اور در مختار مین جو کراہتہ ہے
کی ہی تو شامی مشارح در مختار نی کہولدیا الظاہر انہا تنزیہیہ یعنی ظاہر یہہ ہے کہ یہہ مکروہ تنزیہی ہے

اور مکروہ تنزیہ کو صدر الشریعۃ رحمہ اللہ نی لکہا و اما المکروہ کراہۃ تنزیہ فالی الحل اقرب اور لکہا
فاضل جلبی نی و اما عند محمد فہو ما کان ترکہ اولی مع عدم المنع عن الفعل او فسخ التقدیر وغیرہ مین بہی مکروہ
تنزیہ کو خلاف اولی قرار دیا ہے بہلا جب یہ بات مانعین کی نزدیک صدر جہی کراہیت مین
ہتی کہ اگر کیجای تو گناہ ہی نہین بلکہ حلت کی طرف اقرب ہی جیسا کہ صدر الشریعۃ اور جلبی سے معلوم
ہوا تو ایسی شکل مین کیون اہنون نی جنگ و جدال و مخاصمت و نزاع باہمی پیدا کیا جو بالاتفاق حرام ہے
اور یہہ ہی اختلاف باقی ہے کہ وہ کراہت تنزیہ امامت امرد کی کس وجہ سی ہے
بعض علمانی لکہا اسواسطی مکروہ ہی کہ اکثر ایسی عمر والی مسائل سی ناواقف ہوتی ہین اور لوگ
اونکی امامت سی نفرت کیا کرتی ہین اور بعضون نی کہا اسلئی مکروہ ہے کہ اندیشہ ہی جب امرد
آگی کھڑا ہوگا شاید لوگون کو شہوت پیدا ہوجاوی یہ دونون تعلیل فقیہ شامی نی بحث امامت مین
لکہی ہین پس شق اول کی موافق تو منع نعت خوانی کا قیاس بالکل جاتا رہا اور ظاہری کہ اگر امرد کی
آواز موجب کراہت ہوتی تو جہری کی نمازین مکروہ ہوتین اور خفیہ قرارت کی نمازین مکروہ نہوتین
یہ بات تو نہین بلکہ علی العموم ہر نماز جہریہ و خفیہ مکروہ ہی تو کراہت بباعث آواز کی نہوئی اس
تقریر سی اونکی آواز ضابطہ منع مین داخل نہین پہر مدح خوانی اونکی کیون منع ہو آب باقی رہی
شق دوسری کہ کراہت بباعث احتمال شہوت پیدا ہونی مقتدیونکی ہی اس صورت مین ہم منع
کرتی ہین قیاس علی الامامت کو اسلئی کہ مجلس کا امام ہم اوسکو قرار دیتی ہین جو قاری مولد شریف
ہے مکان صدر یعنی منبر یا چوکی پر بیٹہکر پڑہتا ہی جسطرح امام اپنی قوم پر مقدم ہی اسیطرح وہ قاری
اہل مجلس پر مقدم عالی مقام پر بیٹہا ہے اور جو لوگ حلقہ مجلس مین بیٹہتی ہین وہ تشبہ صف مقتدیون
سے رکہتی ہین پس حلقہ مجلس مین اگر کسی بالغ یا نابالغ لڑکی نی نعت پڑہی تو اوسکی نظیر یہ ہی کہ جب
مسجد مین مرد اور عورتین اور لڑکی اور مخنث سب نماز کی لئی جمع ہوجاوین تو حکم اونکا شرع مین
یہ ہے و یصف الرجال ثم الصبیان ثم الخناثی ثم النساء یعنی حکم دی امام صف باندہنی کا اول
مردونکو پہر اونکی پیچہی لڑکون کو پہر اونکی پیچہی مخنثون کو پہر عورتونکو انتہی دیکہئے مخنث اور عورت

جو چیز کہ مکروہ تنزیہی ہو وہ حلال ہوتی ہے
مکروہ تنزیہی کے قریب حرام ہوتی ہے
مکروہ تنزیہی کے قریب ایک مکروہ تحریمی ہوتی ہے
جو چیز کہ مکروہ تحریمی سے قریب ہو وہ حرام ہوتی ہے

اور لڑکون کو شرع مین مسجد سی نکالدینی کا حکم نہین دیا گیا اگر کوئی اونکو امام بناتا تو منع کا حکم دیا جاتا
جب یہ بات ٹہیری کہ امام تو وہ ہی ہی جو قابل امامت ہی باقی مسجد کی اندر صف اقتدا مین جو
لوگ اپنی طور پر تسبیح و تحمید و تشہد وغیرہ پڑہ رہی ہین وہ سب حکم جواز مین ہین خواہ وہ عورتین ہون
خواہ لڑکی بالغ یا نابالغ ہین اسیطرح حلقہ محفل میلاد مین جسطرح سب آدمیونکی زبانپر درود شریف وغیرہ
کلمہ کلام جاری ہی اوسمین سی کسی امرد بالغ یا نابالغ کی نعت شریف بہی پڑہ دی تو جائز ہے اوسکو
امامت پر قیاس کرنا ہم نہین تسلیم کرتی ہان حالت اقتدار مقتدیان پر جیسا کہ ہمنی ابہی بیان
کیا قیاس کرنا ملتے ہین اور وہ جائز ہے بالاتفاق **اب ہم مسئلہ نظر بہی لکہتی ہین**
واضح ہو کہ شہوت سی امرد کا دیکھنا مکروہ ہی اور بلا شہوت درست ہی یہ بہی درمختار مین لکہا ہے
جس سی مولف براہین فی سند پکڑی ہی عبارت یہ ہی فانہ یحرم النظر الی وجہ الامرد اذا شک فی الشہوۃ
اما بدونہا فمباح ولو بمیلا اور اوسی درمختار کی مسائل نظر مین لکہا ہی ویحرم نظر الرجل من الرجل ومن
غلام لم یبلغ حد الشہوۃ ولو امرد صبیح الوجہ اور شارح درمختار فقیہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نی بیان ستر عورت
مین لکہا ہے واجمعوا علی جوازہ بغیر قصد اللذۃ والناظر مع ذلک آمن الفتنۃ یعنی سب علما نی اجماع
کیا ہے کہ نظر کرنا امرد کیطرف جائز ہے بغیر ارادہ لذت شہوت کی اور دیکہنے والا امن مین ہی
ہو فتنہ سی اس سی معلوم ہوا کہ نظر بلا شہوت بالاجماع جائز ہے اور نیز شامی نی مسائل نظر
مین لکہا فانا الخادۃ والنظر الیہ لا عن شہوۃ فلا باس بہ ولذا لم یومر بالنقاب یعنی امرد کو خالی
مکان مین تنہا لیکر بیٹہنا اور اوس کی صورت کو دیکہنا بغیر شہوت کی کچہہ مضایقہ نہین اور
اسیواسطے امردون کو یہ حکم نہین دیا گیا کہ وہ مہنہ پر نقاب ڈالا کرین انہی بہلا جب خلوۃ امرد کے
ساتہ جایز ہوئی تو مجمع عام مین بیٹہہ جانا کیون جائز نہوگا اور بہول گئی اپنے شیخ الشیوخ
یعنی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی پیران پیر شمس الدین ابو الخیر بن جزری رحمۃ اللہ علیہ کو کہ
وہ فرماتی ہین سن سات سو پچاسی مین بادشاہ مصر کی محفل مولد شریف مین شریک ہوا
مین خوش ہوا پچیس حلقہ تو نوآموز لڑکون قاریون کی اوسمین موجود تہی - اور یہ قصہ ابن جزری کا

ملا علی قاری نی موردالروی مین اور ابو سعید بورانی نی مولد فارسی مین لکہا ہی جیسا کہ اوپر بہ تفصیل
مذکور ہو چکا **ہان یہہ بات ثابت ہی** کہ متقی و محتاط لوگون نی امردون پر نظر کرنے سے احتیاط
فرمائی ہی ہماری پیشوا جناب امام اعظم اعطر اللہ تربتہ جب امام محمد کو سبق دیتی اور وہ بہت خوبرو اور
جمیل ہتی رحمۃ اللہ علیہ تب اونکو کسی ستون کی پیچہی یا پس پشت اپنی بہٹہلا کر سبق دیتی یہ فقیہ شامی
نی لکہا ہے اس سی ثابت ہوا کہ امرد خوبرو کی سامنے ہمکلامی اور اوسکی آواز کا سننا تو منع نہین مگر
صورت دیکہنے مین احتیاط اولی ہی تو مولد شریف مین اگر کوئی امرد بہی کسی گوشہ محفل مین حاضر ہو
اور پڑہے تو منع نہین ہان محتاط آدمی اپنی نظر کو بچائین تو بہتر بات ہی طرفہ ماجرا یہ ہی حضرات
مانعین جو امردونکی بابت امر بالمعروف فرمارہی ہین اپنی مکتبون اور مدرسون مین خوبرو وجمیل
امرد لڑکونکو ہی سبق دیتی ہین وہان امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا تقوی کسکو یاد آتا ہی کہ شاگرد کو آنکہونسے
جدا کیجئی ستون کی آڑ مین یا پس پشت بہٹہا کر سبق دیجئی کیون صاحب آپ تو منصب تعلیم شریعت
پر بیٹہہ کر ہین اس حالت مین بہی اس تقوی کو یاد نفرمادین اور محفل میلاد مین اگر کسی لڑکی نی نعت
شریف پڑہ دی تو اوسکا ناک مین دم لائین کیا انصاف اسیکا نام ہی (اللہ اللہ) آتا مرون الناس
بالبر وتنسون انفسکم **یہ خوب معلوم رہی** کہ مانعین جو اندیشہ شہوت لڑکونکی نسبت ثابت
کرتی ہین وہ ڈاڑہی والون اور بدشکلون کالے کلوٹون مین بہی موجود ہی شامی شارح درمختار فرض
ستر عورت کی بیان مین لکہتی ہین مع ہذا شامل لمن بنت عذارہ بل لبعض الفسقۃ یفضلہ علی الامرد
خالی العذار بہر دو سطر کی بعد لکہا واالمراد من کرہ ہ صلیحا ان یکون جمیلا بحسب طبع الناظر ولو کان اسود
لان الحسن تختلف باختلاف الطبائع جب بعضی مغلوب الشہوت ایسی بہی ہوی کہ اونکو مستی کی ذہن مین
نہ ڈاڑہی کا خیال نہ رنگ اور بیرنگ کا امتیاز تو معلوم نہین ایسی بہایم سیرتو کی اندیشہ سی کہان کہان
تک مجالس میلاد و وعظ و نکاح و مدارس و جلسات دستار بندی وغیرہ مجامع کو جو امرد وغیرہ امارد کے
اختلاط سی غالبا خالی نہین ہوتی مکروہات و محرمات مین شمار کیا جائیگا الامان الامان فقہاء و مفتیان
دین نی یہ نہین لکہا کہ امرد مساجد مین نہ آئین کہ شہوت پرستونکی اونپر نظر پڑیگی ورنہ مجالس نکاح مین

آئین اور نہ جماعات فرایض وسنن ونوافل مثل تراویح واستسقا وکسوف وغیرہ مین شریک ہون بلکہ صرف یہ کہا کہ اونکا امام ہونا مکروہ ہی بنا علیہ ہم بھی اونکی امامت کو مکروہ قرار دیکر لکھتی ہین کہ شریک ہونا اونکی مجالس میلاد شریف مین منع نہین روایات فقہیہ اس باب مین نقل ہوچکین اور شریک ہونا حضرت ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ کا ایسی مجلس مین بیان ہوچکا اور خود نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم جب مدینہ منورہ تشریف لیگئے سب لڑکے اور جوان مرد اور عورت جابجا خوش ہوہوکر پکارتی پھرتی تھی جاء محمد رسول اللہ الہ اکبر جاء محمد رسول اللہ رواہ الحاکم فی الاکلیل عن البراء اور اوسی حالت مین چند لڑکیان قبیلہ بنی النجار سے نکل کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سامنے آئین دف بجاتیان اور یہ شعر پڑہتیان تھین

نحن جوار من بنی النجار ۔ یا حبذا محمد من جار ۔ یہ روایت بیہقی محدث اور اونکی استاد حاکم نے انس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہی پس جبکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم فی سبیل مارد وغیرہ امارد کا مجمع عام گلیون اور رستون مین دیکھا اور لڑکیونکا یہ شعر پڑہنا سنا اور منع نفرمایا یہ صریح دلیل جواز ہی ماقدوم مبارک کی خوشی مین یہ باتین وقوع مین آئین یہان یعنی مجالس میلاد مین فرحت میلاد ووجود مسعود صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی مین ہورہی ہین

اعتراض ثالث سلامی وجوابی مثل مجالس شیعہ کی معین کرتی ہین جواب مجالس شیعہ مین راقم کو اتفاق نہین ہوا کہ حال وہانکا مفصلاً معلوم ہوتا البتہ محافل میلاد شریف کی شامل ہوتی مین بعض مواقع پر ایسا دیکھا گیا کہ قاری مولدی جب کوئی روایت ختم کی تب بعض حاضرین نے درود وسلام پڑہا نظماً یا نثراً پھر قاری نے دوسری روایت پڑہی پھر اون لوگون نے درود وسلام یا منقبت پڑہی اگر سلامی جوابی اسکا نام ہی تو یہ بات عرب مین اور خاص حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً مین بکثرت رائج ہی اور اہل حرمین جسقدر شیعہ سے تنافر رکھتی ہین محتاج بیان نہین ہرگز سجدہ مین نہین آتا کہ جسسے عداوت تنفر مذہبی ہو اونسی کوئی امر لیکر اپنی عبادات مین داخل کرین بلکہ یون معلوم ہوتا ہے کہ اہل عرب نے یہ بات حضرت سید العرب والعجم صلی اللہ علیہ وسلم کی فعل سی استنباط کی ہے صحیحین مین اس سے روایت ہے کہ صحابہ مہاجرین وانصار خندق کھودتی اور مٹی نکالتے جاتی تھی اور زبان سے

یہ پڑہتی تھی نحن الذین بایعوا محمدا ۔ علی الجہاد ما بقینا ابدا ۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونکی جواب مین پڑہتی تھی اللھم لا عیش الا عیش الاخرہ ۔ فاغفر للانصار والمہاجرہ ۔ کذا فی الشکوۃ فی باب البیان والشعر پس یہ بات قابل طعن نہین ہان اگر پابندی قرائن وسیاق واہل فسق کی طریق پر تغنی کرتی لگین تو یہ بات دوسری ہی اہل اسلام کیون اپنی مجالس مین وضاع فساق پیدا کرین اور اسباع اگر کوئی فقط اپنی آواز کا حسن ظاہر کرینکو پڑہی اور اخلاص ہرگز دلین نہو یہ بھی ممنوع ہے جیسے بعض قاری خوش الحان محض نوکری کی لئی قرآن مجلس مین پڑہنی لگتی ہین پس اس نیت سی پڑہنا منع ہے امور خیر مین اخلاص ضروری ہی وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین بنا علیہ اہل ایمان کو چاہیئی کہ اخلاص مدنظر رکہین اور نیز اپنی خوش الحانی کو پابند قواعد تغنی اہل فسق کا نکرین کیا ہوتا ہی اونکی لئی وہ جو فقہا رحمہم اللہ تغنی جایز فرمادیا ہے مجمع البحار مین بی بجہر تحسین صوتہ وتحزینہ یعنی پکار کر پڑہی اور آواز کو سنوار کر اور غمزدہ لہجہ بناکر وفسر الشافعی بتحسین القراءۃ وترقیقہا اور تفسیر کیا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اچھی طرح پڑہے نرم آواز بناکر اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتی ہین وانما اختلاف تلک الطرق بحد المقصورۃ وقصر الممدودۃ والوقف فی اثناء الکلمات والقطع والوصل فی بعضہا وہذا التصرف جائز فی الشعر ولا یجوز فی القرآن یعنی خوش الحانی سی پڑہتی ہین طرق مختلف پیدا ہوتی ہین ان باتون سی کہ جہان حروف مدہ نہ تھی وہان کہینچ دیا اور بڑہایا اور جہان تھی وہان گہٹادیا اور کلمات کی بیچ مین دم توڑدیا ایک کلمہ دوسرے کلمہ سے کہین قطع ہوگیا کہین فصل ہوگیا سو ایسا تصرف شعر مین جائز ہے قرآن شریف مین جائز نہین یہ احیاء العلوم کی باب السماع مین ہی

الحاصل انصاف یہ چاہیی کہ جو کوئی بات کلام علماء حقانی سی کہین تک ثابت ہو اوسین مانعین اعتراض نہ لائین اور فاعلین قدم آگی نہ بڑہائین یا اہل الکتاب لا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا علی اللہ الا الحق

اعتراض رابع محفل مین روشنی کرتی ہین اور یہ بدعت سیئہ اور حرام ہے **جواب** مجمع البحار کی خاتمہ مین درباب کراہت روشنی یہ نقل کیا ہی کہ اول روشنی قوم برامکہ سے

نکلی ہی وہ آتش پرست تھی جب وہ مسلمان ہوگئی اونہون نی روشنی مساجد مین کرکی مسلمانونکا
ساتھ چراغون کی طرف سجدی کئی اور مقصد اونکا آگ کا پوجنا تھا انتہی کلامہ مین کہتا ہون جن علمانے
روشنی پر حکم بدعت سیئہ ہونیکا دیا ہی غالبًا اسی روایت پر مبنی کیا ہی حال آنکہ یہ روایت دو وجہ سے
مخدوش ہی **اول** وجہ یہ کہ برابر علمار اعلام اول روشنی کا ہونا روایت کرتی ہین نبی کریم
علیہ الصلاہ والتسلیم کی وقت سی اور پھر کثرت سی قنادیل لٹکانا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عہد سے اور
پھر اوسوقت سی اب تک اہل اسلام مین موجود و مشہور ہی پہلا جسکا وجود عہد نبوت سی اب تک موجود ہو
کیونکر کہا جای کہ وہ زمانہ قوم براکمہ سے ایجاد ہوئی یہ مانا کہ اونہون نی ہی روشنی کی ہوگی لیکن وہ
موجد اول نہین ہوسکتی دوسری وجہ یہ ہی کہ ہماری فقہار کرام تصریحًا لکھہ رہے ہین الصحیح انہ
لایکرہ ان یصلی وبین یدیہ شمع او سراج لانہ لم یعبدہما احد والمجوس یعبدون الجمر لا النار الموقدۃ
یعنی صحیح یہ ہی کہ اگر شمع یا چراغ آگی نمازی کی ہو تو نماز مکروہ نہین ہوتی کیونکہ انکو کوئی نہین پوجا
اور آتش پرست انگارون کو پوجتی ہین جلتی آگ کو نہین پوجتے جب مسئلہ یہ ٹہرا کہ اصل چراغ اور
شمع اور قندیل کی کوئی آتش پرست عبادت نہین کرتا تو کسطرح تسلیم کیا جاوی کہ براکمہ نی چراغون کو
معبود و مسجود بنایا ناچار جو علمار روشنی کو مکروہ و بدعت س دلیل سے کہتی ہی اونکی یہ دلیل ناتمام رہی
اب رہ دلایل جو جواز کیطرف اشارہ کررہی ہین بیان کرتا ہون - یہ بات خیال کرنی چاہئی کہ
چراغون مین زینت ہی یا نہین آیہ کریمہ زینا السماء الدنیا بمصابیح سے معلوم ہوتا ہی کہ چراغونکا
روشن کرنا موجب زینت ہی اب دیکھنا چاہئی کہ اس زینت کی حرمت مین بندون کی لئی کوئی
نص شرعی وارد ہی یا نہین ظاہر یہ ہی کہ زینت روشنی کی نہی ثابت نہین ورنہ صحابہ کرام کیون کرتی
اور یہ بات مفسرین اصولی قرار دیچکی ہین کہ جس زینت کی نہی ثابت نہین وہ مباح ہی اور داخل ہے
آیہ قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ مین اسقدر اشارہ تو قران مجید سی نکلا اب حدیث رسول
صلی اللہ علیہ وسلم لیجی سیرت حلبی جلد ثانی مین ہی کہ پہلی ایسا کرتی تھی کہ جب عشار کا وقت آتا کھجور کی
لکڑیان جلا کر اوجالا کرلیتی تھی جب تمیم داری مدینہ مین آئے اور قنادیل اور رسیان اور روغن
زیتون لای مسجد نبوی کی ستونون سی قنادیل لٹکائی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی اونکو دعا دی کہ
تونی ہماری مسجد کو روشن کیا اللہ تعالی تجھکو روشنی بخشی اور بعض کتابون سی یہ بہی ثابت
ہوتا ہے کہ تمیم داری یہ قنادیل ملک شام سی لای تھی اپنی غلام کو حکم دیا تب اوسنی جمعرات کو رسی
یہان سی وہان تک یعنی ستونون مین تان کر اوسمین قنادیل لٹکادی جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف لای پوچھا یہ روشنی کسنی کی حاضرین بولی کہ تمیم داری نی آپنے اونکو فرمایا نورت الاسلام یعنی
تونی اسلام کو روشن کردیا الحدیث اور غنیۃ الطالبین مین حضرت غوث الثقلین نے ایک روایت
لکھی ہی جسمین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رغبت دلاتی ہین روشنی کی طرف روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ
قال من علق فی بیت من بیوت اللہ قندیلا لم تزل الملئکۃ یستغفرلہ ویصلی علیہ وہم سبعون الف ملک
حتی یطفی ذلک القندیل انتہی اب آثار صحابہ سی ثبوت لیجی سیرت حلبی جلد ثانی مین ہی کہ متعلق لٹکانا
قنادیل کا مساجد مین یہ کام اول حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نی کیا جب صلوۃ تراویح کی لئی لوگون کو
جمع کیا تو لٹکادیئی بہت قندیل جسوقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اوسطرف گذر ہوا دیکھا کہ مسجد
روشنی سی جگمگا رہی ہی دعا فرمائی کہ تونی ہماری مسجدون کو روشن کیا اللہ تعالی تیری قبر کو روشن
کری ای عمر بن الخطاب اور غنیۃ الطالبین مین اور حضرت غوث الثقلین نے
غنیہ مین لکھا ہی کہ جسطرح حضرت علی نی دعا دی اسیطرح حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نی بہی دعا دی
دیکہی خلفار راشدین کا فعل اور خوش ہونا اور دعا دینا کسقدر محبوبیت اس فعل کی ظاہر کررہا ہی اور
روایت سابقہ سی جو معلوم ہوا تھا کہ تمیم داری نی اول قنادیل روشن کی اور دوسری روایت سے
معلوم ہوا کہ اول یہ فعل حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نی کیا اسکی تطبیق علامہ حلبی نی اسطرح کی ہے
کہ اولیت حقیقی اس فعل کی تمیم داری رضی اللہ عنہ سی عہد رسالت نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم
مین ہوئی بعد ازان حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو جو اول قرار دیا وہ اولیت اضافی ہی یعنی
کثرت سی قنادیل روشن کرنا اول آپ سی واقع ہوا کیونکہ تمیم داری رضی اللہ عنہ کی قنادیل گو
متعدد تھی لیکن کثیر نہ تھی اب عہد خلفار عباسیہ کی سند لیجی علامہ حلبی نی نقل کیا ہی ایک عالم کا

کہ وہ فرماتی ہین کہ مجھکو بادشاہ مامون نی حکم دیا کہ لکھدو حکم ہماری مملکت مین کہ مسجدون مین کثرت سے
روشنی کیا کرین لیکن میری کچھ خیال مین نہ آیا کہ کسطرح لکھدون تب مجھکو خواب مین بشارت ہوئی کہ
لکھدی روشنی کثیر کیواسطی اسلئی کہ اسمین دل لگتاہے ہتجد گذارونکا اور مسجدین خانہ خدا ہین پس
خانہ خداسی وحشت اندیہری کی دفع ہوگی جب مینی یہ بشارت دیکھی تب مین ہوشیار ہوا اور لکھدیا
یہ حکم انتہی یہ دستور العمل بیان ہوا خلفاء عباسیہ کا اب بعض اولیاء اللہ کا حال سنئی خواجہ فریدالدین
عطار رحمۃ اللہ علیہ مولف تذکرۃ الاولیا احمد خضرویہ قدس سرہ کی حال مین لکھتی ہین وقتی درویشی مہمان
احمد رحمۃ اللہ آمد احمد ہفتاد شمع براورفت درویش گفت مرا این ہیچ خوش نئی آید کہ تکلف بتصنع
نسبت نداروا حمد گفت برد و ہرچہ نہ از بہر خدا برافروختہ ام بکُش آن شب آن درویش تا بامداد
آب وخاک بران شمعہا میزد یک شمع باز نتوانست نشاند جہت دوسرا دن ہواشتر نصاری اونکی واسطے
پر مسلمان ہوی اوسکا حال اسطرح لکھا ہی آن عجب احمد بخواب دید کہ حقتعالی گفت ای احمد از برای
ما ہفتاد شمع درگرفتی ما از برای تو ہفتاد دل بنور ایمان برافروختیم غرضکہ چند مقامات پر اولیاء مقبولین
مثل شبلی رحمۃ اللہ علیہ و دیگر کا ملین سے روشنی کا خالصاً للہ تعالی کرنا بروایت امام غزالی و علامہ عبدالرحمن
صفوی وغیرہ نقل کیا گیا ہی سبکی نقل مین طول ہوتا ہی اب مومنین کا روزمرہ سنئی کہ ہمیشہ سی روشنی کرتی
رہی ہین مساجد مین فتاوی قاضیخان جلد اول مین ہی رجل بنی مسجدا وجعل للہ تعالی فہو احق الا
بمرمتہ وعمارتہ وبسطا لبواری واحصر الفناویل پھر جلد ثالث مین لکھا ویجوز الاتفاق علی قنادیل
المسجد من وقف المسجد وذکرہ الناطفی اور حضرت غوث الثقلین غنیۃ الطالبین ختم قران کی دعا مین ماہ رمضان
کی فضیلت مین لکھتی ہین تنہر فیہ المساجد تنور المصابیح تنہر اسیطرح چند مقام پر غنیۃ الطالبین مین ذکر
مصابیح والقناویل ہی جس سی یہ بات ثابت ہوتی ہی کہ مصابیح وقناویل اہل اسلام مین قدیم الایام
سی معمول ومروج ہین اب ہم کہتی ہین کہ جسطرح زیادہ روشنی کرنی مین وحشت ظلمت دور ہوتی ہی مساجد
جیساکہ کلام جلبی مین منقول ہوچکا اسیطرح وحشت ظلمت دور ہوتی ہی ہوا تم ذکر اللہ اور ذکر الرسول سے
اور جسطرح زیادہ روشنی سی انس ہوتا ہی اور دل لگتا ہی نماز یولیکا اسیطرح اس مجلس پاک مین دل لگتا ہی

تیسرا تین بیان صفات رسول کا صلی اللہ علیہ وسلم پس صحیح یہی ہی کہ روشنی کا کرنا ممنوع نہین اور جن
علماء نی منع کیا ہی نہین پہونچی اونکو وہ حدیث و آثار جو صریح جواز پر دلالت کرتی ہین ناچار اوسکو
جان لیا کہ یہ فعل قوم آتش پرست براکہ کا ہی بنا رعلیہ حکم بدعت و کراہت اوسپر لگا دیا۔ یا یون کہئی
کہ فی الحقیقت قول کل علماء کا ایک ہی جو مانع ہین وہ حد سی زیادہ کو منع کرتی ہین جو جایز کہتی ہین
وہ بقدر حاجت زینت جائز کہتی ہین تفصیل اوسکی یہ ہی کہ روشنی کی تین وجہی ہین
ایک بقدر حاجت ضروری لابدی وہ تو اسقدر مین حاصل ہی کہ جیسے صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم
شروع اسلام مین لکڑیان کھجور کی جلادیتی تہی اوسمین مسجد کا فرش اور سجدہ کا مقام اور نمازی لوگ ایکدوسرے
کو نظر آجاتی تہی دوسرا زینت کی لئی وہ فعل حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا تہا
کہ تمام مسجد کثرت قناویل سی چمکا دیتی غنیۃ الطالبین مین ہی ان علیا رضی اللہ عنہ اجتاز بالمساجد
ہی تنہر بہا القناویل اور تتبیہ فقیہ ابواللیث رحمۃ اللہ علیہ مین ہے رای القناویل تنہر فی المساجد
اسیطرح جلبی وغیرہ مین ہی غرض کہ کل روایتون مین لفظ تنہر صیغہ مضارع موجودہی اور وہ مشتق ہے
زہور سی اور معنی اوسکی صراح مین لکہی ہین زہور روشن شدن آتش بالا اگر متعدی آن بنا رعلیہم کہتی
ہین کہ یہ فعل امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا بلاشک قدر حاجت ضرور سی زیادہ تہا
لیکن یہ بہی ہی کہ قدر حاجت زینت سی زیادہ نہ تہا متیسر اوہ کہ زینت مکان تو متعدد قناویل سے
حاصل ہوچکی تہی لیکن کسی بلہوس نے فضولی کرکی خواہ نخواہ نمود و فخر وغیرہ کی نیت سی روشنی حد سے
زیادہ بڑہادی تو اگر المعین کی مراد یہ اخیر وجہی تو کچھ اختلاف باقی نرہا فتاوی قنیہ وغیرہ اگلی
کتابون مین منع کیواسطی اسیطرح کی الفاظ لکہی ہین کسینی لکہا کثرۃ الوقید زیادہ علی الحاجۃ کسینی
اسراج السرج الکثیرۃ لکہا ہی تو اسقدر کثیر کو کہ حاجت زینت سی بہی زیادہ ہو اگر منع کیا جاوی
تو کچھ بڑا ئی کی بات نہین ہمارے ہم عصر جو ایک چراغ سے دوسرا چراغ زائد روشن کرنیکو
بدعت اور ضلالت اور حرام اور اسراف کہدیتی ہین یہ بڑی شوخی ہی انکو چاہئی کہ فعل تمیم داری
اور حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہما وغیرہ کا ادب کرین کہ اول یہ فعل اونہون نے کیا زینت کے لیے

قدر حاجت ضروریہ سی زیادہ روشنی کی اور مجھکو تعجب آتا ہی کہ جب یہ لوگ مدینہ منورہ جاتی ہونگے
اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روضہ نورانی کی گرداگرد جہاڑ اور فانوس اور قندیل
کثرت سی اسقدر جہ کہ یہان کیسکو میسر بھی نہین آتی روشن دیکھتے ہونگی معلوم نہین یہ لوگ آنکھین
روشنی کی طرف سی بند کرلیتی ہونگی یا اوسکی غیظ مین زیارت ہی ترک کردیتی ہونگی اگر ترک کردیتی
ہین تو ہمکو کچھ شکایت نہین وہان محروم رہی یہان بھی محروم رہی لیکن اگر وہان اسی روشنی
مین جاکر زیارت کی اور زیارت روضہ شریف کی مستحب ہے تو حضرت کی معجزات اور مدائح اور
مناقب کا سُننا بھی مستحب ہے یہ بھی روشنی مین آکر سُنین روشنی ظاہری سی ظاہر کی آنکھ اور
ذکر نورانی سے باطن کی آنکھ روغن کرین وہ روضہ پُرانوار جسکی ذات اقدس کا مدفن ہے یہ محفل
نورانی بھی انہین کی شرح صفات کا موطن ہی **آخر الامر** یہ التماس ہی کہ اگر ان حضرات
کا دل روشنی کی سبب مکدر ہوتا ہی اجہار روشنی والی مجلسون مین نہ آئین بہت محفلین ایسی بھی
ہوتی ہین جنمین ایک دو چراغ پر بس کرتی ہین اونہی مین آئین ایک دو چراغ ہی ناگوار ہو تو کتنی
محفلین دن کو ہوتی ہین ایک بھی چراغ نہین جلتا وہان تشریف لائین بھلا کہین تو اپنا
قول سچا کر دکھائین **اعتراض خامس** بانیان محفل میلادی مطلق کو مقید کردیا
یہ بدعت ہی جواب ہم دعوی کرتی ہین کہ محفل مولد شریف مین کسی مطلق کو مقید نہین کیا
یعنی روایات میلاد و معجزات کا پڑہنا جسطرح ماہ ربیع الاول مین ہوتا ہی دوسری مہینون مین
بھی پڑہ لیتی ہین یہ مطلق مقید کہان ہوا اور جسطرح ذکر ولادت شریف کی وقت قیام کرتے
ہین اسیطرح اور بھی چند مقامات مین قیام کرتی ہین چنانچہ وہ مواقع بیان تحقیق قیام مین
کسیقدر لکھی گئی پس قیام بھی مقید نہوا کہ نہو قیام کسی مکان اور کسی زمان اور کسی موقع مین
مگر ناص مولد شریف مین اور اسیطرح تقسیم شیرینی یا کہانا کہلانا کہلانا اور بھی تقریبات دین
و دنیا مین ہوتا ہی مثل ختم قرآن قراویح مجلس تبسم اللہ و عقد نکاح وغیرہ مین اور منبر یا چوکی اور
فروش کا بچھانا وعظ مین بھی ہوتا ہی اور مجلس نکاح وغیرہ مین بھی اور رہا قصائد و مناقب کا

جیسا محفل مولد مین ہوتا ہی بعض غیر مجالس مین بھی ہوتا ہی اور بعض آدمی تنہا بھی پڑہتے ہین اب بیان فرماوین یہ صاحب کہ مقید کردیا ہمنے کونسی مطلق شرعی کو اسطرح کہ نجائز سمجھتے ہون ہم اوس مطلق کو کسی وقت مین بلا قید باقی رہی یہ بات کہ اجتماع امور مذکورہ مجلس میلاد شریف مین اس نظر سے کرنا کہ جسقدر اظہار تعظیم و محبت اور مستحسنات شرعیہ کی کثرت ہوگی اوسیقدر افزونی خیر و برکت ہوگی سو یہہ اور بات ہی تقیید مطلق اسکا نام نہین یہ بات ہر حر و سلیم الطبع جان و دسی قبول کریگا یہ لوگ بہت اولٹ پلٹ ہو رہی ہین کہ کسیطرح مخالطہ دیگر بدعت سیئہ ہوتا اس محفل کا ثابت کردین لیکن نہین ہو سکا حق الامر یہ ہے کل علماء محققین کی نزدیک یہ محفل مستحسن ہے کیونکہ جو علماء بدعت کی تقسیم مانتی ہین وہ کہتی ہین

بدعۃ تالم یکن فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہر اوسکو دو قسم کرتی ہین ایک حسنہ دوسرے سیئہ پس اونکی نزدیک محفل میلاد شریف بدعت حسنہ مین داخل ہی اور مستحب ہے اور جو علماء تقسیم بدعت کی قایل نہین بدعت کی تعریف یہ کرتی ہین ما احدث علی خلاف الحق المتلقی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان علماء کی نزدیک محفل میلاد خود سنت مین داخل ہی کیونکہ یہ محدث ہی لیکن محدث علی خلاف الحق نہین ہی کہ کوئی حکم قرآن یا حدیث یا اجماع کا بدلتی اور تغیر دیتی ہو پس اصل حال تو یہ ہی کہ محفل میلاد شریف محققین اہل و طائفہ کی نزدیک مستحسن ہے باقی جو بعض علماء کو انکار واقع ہوا ہی وہ نہین پہنچی اس رمز دقیق کو اوسی غلطان پیچی مین یہ منکرین آگئے حق سبحانہ ہدایت فرماوی اللہم ارنا الحق حقا و ارزقنا اتباعہ۔ **اعتراض سادس** جب مولد شریف پڑہتی ہین منبر یا چوکی پر بیٹہہ کر پڑہتی ہین اور قرآن شریف ہمیشہ نیچی بیٹہی پڑہتی ہین کتاب مولد شریف کا درجہ قران سی بہی زیادہ کردیا جواب یہ بات ہرگز نہین بلکہ منبر یا چوکی پر بیٹہہ کر پڑہنا اس سبب سے ہے تاکہ قاری مولد سب اہل مجمع کو نظر آوی اور سب اوسکو نظر آوین اور اوپر بیٹہنی سی آواز بلند ہر طرف پہنچتی ہی نیچی بیٹہنی سی آواز کسیقدر دب جاتی ہے اور واعظین کا بھی یہ ہی حال ہی کہ وہ وعظ جس مین شعر و قصہ و حکایات وغیرہ کیا کیا کچھ ہوتا ہے اوسکو سب سے

اوپر بلند جگہ پر بیٹھ کر کہتی ہین اور خالص قرآن شریف کو واعظین نیچے پڑھتی ہین پس منبر پر بیٹھ کر پڑھنا
مقتضاء ہے مجمع عام کا اسیواسطے جب کوئی کتاب میلاد شریف کو شوقیہ تنہائی مین پڑھتا ہے
کچھ بھی منبر یا چوکی نہین لگاتا **اعتراض سابع** جب قرآن پڑھتی ہین نہ فرش بچھاوین اور نہ
کچھ سامان کرین مولد شریف مین کیا کیا سامان کیا جاتا ہے جواب عیدین کی نماز کی لئی جو فرض
نہین ہی نہانا کپڑی عمدہ پہننا خوشبو لگانا طرح طرح کی تکلفات ہوتی ہین پانچون وقت کی نماز جو
فرض قطعی ہی اوسکی لئی کچھ بھی نہین سوای وضو اور استنجا کی وجہ اوسکی یہی ہی کہ وہ برس دن
مین دو بار یہ ایک ایک دن مین پانچ بار پس پنجگانہ نمازین عید کی طرح سی سامان کرنی مین
حرج ہی اور حرج کو اللہ تعالی نی اپنی بندونسی اوٹھادیا ماجعل اللہ فی دینکم من حرج پس یہی سمجھ
قرآن شریف کا پڑھنا روزمرہ ہی مولد شریف کا پڑھنا روزمرہ نہین مولد شریف ایک آدمی برس
دن مین ایک دو بار یعنی کبھی کبھی کرتا ہی اور جو بات کبھی کبھی کرنی مین ہوسکا کرتی ہی وہ روز
مرہ مین نہین ہوسکتی دوسری یہ بات کہ عید کی نمازین وہ سامان کرنا کچھ نماز کی نظر سے نہین بلکہ اظہار
فرحت یوم السرور کی لئی ہی اسیطرح یہان یہ سامان قرارت کتاب مولد کی لئی نہین بلکہ اظہار فرحت
وسرور میلاد حضرت خیر العباد کی لئی ہی اگر صرف قرارت کتاب کی لئی وہ سامان ہوتا تب اعتراض
ہوتا کہ قرارت قران کی لئی وہ سامان نہ کیا **اعتراض ثامن** مولد شریف مین روایات
موضوعہ بی اصل اور اشعار ناجائز پڑھتی ہین جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیدا ہونا اور دائی
حلیمہ کا دودھ پلانا چالیسوین سال نبوت کا ہونا اور معجزات کا واقعہ ہونا اور آپکا سید المرسلین ہونا
یہ سب کچھ مولد شریف مین پڑھا جاتا ہی یہ سب صحیح ہے اگر شاید فضایل مین کوئی حدیث مطعون
فیہ یا موضوع بھی بیان ہوگئی یا کسی کم سمجھی کی کوئی شعر خلاف شرع پڑھدیا تو انصاف کی بات یہ ہی
حاصل ان لوگون کو منع کرنا چاہیئی کہ ایسی روایات نہ پڑھین یہ نہین کہ علی العموم سب محافل میلاد
کو حرام کہنی لگین مجھے بہت سنا ہی کہ واعظین آجکل بہتیری روایتین موضوع بیان کرجاتی ہین اونکو
تمیز بھی نہین تو چاہیئی بعض واعظون کی جہالت سے علی العموم کل مجالس وعظ حرام ٹھہرجاوین

اعتراض تاسع لباس ریشمین زرین خلاف شرع پہنکر محفل مولد شریف مین آتی ہین اور بعض
داڑہی منڈی بھی آتی ہین اور بعض موقع مین عورت اور مرد جمع ہوتی ہین جواب یہ لوگ مجالس
نکاح وغیرہ مین اور نیز عیدگاہ کی نماز پڑھنی عیدین مین بھی اوسی طرز سی بالباس فاخرہ اور
داڑہی منڈی جاتی ہین تو چاہیئی کہ اونکی شریک ہوجانی سی مجالس نکاح اور مجامع عیدگاہ
وغیرہ بھی محرمات شرعیہ ہوجاوین اور کوئی دیندار وہان نہ جایا کری یہ بات تو نہین بلکہ جو
خاص بات قبیح شرعی کہین پیش آوی اوسکو منع کرنا چاہیے نہ یہ کہ اوسکی سبب اصل چیز کو منع کرین یہ
جواب جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فی دیا ہے حسن المقصد مین تاج الدین فاکہانی کی اعتراض
کا جو اونی اپنی رسالہ ورد مین لکھا تھا کہ مولد شریف مین مرد اور گانے والی عورتین ہوتی ہین
اور ناچتی ہین اور عورت اور مرد باہم جمع ہوتی ہین عبارت سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اوسکی جواب
مین یہ ہی ان التحریم فیہ انما جاء من قبل ہذہ الاشیاء المحرمۃ التی ضمت الیہ لا من حیث
الاجتماع لاظہار شعار المولد ولو وقع مثل ہذہ الامور فی الاجتماع لصلوۃ الجمعۃ مثلا لکانت قبیحۃ
شنیعۃ ولا یلزم من ذلک فی اصل الاجتماع لصلوۃ الجمعۃ کما ہو واضح وقد رایتنا بعض ہذہ الامور
تقع فی لیالی من رمضان عند اجتماع الناس لصلوۃ التراویح السنۃ فلا تمنع من الاجتماع
لصلوۃ التراویح لاجل ہذہ الامور التی قرنت بہا کلا بل نقول اصل الاجتماع بصلوۃ التراویح
سنۃ وقربۃ وما ضم الیہا من ہذہ الامور قبیح شنیع وکذلک نقول اصل الاجتماع لاظہار
شعار المولد مندوب وقربۃ وما ضم الیہ من ہذہ الامور مذموم ممنوع **اعتراض عاشر**
جب کسیکی گھر محفل میلاد شریف وقت شب ہوتی ہی اور سامعین جو زیادہ رات گئے فارغ
ہوکر سوتی ہین تو صبح کو شاید اگر کسیکی نماز فجر قضا ہوگئی یا سو آدمیون مین ایک کی نماز قضا
ہوگئی تو اس بات کو دلیل عام مذمت مولد شریف کی ٹھہراتی ہین حال آنکہ اگر یہی دلیل برائی
کی ہی تو محفل عقد نکاح کی اہتمام مین اگر آدمیون کی نماز پس و پیش ہوجاوی اور اکثر ہوجاتی ہے
اور نیز رمضان مین سحری کھانیکو اوٹھتی ہین بعضون کی نماز صبح قضا ہوجاتی ہی چاہیے

اس دلیل ہی نکلا اور سحری بھی علی العموم حرام ہوجاوی ہر چند یہ اعتراضات واہیہ ہمارے
خیال کرنیکی قابل نہ تھی لیکن چونکہ ہمنے دیکھا کہ بعضی صاحب علم بھی اپنی زبان پر یہ مقالات
لاتی ہین اور بعضی نادان انکو کمال درجہ کی حجج ساطعہ اور براہین قاطعہ سمجھتی ہین لہذا سلسلی جنبانی
الفاظ انکی جواب مین لکھی گئی اور عطر و لوبان و پھولون وغیرہ کا ذکر اور زیب و زینت محفل
کا بیان اور چوکی یا منبر پر بیٹھکر پڑھنے کی اہلیت یہ سب باتین رسالہ مختصرہ منقولہ مسمی بہ
دافع الاوہام فی محفل خیر الانام مین بھی تحقیق کی گئی ہین اور وہی طرز اور ہے ع
ہر گلی را رنگ و بوی دیگر است ۔ طالبان حق کو چاہیئے کہ وہ رسالہ بھی اپنی پاس رکھین
اور اس کتاب انوار ساطعہ مین اطناب کلام نہ فقط فتوی انکاری کے سبب واقع ہوا بلکہ اور بھی
چند رسایل منکرین کی مخالطات و شبہات کا رد کرنا مد نظر ہوا جو شخص اس کتاب کو اور
دافع الاوہام کو خوب جمیع شقوق اور قیود سے بغور ملاحظہ کرکے ذہن مین جائیگا امید
خداوند کریم سے یہ ہی کہ وہ دھوکا اور مغالطہ نہ کھائیگا اور منکرین کی سب رسایل بیجا کی
تردید انمین صراحتہ یا اشارۃً پائیگا بنا علیہ اب یہ ضرور سمجھا گیا کہ عنان سمند خامہ کو اس
کوہی وادی طول تقریر سے جانب اختصار موڑ دیگی اور جو علمار ربانی اور عرفار حقانی مجوزین
میلاد شریف ہوئی ہین انکا ذکر کیجئے **لمعہ تاسعہ نام ذکر کیا جاتا ہی اون محدثین**
وفقہا کا جنہون نے عمل مولود شریف کو مستحب اور مستحسن فرمایا ہے (۱) شیخ عمر بن محمد الملا
الموصلی من اصحاب الشہورین (۲) علامہ ابو الخطاب بن دحیہ اندلسی جو دحیہ کلبی صحابی
کی اولاد مین تھی ذکرہ الزرقانی اور علمار و صلحار سلطان ابو سعید مظفر کی محفل مین آتی تھی
اونکی سماز انکاری کہانتک کیجاوی جنکو جلال الدین سیوطی نے لکھا ہی وحضر عنده فیه العلما
والصلحار من غیر نکیر منهم (۳) علامہ ابو الطیب السبتی نزیل قوص من اجلۃ العلماء المالکیہ ذکرہ
الزرقانی (۴) امام ابو محمد عبد الرحمن بن اسمعیل استاد امام نووی معروف بابو شامہ (۵)
علامہ ابو الفرج بن جوزی محدث و فقیہ حنبلی (۶) امام علامہ سیف الدین حمیری دمشقی حنفی محدث

معروف بابن طغربک (۷) امام القرار والمحدثین حافظ شمس الدین ابن جزری (۸) حافظ
عماد الدین ابن کثیر (۹) علامہ ابو الحسن احمد بن عبد اللہ البکری (۱۰) علامہ ابو القاسم
محمد بن عثمان اللولوی الدمشقی (۱۱) شمس الدین محمد بن ناصر الدین الدمشقی (۱۲) علامہ سلیمان
برسوی امام جامع سلطان کشف الظنون مین لکھا ہی کہ مولد شریف انکا تالیف کیا ہوا
پڑھا جاتا ہے مجالس ارجا مع بلاد رومیہ مین (۱۳) ابن الشیخ آقا شمس الدین ذکرہ صاحب
کشف الظنون (۱۴) المولی حسن البحری (۱۵) الشیخ محمد بن حمزہ العربی الواعظ (۱۶)
الشیخ شمس الدین احمد بن محمد السیواسی (۱۷) علامہ حافظ ابو الخیر سخاوی (۱۸)
سید عفیف الدین الشیرازی (۱۹) ابو بکر الدنقلی (۲۰) برہان محمد ناصحی (۲۱)
برہان ابو الصفا انکی مولد شریف کا نام ہی فتح اللہ حبسی وکفی فی مولد المصطفی (۲۲)
الشمس الدمیاطی المعروف بابن السبناطی (۲۳) برہان بن یوسف الفاقوس انکا مولد
شریف چار سو شعر سے زیادہ ہے (۲۴) حافظ زین الدین عراقی (۲۵) مجد الدین
محمد بن یعقوب فیروز آبادی شیرازی صاحب قاموس انکی مولد شریف کا نام ہے النفحات العنبریۃ
فی مولد خیر البریۃ (۲۶) امام محقق ولی الدین ابو زرعۃ العراقی (۲۷) ابو عبد اللہ محمد بن
النعمان (۲۸) جمال الدین المحجی الہمدانی (۲۹) یوسف الحجاز (۳۰) یوسف
بن علی بن زناق الشامی الاصل المصری المولد (۳۱) ابو بکر الحجاز (۳۲) منصور بشار
(۳۳) ابو موسی ترجونے دقیل زرہونی (۳۴) الشیخ عبد الرحمن بن عبد الملک المعروف
بالمخلص (۳۵) ناصر الدین المبارک الشہیر بابن الطباخ (۳۶) امام علامہ ظہیر الدین ابن
جعفر یسینی (۳۷) فاضل عبد اللہ بن شمس الدین الانصاری (۳۸) الشیخ الامام صدر الدین
موہوب بحرزی الشافعی (۳۹) علامہ ابن حجر عسقلانی (۴۰) شیخ جلال الدین سیوطی
سیوطی مجدد مائۃ تاسعہ (۴۱) محمد بن علی الدمشقی مصنف سیرت شامی (۴۲) شیخ شہاب الدین
قسطلانی صاحب مواہب لدنیہ وشارح صحیح بخاری (۴۳) نور الدین علی حلبی شافعی مصنف

سیرت حلبی (۴۴) علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی مالکی شارح مواہب وغیرہ کتب احادیث
(۴۵) علی بن سلطان محمد ہروی معروف بملا علی قاری انہون نی اپنی مولد شریف
مین ثابت کیا ہی عمل مولد شریف تمام ملکون مصر و شام و روم و اندلس و مغرب و بلاد
ہند و ستان و مکہ و مدینہ زادہما اللہ شرفاً جمیع بلاد اسلامیہ سے پس درحقیقت یہ ایک کتاب
گویا اقالیم سبعہ کا ثبوت ہی اور لکھا اوسمین علی قاری نی کہ اس محفل کی عظمت یہ ہے کہ کوئی مشائخ
وعلما اسی نکار نہین کرتا اسمین شامل ہونی سی (۴۶) عبد الرحمن صفوی شافعی صاحب نزہتہ المجالس
(۴۷) نور الدین ابو سعید بورانی انہون نی بھی کل ملکون سی مولد شریف کا ہونا ثابت کیا ہے
اور بادشاہ مصر کی حال مین لکھا ہی کہ بادشاہ مصر سایبانی ساختہ بود کہ دوازدہ ہزار کس در سایہ
اوی نشستند در غایت آراستگی از جہت آنکہ درین شب در وزانرا برافراز ند و غیر آن پیچیدہ
باشد (۴۸) سید امام جعفر برزنجی انکا مولد شریف نثر عبارت مقفی فصیح مشہور ہے دیار عرب
مین بہت پڑہا جاتا ہی (۴۹) سید زین العابدین برزنجی انکا مولد شریف منظوم دیار عرب
شریف مین رایج ہی (۵۰) شیخ احمد ابن علامہ ابو القاسم بخاری انکا نسب محمد بن اسمعیل بخاری
تک پہنچتا ہے (۵۱) شیخ اسمعیل حقی افندی مفسر واعظ مصنف تفسیر روح البیان (۵۲)
احمد بن قشاشی مدنی (۵۳) محمد بن عرب مدنی (۵۴) شیخ عبد الملک کردی (۵۵)
فاضل ابراہیم باجوری (۵۶) امیر محمد استاد ابراہیم باجوری (۵۷) شیخ سقاط استاد
الاستاد باجوری (۵۸) شیخ عبد الباقی پدر و استاد علامہ زرقانی (۵۹)
شیخ محمد رملی (۶۰) علامہ احمد بن حجر مولف تحفۃ الاخیار بمولد المختار (۶۱) حافظ
ابن رجب حنبلی (۶۲) ابی زکریا یحیی ابن عائذ حافظ کبیر اندلسی (۶۳) سعید بن مسعود
گازرونی انہون نی بھی بہت ملکون کی علماء وصوفیہ سی مولد شریف ہونا ثابت کیا ہی (۶۴)
مولانا زین الدین محمود نقشبندی (۶۵) علامہ شہاب الدین احمد الخفاجی شارح شفا وغیرہ
انکا ایک رسالہ ہی عمل مولد کی جواز مین (۶۶) حضرت مولانا جمال الدین میرک

(۶۷) علامہ محمد رفاعی مدنی الساکن فی زقاق البدور (۶۸) قاضی ابن خلکان شافعی (۶۹)
مولنا معین الدین ابو اعظ الہروی المعروف بہ ملا مسکین انہون نی کتاب معارج النبوۃ اسیواسطے
تصنیف فرمائی کہ مجالس میلادیہ مین پڑہا کرین دیباچہ کتاب مین یہ حال لکہا ہی (۷۰) علامہ
علامہ ابو اسحق ابن جماعہ رحمۃ اللہ علیہ ملا علی قاری نی انکا حال لکہا ہے کہ وہ مولد شریف مین کہانا
کہلاتی تہی اور یہ فرماتی کہ اگر مجہکو مقدور ہوتا مین ربیع الاول مین مہینہ بہر تک مولد شریف کیا
کرتا (۷۱) شیخ محمد بن طاہر محدث مصنف مجمع البحار (۷۲) شیخ عبد الحق محدث دہلوی
(۷۳) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فیوض الحرمین مین اپنا شریک ہونا محفل مولد
شریف مین اور دیکہنا انوار کا اوسمین بیان کرتی ہین اور اونکی کلام سی یہ ظاہر ہی کہ جس جگہ ایسی
مجالسین ہوتی ہین وہان سب جگہ فرشتی انوار رحمت لاتی ہین کما قال فقالت تلک الانوار
فوجدتہا من قبل الملائکۃ الموکلین بامثال ہذہ المشاہد و بامثال ہذہ المجالس و رایت بخالط الانوار
الملئکۃ انوار الرحمۃ واضح ہو کہ ہم شروع رسالہ مین لکہہ چکی ہین کہ حضرت شاہ ولی اللہ جمیع مفتیان
فتوی انکاری کی مستند اور مقتدا اور من منتہی الیہ اسناد ہم و اعتماد ہم ہین پس فاتحہ طعام بہی ہمنے
اوسی سی ثابت کردی اور اب مبحث مولد شریف کا اثبات بہی ہمنی اونہی کی نام پر ختم کیا اور
خاص اونکی زبان سی اس مجلس کا محل نزول ملیکہ اور مورد رحمت ہونا ثابت کردیا و کفی بہ حجۃ

نقل مواہیر علمای عرب حضرت مولینا احمد سعید فقیہ محدث دہلوی نقشبندی رحمۃ اللہ
علیہ اپنی رسالہ مین جو مولوی محبوب علی جعفری کی جواب مین لکہا ہی علمای عرب کے مفتیان مذہب
اربعہ کا فتوی درباب قیام نقل فرماتی ہین علاوہ اوسکی غایۃ المرام مطبوعہ کلان کوہٹی مین بہی
وہ فتوی عرب کا منقول ہی اوسکو بطور تلخیص و ترک تطویل لکہتا ہون (۱) قد جمعت الامۃ المحمدیۃ
من اہل السنۃ و الجماعۃ علی استحسان القیام وہی بدعۃ مستحبۃ لما فیہ من اظہار الفرح و السرور و التعظیم کما لا
یخفی و امر بر قمہ عثمان حسن الدمیاطی الشافعی المقیم بالمسجد الحرام (۲) نعم استحسنہ کثیرون کتبہ عبد اللہ
ابن محمد المیرغنی الحنفی مفتی المکۃ المکرمہ (۳) القیام عند ذکر ولادۃ سید الاولین و الاخرین

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استحسنہ کثیر من العلماء کتبہ حسین بن ابراہیم مفتی المالکیہ بمکۃ المحمیہ (۴)
نعم القیام عند ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استحسنہ العلماء وہو حسن الفقیر لربہ محمد عمر بن ابی بکر
الرئیس مفتی الشافعیہ بمکۃ المکرمہ (۵) نعم یجب القیام عند ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لما استحسنہ
العلماء الاعلام وقداۃ الدین فی الاسلام کتبہ الفقیر الی اللہ تعالی محمد بن یحیی مفتی الحنابلۃ فی مکۃ المشرفہ
(۶) اما القیام اذا جاء ذکر ولادتہ عند قراءۃ المولد الشریف توارثہ الائمۃ الاعلام واقرہ الائمۃ
الحکام من غیر نکیر منکر ورود ایدہ واللہ ولی التوفیق والہادی الی سواء الطریق حررہ خادم الشریعۃ
والمنہاج عبد اللہ بن المرحوم عبد الرحمن سراج المفسر والمحدث بمسجد الحرام واضح ہو کہ یہ عبد اللہ
سراج بڑی کمل رجال مین ہتی اس عاجز نی مولینا احمد علی محدث سہارنپوری مرحوم سی بہت کچھ اونکی
تعریف سُنی ہی اور حضرت مولانا احمد سعید نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ اپنی رسالہ مین لکھتی ہین کہ مولانا
عبد اللہ سراج حنفی مفسر ومحدث حرم شریف یکتای عہد خویش بود وراس رئیس فرقہ محمدیہ بنارسی
ادب در درس اوشان می نشست اعتراف بجامعیت مولانا موصوف می نمود الحاصل قیام
جایز رکھنا ایسی علامہ انتخاب روزگار کا جسکی جامعیت اور کاملیت کا ہر موافق ومخالف کو اقرار ہو
واقعی سند کامل ہی پھر خوبی دوسری یہ کہ وہ اپنی سے پہلی بڑی بڑی علما وائمہ اعلام سی متوارث
ہونا اور جاری ہونا چلا آتا ہی اس قیام کا تحریر فرماتی ہین جیسا کہ اہی عبارت اوپر کی منقول ہوئی
اور نیز عرب کی سید امام برزنجی رحمۃ اللہ علیہ عقد الجوہری مولد النبی الازہر مین فرماتی ہین
وقد استحسن القیام عند ذکر مولدہ الشریف ائمہ ذو دروایۃ درویۃ افسوس ہی کہ جب سے اب تک
کتنی صدیان گذر چکین اور مخبر صادق کا سچا وعدہ ہی کہ ہر صدی مین ایک مجدد جو بدعت کو
اوکھاڑی اور سُنت کو قایم کری پیدا ہوا کریگا کیا سبب کہ بلاد متبرکہ ہندوستان مین تو جب سے
بہتیری مجدد ہوگئی اور دمان یعنی مکہ مین ایک بھی مجدد نہوا جو اس بدعت اور ضلالت کا
دمان ہی استیصال کرتا پس معلوم ہوا کہ یہ قیام جو خیر البلاد مین سیکڑون برس سے علما اسکو مستحسن
کہتے رہی اور عبد اللہ سراج مفتی مکہ معظمہ لکھتی ہین کہ کسینی ابہ رد اور انکار نہین کیا بی شک

وشبہ جایز اور مستحسن ہے ہرگز ضلالت نہین مع لوی قطب الدین خان صاحب کے کلام سی معلوم ہوتا ہے کہ جس مسئلہ
پر مکہ اور مدینہ کی علما متفق ہون یہ اوسکی حق ہونیکی دلیل ہی مظاہر الحق مطبوعہ میرٹھ کی صفحہ
مین بدعتیون کی بیان مین لکھتی ہین کہ سینون کا مذہب سچا ہے کہ مدینہ کہ دین مین سے پیدا ہوا
دمان کی لوگ بہی سُنی ہین اگر اونکا مذہب یعنی بدعتیون اور شیعون کا اچہا ہوتا تو وہ یعنی مکہ مدینہ
والی پہلی اوس مذہب مین ہوتی انتہی کلامہ اس سی معلوم ہوا کہ اگر انکار قیام مولد شریف کا
اچھا ہوتا تو اول علما عرب انکار کرتی کیونکہ بخبتہ اہل سنت الجماعت ہی ہین اب نقل کرتی ہین
ہم بطور اختصار دوسرا فتوی علما عرب کا جسکو ۱۳۰۵ بارہ سو اٹہاسی ہجری مین مولوی عبد الرحیم
صاحب بلوی مرتب کرا کر لائی ہتی اور کتاب روضۃ النعیم کی آخر مین چہاپا ہتا عبارت سوال یہ ہے
سوال ماقولکم رحمکم اللہ فی ان ذکر مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم والقیام عند ذکر الولادۃ خاصۃ
ہن تعیین الیوم وتزیین المکان واستعمال الطیب وقراءۃ سورۃ من القرآن واطعام الطعام للمسلمین
ہل یجوز وثیاب فاعلام لا تبیوا توجروا جواب علما مکہ معظمہ تلخیصاً اعلم ان عمل المولد الشریف
بہذہ الکیفیۃ المذکورۃ مستحسن مستحب فالمنکر لہذا مبتدع لانکارہ علی شی حسن عند اللہ والمسلمین
کما جاء فی حدیث ابن مسعود وقال ماراہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن والمراد من المسلمین الذین
کملوا الاسلام کالعلماء العاملین وعلماء العرب والمصر والشام والروم والاندلس کلہم راوہ حسنا
من زمان السلف الی الآن فصار الاجماع والامر الذی ثبت بالاجماع فہو حق لیس بضلال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یجتمع امتی علی ضلالۃ فعلی حاکم الشرع تعزیر منکرہ واللہ اعلم

عبد الرحمن سراج	احمد دحلان	حسن	عبد الرحمن جمال	حسن طیب	محمد شرقی
مفتی حنفی	مفتی شافعی	مفتی حنبلی	حنفی	حنفی	مفتی مالکی
سلیمان عیسی	عبد القادر خوکیر	ابراہیم الفتن	محمد جار اللہ	احمد دغستانی	عبد القادر شمس

عبدالرحمن افندی	احمد ابوالخیر	عبدالقادر سخینی	محمد سعید	عبدالمطلب عبد	احمد کمال
محمد سعید الادیب	علی جودہ	عبداللہ کوشک	حسین عزب	ابراہیم نوموسی	احمد امین
شیخ فردوس	عبدالرحمن عجمی	عبداللہ مشاط	عبداللہ قماشی	محمد بالصبیل	محمد سیوتی
علی رہیتے	محمد صالح زواری	عبداللہ زواری	محمد حبیب اللہ	احمد النحراوی	سلیمان عقبہ
عمر سید شطی	عبدالحمید الدعاس	مصطفی عفیفی	منصور	منشاوی	محمد راضی

جواب علماء مدینہ منورہ تلخیصا اعلم ان ما یصنع من الولائم فی المولد الشریف قرارہ بحضرۃ المسلمین وانفاق المبرات والقیام عند ذکر ولادۃ الرسول الامین وفرش مارالورد وایقاد البخور وتزیین المکان وقرارۃ شیء من القرآن مع الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم واظہار الفرح والسرور فلا شبہۃ فی انہ بدعۃ حسنۃ مستحبۃ وفضیلۃ شریفۃ مستحسنۃ فلا ینکرہا الا مبتدع لا یعتد بقولہ بل علی حاکم الاسلام ان یغزرہ والیہ اعلم وصلی اللہ علی سیدنا محمد والہ وصحبہ وسلم ۔

امین محمد	جعفر حسینی البرزنجی	عبدالجبار	جمال الدین سید	ابراہیم بن حیار	یوسف
السید محمد علی السید	السید عبداللہ بن سید احمد	محمد بن احمد رفاعی	عمر ابن علی	علی حریری	مصطفی

احمد سراج	حسن ادیب	ابوالبرکات	عبدالقادر مشاط	سالم	احمد الحبشی
محمد نور سلیمانی	عبدالرحیم البرعی	محمد عثمان کردی	قاسم	عبدالعزیز ہاشمی	یوسف رومی
محسن	مبارک ابن سعید	حامد	محمد ہاشم ابن حسن	عبداللہ ابن علی	عبدالرحمن صفوی

جواب علماء رجدہ تلخیصا اعلم ان ذکر مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بہذہ الصورۃ المجموعۃ المذکورۃ بدعۃ حسنۃ مستحبۃ شرعا لا ینکرہا الا من فی قلبہ شعبۃ من شعب النفاق وکیف لیسوغ لہ ذلک مع قولہ تعالی ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب واللہ اعلم ۔

علی بن احمد باصبرین	عباس ابن جعفر ابن صدیق	احمد فتاح	محمد سلیمان	احمد حبلس
محمد صالح	احمد عثمان	احمد بن عجلان	محمد صدقہ	عبدالرحیم بن محمد زبیدی

جواب علماء حدیدہ قرارۃ المولد الشریف مع الاشیاء المذکورۃ جائز بل مستحبۃ ثیاب فاعلہا فقد اٰلف فی ذلک العلماء وحشوا علی فعلہ وقالوا لا ینکرہا الا مبتدع فعلی حاکم الشریعۃ ان یعزرہ

الفقیر الی اللہ یحیی ابن مکرم	علی شامی	علی بن عبداللہ	محمد بن سالم عایش	محمد بن ابراہیم حیشری	طحان علی
محمد بن عبداللہ	محمد بن داود بن عبدالرحمن	علی بن ابراہیم الزبیدی	علی بن محمد حباب	احمد بن محمد ابن الخلیل	عبدالرحمن بن علی حضرمی

اب تازہ الی ایام مین بتحریر علماء عرب راقم السطور کی پاس آئی ہی عبارت مفتیان مذاہب اربعہ ملخصاً نقل کرتا ہون **سوال** ماقولکم دام فضلکم رحمکم اللہ تعالی فی عمل المولد النبوی والقیام فیہ ہل ہما جایزان ام لا بینوا توجروا **الجواب** الحمد للہ الذی ہو بہ حقیق ومنہ استمد العون والتوفیق نعم ہما جایزان معلیہ عمل المسلمین فی عامۃ بلاد الاسلام والاستدلال علی الجواز مبسوط فی کتب لائمۃ الاعلام ولاعبرۃ بمن غالفین من الجہلۃ اللیام واللہ اعلم امربرقمہ خادم الشریعۃ راجی اللطف الخفی محمد صالح ابن المرحوم صدیق الکمال الحنفی مفتی المکۃ المکرمۃ حالا کان اللہ لہ آمین

محمد صالح (۳) عمل المولد استحسنہ جمہور السلف والخلف وقال العلامۃ الشہاب الخفاجی محشی البیضاوی فی رسالۃ فی عمل المولد انہ بدعۃ حسنۃ امربرقمہ خادم الشریعۃ المنہاج عبدالرحمن بن عبداللہ سراج الحنفی

عبدالرحمن سراج (۴) ماحررہ مفتی الاحناف ہو عین الصواب واللہ سبحانہ اعلم خادم الشریعۃ ببلدۃ اللہ المحمیۃ ابوبکر حجی بسیونی مفتی المالکیۃ

ابوبکر حجی بسیونی (۵) ماجاب بہ مولنا ہو المذہب الذی لاینکرہ احد کتبہ راجی العفو من ربہ الجلیل محمد ابن المرحوم الشیخ حسین مفتی المالکیۃ بالدار المحمیۃ

محمد ابن الشیخ حسین (۶) اللہم ہدایۃ للصواب فی کتاب فقہتہ المولد للعلامۃ الشہاب ابن الحجر ان عمل المولد بدعۃ لکنہا حسنۃ لما اشتملت علیہ من الاحسان فی قرارۃ القران واکثار الذکر واظہار السرور والفرح بصلی اللہ علیہ وسلم والمحبۃ لہ واغاظۃ اہل الزیغ والعناد من الزنادقۃ والملحدین فی الکفرۃ والمشرکین ولم یزل اہل الاقطار فی سائر المدن والامصار یحتفلون بعمل المولد فی شہرہ الخ واما القیام فی المولد فقیل انہ مندوب شرعاً وقیل انہ بدعۃ حسنۃ امربرقمہ المرتجی من ربہ بکمال النیل محمد سعید بن محمد بابصیل مفتی الشافعیۃ بمکۃ المحمیۃ

محمد سعید بابصیل (۷) نعم عمل المولد جائز لاجماع المسلمین علیہ والقیام عند ذکر مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم فہو ادب حسن ولا یخالف مشروعاً ویوخذ من فعل الامام احمد الجواز وذلک انہ ذکر عندہ ابراہیم ابن طہمان فی کان شکمہ استوی جالساً وقال یا ینبغی ان یذکر الصالحون فتشکی قال ابن عقیل فاخذت من ہذا

حسن الادب فیما یفعلہ الناس عند ذکر امام العصر من النہوض لسماع توقیعاتہ قال فی الفروع وعلیہم ان مسلتنا اوے فمن ترکہ مع قیام الناس علی اختلاف طبقاتہم فقد سلک مسلک الجفاء ربما یحصل علیہ من الذم والتوبیخ مالا خیر فیہ استخفاف بالجناب الاعظم صلی اللہ علیہ وسلم وذکر ابن الجوزی ان ترک القیام کان فی الاول ثم صار ترکہ القیام کالہوان باشخص فاستحب لمن یصلح لہ القیام واللہ سبحانہ اعلم امربرقمہ الحقیر خلف بن ابراہیم خادم افتاء الحنابلۃ بمکۃ المشرفۃ حالا

راجی عفو الرحیم خلف بن ابراہیم (۷) قد اجمع علیہ العلماء الاعلام من المذاہب الاربعۃ فلا یجوز خرق الاجماع ومن انفرد برد فکلامہ باطل مردود علیہ واللہ سبحانہ تعالی اعلم امربرقمہ الراجی من ربہ التوفیق عبدہ عباس بن جعفر ابن صدیق المدرس والخطیب للحرم المکی الشریف

عباس بن جعفر (۸) نظرت فی ہذہ الاسئلۃ وما اجاب بہ مفاتی الاسلام وعلماء الانام وجدتہا فی غایۃ الصواب لایخالفہا الا من طمس اللہ بصرہ وبصیرتہ کتبہ راجی رضاء الغفیر عبدالقادر بن محمد خوکیر المدرس والامام بالمسجد الحرام

عبدالقادر بن محمد علی (۹) ماجاب بہ عالی الاسلام ببلد الحرام ہو الحق الذی یعول علیہ ویجب المرجع والمصیر الیہ کتبہ العبد الراجی رحمۃ ربہ المنان محمد رحمۃ اللہ بن خلیل الرحمن عفا اللہ عنہما

محمد رحمۃ اللہ - یہ حضرت استاذنا ومولینا محمد رحمت اللہ مہاجر ہین جنکا ذکر اوپر بہی فتوی جواز یارسول اللہ مین گذرا ہی (۱۰) ماکتب فی ہذا القرطاس صحیح لاریب فیہ واللہ سبحانہ اعلم حررہ محمد عبدالحق عفی عنہ

محمد عبدالحق یہ عالم ہندوستان ہی ہجرت کئی ہوی عرب مین مقیم ہین عالم عامل صوفی صاحب قلب سلیم ہین اللہ تعالی انکی علم وعمل مین برکت کری **واضح ہو** کہ ہمنی یہ فتاوی قدیمہ وجدیدہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً کی اسیلی نقل کئی کہ بعض علماء سنت اسطرف ہین کہ اجماع حرمین کو حجت جانتی ہین حتی کہ امام بخاری فی تویہ قرار دیدیا کہ حجت ہی ما اجمع علیہ الحرمان مکۃ والمدینۃ لکہا شارح بخاری فی وعبارۃ البخاری مشعرۃ بان اتفاق اہل الحرمین کلیہما اجماع اور جن لوگون نی وانکی اجماع کو احتجاج قطعی کی وجہ سے

نہین کہا یہہ ضرور کیا ہی کہ ترجیح مذہب مخالف کی لئی اوسکو معتمد علیہ اور مفتی بہ ٹہرایا ہے مثلاً فاتحہ
مین دو قرارت ہین مالک یوم الدین اور ملک یوم الدین ہر چند صحیح دونون ہین لیکن ترجیح
علامہ بیضاوی فی قرارت ملک یوم الدین کو دی اور یہ لکہا ہوا مختار لانہ قرارۃ اہل الحرمین
اور ہدایہ مین ہی والمستحب فی الجلوس بین السجدتین مقدار التروحتین وکذا بین الخامسۃ والوتر
لعادۃ اہل الحرمین اور فتاوی قاضیخان کی کتاب الحظر والاباحۃ مین ہی لا باس بان یمشی الی المسجد
بخمار الذہب والفضۃ من بلاد خان الکعبۃ مزخرفۃ بخمار الذہب والفضۃ مستورۃ بالوان الدیباج
والحریر اور جمعہ کی روز زیارت قبور اول روز کرنیکو جو بعض آدمی منع کرتی ہین اوسکو فقہاء رد
کرتی ہین فعل حرمین سی چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی ہی اوسکی طرف اشارہ فرماتے ہین
وزیارت روز جمعہ فاضل ترست از روزہای دیگر خصوصاً در اول روز جمعہ وہمین ست در حرمین شریفین
واینچہ مشہور شدہ است از منع زیارت روز جمعہ اصلی صحیح ندارد انتہی بطور تلخیص یہ چند نظیرین
لکہی گیین علاوہ برایں در ہی نظائر موجود ہین جن سی یہ بات ظاہر ہی کہ مفتیان دین بنی اعمال
مروجہ علماء حرمین پر اعتماد کیا ہی لیکن ہمای برحال مخالفین کردہ اسطرح بی توقیری سی حرمین کا نام
لیتی ہین کہ اہل ایمان کی دل کانپتی ہین لطیفہ ایک مقام پر دو عالمون مین گفتگو ہوئی ایک
اونمین مولد شریف کی مثبت تہی اور ایک منکر منکر نی کہا کہ قصبہ دیوبند مین فتوی بہیجو دیکہو مولود
شریف کو کیا لکہتی ہین مثبت نی کہا دیوبند تو کچہ دار الاسلام نہین یون کہتی کہ آو سر مین شریفین
زادہما اللہ شرفا وتعظیما کو فتوی بہیجین یعنی اسلئی کہ وہ دین ایمان کا گہر ہی حدیث مین آیا ہی کہ دین
کہ مدینہ مین سمٹ آویگا جیسی سمٹ آتا ہی سانپ اپنی بل مین یعنی جیسی سانپ اپنی بل سی نکلکر
سب جگہہ پہر کر پہر اوسمین قرار پاتا ہی اور سانپ جب بل مین گہس جاتا ہی تو ایسی قوت سی چپٹ
جاتا ہی کہ کوئی اوسکا نکالنا چاہی تو منکل ہوجاتا ہی بس اسیطرح دین بی اول مکہ مدینہ سی نکلا آخر
زمانہ مین بی اگر کہین دین نہوگا تو یہان ضرور ہوگا اور کوئی یہان سی دین کو نکالنا چاہیگا تو
نکل نہین سکیگا اور مشکوۃ کی باب ذکر الیمن والشام مین ہے الایمان فی اہل الحجاز رواہ مسلم

حجاز کا ملک شامل ہی مکہ اور مدینہ کو یعنی ایمان حجاز والون مین ہی غرض کہ فتوی اگر لکہوا و تو
اوس ملک کے علماء سی لکہوا و جسکی شہادت اور تعریف احادیث مین ہی دیوبند کی شہادت کونسی
حدیث مین آئی ہی منکر صاحب بولی مکہ مین تو چور آدمی ہین رستہ لوٹتی ہین مثبت نی جواب دیا
رہزنی مال لوٹنا وان بدو لوگون کی طراف کی رہنی والی کرتی ہین خلاص مکہ کی آدمی نہین کرتی سو
یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کیونکر سی ہی قرآن شریف مین آیا ہی اولم یروا انا جعلنا حرما امنا
ویتخطف الناس من حولہم یعنی سورہ عنکبوت مین ہی کیا نہین دیکہتی کہ ہمنی کردیا مکہ پناہ اور امن
کی جگہہ اور لوگ اچک لیی جاتی ہین اوسکی آس پاس سی انتہی سو یہہ مار ہیٹ اور اچک لینی کی
باتین قدیم سی وان کی بدو آدمی خارجی کرتی رہی ہین اور اب بہی کرتی ہین لیکن کفر و شرک
سی منزہ ہین وان کی بدو کی کنوار آدمی ہی گناہ صغیرہ یا کبیرہ کرین لیکن کفر اور شرک
اوس ارض مقدسہ کی آس پاس تک کہین نہین ہوتا اور دیوبند مین تو کفر و شرک پہرا ہوا ہے
جابجا استیلا پوجی جاتی ہی مندر اور شوالی بنی ہوی ہین مشکہین بج رہی ہین پہر دیوبند اچہا ہوا
یا مین حرمین شریفین منکر صاحب کی طرف سی جواب ہوا کہ ہم دیوبند کی جاہل مسلمان عامی سی اور
مشرکان قوم ہندو سی سند نہین پکڑتی ہم تو وان کی علماء اہل اسلام کی سند پکڑتی ہین مثبت نے
کہا بس ہمارا یہی جواب ہی کہ ہم حرمین شریفین کے علماء دین اور مفتیان شرع متین کی سند
لیتی ہین وہ سب بالاتفاق محفل مولد شریف کو درست فرماتی ہین پہر تم ناحق بدو دن اور
جنگلی لٹیرون کا ذکر کیون کرتی ہو پہلی ہی حرمین کی خواص علماء کا حکم اور فتوی لیا جاتا تہا
علی ہذا القیاس اب بہی بیس علماء غیر البلاد کی سند منگا و لیکن منکر کو خوب معلوم تہا کہ اگر وان سی استفتا
بہیجا تو وان کی سب علماء حکم باستحباب محفل میلاد لکہدینگی اسلئی اوسنی انکار کیا کہ ہم حرمین کو نہین
مانتی معاذ اللہ شاید ہم تو دیوبند کو مانتی ہین تب مثبت نی جواب دیا کہ آپ کو دیوبند مبارک
ہووی اور ہمارا ایمان رکہنی ہمکو حرمین شریفین مبارک ہون ہمارا ایمان اون لوگون کے
ساتھہ ہی اسی پر گفتگو ختم ہوگئی اب دیکہئی ان لوگونکی یہ حالت ہوگئی کہ دیوبند کی آگی حرمین

شریفین کو حقیر جانتی لگی اہل حرم کی حقارت تحقیر حرم کو نوبت پہنچاتی ہی شرف المکان بالمکین فضیلت
مشہور ہی ہای وہ حرم پاک کہ ہم پانچون وقت نمازون مین اپنا منہ اوسکی طرف کرین قول وہی ہک
شطر المسجد الحرام اور سوتی وقت بھی رو بقبلہ سونا سنت اور مرجاوین تو بھی حکم دیا جاوی قبر مین
دفناتی وقت کہ یوجہہ الی القبلہ یعنی اسکا رخ قبلہ کی طرف کیا جاوی اور وہان کی باشندی وہ ہین
جنکی بابت صحیفہ آدم علیہ السلام مین حق سبحانہ کا ارشاد ہی کہ مین مکہ کا خداوند ہون وہان کے
رہنی والی میری ہمسایہ ہین اور حدیث شریف مین آیا ہی جو کوئی ایمان رکھتا ہے اللہ اور قیامت
پر وہ تعظیم کری ہمسایہ بیت اللہ کی اور یہہ بھی روایت ہی کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
عتاب بن اسید کو مکہ پر امیر کیا تو یہ فرمایا تو جانتا ہی تجھکو کسپر مقرر کیا تحقیق تو مقرر کیا گیا ہی اہل اللہ
پر وہ اہل اللہ کون ہین رہنی والی مکہ معظمہ کے پس نیکی کیجاوے اونکی ساتھ اور کلام اللہ مین والیان کعبہ
کی نسبت ارشاد ہی ان اولیاءہ الا المتقون پس کعبہ کی مسلمان ولیا کو حق سبحانہ لفظ متقون یعنی
پرہیزگارون سی تعبیر فرماتا ہی افسوس یہ لوگ اوس حرم پاک اور اوسکی رہنی والون کو جو اہل اللہ ہین
جو ہمسایہ خدا ہین جو پرہیزگار ہین کس کس حقیر لفظون سی یاد کرتی ہین کہ العظمۃ للہ حق سبحانہ ہدایت
فرماوی یہ لوگ اپنی بزرگون کا کلام بھی بھول گئی تحفۃ العرب والعجم مین مولوی قطب الدین خان صاحب
لکھتے ہین عرب کی علماء پر جو بعضی احمق لوگ طعن کرتی ہین بڑی خطا پر ہین اسلئی کہ وہ خیر البقاع
کی رہنی والی ہین انتہی اور شاہ ولی اللہ صاحب فیوض الحرمین لکھتی ہین خبردار خبردار اہل مدینہ
سے ہرگز کدورت دل مین نہ لاییو ورنہ فیضان انوار محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم رہوگے
ہذا کلامہ ملخصا آمدم برسر مطلب ہان ای محمدیان دیندار حرمین کا اقتدار اور مفتیان حرم
کا شرف واعتبار دل مین جاگر ذرا دیکھو تو سہی وہ کس دلربا الفاظ و معانی سی یہ حدیثا ثابت
فرماری ہین اور یہہ نہین لکھتی کہ بس فقط اہل حرم اس عمل محترم کی مجوز ہین بلکہ اپنی سماع مین
سبب کا ثبوت دی ری ہین کہ علماء عرب و روم و شام و مصر و اندلس سب اسکو مستحسن فرماتی
ہین اور ہم لکھ چکی انشاء شمار اسماء مجوزین مین کہ سعید ابن مسعود گازرونی و ملا علی قاری اور

نورالدین ابو سعید بولانی فی تمام ملکون کی علماء کرام سے ثبوت پہنچایا ہے احسان مجمل میلاد شریف
کا بس سمجھہ لو کہ ہمنی یہ دعوی نہین کیا کہ فقط اہل حرمین اس عمل کی قایل و آمر ہین بلکہ فتوی حرمین
کا اور باو تفصیلا اول نقل کیا ہی اب بھی ماسوا حرمین کی اور بھی چند مقامات کی فتاوی ملاحظہ کیجی

فتوی بغداد شریف کا یہ شہر نہایت بابرکت ہی دو وجہ سے ایک یہ کہ وہان حضرت
امام اعظم کا مزار ہی دوسری یہ کہ اسمین حضرت غوث اعظم کا روضہ پر انوار ہے ماسوا انکی اور بھی
وہان مقبولین خدا اسقدر کہ جنکی کچھہ حد ہے نہ شمار ہے اونکی سبب شہر مرجع صلحاء علماء رانام ہے
بڑی بڑی فضلاء محدثین کا وہان مقام ہے دیکھو کیا تحریر فرماتی ہین وہان کی مفتیان
والیجاہ و محققان ژرف نگاہ لیکن حرفا حرفا عبارت طویل نقل کرنی موجب طول ہی بنا علیہ
اونکی خاص فقرات چیدہ چیدہ مختصر نقل کرتا ہون (۱) مولنا سید محمد سعید افندی دوام
اللہ برکاتہ جو حضرت غوث الثقلین کے دربار معلی مین خطیب ہین روز جمعہ کو وہان خطبہ پڑہتے ہین
اونہون نے چار ورق کا رسالہ اثبات مولد و قیام مین لکھا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے حمدا لمن
من علینا باظہار انوار سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اما بعد فقد رایت المولد الشریف لہ اصل اصل اخرجہ
حجۃ الاسلام الشیخ ابو الفضل ابن حجر العسقلانی الی آخرہ وقد ذکر ابن تیمیہ فی کتاب اقتضاء
الصراط المستقیم ان ثواب قراءۃ المولد المبارک غیر یسیر لما فی ذلک من محبۃ الرسول علیہ
الصلوۃ والسلام وقد بسط الکلام فیہ وفی سائر البدع المقبولۃ وغیرہا وقال السیوطی ظہر لی تخریجہ
علی اصل آخر الی آخرہ وروایت الامام ابن جزری قال فی عرف التعریف فما حال المسلم الموحد من
امۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یبذل ما تصل الیہ قدرتہ فی محبۃ صلی اللہ علیہ وسلم العمری انما یکون جزاءہ
من اللہ الکریم ان یدخلہ بفضلہ جنات النعیم وقال الحافظ ناصر الدین الدشتی مثلہ فی کتابہ فی مولد
الہادی وقال الکمال الادفوی الطالع حکی لنا صاحبنا العدل ناصر الدین محمود ابن العماد ان
ابا الطیب محمد ان ابراہیم السبتی المالکی نزیل قوص احد العلماء العاملین کان یجوز بالمکتب
فی الیوم الذی ولد فیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیقول یا فقیہ ہذا الیوم المسرور اشرف الصبیان

فیعصر فتاہ فہذا منہ دلیل علی تقریرہ وعدم الکارہ وہذا الرجل کان فقیہا مالکیا متقنا فی العلوم حتی
اخذ عنہ ابوحیان وغیرہ وما ت سنۃ خمس وتسعین وستمائۃ والقیام حین تذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم
بقصد التعظیم والفرح والسرور لقدوم سید الاولین والآخرین وجد من العلماء والاعلام وقد فعلہ
جماعۃ باستحباب عند ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم وفی مولد المدغی رحمۃ اللہ جرت العادۃ بقیام الناس
اذا انتہی المداح الی ذکر مولدہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وہی بدعۃ مستحسنۃ مستحبۃ انتہی وتعظیمہ واجب لکل
مسلم ولاشک ان ہذا القیام من باب التعظیم قال المؤلف والذی ارسلہ رحمۃ للعالمین لم یستحلت
القیام علی راسی لفعلت انبغی بذلک الرافعی عند اللہ عزوجل واللہ الموفق للصواب محمد سعید

(۲) اس تحریر مذکور کی تصدیق فرماتی ہین جناب مولینا عبدالسلام جو حضرت غوث الثقلین
قدس سرہ کی مدرسہ مین مدرس اول ہین اور بغداد مین لقب اونکا شیخ العلماء ہی اور حضرت نقیب
صاحب سجادہ کی استادی ہین عبارت یہ ہی - اطلعت علی ہذا العجالۃ فرایتہا صحیحۃ غیران من شک
فیہا فہو مخذول حررہ مدرس الحضرۃ القادریہ عبدالسلام (۳) اور رقم
فرماتی ہین تصدیق اس فتوی کی جناب مولینا بہاء الحق صاحب جو سلطان روم کیطرف سے حضرت
امام اعظم کی مدرسہ مین مدرس اول ہین - تاملت فی ہذہ الرسالۃ فوجدتہا مبنیۃ علی الایمان والحب
نجاتم الرسالۃ فطوبی لمن اعلی ہذہ النعمۃ الفائقۃ حررہ مدرس حضرت امام الاعظم قدس سرہ عبدہ
بہاء الحق القرشی یحیی الداعی بالکلیۃ (۴) بغداد کی مفتی سابق مرحوم جنکی تفسیر روح معانی آخر جلد
مین چھپی ہی اونکی خلف رشید جو اپنی باپ مرحوم کی طرح عالم بی نظیر ہین سید محمود شکری رقم فرماتی ہین
لقد تشرفت بمطالعۃ ہذہ الرسالۃ فرایتہا مشتملۃ علی نصوص العلماء الاجل شاہدۃ لمولفہا بانہ حاز الفضل
کلہ الفقیر الی اللہ تعالی الوسی راجی السید محمد شکری السید محمود شکری (۵) مفتی حال بغداد سخت
بیمار تھی بنا علیہ اونکی فرزند مولینا جمیل صدقی تصدیق فتوی ہذا رقم فرماتی ہین - قد نظرت
الی ہذہ الرسالۃ الجلیلۃ فرایتہا باحقاق الحق کفیلۃ وکیل المدرس فی المدرسۃ السلیمانیہ راجی
رحمۃ جمیل صدقی (۶) مفتی بغداد کی پیشی مین کام کرنے والی جو جمیع احکام

شرعیہ مین فتوی دیتی ہین تحریر فرماتی ہین - اطلعت علی ہذہ الرسالۃ المحررۃ بالقبول لا شک فیہا الا من ہو مخذول - حسبی الوہاب (۷) مدرسہ حضرت غوث الثقلین کے مدرس کی
فی الحال کل غنہا دی انسی ودرس اینی ہین لکھتی ہین - قد قالت اذا الفیت ہذی النقول صحیحۃ
حررتہا بالقبول یا ہولا اجملت حق الرسول تحامیا اور ضانی اعقول المدرس الثانی فی حضرۃ الغوث
الگیلانی راوی راحہ عبدالطیف عبدالطیف (۸) علی افندی ترک جامع حسن پاشا کے
مدرس رقم فرماتی ہین - وجدتہا مشتملۃ علی نقول صحیحۃ لا یرتاب فیہا الا معاند او مکابر مخذول
حررہ مدرس جامع حسن پاشا علی علی (۹) یہ فتوی بغداد شریف کا ۱۲ جمادی الاول ۱۳ تیرہ سو چالیس
ہجری مین آیا تھا تبرکا نقل کیا گیا اور جسکو زیادہ تر تحقیق مشکوک ہو کر اجماع جمہور امت محمدی
صلی اللہ علیہ وسلم خرقا خرقا بالحسان عمل مولد شریف پر معلوم کرکے وہ فتوی مطبوعہ یم پنجابی
مین تمام علماء مصر و شام وغیرہ کی مہرین ہین اب نقل کیجاتی ہین مہرین علماء ہندوستان
کی جو اپنی وقت مین فرد کامل تھی **ازانجملہ علمای فرنگی محل** کا سنہ بکہزار دو صد ہفتاد
ہجری مین محمد مصطفی خان صاحب کی مطبع مصطفائی مین فتوی اونکا مطبوع ہوا تھا جسکو اوسکی
مضامین بالتفصیل دیکہنی ہون کتاب مذکور یم پنجا کر دیکہی خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ مولد شریف کی
تعیین بخامس ربیع الاول کی مساہلۃ فرض اور واجب تو نہین فان البتہ بہت علماء محدثین نے مستحب اور
مستحسن فرمایا ہی اور یہ بات کہ جو چیز قرون ثلثہ مین نہوئی ہو وہ بدعت سیئہ ہی صحیح نہین اور جب
کہ آیۃ کریمہ و تعزروہ و توقروہ ہی تعظیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت ہوئی کہڑا ہونا محفل میلاد
مین وقت ذکر ولادت شریف جو منجملہ افراد تعظیم ہے اچھی طرح ثابت ہو گیا یہ بدعت سیئہ ہرگز نہین

احررہ ابوالبرکات رکن الدین محمد المدعو بتراب علی عفی عنہ ۲ - محمد سعد اللہ عفی عنہ ۳ محمد لطف اللہ
عفی اللہ عنہ وعماہ ۴ ابوالاحیاء محمد المدعو بالنعیم ۵ ابوالحسن محمد صالح ۶ محمد عبدالوحید

۸	۹	۱۰	۱۱
ابوالبقاء محمد عبدالحکیم ۱۲۳۰	۱۲۲۲ حفیظ اللہ	۱۲۳۷ نعیم اللہ	۱۲۶۲ علی محمد	۱۲۶۶ محمد عبدالحلیم

ازانجملہ علمای دہلی و بریلی و رام پور افغانان واضح ہو کہ محفل مولد شریف اور قیام کی جواز مین ایک کتاب غایۃ المرام مطبع علوی گلان کوٹھی مین واقع سنہ یکہزار و دو صد و ہفتاد و یک مطبوع ہوئی تھی اوسمین علماء و فضلاء دہلی و بریلی و رام پور وغیرہ چند مقامات کی علماء مستندین کی فتوی جمع کر کی چھاپی تھی اور چونکہ سراج الدین ابوظفر بہادر شاہ پادشاہ دہلی بھی استحباب محفل میلاد شریف کا اعتقاد رکھتی تھی اور رئیس مسلمان اسلام کی تجمل اور احتشام کا سبب ہوتا ہے رئیس المسلمین اور زین المسلمین سمجھ کر اونکی مہر بھی علماء دہلی کی مہرون کی سابقہ کرائی گئی تھی اور شاہ ولی اللہ صاحب کی پوتے مولوی مخصوص اللہ صاحب مرحوم بھی اوسوقت زندہ تھے اونکی مہر بھی استحسان محفل مولد شریف پر کرائی گئی جسکو ہر عالم فاضل کی تحریر حرفا حرفا بالتفصیل دیکھنے منظور ہو وہی اصل کتاب بہم پہنچا کر ملاحظہ کری اوس مین محفل مولد شریف کو مع جمیع تعینات مروجہ مثل قیام و تقسیم شیرینی وغیرہ جائز بلکہ مستحب لکھا ہی ایکسو بائیس صفحہ کی کتاب ہی اوسکی صفحات متفرقہ پر جو مہرین اور دستخط مزین ہین ان سب کو مجتمع ایک جگہ نقل کرتا ہون سرسٹہ علماء کی دستخط اور مہرین ہین ہر عالم کا نام ایک شکل مربع مین مندرج کرتا ہون ۔

محمد بہادر شاہ بادشاہ غازی
ابوظفر سراج الدین سلطنت

حکیم احسن اللہ خانصاحب وزیر — مدرس اول مدرسہ دہلی — عالم فاضل کہ بلفظ حکیم در دہلی معروف بود

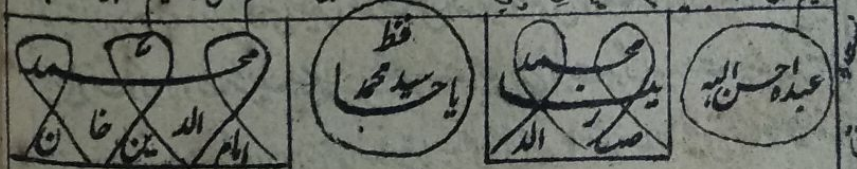

قاضی احمد الدین خانصاحب — قاضی محمد علی صاحب — حضرت شاہ احمد سعید صاحب — خلیفہ حضرت — حضرت شاہ احمد سعید صاحب — خلیفہ حضرت

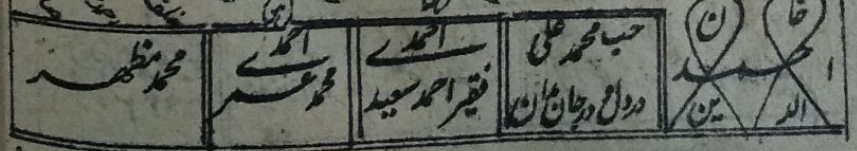

فاضل جامع علوم مولوی — مولانا فیض الدین صاحب — ہم علم بڑی خلق ہی

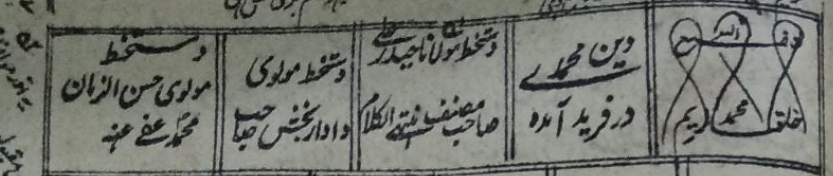

محمد عزیز الدین	سید تفضل حسین	سید یعقوب علی رضوی	محمد ضیا علیخان	محمد اللہ کی مخصوص ہین	احمد حسین
میر محمود علی	غلام حسین	محمد عبد الواحد	محمد لطف علیخان	در شہر علم محمد علی	جلال الدین محمد کمال
طالب المولی مذکر	عمدۃ الحکماء شرع متین مفتی مولوی محمد شرف الدین	محمد یعقوب علی عفی اللہ عنہ	یا حافظ	کرم نبی	واللہ یوید وینصر من یشاء
عبد الکریم	عبید اللہ ولد محمد رفیع اللہ	فخر العلماء محمد عبد الجامع خان	ان اللہ جمیل یحب الجمال	محمد عبد العلی	علی حسین
محمد لطف اللہ	نور النبی	محمد عبد اللہ	علی الدین	آل نبی	مقصود علی
حسین حافظ شریف	شد از نہور حسن علم و عدل اشہرت	اسبط محمد گل باغ جاوید	نظام الدین احمد	محمد علی خادم العلماء	وزیر علی
مولانا محبوب علی شاہ علی خلف سید	آمدہ تاج محمد عالم علی	محمد سبحان اللہ	دستخط فضل سوال فاضل بدایونی	سید بشیر علی امروہوی	مولوی دادار بخش
حسن الزمان	محمد فضل حق	رفیع اللہ	محمد جلال الدین	وحید الدین	محمد فضل اللہ
فضل حسن	محمد عبد الحق	محمد حیات	محمد خلیل الرحمن	ولد مولوی سید احمد محمد حیات	

دستخط مولانا حیدر علی صاحب مصنف غایۃ الکلام — دستخط مولوی دادار بخش صاحب — دستخط مولوی حسن الزمان محمد عفی عنہ

اہل سنت والجماعت خیال فرماوین کہ ان دونو فتوی متاخرہ مین ہندوستان کے کیسی کیسی علما جلیل القدر
مثل مفتی سعد اللہ صاحب و مولانا تراب علی و مولانا سید محمد مدرس اعلی و مولانا فضل حق و مولانا محمد حیات
و مولانا حیدر علی مصنف منتہی الکلام و مولانا سلامت اللہ و مفتی صدر الدین خان صاحب و مفتی
شرع متین مفتی شرف الدین صاحب استحسان محفل مولد شریف پر مہر فرما رہی ہین اور ہمنی اسوقت
کی علما ہندوستان کی مہرین نہین کرائین علما سلف کی نقل مواہیر پر اکتفا کیا اب یہ خیال کرنا چاہئے
کہ اس لمحہ سعین ہمنی جسقدر علما عاملین اور فضلا کاملین کی نام ذکر کئے اگرچہ یہہ جمیع اقالیم مشرقی
و مغربی جنوبی و شمالی کی تمامی علما و فقہا کی نام نہین اگر اون سب کو جمع کیجی تو اللہ اکبر ایک دفتر
بنتا ہے کما قال ؎ گر آن جملہ را سعدی املا کند ٭ مگر دفتری دیگر انشا کند ٭ یہہ تو
چند مقامات کی چند علما کا تذکرہ کیا گیا ہی لیکن یہہ بھی کیا کچھ کم ہے اللہ تعالی کی عباد صالحین
کا ایک جمہور کثیر اور جمع غفیر ہے پس بموجب فرمانی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انکا اتباع اہل
سنت کو لازم ہی کہ فرمایا آپ نی اتبعوا السواد الاعظم من شاذ شذ فی النار اسکی تحقیق سابقا
محدثین سے ہم نقل کر چکی ہین فرمان دیگہو معنی یہ ہین کہ پیروی کرو بڑی جماعت کی جو بچیگا اون سے
وہ پڑیگا آگ مین یعنی جب اختلاف واقع ہو علما مین تو جسطرف اکثر مسلمین ہون اوسپر عمل کرو یہہ
حدیث ہی اب فقہ کا مسئلہ سنو علامہ شامی نی جلد ثانی شرح درمختار باب صدقۃ الفطر مین تصریح
کی ہی فان المالعین جمع کثیر والمجوزین جم غفیر والاعتماد علی ما علیہ الجم الکثیر اور نیز جلد اول رسم المفتی مین
لکہا ہے فان اختلفوا یوخذ بقول الاکثرین اور مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بہی اس دلیل کو
حق جانتے ہین چنانچہ مصباح التراویح مطبوعہ مطبع صبائی کی صفحہ مین لکہتی ہین اتفاق اکابر
و تسلیم اوشان یا جم غفیر از وشان نیز دلیل است الی آخرہ اور مولوی اسمعیل صاحب بہی تذکیر الاخوان
کی فصل سادس مین کتاب و سنت و اجماع و قیاس مجتہدین کا ذکر کر کی اوسکی بعد لکہتی ہین ہم اور
کوئی مولوی مشایخ جو اپنی عقل کو دخل دیکر کوئی بات نکالی تو اوسکا کیا ٹہکانا مگر ہان اگر اکثر

اس عبارت سے صاف ثابت ہی کہ کسی مولوی مشایخ کی نکالی ہوئی بات کو اگرچہ سارا جہان
متفق ہو کر مانی مگر اکثر دیندار متفق اوسکو مانین تو وہ بہی حق اور معتبر ہے پس اس مسئلہ مین مولوی
اسمعیل صاحب اور نیز مولوی محمد قاسم صاحب انکی فہما اور محدثین کی یہن کہ مسئلہ مختلف فیہ مین متفق ہو جانا
اکثر علما دین کا ایک جانب مین دلیل حقیت کی ہی یہ مسئلہ خاص اونکی زبان سے ہمنی سنوا دیا اب اگر
موقع استحسان مولد شریف مین انکی تابعین اس دلیل سی باہر ہوئی لگین تو ہم ان لوگون پر کچہ جابر
ہو کر موکل نہین ہوی کہ اونکی دل و زبان کو امر حق کی طرف جبرا پہیر دین خود حضرت ہادی انام علیہ
الصلوۃ والسلام کی بہ نسبت یہہ ارشاد ہی لست علیہم بمصیطر اور دوسری جگہہ فرمایا انک لا تہدی
من احببت ہمارا ذمہ تو ضیع امر حق تہا وہ کر چکی جس لفظ کی قید مولوی اسمعیل صاحب نے لگائی ہی یعنی
دیندار متقی پرہیزگارون ہی جواز محفل مولد شریف ثابت کر چکی مثل امام ابو شامہ و ابو الخیر سخاوی
و ابن جزری و سیوطی و قسطلانی وغیرہم جنکی ائمہ تاسعہ مین ہمنی لکہی ہین اور جو شخص شاہ ولی اللہ صاحب
کی سلاسل طریقت اور اسانید علم حدیث سی واقف ہوگا اوس سی یہ بات مخفی نہین ہوگی کہ ان
مجوزین مولد شریف مین وہ علما ہی بہت ہین جو شاہ ولی اللہ صاحب کی مشایخ حدیث اور شیوخ
طریقت کی پیشوا ہین پس خوب تحقیق کو پہنچا چکی ہم یہہ بات کہ مولد شریف کرنا جم غفیر سے ثابت ہی
اور یہ مضمون ہی حدیث اور فقہ سی اور انکی علما مستندین سے ثابت کر چکی کہ جو چیز جم غفیر سے ثابت ہے
وہ معتبر اور ماخوذ بہ اور معتمد علیہ لازم الاتباع ہی جب دونو مقدمہ صحیح ثابت ہو چکی تو یہ بخوبی ثابت ہو گیا
کہ مولود شریف کرنا معتبر ماخوذ بہ معتمد علیہ لازم الاتباع ہی والسلام علی من اتبع الہدی ٭

مناجات بدرگاہ مجیب الدعوات

یا اللہ مین تیرا بندہ ہون تو سمیع و علیم ہی سنتا ہی جمیع اقوال کو جانتا ہی دلونکی حوال کو نہین
لکہی سنی یہ کتاب مگر اسلئی کہ افراط و تفریط جانبین سی دور ہو ہر فریق اپنی علو و تعصب سے نفور ہو
اگر حضرات مانعین پر بباعث تکفیر و تفسیق اہل ایمان چند تنبیہات ہین تو طرفانی کو بہی اصلاح
نیت و تصحیح اعمال کی لئی ہدایات بینات ہین اور مبنی کیا مبنی اپنی جمیع مسائل و دلایل کو اون علما

مقبولین کی دلائل و اقوال پر کہ وہ دنیا مین کل البدر المنیر مشہور ہین اور کتابین لی دیگی ان ملکون مین
جا بجا موجود اور حوالہ دی چکا ہون مین ہر ایک مسئلہ مین تصانیف سلف صالحین کا پس میرا جو
قول ہے وہ فی الحقیقت اونہی مقبولین کا قول ہی یا اللہ اون مقبولین کے توسل سی قبول کیجو مجھ سے
یہ کتاب اور کیجو اسکو فریقین کے لیے فصل الخطاب یا اللہ اس کتاب کی ہر دلیل مظہر الحق اور شکوک مین
پڑی ہو وہ نکو دافع الاوہام ہو یہ کتاب تسکین بخشی براہین حقانی سی راحت قلوب متہام ہو یا اللہ میری
کل رسائل مغفرت کی وسایل اور یہہ انوار ساطعہ اندہیری گور کا چراغ ہو میری قبر بہار جنت کا
باغ ہو ای نا ظرین لی انوار ساطعہ کہو تم میری اس دعا پر آمین یا رب العالمین آمین مع صلی اللہ تعالے
علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین ✤

نوچہارم مین تقریظات شریف ہین جو اس عصر کی فضلا نامی فی تحقیق اور بعض احباب شفیق فی رقم فرمائی ہین

علیگڈہ صورۃ ماقرظہ و رضیہ الامام الہمام الصلہام المقدام رئیس الفضلا عریف العلما الذی
فاق صیت فضلہ فی بلاد الاسلام عجما و عربا و شاع عرفہ قربا و غربا المشتہر بالسنۃ و الاخوۃ **مولینا**
محمد لطف اللہ مد اللہ ظلال افضالہ و ابقاہ ✤

الحمد للہ الذی تخضع لہ النواصی و یلیح حمتہ کل مطیع و عاصی و الصلوۃ و السلام علی من بعث داعیا الی الدانی
و القاصی و علی الہ و صحبہ الذین نجروا الناس عن سلوک طریق الضلال و ارتکاب المعاصی و بعد فیقول
العبد المتہمل الی اللہ **محمد لطف اللہ** حشرہ اللہ تحت لواء نبیہ النبیہ یوم یفر المرء من اخیہ و امہ و
ابیہ قد تشرفت بمطالعۃ ہذہ الرسالۃ الشریفۃ و الصحیفۃ اللطیفۃ فوجدتہا بحرا یخرج منہ اللوء لوء و المرجان و جنۃ فیہا
فاکہۃ و نخل و رمان و ثمرۃ **انوار ساطعہ** و مرجانیہ فیہا التحقیق الانیق رائقہ کیف لا و مؤلفہا
من ہو فرید عصرہ و وحید دہرہ الذی علمہ سبیع و شانہ رفیع اعنی مولانا **محمد عبد السمیع** حرس
ذاتہ و اسعد اوقاتہ۔ و مضمونہا ذکر ولادۃ سید الاولین و الاخرین افضل الانبیاء و المرسلین

حبیب رب العالمین علیہ من التسلیمات افضلہا و من التحیات اکملہا ہذا ذکر لا یخفی علو شانہ و
رفعۃ مکانہ تحیط ربنا الاعلی بمکان یتشرف الناس فیہ بہذا الذکر الشریف و تحف الملائکۃ
مجلسا یتجدون فیہ بہذا البیان المنیف اما طریق الفاتحۃ التی ہی من الرسالۃ لائحۃ
فلیس فی استحسانہا ارتیاب اذ ہی لایصال الثواب الی الاموات الذین یتوقعون من الاقربا
و الاحباب اما ما احدثہ السفہاء فیہا من الامور المہینۃ فلا یحکم بجوازہ احد من العلماء المتبعین
للشریعۃ السنیہ لتنبہ در مولف الرسالۃ فانہ قد اختار ما ہو مختار الاخیار و آثر ما ہو الماثور عن البہا
بذۃ الاحبار ہذا و الحمد لمن منہ الابتداء الیہ الانتہاء و الصلوۃ و السلام الاتمان علی من اول
المخلوقات نوره و رحمۃ للعالمین ظہوره ✤

سہارنپور صورۃ ما نمقہ و ہذبہ مولنا الخدوم المطاع امام الفضلاء بلا نزاع المحتشم الاعظم
و العظیم الافخم المالک لازمۃ حقائق المعانی و البدیع و البیان سباق الغایات فی مضمار
کشف المعضلات یوم الرہان مقدام الجہابذہ استاذ الاساتذہ الذی زان وجودہ الزمن
الحاج المولوی فیض الحسن خصہ اللہ تعالی بخزائل مخاتہ و جلائل المنن ✤

لقد ورد علی رسالۃ کریمۃ مشتملۃ علی انوار و لمعات فامعنت فیہا امعانا بلیغا فوجدتہا کافیۃ
وافیۃ و الہ علی حسن الاجابۃ وجودۃ الاصابہ وسعۃ النظر فی الکتب حیث تمسک فیہا باقوال
العلماء الاعلام و تحریرات عمائد الاسلام و الزم المنکرین بما قال بہ مرشدوہم و آمن بہ
معتقدوہم و آنہا قرۃ لعیون المخلصین و سخنۃ لاعیان المنکرین فی الحق فی ہذہ المسئلۃ انہ لا باس
بہ و ان یمسک بما قیل ما راہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن و منسب ہذا القول الی عبد اللہ بن
مسعود رضی اللہ تعالی عنہ فہو مندوب مستحب من جملۃ مجلبہ فلہذا ان یقوم ان قاموا و الا
فلا و ہکذا یقول المولوی احمد علی المحدث المرحوم بتبعا لاستاذہ مولانا محمد اسحاق المغفور و قیل
انہ بدعۃ فہو بدعۃ حسنۃ و قد ذکرت فی اثبات البدعۃ الحسنۃ و تخصیص کل بدعۃ ضلالۃ بحثا
طویلا فی شرحی للمشکوۃ۔ کتبہ الفیض السہارنفوری ✤

قصور ضلع لاہور - صورۃ مارسمہ الصوفی الصافی المثبت لنافی الاصولی المناظر
المشول بقواطع الآیات وسواطع السنن المحقق المدقق المجادل بالتی ہی احسن الفضائل
الکبیر مولنا ابو محمد عبد الرحمن غلام دستگیر سلمہ القوی القدیر +

مسمیا حامدا معلیا فقیر کی ایک نئی دوست کر مفرما سے تحریک تقریظ لکھنے کتاب
انوار ساطعہ فی بیان المولود والفاتحہ کی واقع ہوئی اور فقیر ایک پندرہ
آریا متیم امرتسر کی رسالہ تکذیب براہین احمدیہ کی ہفتات و ہذیانات کا جواب لکھہ چکا ہے
طبیعت کو اوسوقت بہت مصروفیت ہی اسلئے اوسوقت اسیقدر لکھہ سکتا ہون کہ فقیر نے
اخبار عربی شفاء الصدور مطبوعہ پانچوین دسمبر سنہ اٹھارہ سو پچاسی عیسوی مین جناب
مولنا فیض الحسن صاحب مرحوم ومغفور سہارنپوری کی عبارت دیکھی ہی انھون نے اس
رسالہ کی عمدہ تعریف وتوصیف لکھی ہی اور میری گمان مین مولنا موصوف مرحوم اکابر
علماء ہندوستان سی تھی اور بڑی بڑی بزرگوار صوفیہ کبار کی فیض سی فیضیاب تھی
اونکی تعریف سی اس رسالہ کا موصوف ہونا کافی ہی اور مجھی ہی فقیر جیسی بی بضاعت
کی توصیف سی مہذا فقیر خود محفل مولد شریف کرتا ہے اور ایصال ثواب بارواح موتے
کو مکفر سیئات سمجھتا ہی اللہ تعالی اہناء زمان سے اختلاف کو رفع فرمای آمین یارب
العالمین وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ وعترتہ اجمعین فقیر غلام دستگیر قصوری کان اللہ لہ
واضح ہو کہ یہہ مولوی غلام دستگیر صاحب وہ ہین جنکی تعریف مین خود مولف
براہین قاطعہ فی وقت اقامت ریاست بہاولپور یہ عبارت لکھی تھی (حامی دین
متین قامع اساس المبتدعۃ والضالین مع لنا مولوی محمد ابو عبد الرحمن غلام دستگیر
قصوری ادام اللہ فیوضہ الی یوم الدین) چنانچہ یہ عبارت ضمیمہ رسالہ تصریح ابحاث
فریدکوٹ کی صفحہ ۱ مین موجود ہی کمال انصاف ہی کہ مولف براہین قاطعہ فی مقامین
انوار ساطعہ سی موہنہ پھیرا اور اوسکی تسلیم کیے ہوی عالم ربانی فی جنکو وہ خود حامی دین

لکھتا ہی کتاب انوار ساطعہ کو حرفاً حرفاً ایسا قبول کیا کہ اوسکی مسائل کا طرفدار ہو کر مولف
براہین قاطعہ مذکور کو مہ اوسکی حامیان علماء دیوبند وغیرہ واقوہ سن تیرہ سو چھ
ریاست بہاولپور مین شکست فلش دی جو تمام اخبارات مین چھپکر مشہور ہو چکے ہ
ریاست رامپور معروف ازان افغانان - صورۃ مارقمہ البحر القمقام والنحر
البہمام تاج المحدثین سراج المتفقہین الادیب المصقع المتکلم النبیہ العارف المحدث المفتی
الفقیہ جامع الشریعۃ والطریقہ مجمع البحرین مولنا محمد ارشاد حسین صانہ اللہ عن کل شین
الحمد للہ سبحانہ وتعالی حق حمدہ - والصلوۃ واسلام الاتمان علی خیر رسلہ وعبدہ +
وعلی آلہ واصحابہ الہداۃ الی مناہج رشدہ + وبعد فانی قد طالعت ہذہ العجالۃ
النافعہ + والعلالۃ الرائعہ + التی یفوح منہا روائح مسک الاخلاص النبویہ + ویلوح
بہا والبتہ الطغام الخاضین من الرتبۃ المحمدیۃ + فالفیتہا مملوۃ من الفوائد الخریدۃ
الشریدہ + والعوائد الفریدۃ العریدہ + موسستہ براہینہا علی الحق الصراح +
مویدۃ مضامینہا بالصدق القراح + لم یال مولفہ العلام جہدا فی اصابۃ الحق
المبین + وابانۃ غوایل غوایۃ المنکرین + بہا کشفتہم الکواشف + وکسفت
وجوہہم الکواسف + وضاقت علیہم الحیل + وعیت بہم العلل + لعمری لاوجہ لاصرارہم
علی التنکیر الا الداء العضال الذی عمہم فاعمی ابصارہم + فاضاعوا فی طمس اغتہ الرحمۃ و
اشاعۃ مآثر معدن الرسالہ اعمارہم + ولم یاتوا بشئی یتعلق بہ الفہم السلیم + ویتسلی بہ المقلاف
الفہیم + ولا یاتون بہ ولو جاؤ بہ من حسہم وبسہم ویکون بعضہم لبعضہم ظہیرا + ولا یجدون
لانفسہم ولو القوا معاذیرہم فی تشدید النکیر من اللہ سبحانہ معوانا ونصیرا + الم یعلموا ان
النکیر لہذا الامر المبین رشدہ یئول الی اسارۃ الادب + والخوض فیہ یہلک ویخرب
ظلسہ در مولفہا النقاد + حیث اطاب واجاد + واتی الحق الصریح + ومیز الباطل عن
الصحیح + جزاہ اللہ سبحانہ عن طالبی الحق المبین + واللہ سبحانہ الموفی والمعین +

وانا العبد الراقم المحتاج الی رب المنشاین + محمد ارشاد حسین + عفی عنہ وعن اسلافہ فی الدارین

رامپور ایضاً صورۃ ماہذیہ وشتہ الفاضل الخبیر الفاضل البصیر الجلیل الشہیر الجمیل الجہیر کشاف دقائق المعقول حلال حقائق المنقول **مولنا محمد اعجاز حسین** رفع اللہ درجاتہ فی الدارین - احمدک یا من جلت قدرتہ وعظمت ہیبتہ وظہرت صنعتہ الباہرۃ وعلت جلالتہ القاہرہ ارسل رسولہ بالحق لبشیرا ونذیرا داعیا الی الحسنات قمرا منیرا وجعل انعقاد مجلسہ میلادہ منطوقا لنص ورفعنا لک ذکرک ورغم انف من ترک القیام عند ذکر میلادہ صلی اللہ علیہ وسلم المثبت بنص تعزروہ وتوقروہ والصلوۃ والسلام علی خیر الانام الی یوم القیام وعلی صحبہ البررۃ الکرام واہل بیتہ العظام وبعد واضحای عقیدت انتمای ذوی الافہام عاشقین سید الانام کی ہو کہ عالم باعمل فاضل اجل قامع بدعت جامع سنت جبر محقق بحر مدقق حقایق آگاہ ودقایق پناہ قدوۃ السالکین عمدۃ الکاملین زبدۃ علماء وکیع مولوی محمد عبد السمیع صاحب سلمہ اللہ تعالی سبحانہ فی ایک تقریر پُرتاثیر اور تحریر دلپذیر یعنی کتاب لاجواب اور صحیفہ لطیفہ انتخاب یادگار خلف وسلف مضمون فائقہ مسمی بانوار ساطعہ فی المولود والفاتحہ تصنیف کرکی ہر خاص وعام کو اوسکی فیض سی شاد کام کیا چنانچہ ایک نسخہ اوسکا پاس راقم الحروف کی پہونچا نحیف نی وہ کتاب من اولہ الی آخرہ بالتفصیل دیکھی واہ واہ سبحان اللہ کیا عمدہ طرز جواب اور طریقہ آداب جاری رکھا ہی اور کلمات اکابر متقدیان گزر مخالفین سے جنکی مخالفت اوپر حرام ہی جواب مین تمسک کیا ہی مصنف فی حق جواب دندان شکن کا ادا کرکی دریای نور الانوار الساطعہ بہاکر نہر لمعات کی کہولدی اسپر بھی اگر پیاس تشنگان میدان مخالفت کی باقی رہی تو خدا حافظ ٥ تہیدستان قسمت تاچہ سود از رہبر کامل چو خضر از آب حیوان تشنہ میدارد سکندر را ٥ وللہ در المجیب فذاک جواب عجیب وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالی علی خاتم النبیین وآلہ واصحابہ اجمعین فقط

وانا العبد ابو النعمان محی الدین محمد اعجاز حسین مجددی عفی عنہ وعن والدیہ والمسلمین بحق

خاتم النبیین +

بریلی صورۃ ماوصلہ الطمطام الغزیر والصلہام الکبیر مفحم المناظرین مسکت المجادلین مروج عقائد اہل الحق والدین قالع اصول المبتدعین فرید العصر وحید الزمان مولینا **محمد احمد رضا خان** سلمہ اللہ العزیز الرحمن وصان عن نوائب الزمان وخص بلطفہ ما تعاقب الملوان - انوار ساطعۃ سطعت من سنا بدر الایمان + وانوار لامعۃ لمعت من سنا صدر الایقان + فدارت وسارت + ونارت وانارت + والی البر تدلت + وعلی البحر تجلت + فہبت عبابا + فہیات سحابا + فہنات بقاعا + جنات وفاعا + وارسلت عرفا + وعصفت عصفا + فحملت وقرا + فاجرت یسرا + فقسمت امرا + فاقطرت قطرا + فامطرت مطرا + ان الحمد للہ رب العالمین + والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین محمد والہ وصحبہ اجمعین + رب صلاۃ وسلاما + یعقدان وداما + مجالس الانس + فی خظائر القدس + بتبجیل مکانہ + ویقومان قیاما + لوعۃ وغراما + فی مجامع الاملاک + ومحافل الافلاک + بتعظیم شانہ + وسقی الثمر ذو الجلال + بزلال الافضال + ترتہ من قال ٥ قلیل لمدح المصطفی الحظ بالذہب + علی فضۃ من خط احسن من کتب وان یہبض الاشراف عند سماعہ + قیاما صفوفا او جثیا علی الرکب + وقلت مضمنا سواد عیون العین عین سناذہب + ولوح بخور الحور لاح کما یجب + فان یمل جبریل تقال اولوا الادب + قلیل لمدح المصطفی الحظ بالذہب +

علی فضۃ من خط احسن من کتب

یقوم یحق المدح قوم فلاتہ	نزلہ وقم بالوجد قومۃ والہ
فحق خضوع الوجہ رغما لکارہ	وان یہبض الاشراف عند سماعہ

قیاما صفوفا او جثیا علی الرکب

ولبعد + فاسمع یا سعد + ان الذی لاقیل لہ ولا بعد + قد قضی قبل خلق السمار

وصوت الرعد + ان الواجب على كل من عبد + بعد ذكر الصمد + الحمد والصمد
الى المدح والحمد + لاعظم كرم + واكرم نعم + واجل رحمة + واجلى منة + سيد
الرسل + وهادى السبل + وامام الكل + ومكثر القل + ورافع الغسل +
ودافع الضل + امجد مولود + احمد محمود + واسعد مسعود + وجود الجود + واصل
الوجود + نعمة الجليل + ودعوة الخليل + وبشر المسيح + وبشير الذبيح + ونجية الكليم +
بوادى التكليم + واكرم كريم + على ربه العظيم + سيدنا ومولينا محمد ن النبى الامى الامين +
الامان الامان الضمان الضمين + صلى الله تعالى عليه وسلم + وعلى آله وصحبه وبارك
وعظم + وقد قال عز من قائل الم تر الى الذين بدلوا نعمة الله كفرا نعمة الله محمد صلى الله
تعالى عليه وسلم + قال ابن عباس رضى الله تعالى عنهما اخرجه البخارى فى الصحيح العلم +
وقال تعالى واما بنعمة ربك فحدث فوجب التحديث بما من الله به على المؤمنين + من
وجود هذا الحبيب المكين + عليه الصلاة وعلى آله الطيبين + وقال تعالى وذكرهم بايام
الله واى ايام الله اعظم من يوم ولادة المصطفى + عليه افضل الصلاة واكمل الثنا +
وقال تعالى قل بفضل الله وبرحمته فبذلك فليفرحوا هو من عقايد الايمان + ان محمدا صلى
الله تعالى عليه وسلم رحمة المنان + شهد بذلك الحديث والقران + وكذلك فضل الله
محمد صلى الله تعالى عليه وسلم تسليما جليلا + حكاه الماوردى فى قوله تعالى ولولا فضل الله
عليكم ورحمته لاتبعتم الشيطن الا قليلا + فقد اوجب المولى + سبحنه وتعالى + على امته +
الفرحة بولادته + فحق لنا ان نتخذ مولده عيدا + وان رغم انف من كان بعيدا + وعلى
هذا مضى حبابدة الائمة + وسادة الامة + وكاشفوا الغمة + عليهم من ربهم رضوان ورحمة +
حتى جاء قوم يقرؤن القران لا يجاوز تراقيهم + ويتحدثون بالحديث فلا يكون رائقيهم +
اتخذوا اصولا ضلت المسلمين قاوة وتبعا + وفصلوا فصولا فغروا دينهم وكانوا شيعا + وكان
مخرجهم نجد + كما جاء به الوعد + من صاحب المجد + صلى الله تعالى عليهم وسلم فهاجوا واجوا +

وثاروا وبارزوا + وجاروا وحاربوا + وعلى الحرمين المحترمين اغاروا + فالديار سفكوا + والاموال ملكوا + المومنين فتكوا + والحرمات هتكوا + فظنوا انهم اهلكوا وما هم اهلكوا ولكن
اهلكوا + وعما قليل يرون ما سلكوا + وكان قصارى مرامهم وقصوى مرماهم + وفى الشقاق
والنفاق هم ماهم + ان يحمدوا اذ كر من رفع الله ذكره + ويعوا قدر من عظم الله قدره +
ويطفئوا النور من الله بافواههم + ويورد وا المؤمنين اجيارا موتادا + ويخالفوا الدين نقضا
واثباتا + فحاربوا جبارا + ملكا قهارا + سراوجهارا + وليلا ونهارا + واصروا اصرارا +
واستكبروا استكبارا + ومكروا بالاسلام مكرا كبارا + فالا بنيا ثلبوا + والاولياء سلبوا +
والاسلام خلبوا + والالحاد جلبوا + وبالجملة كلبوا + فالدين قلبوا + فما ذا يراد بمجلس
الميلاد + او ايصال الاجور + الى اوصال القبور + حتى يعد انكاره فى مفاسدهم + او يذكر
بجنب مكائدهم + قاتلهم الله انى يوفكون + وسيعلم الذين ظلموا اى منقلب ينقلبون +
فلما ابادهم الله تعالى ابادة + وامطر عليهم مطر الهلاك وزيادة + حتى تداعت ربوع نجد للدثور +
وتنادت بوابكها بالويل والثبور + لجأت بوابقها الى ديار شاغرة + عطاش الفتن بافواه
فاغرة + ولم تدر ان لله فى كل حين + عبادا صالحين + يذبون عن الدين + ويوكدون
اليقين + ويويدون الايمان + ويشيدون الايقان + ولله المنة ومنه الاحسان +
فلم يرعها الا جنود مجندة + بسيوف مهندة + من الله مويدة + فردوا المكائد فى نحور الكائدة +
ودعوا المفاسد الى نار موقدة + تطلع منها على الاكباد والافئدة + حتى التجارت كبرا فى
الجدل والمراء + الى البهت والافتراء + واختراق الكتب واختلاق العلماء + وخلع ربقة
الحياء + عن رقبة الرياء + فيتحير الناظر + فى زيهم الظاهر + وطيهم البائر + وعيشهم الخاسر +
وعيشهم الخاسر + وكيدهم العظيم + وصيدهم العديم + فينشد الحكيم ولا اورى وسوف
اخال ادرى + اقوم آل نجد ام نساء + فمن فى كفه منهم خضاب +
لكن فى كفه منهم لواء + تظن بديهة فيهم رشيدا + وان تمعن فرشدهم هباء +

فما فیهم رشید الصدق الا + رضیع او تبیع او غلام ٭ فما معنی تجاورهم ولکن ٭ عسی الحنان یهدی من یشاء ٭ هذا وان من ادلک الجنود ٭ مهلکی العنود + فی الزمان الموجود + اخانا فی الله ذو الفضل والجاه ٭ والقدر الرفیع + والفخر البدیع + والعلم الوسیع + والحلم الوکیع + والمجد المنیع والجد السنیع + مولنا المولوی **محمد عبد السمیع** حین عن کل شنیع + وفرع وقبیح + کل مساء وسطیع + فانی وقفت علی بعض ما له من اطائب الکلام + فوجدت جلة **دافع الاوهام وراحت القلوب** بنهج محبوب ٭ **والنوار ساطعه** وحجج قاطعه فالهیه بجزیه الجزار الحسن بنهج المنح ومنح المحن + والحمد للهی السر والعلن + والصلاة والسلام علی السید الامن + وآله وصحبه محاة الفتن + وحماة السنن + وهداة السنن + ماطلع هیل من الیمن + قاله بفمه + ورقمه بقلمه + عبده الفقیر + الذلیل الحقیر + عبد المصطفی **احمد رضا** المحمدی السنی الحنفی القادری + البرکاتی البریلوی + غفر الله له + وحقق امله + وصلح عمله + ولم شعثه + وفی الصلحاء بعثه ٭ آمین

بدایون - صورت مازینه بنراس المومنین منور الاسلام والدین کاشف الظلام کالسید التمام داعی الانام الی سبل السلام الزاهد المتورع العابد المبتدع جامع العلوم العقلیه والنقلیه کاشف المکنونات الخفیه مولنا الحاج **المولوی عبد القادر** لازال بالمعالی والمفاخر - بسم الله الرحمن الرحیم - رسایل راحت القلوب ودافع الاوهام والنوار ساطعه وغیرها مولفات حضرت بابرکت عاشق اذکار جناب رسول کریم صلی الله علیه وسلم وحامی دین قویم وصراط مستقیم حاج الحرمین الشریفین فاضل نامی ومتورع گرامی مولنا محمد عبد السمیع صاحب زاد برکاتهم کریم در فضایل وکمالات جناب حضرت خاتم الانبیاء والمرسلین صلی الله علیه وسلم تالیف فرموده اند ودر دفع اوهام منکرین مجالس اذکار شریفه ودیگر امور مشروعات لطیفه تصنیف نموده اند مطابق وموافق تحقیقات جمهور محققین از فقهاء ومحدثین اند منکران که براه خدیعت وخیانت که شعار طوائف اهل ضلالت ست طعن در تشنیع علماء اهل اسلام

بران گوشش فم نهند وسعادت اتباع جمهور ائمه دین را از دست ندهند حق سبحانه مولف ممدوح را برکات دارین عطا فرماید وخاتمه فیقر وجمله اهل اسلام بخیر نماید آمین حرره الفقیر احقر الطلبه عبد القادر عفی عنه -

بمبئی صورة ما افاده العلامة الکبیر والنحریر المعظم الغزیر محقق العلوم العقلیه مدقق الفنون النقلیه الشیخ الاجل الاکمل البحر الاوحد الاکمل الصوفی المقتفی آثار رسول الله صلی الله علیه وسلم مولانا الحاج **المولوی عبید الله** الحنفی القادری البدایونی البدایونی المدرس الاعلی للمدرسته المحمدیه الواقعه فی بلدة بمبئی خصه الله دائما بفیضه الجلی والخفی - بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لمنیر انار الحق لاهله فغدت انواره علی منار الهدی ساطعه ٭ ومنور نور الصدق بتنویر البصار اولی الابصار فاصبحت مصابیحه من مشکوة صدورهم لامعه ٭ والصلاة والسلام علی سیدنا محمد مفتاح خزاین العلوم الذی اشارات لکنوز الحقایق فاتحه ٭ ومصباح وفاتن الفهوم الذی تری الافهام بلمعاته دقائق المعانی علی صفحات البیان لائحه ٭ وعلی آله واصحابه الذین بذلوا مهجهم الکریمه لمسیح الدین فتباهت روضته منمنمة یانعه ٭ وریت بمساعیهم الجمیلة شقائق الحقائق قرناها تتزهو علی ربا الاسلام رافته رایعه ٭ اما بعد فانی قد تشرفت بمطالعة هذه الصحیفة الشریفة ٭ وسرحت نظری فی مضامینها العجیبة اللطیفه ٭ فوجدتها تالیه کاسمها انوارا ساطعه ٭ ورایت نجوم الهدی من بین اسطارها طالعه ٭ تهدی الی الحق لکل ضالة غویه ٭ وتهدی الصواب الی کل ذی فطرة سویه ٭ ما من مسئلة الا وترکتها واضحة جلیلة ٭ ولا من معنی الا وکسته بحلیة الحلی حللا سندسیته ٭ جمعت من المطالب رعی الله منشئها کواکب دریه ٭ ونظمت من المارب حمی الله موشیها جواهر مضیه ٭ تهدلت افنانها بفنون الفواید ٭ وتخت اغصانها بعیون المعاید ٭ تقر بهجتها الناظرة ٭ تسر

بنشر بهتها الخواطر ❊ کیف لا وهی روضته رضیه مزهرة بازهار التحقیق ❊ وحدیقه ندیه منورة بانوار التدقیق ❊ طوبی لوارد ها موردا هنیئا ❊ وبشری لناظرها منظرا سنیا ❊ فما لهولاء القوم عنها راغبون ❊ ویمرون علیها وهم عنها معرضون ❊ وقد حق لها ان تترنم علی قضبانها بالقبول ❊ عنادل فهوم الفحول ❊ وبلابل العقول ❊ جزی الله ممهدها جزاء موفورا ❊ وجعل سعی منضدها سعیا مشکورا ❊ حرره واملاه ❊ العبد الاواه ❊ الراجی رحمة مولاه عبید الله عفی عنه ماجناه ❊ وحماه بجاه ❊ محمد الایرضاه ❊ وسلکه فیما یحبه ویرضاه ❊

بمبئی ایضا صورة ماقرظه العابد الزاهد المتواضع العارف المرشد الفیاض هادی السالکین مرشد الناسکین المولوی الصوفی **السید عماد الدین** الرفاعی النزیل بمحلة بهندی بازار اجری الله فیوضه الباقیة الصالحة الی یوم القرار ❊ الحمد لله الذی بعث رسولا فی الامیین ❊ وفضله علی الانبیاء والمرسلین ❊ وجعل میلاده رحمة للعالمین ❊ وانزل الفاتحة شافیة للمومنین ❊ والصلوة والسلام الاتمان الاکملان علی سیدنا محمد شفیع المذنبین ❊ وآله الطیبین ❊ واصحابه المتهدین اجمعین ❊ اما بعد فرایت الرسالة النافعة **الانوار الساطعة فی بیان المیلاد والفاتحة** التی الفها الفاضل الاجل المنیع ❊ المولوی محمد عبد السمیع ❊ سلمه الله تعالی وجزاه خیر الجزاء فوجدتها مشتملة علی الادلة القویة ❊ والروایات الصحیحة الفقهیة جعل الله سعیه مشکورا ❊ ونفع به المسلمین موفورا ❊ ومن الکرا الفاتحة ومجلس المیلاد فهو من المتوهبین المضلین تاب علیهم خیر التوابین ❊ وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین کتبه العبد المسکین السید عماد الدین الرفاعی کان الله له کما کان لاسلافه ❊ وعفی عنه وعن والدیه ❊ بفضله ورحمته

حیدرآباد دکن صورة ما رقمه المنطیق الکیس الخبیر النحریر الجهبذ البصیر الناظم

الناثر المنشئ الادیب المنطقی الفلسفی الحکیم الطبیب کثیر التالیف جید التصنیف **مولنا وکیل احمد** نائب صوبه شرقی دکن صانه الله فوز المنن عن نوائب الزمن وحوادث الفتن بسم الله الرحمن الرحیم ستایش مر شارعی راکه شارع عام شریعت را از خاشاک بدعت وهوا پاک رفته + تا در فضای این گلستان همیشه بهار هزاران کل هدایت در شگفته + ونیایش مر مفتی راکه قانون اسلام را در کشورستان قلوب اهل ایمان رایج فرموده + واز میامن فیوض این معنی ابواب تحقیق کمالات برخواطر آل واصحاب برکشوده + اما بعد بنده درگاه احد وکیل احمد سکندرپوری مولدا والحنفی مذهبا والنقشبندی مشربا میگوید که بر ضمیر منیر اشراقات تنویر ارباب فضل وهنر محتجب نخواهد بود که از تکاثر ظلام بدعت وهوی آفتاب هدایت را القدر تاریک نساخته که طیرانی ذرات حقایق را بال افشانی از پا در نیاورد وخاشاک افشانی مر صراین وادی چندان بر طرق اسلام خس وخاشاک نینشانده که سالک مسالک شریعت را پا لنگ در نیاید + روز افزونی قدر رواج این سنگریزها کساد بازاری متاع جوهر تحقیق + ووسوسه انگیزی خیالات این موسوسان برهمزنی خانمان تصدیق چه روزگار عبرت انگیز است که حکمت دران در ضلالت افتاده اند + وچه زمانه حسرت خیز است که جهالت پروران در ابحاث متین حکمت آماده حرفی نخوانده اند وبدعوی تحقیق رسیده اند + معنی ندریافته اند وبدم کهنه تلاشی مضمون آشنا گردیده ❊ معانی که بضابطه شریعت بنوی وفاق دارند به ابتداع آن قائل اند + واموریکه در تحت من سن سنة حسنة داخل اند تحریم آن مایل اند + کوهمتی که در مسالک این وادی سلوک کند وکجا زهره که ازپای مخائل واوهام غابات این خیالی را در لوزد + بحمد الله ومنه مصنف انوار ساطعه چه سحر برده + وچه اعجاز دمی به پایه بیان ورآورده + که از سطوع انوارش

بردیده بی بصران حکم خفاش درست آمد + واز لموع لمعانش آب در چشمهٔ آفتاب لرزه
الحق نور را با ظلمت تضادی تمام متحقق بود که چون تنویرات شعشعانی آفتاب باز عرق
نهایت پرتو انگیزان گردد + زلف لیلای لیل را چه یارا که باحتراق بازی جمر اتش
بال کشاید + مرغان اسوله معترضان در جنگال اجوبهٔ این رسالهٔ صید بازی شهباز و
فروجگان نمودند + وقامت اعتراض مانند خار سر نکشیده که جلادان توقیع از شمشیر
اشارت فرقش را نه بریدند + از نگچینیش خار و خاشاک بدعات بریده شد + واز نقاب
فرمایش گلشن کدهٔ هدایت شگفته + نخل فقاهت از ریشه دوانی معانیش در عمل
جوشی اجتهاد + وگلبن شریعت از بهار افروزی نسیم کلامش در عطر ریزی ریاض
اعتقاد + از افتتاح فاتحهٔ کلامش معنی فتوحات حاصل + واز نوربازی یواقیت اسرارش
دیده کور سوادان عاطل + عیسی دمی مسائل بار یکیش مستعد احیاء علوم + وگنج کاوی
سینهٔ الهام زائیش قفل کشای مخازن فهوم + شعلهٔ عبارتش سرمه میز سواد دیدهٔ انوار
معارف فیوضاتش منور قلوب اسرار + توضیح عبارتش تنقیح فرمای تلویح معانی + ومناسبات
معانی مطالبغش نور الانوار مواطن روحانی + دُر مختار معاقد بی بهاست + محیط معا
ومدعاست + کشاف طینتی بیانش در مختصر بیانی الفاظ مطول فروش وکان مضمون
وفتوح غیب عساکر معانیش در ملک گیری طبل نویدگوی افواج معانی موزون + چون
تمدیح نثاری این رسالهٔ سترگ در پاس مقام اطناب سرفرود و آرزوآوری آنکه بدین دعا
اختتام توصیف کنیم + ع قبول خاطر اہل ہدی باد فقط +

احمد آباد گجرات صورة ماسطره النحاریر الفهامه والبحر العلامه ذی المواقف اسرار المعقول
والمنقول کاشف استار الفروع والاصول دامغ جیش الاباطیل مشقت شمل الخاذیل
المدعو بمولوی **نذیر احمد خان** الرامپوری المدرس فی بلدة احمد آباد ابقاه
بالصدق والسداد والهدایه والرشاد + بسم الله الرحمن الرحیم - الحمد للخالق الذی

خلق نور نبیه اول جمیع المخلوقات فجعل منه الانبیاء والصدیقین والشهداء وسائر المکونات
وارسله آخر کل النبیین رحمة للعالمین وسخر له الملک والملکوت والارضین والسموات و
افضل الصلوات والتحیات علی خیر الانام الذی من علینا ببعثته العزیز العلام بقوله
فی کتابه المنزل المکرم الذی هو اقوم البینات وادوم المعجزات وامر فیه بتحدیث النعمة
وایة نعمة تساوی ولادته فذکرها انفرادا وجمیعا بهیئته الاحترام والاکرام کیف لایکون
من الحسنات والعبادات وآله واصحابه الذین غرروه ودوقردوه بافئدتهم وجوارحهم
فبلغوا فی الدرجات الی اقصی الغایات ومن بعدهم من محققی الفضلاء البطول والکملة
الفحول اتفقوا علی عمر الاعصار فی الامصار علی احتفال ذکر ولادته واستحسنوا القیام
عنده علی الاقدام فنالوا البرکات المتوالیات اما بعد فانی طالعت هذا الکتاب اعنی
الانوار ساطعه فی بیان المولود والفاتحه للعالم الافضل والفاضل الاجل النحریر الرفیع
والبحر المنیع المولوی سید اسمیع اطال الله بقاه ورزقنا ایاه لقاره ورضاه وجزاه
الله عنی وعن جمیع المومنین الصالحین خیرا وکفاه الله اعداءه وحساده مبیرا فوجدته
منورا القلوب المجبین سید المرسلین ودلیلا قاطعا لاثبات الفاتحة ومیلاد خاتم النبیین
وبرهانا ساطعا لاثباتهما علی المنکرین المتبعین غیر سبیل المومنین فلا یخفی ضیاءه الاعلی
العنید الغوی الذی مقلته عمیاء والاعمی الغبی الذی لایری شعاع الذکاء فی وسط
السماء قال المتنبی فی الذی هو کذلک عاذرا له لما هنالک شعر ولو خفیت علی
الغبی فعاذره ان لاتراه فی مقلة عمیاء + فجدیر للمولف اللوذعی فی مقابلة مثل هذا
الغبی فعاذره ان لاتراه فی مقلة عمیاء + فجدیر للمولف اللوذعی فی مقابلة مثل هذا
اهل العمه والغ البنی ان یسلک مسلک شاعر الماهر المتنبی وارجو من الله جل برهانه
وعظم شانه ان لایکر مضامین هذا الکتاب احد من العاقلین المنصفین المتادبین فان
من قبله تقلة التدبر وانظر علی الکتب من المنکرین لان المولف القمقام النحریر الفهام
اوضحها ایضاحا لایاتیه الانکار واظهرها اظهار الشمس بلاد الشرق والغرب فی نصف

ہمچنانکہ ... ہمچنانکہ ... ہمچنانکہ ...

النهار واقام البينة عليها فصارت عند الازدحام كالجبال الراسيه ۞ وتصدى للرفع
الاعتراضات التى تقولها اهل البدعات السيئات فاجاب عنها باجوبته مرضيته شافيته
فلا يسمع لمن له قلب سليم الا التسليم بالتكريم واما الذين فى قلوبهم حب المكابرة
والمعاندة وكان داهم اللداد والمضادة ووبيخهم عن الحق الاستكبار وعن الهداية
الاستنكار فلا عجب ان ينفروا عن مثل هذا التحرير الازهر ويستدبروا عن هذا التقرير
الاظهر والاطهر الا ترى ان لا شيم فاقد الشامة المسك الاذفر لم يومن بالاعجاز
اشتاق القمر المعاند الاكبر فمن ضاهاه وتشابه قلبه كيف يتخلف عنه وضوح هذا الاثر
وانكان احدهما الاصغر من الاخر اللهم احفظنا بلطفك القديم وفضلك العميم عن
مثل هذه الصفيعة الشنيعة واغفر لنا كل الخطايا والذنوب بذريعة حبيبك خير البريته
صلى الله عليه وسلم وازرقنا خلة خليلك الكاملة وامتنا على الخاتمة الحسنة وآخر
دعوانا ان الحمد لله رب العالمين وصلى الله على خير خلقه محمد واله واصحابه اجمعين
قرره باللسان وحرره بالبنان المفتقر الى ربه القدير محمد نذير المعروف بنذير احمد خان
عفا الله تعالى عنه وعن والديه جم الخطاء والعصيان ۞

عازيپور صورة ماحرره شامخ المكان باذخ الشان العالم الجليل والفاضل النبيل
الشريف النجيب ذكى المناقب طاهر الاغراس اللطيف النظيف جميل الشمايل طيب
الانفاس كنز المكارم معدن الحساب **مولنا محمد ابو البركات** لازال بالخير والفيض
والافادات - الحمد لله الفتاح المنان ۞ الذى زين بالفاتحة القران ۞ وهو
نور الانوار الساطعة ۞ ورب الاقمار الطالعة ۞ السميع العليم ۞ البخير المنعم القديم ۞ والصلوة
على من هو اكرم اولاد آدم ۞ وافصح مصاقع العالم انه خاتم المرسلين ومولده
رحمة للعالمين ۞ وعلى آله الاصفياء الواصلين ۞ واهل صحابه الاتقياء الكاملين ۞
اما بعد فيقول العبد المفتقر الراجى رحمة رب البريات ۞ محمد المدعو بابى البركات ۞

غفر الله له ذنوبه والسيئات ۞ ابن فخر العلماء ۞ صدر الفضلاء ۞ بدر الفقهاء ۞ قمر الكملاء
سند الواعظين المحدثين ۞ ناصر المسلمين ۞ مولنا الاعظم ۞ مقتدانا الاكرم ۞ بحر المعانى
الملقب بالجنيد الثانى ۞ الفقيه فى اسانيده للاحاديث والمتصوف الامام الهمام حضرت
مولانا عبد الحق محدث كانفورى عم فيضه ذو المجد والفخر والجاه ۞ المولنا الحاج محمد
امانت الله ۞ الحنفى الفصيحى لازال بابه ملاذ الحنفاء الاشراف وجنابه مرجعا للشرفاء
الاحناف ان افضل السعادات الابدية واكمل البركات الصمدية واقدم الفيوضات
الرحمانية واكرم الكرامات السبحانية ذكر افضل الانبياء صاحب الشريعة الغراء مالك الطريقة
الزهراء من فضائله الجليلة ومحاسنه النبيلة وظهور البركات والكرامات عند ولادته
الشريفة ومعجزاته وآياته المنيفة فطوبى لمن صنف فيه واجاد وهدى الناس طريق الحق
وسبيل الرشاد وان هو الا المولى الكامل فخر الاماثل فى الفروع والاصول وصدر
الافاضل فى المعقول والمنقول عليم باسرار الاحاديث النبوية خبير بدقايق المواعظ
المصطفية ضابط الاحكام الشرعية جامع النكات الاصلية الفرعية فاتح المغلقات
النقلية كاشف المشكلات العقلية مشكوة مصابيح البلاغة ضياء مشارق الفصاحة والبراعة
سند الاعالى مستند ارباب المعالى ذو المقام الرفيع المنيع المولوى محمد عبد السميع خانه
قدا ورد دكلها فى رسالة الالامه المسماة بالانوار الساطعه للدورة حيث سعى فى ايصاف
مرام المتصوفين المقلدين واتم فى رد شبهات المنكرين الضالين واتى ما ينا سبه المقام
باقوال العلماء الكرام وقدماء الاعلام بحيث لم تسمعها الاذان ولم يرها عيون الدهور
والازمان فوالله لقد انبسطت القلوب بمطالعتها ونورت العيون بمعاينتها الفاظها
بدور بازغة جملها شموس طالعة سطورها انهار الحقيق جداولها بحار التدقيق فيا معشر
الناظرين الطالبين الصادقين ان استطعتم ان تنتفعوا بها فشمروا عن ساق الجد و
اشتروها فانها خير لكم ان كنتم تعلمون ۞

۱۳ چڑیاکوٹ صورة رصعه الادیب اللوذعی والاریب الالمعی غواص بحار التحقیق بساق
غایات التدقیق عالم صنائع الکلام عامل بدائع النظام التقی النقی الزکی الضابط الاثبت
الصدوق مولنا محمد فاروق مدظله العالی مدی الایام واللیالی - الحمد للہ رب
الانوار الساطعه + ونور الاقمار اللامعه + والصلوٰة والسلام علی من اوتی الایات
الصادعة + والحجج القاطعه + وبعد فان احسن ما یقصد ویراد واطیب ما یرومه العباد +
ویتطاحن هواجر طلبه الاکیاد + ویساد فی مناز له الرواحل اشد اساد + ویوطا فی مراحل
سبیه القتاد + ویستوطن فی هواه غوارب الرسم وظهور الجیاد + ویحتاب لاجله البلاد +
الشاسعة النائیة البعاد + وذکر سید العباد والعباد + خیر سلائل الخلیل وابائه والاجداد +
وسلالة انجال اسمعیل وابنائه الخفاض الامجاد + من ذکر نسبه خیر الانساب + وآیاته
الحقة المدهشة للالباب + وازهاصاته التی جاءت عند مولده الشریف المستطاب +
فانه اجل ما یدخر لیوم الحساب + واکرم ما یقتنی بحسن الثواب + فطوبی لرجل ملاء وطابه
وکمل نصابه + وان هوالا المولی الکریم + النبیه الفخیم + مولی البلاغة والبراعة + مالک ازمة
الطرس والیراعة + عالی الکعب کعبة المعالی + ذالی المجد الشامخ والعز المصمد والمحل الطالع
صاحب المقام الرفیع + والجاه المنیع + المولوی عبد السمیع + فانه قد الی برساله فی
مجلس ذکر المیلاد + وسعی وجد فیها فاجاد + وهدی الناس الی سبل الرشاد وهاد
فساق اهل الافاق وساد + وسد موارد الغی والفساد + اللهم بارک له فی زرقه
وسناته وانشر للناس برده وعوارفه وبرکاته +

لکھنؤ صورة ماجره زین العلماء سراج الادباء الذی هو فی عصره وحیدوفی دهره فرید
مولنا ابو الغناء محمد عبد المجید البقاء الولی الحمید وهو النجل السعید الکریم لمولنا الحافظ
شاه ابی الحیا محمد عبد الحلیم ابن مولنا ابی البقا محمد عبد الحکیم ابن مولنا ابی العیش محمد
عبد الربانی بن ملک العلماء ابی العباس مولنا عبد العلی بحر العلوم اللکهنوی الفرنگی

محلی غفر اللہ لهم اجمعین واعلی درجاتهم فی اعلی علیین بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ اکبر اللہ اکبر
انا اذل واللہ افقر هو خالق الغرو الغناء وانا فی غایة الذل والعناء تعالی اللہ شاه علوا کبیرا
لا یستطیعون ثناء علیه ولو کان بعضهم لبعض ظهیرا یتوالی مراحمه علینا بلا وقف فی اللیل والیوم
یدبر الامور کلها ولا تاخذه سنة ولا نوم وهشت اللباب عن عد نعمائه وطاشت الحلوم و
بردا لعقل عن حد آلائه وتبلدت الفهوم عن همتنا قاصرون حد التصور ومکابره فالیقه من الحصر فکیف احمده علی شانه واطرح الادب وکیف لا احمد حال تواتر نعمه فیا عجبا بعد العجب و
آن تعدوا نعمة اللہ لا تحصوها منها انوار ساطعه وعجالة نافعه اعنی هذه الرسالا الجمیعه والرقیمة الغریبه
فحاویها لالقه ومعانیها فائقه مضامینها من الصدق والسداد مملوه والفاظها سلیمة
نفیسه حلوه تهدید لمن غشی قلوبهم الکدو الکید والریب وهدی للمتیقین الذین یومنون بالغیب
طریق الاستدلال فیها احسن الاسلوب اثبات وعاویها قوت القلوب تمیل الیها النفوس
کما ترغب الی الماکل والملابس بل تجلبها جلب مغناطیس فللہ در من صنفها ولله احسن من
صرف فیها الاوقات والفها لما جارت للطالعه ورایت منها اوراقا معدودة وجدتها مرغوبة
اللبیب ومحمودة فنظرت نظرة بالاجمال والاستعجال ومغنی من الامعان العلل اللاحقه والاهمال
فغرقت فی المطالعة عن الاستیعاب واکتفیت علی عدة اوراق من الکتاب وعلیه حمدت الهه
قاضی الحاجات ولیس حمدی الا حرکة الشفة واللهاة واعتذر الی جنابه من من التقصیر اعتذار
البائس العاجز علی باب الامیر وارجو منه ان یعید علینا سوابق النعم ویزیدنی لواحق الکرم
واصلی واسلم علی رسولنا وشفیعنا محمد الهادی الی سبل السلام وعلی آله وعلماه الانام واصحابه حماة
الاسلام وانا الراجی رحمة ربه الوحید ابو الغناء محمد عبد الحمید ابن مولنا المولوی الحافظ
شاه ابو الحیا محمد عبد الحلیم علیه رحمة اللہ الرحیم

محمد عبد الحمید ابو الغناء

جناب مولنا عبد الحی صاحب لکھنوی فرنگی محلی کا تصدیق فرمانا اس
کتاب کو جیسا کہ اونکے شاگرد مولوی سعید الدین صاحب لکھتی ہیں

صورة ماقرظه التقی الزکی الفطین العالم العامل المتین الزرین المولوی سعید الدین احمد من بخیا
بلدة رامفور ضلع سہارنفور وہو من ارشد تلامذة مولنا عبد الحی اللکہنوی المغفور

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ الذی انعم علی الناس ببعثة محمد خیر العباد وجعل مقدمہ قرة
للعیون ومسرة للفواد والصلوة والسلام علیہ وعلی آلہ واصحابہ صلوات وسلاما لایحیط بہا
امد ولااعداد صلوات تنفطر یوم لاتجزی الاب عن الاولاد ولایحمل الابناء عبأ آبائہم
والاجداد اما بعد فیقول احقر العباد محمد المدعو بسعید الدین غفر لہ ربہ یوم التناد ان من اطیب
ماستیلذہ الفواد ویلتاع الیہ الاکباد وذکر سید العباد ومالہ من محاسن اخلاقہ ومبتجزاتہ واداء
صلاتہ عند المیلاد فمازمن جری علیہ والاہ وخاب من جحدہ وعاداہ فمن الذین اجموہ وذکروہ
واستحسنوہ وابرموہ المولی الفاضل البارع الکامل ذو الکعب العالی والباع الرحیب المصقع
الادیب الاریب صاحب الشرف الرفیع المولوی محمد عبد السمیع قد اتی برسالة نافعة موسومة
بالانوار الساطعة فاکب العلماء علی مدحہا وتحسینہا واثنوا علی مافیہا من الثناء من کل سنیہا
وشنیہا منہم استاذنا المشہور المولوی محمد عبد الحی اللکہنوی المغفور فانی فد عرضت تلک
الرسالة علیہ فاستحسنہا واستجادہا واطلہا محل الارشاد وقال ان ہذا الکتاب جامع جمیع الاقوال
فی ہذا الباب وسلک فیہ مولفہ مسلک الصدق والسداد واجتنب عن سوء القول والعناد
صلی اللہ علی النبی وآلہ الامجاد ۞

بلندہ ضلع فتحپور مہوا صورة ماطرزہ رافع اعلام الدین امام العابدین موید اہل السنة
والجماعة مبدد اہل البدعة والشناعة مولنا القاضی **محمد عبد الغفور** ادام اللہ فیوضہ علی الدوام
بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ الذی ایدا اہل الحق والصدارہ وہزم اہل البطلان واستمراره و
الصلوة والسلام علی حبیبہ الذی قلع الضلال الفساد وبنیانہ وعلی آلہ واصحابہ الذین شیدوا
قصر الرشاد وارکانہ اما بعد فانی طالعت الکتاب المسمی بالانوار الساطعة فی بیان المیلاد و
الفاتحة الذی صنفہ العالم الجلیل والفاضل النبیل عدیم العدیل فقید المثیل مولانا القدیر الحافظ

المولوی محمد عبد السمیع حماہ اللہ تعالی عن شر کل غبی نزیع وغوی وجمیع فوجدتہ اجمع الاہل
السنة والجماعة وبفیدا لاصحاب الدرایة والبدایة ماة لدار الضلالة وماتمالاسنان اہل الغوایة
فجزاہ اللہ بسجایاہ احسن الجزاء ووقاہ جمیع البلا حیث افہم الباغین اتم الافہام وافحم
الطاعنین اکمل الافحام لبین الکلام وحسن النظام فمن انصف واقبل جل ومن تعسف و
ادبر ذل فقط حرره الفقیر المشہور بمحمد عبد الغفور المتوطن بقصبہ لمبنده ضلع فتحپور ۞

کانپور صورة ماقرظه ونظمه مجمع الفواضل العالم العامل العارف الکامل لذاکر الشاغل
المتواضع الفاضل مولنا شاہ **محمد عادل** عم اللہ فیضہ الشامل الی یوم الرجف والزلازل
کان اخذ العلوم حین التعلم من علام المحقایق والاکناہ مولانا شاہ سلامت اللہ وہو من غمش العلماء
مولنا شاہ عبد العزیز الدہلوی رحمہما اللہ العزیز القوی - بسم اللہ الرحمن الرحیم حمدا لمن
وفق محبی حبیبہ الکریم الذی ولد فی خیر البلاد وہو مشفع الخلائق فی المعاد ومعقد مجالس المیلاد
وجعل الجحیم ماوی مبغضہ اللئیم الذی ہو معدن الشر والفساد واعد لاعدایہ سود الاکباد شرابہ
جہنم یصلونہا فبئس المہاد وانہ تعالی عزیز ملک برؤف جواد الذی انعامہ علی العباد غیر معلول
بعلل طاعات العباد وصلوة وسلاما علی من ہو باعث للایجاد ومبعوث لہدایة الثقلین الی
سبیل الرشاد واراہما طریق الرشاد سیدنا محمد افصح من نطق بالضاد الذی ہو الامام الہادی
امرہ ثابت باتباعنا اعظم السواد وعلی آلہ الامجاد واصحابہ افضلی الزہاد والی یوم التناد اما بعد
الذین رحماء بینہم وعلی الکفار اشداء وہم بذلوا جہدہم فی اشاعة دین الحق وصرفوا اموالہم و
انفسہم فی احیاء مع الکفرة الفجرة ذوی النفاق والعناد وبعد فیقول العبد الناحل الخامل
محمد عادل عاملہ اللہ سبحانہ بفضلہ الشامل وجعلہ من الامنین یوم الرجف والزلازل لما وصلح
حالہ بلطفہ الکامل فی العاجل والآجل انی قد رایت مواضع مشتی من ہذا الکتاب المترجم
بالانوار الساطعة فوجدتہ اوفق لمعتقدات اہل الحق ماذکر فیہ فہو بالمتابعة احری واحق
لان الحق بالاتباع احق قد رمت مطالبہ بتقریر الطف وادق وبینت مسائلہ ببیان شاف

الی الذہن اسبق کیف لا وقد صنفہ من ہو جامع بین المنقول والمعقول حاو للفروع والاصول اسوۃ اصحاب المنتہی صاحب الدرجات العلی الذی قد خص بالعلم الوسیع وہو ذو الشان المنیع والمکان الرفیع عنی مولنا عبد السمیع سمع اللہ لمسئولہ واستجاب بغیتہ لمدعوہ ومتع ارباب الاسلام بطول بقائہ ویسر تمنانا بتیسیر لقائہ جزاہ الہہ الولی الوہاب عنی وعن جمیع المستفیدین من ہذا الکتاب جزاءً وافی فجعل الجنۃ لہ المثوی وخیر مآب ثوابا من عند اللہ واللہ عندہ حسن الثواب ہذا والحمد للہ اولا وآخرا والصلوۃ علی النبی وآلہ باطنا وظاہرا۔

اکبر آباد - صورۃ ما کتبہ ذو المجد الظاہر والفضل الباہر غائص بحار التحقیق فارس مضمار التدقیق المشتہر المدعو بالاسنۃ والافواہ بمولنا **محمد عبد اللہ** اول المدرسین فی مدرسۃ اکبر آباد صانہ رب العباد عن شرور اہل التمنی والعناد - بسم اللہ الرحمن الرحیم - الحمد للہ العلی الاعلی الذی خلق الارض والسموات العلی والصلوۃ والسلام الاتمان الاکملان علی من دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی وعلی آلہ الابرار واصحابہ الاخیار الی ما دار الدوار وسار السیار اما بعد فلقد رایت کتاب الانوار الساطعۃ مشتملۃ علی تحقیقات فاخرۃ وتدقیقات فائقۃ تموس براہینہ علی افق التحقیق طالعۃ واقمار حججہ علی فلک التدقیق لامعۃ انوار دلائلہ وثمارہ علی الاکناف والاطراف ساطعۃ وموجہ البحر الطمطام والبحر القمقام اجاد بما اراد وسلک مسلک السداد واز حق الباطل والزیغ والالحاد وہدی الناس الی سبیل الرشاد اذ ہو ہاد ولا ہاد لکل قوم ہاد واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب وعندہ ام الکتاب نمقہ وقرظہ العبد الاذل محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ ما جناہ من الجناح فی المساء والقبلاح المدرس الاول للمدرسۃ الاسلامیۃ الواقعۃ ببلدۃ اکبر آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد فقط ۔

دہلی - صورۃ ما رقمہ الفقیف الجلال والحصیف البجال مروج عقائد الاسلام مفسر کلام الملک العلام مقدام فنون المناظرۃ والکلام والمعانی **المولوی ابو محمد عبد الحق**

مولف عقائد الاسلام والتفسیر الحقانی لازال فائزا بالمآرب الامانی بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی - میں نے رسالہ انوار ساطعہ کو دیکھا ہے اور اسکی چند الجات کو پڑھا ہے حقیقت مین مصنف ممدوح نی کمال متانت اور بڑی لیاقت سی بحث کی ہی اگر مبالغہ نہ سمجھا جائی تو مین کہہ سکتا ہون کہ اس مسئلہ مین یہ رسالہ بی نظیر ہے اور اسکی تحریر مین حق بجانب مصنف ہی محفل میلاد خصوصًا اس پر آشوب زمانہ مین نہایت نیک کام اور باعث ترویج اسلام بین العوام ہی اب جو لوگ اس محفل متبرک مین بعض بدعات کا ارتکاب کرتی ہین یہ انکا قصور ہی اس الزام سی یہ کام برا نہین ہو سکتا بنا رمساجد ومدارس جو بالاتفاق امر مستحسن ہے اگر اسمین کوئی بدعات کا ارتکاب کرے تو کیا اس سے کوئی اس نفس فعل کو برا کہہ سکتا ہی نہین ہرگز نہین میری نزدیک جس فریق نے بدعت سیئہ کی معنی یہ لئی ہین (کہ قرون ثلثہ کی بعد جو بات پیدا ہوئی ہی وہ بدعت سیئہ ہے) اونی بڑی غلطی کی پھر جس نی اس بنا ر فاسد پر تکفیرات کی ہین اور اسکی پیروون نے انکو کالوجی من السماء سمجھہ لیا ہے وہ اور بہی غلطی مین پڑ گئی ہین واللہ الہادی وہدیہ ازمتہ المقاصد والمبادی - ابو محمد عبد الحق ۔

ایضًا دہلی - صورۃ ما وشاہ ونہمہ الفاضل الخبیر والناقد البصیر قدوۃ ارباب التدریس التذکیر اسوۃ اصحاب التحریر والتقریر الکریم ابن الکریم ادام اللہ تعالی حفظہ ومجدہ واللہ در المتبع سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مولانا **محمد یعقوب** ابن خازن العلوم مولانا محمد کریم اللہ الدہلوی التلمیذ الرشید لمولنا شاہ عبد العزیز الدہلوی خصہم اللہ بالفیض الہبی والاجر السنی ابو العزیز الکریم بسم اللہ الرحمن الرحیم - الحمد للہ علی انعم علینا ببعثۃ سید الانبیاء محمد المصطفی والصلوۃ والسلام علی رسولہ المجتبی وآلہ المرتضی واصحابہ المتہدی وعلی الائمۃ الکرام المقتدی وبعد فیقول العبد الراجی رحمۃ اللہ علام الغیوب محمد یعقوب حفظہ اللہ عن الکروب فقد اطلعت علی الرسالۃ الرشیقۃ والمجالۃ الانیقۃ المسماۃ بالانوار الساطعۃ

فی بیان المولود الفاتحۃ التی الفہا العلامہ ذوالمحامد والمناقب الرای الثاقب جبا
القمام المنیع المولنا محمد عبدالسمیع صانہ اللہ عن کل خصم شنیع فوجدتہا صحیحۃ وموافقہ لمذہب
اہل السنتہ والجماعۃ ومملوۃ بالروایات المقبولۃ المرضیہ فمن وافقہا فہو منا ومن خالفہا
وردا فلیس امرہ برشید وماقولہ لسدید وکیف فانہا مشحونۃ بالدلائل الساطعہ والبراہین
القاطعہ والمطالب النفیسۃ والمآرب المنیفہ المرویۃ عن الفضلاء والکبراء نسئل اللہ تعالی
ان یرزقنا اتباعہم وآخر کلامنا وختم مرامنا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالی
علی خیر خلقہ سیدنا محمد خاتم النبیین وآلہ الطاہرین واصحابہ الظاہرین ۞ فقط

رڑکی ۲۱ - صورۃ مازبرہ ابحر السامی والبحر الطامی الفاضل الوقاد والکامل النقاد الثقیف
الشریف الحصیف اللطیف مولنا **محمد عبدالحق** السہارنوری المقیم فی رڑکی
للتدریس ونشر العلوم سلمہ اللہ القادر القیوم - بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ علی نوالہ
والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ - اما بعد احقر الخلایق عبدالحق عفی عنہ ملتمس خدمت
اہل اسلام ابقاہم اللہ الی یوم القیام ہی کہ کتاب لاجواب سراپا بتحقیق وصواب مسمی بہ
انوار ساطعہ مولفہ فاضل اجل عالم باعمل مولوی محمد عبدالسمیع صاحب رامپوری دام فیضہ نظر احقر
سے گذری - الحق مولف موصوف فی جزاہ اللہ خیر احسبتہ للہ بطور سعی فی الدین یہہ کتاب
ایسی تحریر فرمائی ہے کہ جسکے مطالعہ سے ایمان والونکی آنکھونمین نور اور دلون مین ترقی
ایمانکا سرور ہی ہان جو معاندین حق اور پیروان باطل سی ہی وہ بلاشک اس سے
متوحش اور نفور ہی سو ایسی خیرہ چشمونکی خواہش سے آفتاب کا سیاہ ہونا ممکن نہین اگرچہ
سطوع انوار سے اونکی آنکھونمین خیرگی ہو اور خاصہ طبعی سی دلونمین تیرگی آوی ؎
نورگیتی فروز چشمۂ مہر ۞ زشت باشد بچشم موشک کور ۞ پس اگر چند فضول گو
ہفوات وخرافات بکین اور فضول باتون سے اوراق سیاہ کرینکو تحریر جواب نام رکہین
تو اونکی ناکامی اور عالم مین بدنامی خود ظاہر ہا ہر ہے اہل نظر اور ارباب بصیرت کو ایسی

بے بصرونکی شکایت نہین کہ وہ نور کو ظلمت اور سنت کو بدعت اپنی کجی باطل وجہالت سے
قرار دیتی ہین اور نور اسلام کو زایل اور حق کو باطل کرنا چاہتی ہین واللہ متم نورہ ولو کرہ
الکافرون وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ۞

میرٹھ ۲۲ - صورۃ ماقرظہ الشیخ النجیب الحسیب لشاعر اللبیب لادیب المتمسک بعقائد
اہل الفوز والفلاح المتشبث باعمال اہل الخیر والصلاح المشہور بالمولوی **ابو محمد صادق علی**
مداح سلم خالق الاشباح والارواح - ای بہار آرای جہنستان کون ومکان تیرا
ہزار ہزار شکر اور لاکہہ لاکھ احسان انوار ساطعہ کی تجلی ریزی کی گلہای تر وتازہ سی
مشام آرزوی مشتاقان دوبارہ معطر ہوا اور اس تجلی زار کی جلوات خورشید اثر سے
ایوان مراد عاشقان کا در ودیوار منور ہوا اللہ اللہ کیا کتاب ہے جسکے ہر ادا الاجواب
ہر لفظ کی یہہ ین جلوہ ریز نور ہر معنی کی تجلی تماشای طور ہر سطر اسکی سفہای بی ادب
کے لیے تازیانہ ہدایت ہے ہر صفحہ اسکا صلحای صافی مشرب کی واسطی آئینہ رونمای
سعادت ہی یہہ کتاب تعلیم غیبی کا وہ نادر سبق ہے جسکی فیوضات کا جوش آئینہ
اسرار ہ بطبق ہی یہ اوس شہسوار میدان دین وایمان کا عالی نشان ہے جسکی
یکہ تازی سمند تحقیق سی کشور وہابیت پامال ویران ہی وہ خضروادی تحقیق ہادی
منازل تدقیق بالانشین صدر رفیع جناب مولنا مولوی عبدالسمیع ہین سبحان اللہ
دلایل وہ مدلل کہ جای گفتار نہین براہین وہ مبرہن کہ مقام انکار نہین عاشقان
رسول مقبول نبی اوسی آنکھونسی لگایا عالمان معقول ومنقول نبی مستند ہیرا سنیون
کا یہہ مذہب صوفیونکا یہ مشرب علمای ہند سی تا مفتیان حرمین الشریفین سب اوسکی
قائل ہر خانوادہ کا صوفی اوسپر جان ودل سے مائل علی الخصوص وہ بلبل بستان حجاز
یعنی مکہ معظمہ کا مفتی حنفی بلاغت طراز دیکہو کس خوش آہنگی سے زمزمہ پرداز ہے ؎
انزہ ربی عن مقالہ کاذب ۞ کفر بما سمی براہین قاطعہ ۞ وما حکمہ فی ذاسوی ضربۃ مرۃ

بسیف لہ فی الحق انوار ساطعہ ۔ یباعد منہا راسہ عن مکانہ ۔ وتبقی لاہل الزیغ والجہل قامعۃ یہ اشعار ملیح بطرز تلمیح حضرت مفتی حرم محترم اون فتاوی کی ذیل مین رقم فرمائی ہین جو مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری نے درباب رد مسایل کتاب براہین قاطعہ مواہیر علماء حرمین شریفین سے شائع مین مستند کرائی ہین اور یہ بات ان اشعار آبدار سے آشکارا ہے کہ مولف براہین قاطعہ بالکل کاذب وکفور اور اوسکا گروہ اہل جہالت واہل زیغ ہے اور کتاب انوار ساطعہ راہ حق مین مخالفین حق کا سر کاٹنے کے لیے تیغ بیدریغ ہے الہی اس کتاب مستطاب کی شہرت ومقبولیت جلوہ آرای اوج کمال ہو اور اسکے ناظرین وسامعین کا دل لذت یاب کیف جلال وجمال ہو آمین یارب العالمین ۔

مولف کہتا ہی کہ تقاریظ نقل کرتی کرتی بہت تھک گیا اور ابھی علماء عصر کی بہت تحریرین آئی ہوئی باقی ہین جناب مولوی عبدالخالق صاحب اور عبدالمجید صاحب جو دونون حضرت بحرالعلوم قدس سرہ کی اولاد امجاد ہین اور مولوی عبدالوہاب صاحب خلف الصدق حضرت مولینا عبدالرزاق صاحب رحمۃ اللہ علیہا اور مولوی محمد ابراہیم صاحب اور مولوی محمد عبدالباقی صاحب اور مولوی محمد عبدالعزیز صاحب یہ سب حضرات عالیدرجات بلدہ لکھنؤ محلہ فرنگی محل کی علماء باوقار ہین رفع اللہ درجاتہم ونفع المسلمین بعلومہم اور میری مشفق کرمفرما مولوی محمد عبدالعلی صاحب مدراسی دام فیضہ اور مولینا شاہ محمد سکندر علی صاحب خلیفہ حضرت شاہ عبدالسلام مہسوی رحمۃ اللہ علیہا سوا انکی اور بھی مرادآباد دہلی اور بمبئی وغیرہ کی علماء رحمہم اللہ عنا خیر الجزاء سبھون نے ارسال تقاریظ سے اس ذرہ بیمقدار کو مشرف فرمایا لیکن مجھکو بعض عقلاء دوراندیش نے یہ سمجھایا کہ ان سبکی مطبوع ہونی ہین بہت طول ہوگا اور لمبی تحریرون کی دیکھنی سی ہر ناظر بدواشتہ خاطر اور ملول ہوگا بنا رعلیہ مین اون حضرات کی خدمت والا درجت مین نہ مطبوع ہونی تقاریظ کا یہ عذر اونکی توجہ اور بذل عنایت تقریظ نگاری کا صیمم قلب سے شکر

ادا کرتا ہون مگر ایک تقریظ جسکو خاتم التقاریظ کہنا بجا ہے اگرچہ اوسکا پہنچنا میری پاس آخر مین ہوا ہے لیکن اوسکو شرف تقدم ذاتی کا حصہ ہے وہ ہر ایک بشر کو مطبوع ہی اور سبھکا دل اسکے مطبوع ہوجانی پر رجوع ہی اور کیون نہو تمام عرب وعجم وہندوستان ومع قسطنطنیہ ومصر وشام وغیرہ مین وہ حضرت مشہور ہین اور آوازی آپکی فضایل کی دور دور مین حضرت سلطان روم تی بکمال اشتیاق وآرزو آپکو مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفا سے دوبار بلایا اور آپکا اجلال واعزاز اعلی درجہ پر ظاہر فرمایا چنانچہ تمام اخبار نگارون نی ممالک ہندوستان وغیرہ مین جابجا اس خبر کو شایع کیا اور پہلایا اور نیز حضرت سلطان نی جناب شیخ الاسلام مفتی الانام مولنا احمد اسعد افندی کی تجویز سی (پایہ حرمین شریفین) اونکا خطاب مقرر فرمایا اور فرمان شاہی مین آپ کو الفاظ (اقضی قضاۃ المسلمین اولی ولاۃ الموحدین) وغیرہ القاب عالیہ سے یاد کیا جاتا ہے آپ میری اساتذہ مین اول استاذ ہین کہ درس مسلم عربی شروع آپ سے کیا اور تصحیح عقاید اہل سنت کا حصہ بھی آپ ہی نیا طرفہ تریکہ اس دیس کی رہنی والون مین جو صاحب میری مقابل اور مجادل ہوکر میلاد مقدس حضرت محبوب رب العالمین کی توہین کرتی ہین وہ بھی حضرت مولینا کو مانتی ہین ازانجملہ کتاب براہین قاطعہ گنگوہی کی صفحہ اٹھارہ سطر چار مین حضرت کا نام اس ادب سی لیا ہی کہ (ہمارے شیخ الہند مولوی رحمت اللہ) پھر صفحہ دوسو چھبیس کے دوسری سطر مین لکھا (اب مولوی رحمت اللہ صاحب تمام علماء مکہ پر فائق اور باقرار علماء مکہ اعلم ہین) بھلا یہ صاحب بھی جب حضرت کو اپنا شیخ الہند تسلیم کرچکی اور دہر عرب کی جمیع علماء پر ترجیح ترقیم کرچکے اب حضرت کی تصدیق کمال درجہ کو پہنچگئی اور آپ کی فضیلت کیا ہندوستان کیا عرب

سب جگھ کی علماء پر خود ہماری معاصرین کی اقرار سے ثابت ہوچکی بنا علیہ انکی
تقریظ کا آخر تقاریظ مین چھاپ دینا مجادلین کی اوپر آخر درجہ کی حجت
سمجھتا ہون علاوہ برین حضرت مولینا کی حکم کی تعمیل اوا کرتا ہون کہ آپنی مکہ معظم
زادہا اللہ شرفاً وتکریماً سی اسکو روانہ فرماکر مجھیکو مشرف فرمایا اور مخدومی مولوی
منور علی صاحب مہاجر مقیم مکہ معظمہ کا یہ نوشتہ آیا کہ حضرت مولینا ارشاد فرماتی ہین
چونکہ کتاب درمنظم اور کتاب انوار ساطعہ کا اصلی مدعا اثبات مولد وقیام مین ایک ہے
اسلئے میری طرف سی تقریظ دونون کتاب کی ایک ہی وہ تقریظ یہ ہے تقریظ
مجدد زمان پایہ حرمین شریفین شیخ العلماء حضرت مولنا رحمۃ اللہ مہاجر مکے مدالله ظله العالی مدی الایام واللیالی
اس رسالہ کو مینی اول سی آخر تک اچھی طرح سنا اسلوب عجیب اور طرز غریب بہت ہی
پسند آیا اگر اسکی وصف مین کچھ لکھون تو لوگ اوسی مبالغہ پر حمل کرینگے اسلئے
اوسی چھوڑکر دعا پر اکتفا کرتا ہون کہ خدا تعالی اسکی مصنف کو اجر جزیل
عطا فرماوی اور اس رسالہ سی منکرون کے تعصب بیجا کو توڑی اونکو راہ راست
پر لاوی اور مصنف کی علم اور فیض اور تندرستی مین برکت بخشی اور میرے اساتذہ
کرام کا اور میرا عقیدہ مولد شریف کی باب مین قدیم سے یہی تہا اور یہی ہی بلکہ بحلف
صحیح صحیح ظاہر کرتا ہون کہ میرا اراوہ یہ ہے کہ ع برین زیستم ہم برین بگذرم
اور عقیدہ یہ ہے کہ انعقاد مجلس میلاد بشرطیکہ منکرات سی خالی ہو جیسی تغنی اور
باجا اور کثرت سی روشنی بیہودہ نہ ہو بلکہ روایات صحیحہ کی موافق ذکر معجزات اور
ذکر ولادت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سنے کیا جاوی اور بعد اوسکی اگر طعام پختہ یا شیرینی
ہی تقسیم کیجائی اوسمین کچھ حرج نہین بلکہ اس زمانہ مین جو ہر طرف سی یاد یونکا
شور اور بازارون مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکی دین کی مذمت کرتی ہین

اور دوسری طرف سی آریہ لوگ جو خدا اونکو ہدایت کری یاد یون کیطرح
بلکہ اونسی زیادہ شور مچا رہی ہین ایسی محفل کا انعقاد اون شروط کی ساتھ جو مینی
اوپر ذکر کی اسوقت مین فرض کفایہ ہی مین مسلمان بھائیون کو بطور نصیحت کہتا
ہون کہ ایسی مجلس کرنی سی نہ رکین اور اقوال بیجا منکرونکی طرف جو تعصب سے کہتی ہین
ہرگز نہ التفات کرین اور تعیین یوم مین اگر یہ عقیدہ نہو کہ اس دن کی سوا اور دن جایز
نہین تو کچھ بھی حرج نہین اور جواز اسکا بخوبی ثابت ہے اور قیام وقت ذکر میلاد
کی چھ سو برس سی جمہور علماء صالحین نے متکلمین اور صوفیہ صافیہ اور علماء محدثین نے
جایز رکھا ہی اور صاحب رسالہ نی اچھی طرح ان امور کو ظاہر کیا ہی اور تعجب ہے ان
منکرون سی ایسی بڑی کہ فاکہانی مغربی کی مقلد ہوکر جمہور سلف صالح کو متکلمین اور
محدثین اور صوفیہ صافیہ سی ایک ہی لڑی مین پرو دیا اور اونکو ضال مضل بتلایا اور
خدا سی نڈری کہ انہین اون لوگونکی استاد اور پیر ہی جنکی مثل حضرت شاہ عبد الرحیم
دہلوی اور اونکی صاحبزادی شاہ ولی اللہ دہلوی اور اونکی صاحبزادی شاہ
رفیع الدین دہلوی اور اونکی بھائی شاہ عبد العزیز دہلوی اور اونکی نواسی حضرت مولینا
محمد اسحق دہلوی قدس اللہ اسرارہم سبکی سب انہین ضال مضل مین داخل ہوی جاتی ہین
اف ایسی تیزی پر کہ جسکی موافق جمہور متکلمین اور محدثین اور صوفیہ سے حرمین اور مصر
اور شام اور یمن اور اور دیار عجمیہ مین لاکھون گمراہی مین ہون اور یہ حضرات
چند ہدایت پر سیا اللہ ہمین اور اونکو ہدایت کرا اور سیدھے رستہ پر چلا آمین ثم آمین
اور وہ جو بعضی میری طرف نسبت کرتی ہین کہ عرب کے خوف سی تقیہ کی طور پر سکوت کرتا
ہون اور مظاہر نہین کرتا بالکل جھوٹ ہی اور اونکا قول مغالطہ دہی ہی مین بحلف
کہتا ہون کہ مینے کبھی حضرت سلطان کی سامنی جو میری نزدیک خلاف واقع ہو اونکی
رعایت یا اونکی وزراء وامراء کی رعایت سے کبھی نہین کہا بلکہ صاف صاف دونون فریق مین

جو مین بلایا گیا ہون کھتا رہا ہون اور کبھی خیال نہین کیا کہ حضرت سلطان المعظم یا اونکے
وزرا امرا ناراض ہونگی اور میرا جھگڑا اور گفتگو جو عثمان نوری بادشاہ کہ بڑے
بادشاہ جہیب اور زبردست تھی اور اپنے حکم کی مخالفت کو بدترین اُمور کا سمجھتے تھے
میری گفتگو سخت جو مجلس عام مین آئی تمام حجازوالی خاصکر حرمین بڑی چھوٹی سب کے
بخوبی جانتی ہین بلکہ اگر مین تقیہ کرتا تو ان حضرات منکرین کے خوف سی تقیہ کرتا
مجھے یقین ہی کہ جب انکی ہاتھ سے امام سبکی و جلال الدین سیوطی اور ابن حجر اور
ہزارہا علمای تقوی شعار خاصکر اونکی استادون اور پیرون مین شاہ ولی اللہ وغیرہ
قدس اللہ اسرارہم نچھوٹی تو مین غریب نہ اونکے سلسلہ استادون مین داخل ہون اور نہ
سلسلہ پیرون مین کسطرح چھوٹ سکتا ہون ہرگز حسی تفسیق اور بلکہ تکفیر مین تصور نکرینگے پر
اونکی ان حرکات سی نہین ڈرتا اور جو میری ان اقوال کی تائید اور مندرجہ ذیل رسالہ
جا بجا تحریر فرمائی ہی اسی پر اکتفا کرتا ہون واللہ اعلم و علمہ اتم فقط امر بقیہ وقال لفقیر
الراجی رحمۃ ربہ المنان محمد رحمت اللہ بن خلیل الرحمن غفر لہما اللہ المنان رحمت اللہ

اختتام کتاب بکلمات طیبات مرشد زمان ہادی دوران حضور مرشدی ومولائی نقشبندی ورجائی المشتہر بالاسنتہ والافواہ الحافظ الحاج المہاجر مولانا شاہ امداد اللہ متع الہ المسلمین بامدادہ وارشادہ وتقواہ

بعد حمد وصلوۃ فقیر حقیر امداد اللہ عرض مینماید کہ درینولا چیزی کیفیت اعتقاد
مذہب مشرب خودکہ جامع شریعت وطریقت میدانم بقلم آوردن مناسب نمود وباید
دانست وملحوظ باید شنید کہ فقیر مدعی مذہب حنفی ومشرب صوفی است اگرچہ در دعوی خود دلیل نمیخواہد
مگر خود را حنفی مذہب صوفی مشرب میگوید ومیشمارد زیرا کہ فقیر را از راہ عقل ونقل کشف
محقق ومعلوم شدکہ ہر قدر کہ فہم معانی قرانی وادراک حقایق ومعارف کلام الہی جل شانہ
وفہم وادراک حدیث مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم این دو گروہ یعنی علمای مجتہدین احناف ومحققان

ومشایخ صوفیہ را حاصل ونصیب است دیگران این درجہ ندارند کہ از یک مسئلہ مسایل کثیرہ استخراج کردہ اند
وپشت پناہ دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم گشتہ اند رضوان اللہ علیہم اجمعین لہذا فقیر بدل متعلم ہر دو
فریق موصوف گشتہ مذہب ومشرب ایشان اختیار کردہ شد فواید بسیار ظاہری وباطنی حاصل کردہ است
ومیکند وہوالموفق ونستعین پس معتقد ومختار فقیر آنست کہ دران مسئلہ کہ این ہر دو فریق متفق اند
یعنی احناف وصوفیہ فقیر بی تکرار وبحث بدل قبول نمودہ بران کاربندی میشود ودران مسئلہ کہ ایشان
موصوفین با اختلاف واقع شدہ دران مسئلہ دیدہ خواہد شد کہ اگر آن اختلاف در حقایق ومعارف
توحید است رجوع بصوفیہ کرام رحمہم اللہ تعالی کردہ خواہد شد زیرا کہ این گروہ محققین واہل کشف
ہستند وفریق ثانی نظر وفکر عقلی را داخل میدہند واگر اختلاف در مسایل عبادت ومعاملات است
دران نیز غور کردہ خواہد شد پس اگر آن اختلاف در مسایل اعمال جوارح تعلق دارد باہل ظاہر
حنفی رجوع کردہ آید واگر اختلاف در اعمال قلبی ست رجوع بصوفیہ خواہد شد (دستور العمل حضور مرقوم شد)

وقال وام ارشادہ وامدادہ از فقیر امداد اللہ عفی اللہ عنہ بخدمت بابرکت جناب مولوی نذیر احمد خان صاحب سلمہ اللہ تعالی

بعد سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آنکہ نامہ مودت شمامہ جناب عالی مرسلہ ۱۲ ماہ رجب
در ایک پرچہ مطبوعہ مدینہ مجتبائی المطابع شہر میرٹھ جو فقیر کی خط سی منسوب ہے جناب مولوی غلام بیگ صاحب
کی ہاتھ پہونچا فقیر کا یہ مسلک نہین ہے کہ اہل اسلام کی تکفیر پر جرات نہین کرتا بلکہ ایسی تکفیر کو
اصلا وبہیچ وقات کہ حماقت بلکہ خسران وخذلان کا موجب سمجھتا ہی ہان اگر ممکن ہو تاویل کو موجب
سمجھتا ہے بشرطیکہ سواد اعظم کی خلاف نہو وفقیر صلح بین المومنین کا بدل خواہان ہے اور اپنے احباب
بھی فقیر کی یہی نصیحت ہے کہ نزاع سی کنارہ کش رہین اور مسایل مختلفہ فیہا مین سواد اعظم کا اتباع کرین
اگرچہ وہ مسئلہ اپنی تحقیق کی مخالف ہو کیونکہ سواد اعظم علما ومشایخ کا خلاف تنزل مرتبہ ایمانیہ کا
موجب اور انحطاط کمالات کا مثمر ہی ۱۲ اس خط مین یعنی خط مطبوعہ مجتبائی المطابع مین جو فقیر کے خلاف ہی اونکی
تصریح کرتا ہون جو اہل مین امکان وقوع کا فرق بتایا گیا ہی فقیر کو اوس سے اتنا معلوم ہوا کہ کذب کا
نقایص مین ہونا متفق علیہ ہے پر ذات مقدس باریتعالی کی طرف نقص کا استناد کسطرح جایز ہو سکتا ہے گو

برسبیل امکان ہے سبھی جواب ہے نہ یہ انما انا بشر مثلکم الخ کا منکر کوئی اہل اسلام نہین ہے بلکہ یہی اعتقاد
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشر ہین جیسے حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد مین ہین اگر
ایسا ہی کہ کوئی بشر سمجھکر بڑا بھائی کہنی لگی ایسی اوسکی اور کیا گستاخی زبان سے نکالی یہ البتہ خوب
خدا لگتی ہے فقیر کی اعتقاد مین تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشرف المخلوقات ہین اور باعث ایجاد کائنات
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر جواب ثالث کی تصریح یہ ہے کہ فقیر مجلس شریف میلاد مبارک کا مہینہ کیا
معمولاً علماء ثقات صلحاء ومشایخ کرام بارہا اقرار کر چکا ہی اور اکثر اوسکا حاصل ہے جیسا کہ فقیر کی دیگر
تقریرات وتحریرات سبھی یہ مضمون ظاہر ہے فقیر کو اس مجلس شریف کی باعث حسنات وبرکات
کی معتقد ہونیکی علاوہ یہ عین الیقین ہے کہ اس محافل مبارک مین فیوض الانوار وبرکات رحمت
الہی کا نزول ہوتا ہی جواب رابع مین فقیر کا یہ عقیدہ ہی کہ علماء حرمین شریفین کے تو مین
شرعاً ہرگز جایز نہین اور اونکا اتفاق کسی مسئلہ شرعی مین حجت سمجھتا ہون جیسا کہ بزرگان
سلف لکھتے آئی ہین جواب خامس فقیر ہمیشہ سے حنفی المذہب صوفی المشرب ہون یہ دعوے
ہے اگرچہ اپنی دعوی مین کامل نہو فقیر تقلید کو واجب جانتا ہی اور اسبات کو اچھا نہین جانتا
کہ کوئی حنفی المذہب ہو کر ایسی مسئلہ کی تایید کری جسمین حمایت لامذہبی پائی جاوی اور عوام
ضلالت مین پڑین (فقرات مندرجہ کرامت نامہ حضور مرشدی اسمی مولوی نذیر احمد خانصاحب
مدرس مدرسہ احمد آباد گجرات مرقومہ رمضان ۱۳۰۶ھ) **وقال دام ارشادہ وامدادہ**
ازامداد اللہ عفی اللہ عنہ بخدمت عزیزم پیری مولوی خلیل احمد صاحب بنیٹھوی وعزیز
مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی سلمہما اللہ تعالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تمام بلاد
ممالک ہند مثلاً بنگال وبہار ومدراس دکن وگجرات وبمبئی وپنجاب وراجپوتانہ و
راجپور وبہاولپور وغیرہ سبھی متواتر اخبار حیرت انگیز حسرت خیز اسقدر آئی ہین کہ جسکو
سنکر فقیر کی طبیعت نہایت ملول ہوتی ہی اسکی علت یہی ہرایک قطعہ دیگر ایسی ہے
تحریرات مین یہ آتش فتنہ انوار ساطعہ کی تردید سے مشتعل ہوئی کہ تمام عالم اوسکی حمایت

مین کھڑا ہوگیا۔ اللہ تعالی نی اوسکو کچھ ایسی مقبولیت عطا فرمائی کہ تمام ممالک علماء و
مفاتی نی ساری کتاب کو تہ دل ہی پسند فرماکر اوسپر اتفاق کیا دیکھو ہندوستان مین
سیکڑون مذاہب کفریہ وعقائد باطلہ مخالفین بیخ کن اسلام ظاہر ہوتی جاتی ہین
اور کیسی کیسی الزام واعتراض وشبہات وشکوک مذہب اسلام پر وارد کرتی جاتی ہین
پس ایسی وقت مین آپس کی مجادلہ کی جگہ اوسکی تردید کرنی چاہیئی اور قرآن شریف
کی خوبیان وفضایل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محامد ومکارم اخلاق وصفات
اوصاف کو ہر مقام وہر شہر وقریہ مین نہایت زور شور سی مشتہر کرنا چاہیئی ایسی تعلیم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محامد اوصاف ومکارم اخلاق کو مشتہر واشاعت عام
کرنیکے لیے ہر مقام مین محافل مولود شریف کا چرچا بڑا عمدہ ذریعہ ومستحسن معلوم ہوتا ہی (فقرات مندرجہ
کرامت نامہ حضور مرشدی اسمی پیری خلیل احمد صاحب ومولوی محمود حسن صاحب مرقومہ غرہ ذیقعدہ ۱۳۰۶ھ)
وقال دام ارشادہ وامدادہ انوار ساطعہ کی اکثر مسائل مین فقیر دل سے متفق ہوا
تو اللہ تعالی کی جناب مین بہت التجا ودعا کی کہ اللہ اگر مین ان مسایل مین صراط مستقیم پر
ہون اور حق بجانب ہون تو اس کتاب کو مقبول علماء دیار ومصار واہل اسلام کر چنانچہ ظاہر
ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اللہ تعالی نی اوسکو قبول فرمایا کہ تمام علماء حرمین شریفین بلاد اسلام اوسکی
مسایل مین متفق ہین اور خود کتاب کو بھی پسند کرتی ہین ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔
(مرقومہ دہم رمضان روز سہ شنبہ ۱۳۰۶ھ اسمی راقم الحروف) **وقال دام ارشادہ وامدادہ**
مین خود مولود شریف پڑہتا ہون اور قیام کرتا ہون اور اکثر وبیشتر یہ حال ہوا کہ بعد قیام سب
بیٹھ گئے مگر مین بے خبر کھڑا رہگیا بعد دیر کے مجھکو ہوش آیا تب بیٹھا (مرقومہ ۱۳ ربیع الآخر ۱۳۰۶ھ
اسمی راقم الحروف) **وقال دام ارشادہ وامدادہ** انوار ساطعہ را از اول تا آخر شنیدم و
بغور وتدبر نظر کردم ہمہ تحقیق را موافق مذہب مشرب خود وبزرگان خود یافتم (مرقومہ یازدہم رجب
۱۳۰۶ھ اسمی راقم الحروف) **وقال دام ارشادہ وامدادہ** فی الحقیقت نفس مطلب کتاب

انوار ساطعہ موافق مذہب و مشرب فقیر و بزرگان فقیر است خوب نوشتید جزاکم اللہ خیر الجزا

واصلوۃ و السلام علی رسول محمد و آلہ و اصحابہ و اولیاء امتہ اجمعین ۱۲ ۱۲ ۱۲

اللہ تعالی او شما و جمیع مسلمان را در ذوق و شوق و محبت خود و خاتمہ حسن خاتمہ نصیب کناد آمین (مرقومہ بست و دوم شوال ۱۳۱۰ اسی ہاتم الحروف) واضح ہو کہ اول انوار ساطعہ سنہ تیرہ سو دو مین مطبوع ہوا تھا رفتہ رفتہ کچھ مدت بعد مکہ معظمہ پہنچا اور حضرت مرشدی مولائی نی بتدریج اوسکو ملاحظہ فرمایا بعد ازان حضور نی جسقدر کرامت نامجات مکہ معظمہ سے رقم فرمائے سب مین یہہ مضمون تھا کہ اس کتابکے مسایل میری مشرب اور میرے مشایخ کی مشرب سے بالکل موافق و مطابق ہین پہر حضرت کی قبول فرمانیکی یہہ برکت ہوئی کہ یہہ کتاب مقبول عام ہوگئی سب سکو ہاتھون ہاتھ لیگئے ایک نسخہ باقی نرہا اور لوگونکا اشتیاق یہکہ دور دور سے مخطوط اسکی طلب مین آرہی ہین گلوگیری تمنائی مشتاقین نی مجبور کردیا کہ پھر چھپوائی جب بسلارشاد حضرت مرشدی نی مولائی انوار ساطعہ کی نظر ثانی سنہ تیرہ سو چہہ مین شروع کی لیکن اسقدر موانع اور حرج پیش آئی کہ العیاذ باللہ دو روز کام ہوا تو دو مہینی ناغہ گئی باری شکر اوس مولی عز اسمہ کا کہ انجام کار سنہ تیرہ سو سات مین اسکام سی فراغ حاصل ہوا والحمد للہ رب العالمین والصلوۃ علی شفیعنا خاتم النبیین اللہم جملنا بذکرک و ذکر حبیبک متلذذین و بآلائک و نعمائک فی الدنیا و الآخرہ قمعین آمین و الحقنا بالصالحین و ارزقنا شفاعۃ سید المرسلین و اعلنا الجنۃ بسلام فرحین وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ و نور عرشہ محمد و آلہ و اصحابہ و اولیاء امتہ اجمعین اللہم ارحمنا بہم برحمتک یا ارحم الرحمین فقط

یہ غلطیان بنظر سرسری نکالی گئین باقی قرائن سی معلوم ہوسکتی ہین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹	۳	حلت	علت
″	۴	حلت	علت
″	۱۱	ضعفہ	صفہ
۲۰	۲	ولی اللہ صباحب	ولی اللہ صباحی
۲۱	۱۱	مباعث	مباحث
۲۲	۱۶	یا اپنی بودگارون سے	یا اپنے مددگارون سے
۲۷	۴	فرائض	چند مسائل
۲۸	۱	ہو تلوح	تلوح صہ ۱۳۵ ہو
۳۲	۸	بدعتون	بدعتیون
۳۳	۶	شرح	مشرع
۳۵	۹	ارنداد	ارتداد
۳۶	۵	کرتی	کرنی
″	۹	مطرود	مطردہ
۳۸	۱۰	فہو	فہورد
۳۹	۵	لم یفتیم	لم یقیم
″	۸	فحدشتہ	محدثہ
۴۲	۹	نزک لاحب	نزک الاحب
۴۶	۱۸	ہی	نہی
۴۷	۱۹	فقیر	فقیہہ
۴۸	۸	دحاضربی	وحاضربی
۴۹	۶	کسلی اصوتی	کسی اصوتی
۵۲	۱۲	خیتز	حیز

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۵	۷	تالعین	مالغین
۵۶	۲	ان ہی	مان رہی
۵۷	۱۹	ان الانسان	ان للانسان
۵۸	۹	باہم جزیہ	باسم جزیہ
۷۰	۳	یہ دسل	یہ دلیل
″	۲۱	درقلیل	درجہ قلیل
۸۱	۱۱	مصنفون	مضفون
۸۵	۱۸	لیغی	لیفی
۹۱	۱	من حد	من احد
۱۰۴	۱۴	تقلہ رغبتہم	تقلہ رغبتہم
۱۰۵	۱	خوف الکی	خوف آلہی
۱۰۶	۷	الذی لیعجز	الذی لیعجز
۱۱۵	۷	سیتاز	امتیاز
۱۲۲	۱۶	حاصل	عاصل
۱۲۳	۱۱	الی امراً	الی امراۃ
۱۲۸	۷	علی الطلاقہ	علی الطلاقہ
۱۳۱	۱۴	کما للہاشمی	کما للہاشمی
۱۳۹	۲۱	بینوکنا	بینولنا
۱۴۲	۹	فلا تقصبن	فلا تقصبن
۱۴۴	۱۳	یبدبہم	یبدبہم
۱۵۵	۵	المشاہدو	المشاہدہ
″	۲۰	من اشین	من اشین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۷۰	۱۲	لمجدل	لمنجدل
〃	۱۳	لہا لنوضاء	لہا لنور اضاء
۱۷۸	۵	مفید	مقید
۱۸۲	۱۶	مخالف نہی	مخالف بہی
۱۸۷	۱۴	آیت بسطرح	آیت جسطرح
۲۰۴	۱	بقدرآہ	لقدرآہ
۲۱۳	۵	اورہ	اورنہ
۲۱۵	۴	اصل تحقیق	اہل تحقیق
۲۱۶	۲۰	بنام ہے	بنام ہوتی ہی
۲۱۷	۱۹	ایک دن	ایک دن رات
〃	۲۰	کرکہانا	کوکہانا
۲۱۹	۱۱	اس درسے	اِس ڈرسے
۲۲۲	۵	ترک	تبرک
〃	۶	سح الرالقہ	شیخ الطریقۃ
۲۲۴	۱۹	الیہ الہی	الیہاہی
۲۲۹	۱۹	صورت	صوت
۲۳۳	۳	دل این چنیرہا	اصل این چنیرہا
۲۳۴	۵	فلاری بیا	فلانری بہ با
۲۳۵	۱۹	غالب نہین	غائب نہین
۲۳۹	۷	عیض	غیظ
〃	۱۹	النبی ای ایمان	یعنی ہے ایمان
۲۴۸	۱۰	انشطام	انتقام
۲۶۱	۴	مستولہ	مسئولہ
۲۶۶	۸	یاجبذا	یاجبذا
〃	۲۰	اس سے	انس سے
۲۶۷	۱۱	وترفیقہا	وترفیقہا
۲۷۵	۸	رسالہ ورد	رسالہ مورد
۲۹۱	۴	حرثۃ	حریثۃ
۲۹۸	۲	المسترل	المستدل
۳۰۵	۴	القلہدد	القلہدم
۳۰۶	۸	ومن الکر	ومن انکر
۳۰۹	۱۸	والنی النبی	والنعی النبی
۳۱۱	۱۵	للتدرہ	للتدرہ
۳۱۲	۱	صورۃ ذرعہ	صورۃ مارعہ
〃	۶	ولیظہا فی	ولیظہا فی
〃	۱۴	قدانی	قدانی
〃	۱۶	فقاق	فقاق
۳۱۳	۱۳	ومغنی	ومغنی
۳۱۵	۱۴	ہواللانام	ہوللانام
۳۱۶	۱۵	ازحق	ازہق
۳۱۹	۲۱	امرہ	امرءٖ
۳۲۰	۴	سنہ ۱۳۰۷ھ	سنہ ۱۳۰۷ھ
〃	۹	بہت ہوا	بہت طول ہو
〃	۱۰	عبدالمجید	عبدالمجید
۳۲۲	۱۵	بلکہ سحلت	بلکہ سحلت

اعلان عام بنجوائی قانون بستم ۱۸۷۸ء کوئی صاحب یا اہل مطبع بلا اجازت مصنف قصد طبع رسالہ ہذا نہ فرمائین